

فتاویٰ نورینہ

مفت محمد نور الدین صاحب

مفت محمد نور الدین صاحب

دارالعلوم خدیوہ پٹنہ
بیت اللہ

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله

فتاویٰ نور

جلد سوم

حکیم

مفتی محمد نور محمد صاحب دینی و علمی خدمات
مفتی محمد نور محمد صاحب دینی و علمی خدمات

تہذیب و تمدن

مفتی محمد نور محمد صاحب دینی و علمی خدمات
مفتی محمد نور محمد صاحب دینی و علمی خدمات

زمرہ

شعبہ تصنیف و تالیف دارالعلوم حنفیہ فریدیہ
بصیر پور، ضلع اوکاڑہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين

والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

وآلِهِ الطيبين الطاهرين



کتاب	---	فتاویٰ نوریہ
جلد	---	سوم
تصنیف	---	فقیر اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی رحمہ اللہ
ترتیب	---	(صاحبزادہ) محمد محبت اللہ نوری
اشاعت اول	---	ذوالحجہ المبارک ۱۴۰۳ھ / ستمبر ۱۹۸۲ء
اشاعت دوم	---	شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ / جنوری ۱۹۹۳ء
اشاعت سوم	---	محرم الحرام ۱۴۲۰ھ / اپریل ۱۹۹۹ء
اشاعت چہارم	---	جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ / جولائی ۲۰۰۵ء
اشاعت پنجم	---	ذیقعد ۱۴۳۰ھ / اکتوبر ۲۰۰۹ء
صفحات	---	۶۷۲
مطبع	---	
ناشر	---	شعبہ تصنیف و تالیف

، لاہور

دارالعلوم خفیہ فریدیہ بصر پور (اوکاڑا)

۳۰۰ روپے

فتاویٰ نوریہ کے سٹاکسٹ

ISBN 969 9079 08 5



۱۔ انجمن حزب الرحمن، بصر پور شریف ضلع اوکاڑا

۲۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، منج بخش روڈ، لاہور

۳۔ فریڈ بکسٹال پبلی کیشنز، 38- اردو بازار، لاہور

۴۔ شمیم برادرز پبلی کیشنز، 40- اردو بازار، لاہور

۱۴۴۱ھ / ۲۰۲۰ء / ۰۵/۰۴ / ۱۵ء = فنگل و جمادی الاول

نقش آغاز

جلد سوم کا یہ ایڈیشن اندر رب العزت (جل جلالہ) و عمرہ و حج - ۱۹۸۷ء

اور اس کی توفیق خاص سے پیش خدمت ہے۔

قادی نوریہ کی پہلی دو جلدوں کے اب تک پانچ ایڈیشن پمپ پٹ ہیں۔ یہ جلدیں طہارت، نماز، مساجد، زکوٰۃ، عشر، وصیت، ہلال، روزہ، احکام، حج، رخصت اور نکاح وغیرہ عبادات و احکامات پر مشتمل ہیں جبکہ اس میں طلاق، نكاح، حرام، جانور، قربانی، عقیقہ، تغیر اور خضر و اہانت سے متعلق ۲۰۳ فتوے ہیں جن میں سینکڑوں احکامات و جزئیات کی تفصیل موجود ہے۔

کتاب الفخر، الاباح کی داخلی ترتیب بدل کر جدید مسائل کو ان کی اہمیت و پیش نظر ابتدا میں جگہ دی گئی ہے۔ نیز عورتوں کے لئے تعلیم کتابت کے جواز پر تحقیقی رسالے "الاتقاء فی حوار تعلیم الکتابت للنساء" اور انتقال خون کے بارے میں فتوے کی عربی عبارات کے ترجمے کے ساتھ از سر نو کتابت کرائی گئی ہے۔ جس سے ان کی افادیت بڑھ گئی ہے۔

قارئین کی سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے ابتدا میں مسائل کی ایک جامع فہرست

میرا یہ کتاب ہے۔ اس سے بہت سے لوگ اور کھنڈ مراجع کی فہرستیں لکادی گئی ہیں۔
 یہ مراجع اس کتاب میں بوالہ صحت مقدم و حسن طباعت، مصنفین اور ان کے
 اس کی تصنیف میں ہے۔

ان کی ترتیب نہایت سہولت سے ہے۔ ناظر محض عرفان اللہ اشرفی فی عقل دار العلوم حنفیہ
 دہلیہ سے مرسل ہے۔ کہ باقی تمام فہرستیں اور حوالہ جات کی اصل مراجع سے
 سو بقت۔ تصحیح کا کام علی بن علی محمد حنف اللہ نوری اشرفی مدرس دارالعلوم جہان
 میں جہان آباد سے کیا ہے۔ مولانا حافظ محمد اسد اللہ نوری ناظم تعلیمات
 حیدرآباد۔ باب یک میں تصدیق۔ مولانا صاحبزادہ محمد فیض المصطفیٰ نوری
 مولانا محمد یوسف علی سے جلد چھٹی اس پر پڑی خوش اسلوبی سے انجام دیئے جبکہ علامہ
 محمد علی قصورن، مولانا تابش قصورنی، پروفیسر خلیل احمد نوری (لاہور) اور مولانا عزیز
 محمد علی (قصور) نے اپنی اپنی دوسری داریوں کو نبھایا۔ قائد اعظم لاہوری لاہور کے
 ریسرچ آفیسر محترم عبد الرحمن بخاری نے "فتاویٰ نوریہ کا علمی مقام" کے عنوان
 سے اپنے تاثرات قلم کئے۔

ما حق علی علیہ السلام تمام حضرات کو اجر عظیم سے نوازے اور فتاویٰ نوریہ
 سے مومن و فاضل و ستمانیان کے کلب و زبان کو مستبصر فرمائے۔

محمد نجیب اللہ نوری

۲۰ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ

۰ جنوری ۱۹۹۴ء

مولانا علامہ الحاج صاحبزادہ محمد محبت مدظلہ العالی، ایک وقت دارالعلوم سے تعلق رکھنے والی
داخلی و خارجی امور کو انجام دینے کے ساتھ ساتھ تدریس و فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔ انھیں
حزب الرحمن کی تحریری و تقریری سرگرمیوں میں برابر دلچسپی رکھتے ہیں، تحریر و تقریر میں مدد حاصل
ہے، انسان حیران ہوتا ہے کہ اتنی مختصر سی عمر میں ان گنت ذمہ داریوں سے حدود نہ ہونا ممکن نہیں
تو مشکل ضرور ہے۔۔۔۔۔ میں پھر یوں سمجھ لیجئے کہ آپ حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کی زندہ
کرامت ہیں۔۔۔۔۔ اختصار و اس میں گہرے ور نہ آپ کا تفصیلی تعارف پیش کرتا ہوں، چند اہم توہن پر
نظر دوڑائیے اور آپ کی محنت، لگن، کما کر دگی، فرائض کی لوائش اور مومنانہ فرست کی
دیکھیں۔۔۔۔۔

۱۰ مئی ۱۹۵۸ء / ۲۰ شوال ۱۳۷۷ھ بروز ہفتہ مولانا صاحبزادہ محمد محبت مدظلہ العالی صاحب لونی
مدظلہ پیدا ہوئے، تقریباً انیس سال کی عمر میں جملہ علوم و فنون اسلامیہ کی تکمیل پر۔ ۱۹۷۹ء میں
دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بھرپور شریف اور تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کی طرف سے فہرست
سندیں حاصل کیں۔۔۔۔۔ بیس سال کی عمر میں نائب مستم کے فرائض سنبھالے۔۔۔۔۔ دارالعلوم
کے انتظام و انصرام کے لئے حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ اور آپ کے مدد اور اکبر حضرت مولانا غلام
الرحمہ نے عملی تربیت شروع فرمادی تھی۔۔۔۔۔ فارغ التحصیل ہونے سے ایک سال قبل ۱۹۷۶ء
میں پہلی مرتبہ حج کعبہ کی سعادت اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کی نعمت عظمیٰ سے سرفراز
ہوئے۔۔۔۔۔ جب کہ ۱۹۸۲ء میں دوبارہ گنبد خضراء اور بیت اللہ کی زیارت سے مشرف
ہوئے۔۔۔۔۔

۱۳ فروری ۱۹۸۱ء / ۸ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ کو فقیہ اعظم علیہ الرحمہ نے فضائے دارالعلوم
کے کثیر اجتماع میں دارالعلوم کے مستم کے عہدہ جلیلہ کی تحریری سند دی، نیز ۱۵ جون ۱۹۸۹ء کو ستر
خلافت سے فوازا۔۔۔۔۔

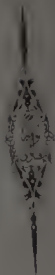
الحمد للہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ محمد محبت اللہ نوری دامت برکاتہم العالیہ اپنے والد ماجد کا حقیقی
ور و عانی عکس نورانی بن کر جملہ امور کو حسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔۔۔۔۔

فہرست

فہرست

مشمولات

۱۷	فہرست ابواب
۲۶ تا ۱۹	فہرست مسائل
۷۲ تا ۶۵	سیدی فقیر اعظم (مختصر سوانح حیات)
۸۰ تا ۷۳	قلوئی نوریہ کا علمی مقام
۶۳ تا ۸۱	قلوئی نوریہ
۶۳ تا ۶۳	فہرست آیات کریمہ
۶۵ تا ۶۴	فہرست احادیث مبارکہ
۶۷ تا ۶۷	فہرست مکتبہ و مراجع



فہرست

کتب والوای فقاویٰ نوریہ جلد سوم

۸۳	کتاب الطلاق
۸۹	باب طلاق المصبی (بچے کی طلاق)
۹۳	باب طلاق المجنون والمعمی علیہ (پاکل و مدہوش کی طلاق)
۹۷	باب الطلاق فی الغضب (غصے کی حالت میں طلاق)
۱۰۵	باب طلاق الحوامل (حالت حمل میں طلاق)
۱۰۳	باب طلاق المکره (مجبور کی طلاق)
۱۱۷	باب کتاب الطلاق (تحریری طلاق)
۱۲۹	باب الفاظ الطلاق (انفاظ طلاق)
۱۳۵	باب الطلاق بالشروط (معلق و مشروط طلاق)
۱۴۱	باب الحلال (تین طلاقوں کے بعد حلت کی صورت)
۱۴۷	باب تفریق القاضی

۳۳۳	باب نظر ایوی کوں بہن و فیرو محرمات نے مصو محرمات تشبیہ و بنا
۳۳۹	باب العدة
۳۷۵	کتاب الذمانع ازک کے مسائل
۳۰۹	باب مایو کل لحم و مالا یو کل احلا و حرام جانور
۳۳۱	کتاب الاضحیہ (قرانی)
۳۹۳	باب العقیة
۵۰۵	کتاب التمزیر
۵۲۵	کتاب الحظرو الاماحة



فہرست مسائل فتاویٰ نوویہ

نمبر	مسائل	صفحہ
	طلاق	۸۳
	تعارف کتاب الطلاق	۹۰
	باب طلاق السبی	۹۹
۱	علامات بلوغ ظاہر نہ ہوں تو پندرہ سالہ لڑکا بالغ شمار ہو گا	۹۱
۲	احکام انزال اور حمل بلوغ کی علامتیں ہیں	۹۲
۳	نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی	۹۲' ۹۳' ۹۳'
		۹۸' ۹۶
۴	تین شخص مرفوع القلم ہیں۔ سویا ہوا بچہ اور دیوانہ	۹۴
۵	نابالغ بچہ طلاق نہیں دے سکتا اور اس کے ولی کو بھی اس کی طرف سے طلاق کا اختیار نہیں	۹۴
		۹۴
۶	نکاح کی گروہ شہیر کے ہاتھ میں سے	۹۴
۷	الطلاق لمن اخذ مالمساق	۹۵' ۹۴' ۹۴
		۳۷۳
۸	طلاق وہی دے سکتا ہے جو مجامعت کا حق دار ہے	۹۵



صفحہ	مسائل
۹۵	۱۔ واپس پڑنے والے طلاق معتبر نہ ہونے کی حکمت
۱۰۰-۹۷-۹۶	۲۔ نبیؐ نے کچھ اور یہ سب اہل حق ہو طلاق میں دے سکتا
۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳	۳۔ اگر طلاق اور لڑکی شہابیہ ہیں تو اگرچہ طلاق بلوغ ظاہر نہ ہوں
۱۰۷	۴۔ بارہ سالہ لڑکا باغ ہو سکتا ہے
۱۰۷	۵۔ سن لڑکی طلاق نہ پائی جائے تو چودہ سالہ لڑکا باغ ہے
۱۰۷	۶۔ سن سے پہلے شرعی طور پر قمری سال کا اعتبار ہے
۱۰۹	۷۔ طلاق بلوغ
۱۰۹	۸۔ سن بلوغ سے پہلے شرعی طور پر قمری سال کا اعتبار ہے
۱۰۹	۹۔ قمری سال ایسی اور انگریزی سال سے تقریباً دس دن چھوٹا ہوتا ہے
۱۱۰	۱۰۔ کوئی شخص اپنی بیوی کو خود طلاق دے اس کے باپ کو یہ حق حاصل نہیں
۱۱۳	باب طلاق الجنون والمغنی علیہ
۱۱۸	۱۱۔ طلاق نہ لے کر مصلحتی درستی شرط ہے
۱۱۸	۱۲۔ جس شخص کا جنون مدہوشی اور اختلال عقل ایک بار ثابت ہو جائے
۱۱۸	۱۳۔ وہ اپنی جانب منسوب نکاح طلاق کے جب اب میں مدہوشی کا حلیفہ
۱۱۸	۱۴۔ یاں دے تو طلاق منسوخ نہیں ہوگی
۱۱۸	۱۵۔ پاگل کی طلاق نہیں پڑتی
۱۱۸	۱۶۔ میرا نہیں بھگت اور شیش وغیرہ کے نشہ میں دی گئی طلاق واقع ہو
۱۱۸	۱۷۔ باقی ہے
۱۳۰	باب طلاق فی الغضب
۱۳۷	۱۸۔ نکاح مصلحت میں طلاق باقی ہے



نمبر	مسائل	صفحہ
۲۴	غصہ کی حالت میں طلاق ہو جائے گی اگرچہ نیت کا صریح اقرار نہ ہو۔	۳۰
۲۵	انت طال (سکون لام سے) حالت رضا میں طلاق نہیں اور غضب میں طلاق ہے۔	۳۰-۳۱
۲۶	انت طال (بکسر لام) کہے تو بلا نیت طلاق بن جائے گی۔	۳۱-۳۲
۲۷	غصہ کی شدت میں طلاق کا لفظ صحیح اور نہ کر سکتے بلکہ "طالق" "طلاغ" "طلاک" "طلاک" "طلاک" کہے تب بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔	۳۱-۳۲
۲۸	ایسے متعدد کلمات کنایہ بلکہ صریح بھی ہیں جو غصہ کی وجہ سے پورے اور نہ کہے گئے ہوں حالت غضب میں طلاق کا باعث ہیں اور حالت رضا میں نہیں۔	۳۲
۲۹	صریح کنایہ سے قوی تر ہے۔	۳۲
۳۰	غصہ منافی طلاق نہیں بلکہ ارادہ طلاق کی دلیل ہے۔	۳۲-۳۳
۳۱	بیوی سے کہے "تجھے طلاق" طلاق "طلاق"۔ اگر مدخلہ ہے تو طلاق مظنہ ہوگی اور اگر خلوت صحیحہ نہیں تو بلا حلالہ نکاح ہو جائے گا۔	۳۳
۳۲	عورت کو غصہ میں کہا "تجھے چاروں مذہبوں میں حرام کیا" تو ایک طلاق بائن ہوگی۔	۳۹
۳۳	حرام کہتے ہوئے تین کی نیت تھی تو تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔	۳۹
۳۴	بمالت غصہ طلاق کی نیت سے زمین پر لکیر کھینچتے ہوئے یوں کہے "یہ	

نمبر	مسائل	نمبر
۱۳۱	ایک یہ دو یہ تین "تو طلاق مغلط ہوگی	
۱۳۰	ائمہ دین نے غصے کو طلاق کے ارادے کی دلیل قرار دیا ہے	۳۵
۱۳۲	بیوی کو لڑائی میں تین مرتبہ "میں نے اس کو طلاق دی" کہا، طلاق مغلط واقع ہوگی	۳۶
۱۳۵	باب طلاق الحوامل	
۱۳۸	ایک وقت تین طلاقیں ہو سکتی ہیں مگر طلاق واقع ہو جاتی ہیں	۳۷
۱۳۸	حاصلی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے	۳۸
۱۳۸	طلاق عند اللہ انقض الحلال ہے	۳۹
۱۳۹	چاروں اماموں کے نزدیک حاملہ پر طلاق واقع ہو جاتی ہے	۴۰
۱۵۰	شرعاً حاملہ کو بھی طلاق دی جاسکتی ہے	۴۱
۱۵۰	حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنی حاملہ بیوی کو طلاق دی جسے حضور ﷺ نے برقرار رکھا	۴۲
۱۵۱	حاملہ کی طلاق کے جواز میں ابن عباس اور عبداللہ بن مسعود کی روایتیں	۴۳
۱۵۳	باب طلاق المکرہ	
۱۵۶	طلاق کی نسبت عورت کی طرف نہ ہو تو طلاق نہیں ہوتی	۴۴
۱۵۶	اکراہ کی صورت میں تحریر غیر معتبر ہے	۴۵
۱۵۶	تحریری طلاق نامہ پر جبراً انگوٹھا لگوانے یا دستخط کرانے سے طلاق نہیں ہوتی	۴۶
۱۵۶، ۱۵۸، ۱۶۲	طلاق، الفاظ طلاق بولنے، بلا جبر و اکراہ لکھنے یا لکھے ہوئے پر سمجھتے	۴۷



نمبر	مسائل	صفحہ
	ہوئے دستخط کرنے یا انگوٹھا لگانے سے واقع ہوتی ہے	۵۸
۳۸	عورت کے نام و نسب سمیت جبری طور پر ناصوابی معنی طلاق نہیں پڑتی	۱۶۰: ۵۹
۳۹	صرف حرام حرام کہنے سے طلاق نہیں پڑتی	۶۳
۵۰	کسی کو ذرا دھکا کرنا ہی مرضی کے خلاف کام کرنے پر مجبور کرتا	۲۵۰
	مخصوص شرائط سے شرعاً اکراہ ہے	
۵۱	اکراہ کے اقسام اور اس کی شرائط	۲۵۰
۵۲	اکراہ کی صورت میں بادل خواست طلاق ٹالے پر دستخط کرنے سے	۲۵۹
	طلاق نہیں ہوتی	
	باب کتابۃ الطلاق	۶۰
۵۳	کاتب کو یہ کما کر میری بیوی کو طلاق لکھ دے اگرچہ وہ نہ کہے طلاق	۱۰۰: ۱۰۱
	واقع ہو جائے گی	
۵۴	عورت کو کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے اور نیت تمین کی کرے تو طلاق کے	۱۷۳
	بغیر انکار نہیں ہو سکتا	
۵۵	عورت کی طرف طلاق کی نسبت مراعت ضروری نہیں	۱۳۱: ۷۳
۵۶	کسی شخص کو یہ کہنا کہ طلاق لکھ دے اگر نیت آیت کی ہو تو ایک	۷۵
	طلاق بنتی اور اگر تمین کی نیت کرے تو مفقود ہوتی۔	
۵۷	طلاق میں 'کاغذ لکھنا کوئی شرط نہیں	۲۰۸
۵۸	اگر "طلاق لکھ" کے الفاظ سے نیت صرف امر کتابت کی ہو تو طلاق نہ	۱۷۳
	ہوگی	
۵۹	محض ذرا دھکا کرنا یا زبانی ہی معنی طلاق واقع ہو جاتی ہے	۱۶۵



صفحہ	مسائل	رد
۱۸۱	باب غلطہ العلق	
۱۸۳	"میں نے تجھے تین دفعہ طلاق دے دی" کہنے سے طلاق مغلطہ واقع ہو گی	۶۰
۱۸۶	بیوی کو کہے "تجھے سو طلاق" تین واقع ہوئیں اور باقی لغو گئیں	۶۱
۲۸۹، ۱۸۶	اس سلسلہ میں حضرت ابن عباس کا فتویٰ	۶۲
۱۸۷	تیسرے صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ کا مستفاد مذہب یہ ہے کہ ایک مجلس یا ایک لفظ میں تین یا تین سے زائد طلاقیں دی جائیں تو تین واقع ہوں گی	۶۳
۱۸۹	طلاق صریح بلا نیت واقع ہو جاتی ہے	۶۴
۱۹۰	طلاق صریح کا لفظ دو مرتبہ بولنا اور دوسری مرتبہ پہلی کی تاکید کی نیت کی تو دینا نہ ایک اور تضاء و دو طلاقیں واقع ہوں گی	۶۵
۱۹۳	طلاق کے بارے میں ایک مفتی کا فتویٰ	۶۶
۱۹۳	فتویٰ مذکور کا جواب	۶۷
۱۹۳	زوج کا بیوی کو "چلی جا" کہنا طلاق صریح نہیں البتہ نیت سے طلاق بائن بن سکتا ہے	۶۸
۱۹۳	زوج نے بیوی سے کہا "تیرا میرا گزارہ نہیں ہو سکتا اور نہ میں تجھے رہنا چاہتا ہوں" بلا نیت حالت رخصت و غضب میں طلاق نہیں	۶۹
۱۹۷	بیر کا بیوی کے بارے میں کہنا "میرا اس پر کوئی حق نہیں جہاں چاہے" سے "مذا" طلاق اور ناراضگی کی حالت میں بلا نیت طلاق	۷۰



صفحہ	مسائل	نمبر
۲۰۰	"حرام" کا لفظ عرف عام میں طلاق صریح بن چکا ہے	۷۱
۲۰۰	"میرے گھر سے چلی جا" کنایہ طلاق ہے	۷۲
۲۰۳	"تو میری ماں بہن ہے" میرے گھر سے نکل جا "کنایہ ایک طلاق بائن ہے	۷۳
۲۰۶	"گھر سے نکل جا" کے الفاظ بلا نیت طلاق نہیں	۷۴
۲۰۶	"میں نے تجھے چھوڑ دیا" یہ "للتک" کا ترجمہ اور طلاق صریح ہے	۷۵
۲۰۹	"میری عورت مجھ پر حرام ہے" کہنے سے بلا نیت ایک طلاق بائن واقع ہوگی	۷۶
۲۱۰	"حرام حرام" کہتے ہوئے پہلے "حرام" سے تین طلاقیں کی نیت تھی	۷۷
۲۱۵	تو تین در نہ ایک طلاق بائن ہوئی	
۲۱۰	طلاق رجعی کے بعد طلاق بائن واقع ہو سکتی ہے اگر پہلے بائن واقع ہو چکی تو اس پر دوسری بائن نہیں واقع ہوتی	۷۸
۲۱۳	لفظ حرام سے طلاق بائن واقع ہونے کے بارے میں شامی کی ایک عبارت پر اشکال کا جواب	۷۹
۲۸۹	"میرے اوپر تو حرام ہے" کا جملہ صریح طلاق ہے	۸۰
۲۱۷	خاند کا بیوی کو کہنا کہ تم جہاں چاہو اپنا حق کر سکتی ہو 'طلاق ہے	۸۱
۲۱۸	طلاق اصل میں بولنے سے ہوتی ہے	۸۲
۲۱۹	لفظ "چھوڑی" صریح طلاق نہیں بلکہ کنایہ ہے	۸۳
۲۱۹	طلاق کے صریح لفظ کی تعریف	۸۴
۲۹	طلاق کے کنایہ لفظ کی تعریف	۸۵



نمبر	مسائل	صفحہ
۸۶	کنایہ کے ساتھ نیت طلاق یا قرینہ طلاق ہو تو ایک طلاق بائن ہوگی	۲۲۰
۸۷	کنایہ طلاق کی تکرار سے ایک طلاق بائن ہوگی	۲۲۰
۸۸	تین طلاقیں کے بعد رجعت ہرگز نہیں	۲۲۰
۸۹	لفظ ”چھوڑی“ میں کئی احتمال ہیں	۲۲۲
۹۰	احتمال کی صورت میں مراد کا متعین کرنا قائل کا حق ہے	۲۲۲
۹۱	استقبالی الفاظ طلاق نہیں بن سکتے	۲۲۳
۹۲	صریح طلاق کے لفظ کی تعریف و تحقیق	۲۲۳
۹۳	سومعن البحر والندر والطحطاوی باعثة قلته القدر	۲۲۵
۹۴	لفظ حرام اگرچہ کنایہ ہے مگر عرف حادث کی وجہ سے بلا نیت بھی طلاق بائن واقع ہو جاتی ہے	۲۳۰
۹۵	کنایہ طلاق میں نیت یا قرینہ شرط ہے	۲۳۳
۹۶	”بیوی اس کے باپ کے گھر چھوڑی“ صریح نہیں بلکہ کنایہ ہے	۲۳۳
۹۷	قولہ ”بالفارسیہ“ مراد بہا غیر العربیہ	۲۳۵
۹۸	بائن طلاق بائن کو لاحق نہیں ہوتی	۲۳۶
۹۹	بیوی کو ”حرام حرام حرام“ میری ماں اور بہن ہے ” کہنے سے ایک طلاق بائن ہے باقی نہیں ہے۔	۲۳۷
۱۰۰	طلاق طلاق طلاق کے بعد ”میں طلاق دوں گا“ کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی	۲۳۹
۱۰۱	نسبت الی الزوج کے بغیر کسی بھی لفظ سے طلاق نہیں	۲۳۹
۱۰۲	تین بار حرام حرام حرام کہنا صرف ایک طلاق بائن ہے	۲۴۲



نمبر	مسائل	صفحہ
۱۰۳	"تو مجھ پر حرام ہے" میں تین کی نیت معتبر ہے	۲۴۲
	باب الطلاق بالشرط	۲۴۹
۱۰۴	زون نے بوقت نوح یہ شرط لگائی کہ "اگر میں اپنی بیوی کو اس کے والدین کی مرضی سے خلاف کسی جگہ نمہ اور طلاق" شرط دیاں تھیں تو طلاق واقع ہو جائے گی	۲۵۲
۱۰۵	اگر طلاق کو کسی شرط سے مشروط کرے تو وقوع شرط کے بعد طلاق واقع ہو جائے گی	۲۵۲، ۲۵۳
۱۰۶	"میں نے اپنے بھائی سے کہا" اگر میں تمہیں رشتہ دوں تو میری بیوی کو طلاق"۔ رشتہ کرنے کی صورت میں طلاق رجعی پڑے گی	۲۶۱
۱۰۷	"میں نے بیوی سے کہا" اگر تو بیوی ہے تو تجھے طلاق طلاق طلاق" زیر عقل، درست ہے تو طبق مغلط واقع ہوگی	۲۶۲
	طلاق ثلاثہ اور صحاح	۲۶۵
۱۰۸	تین طلاقیں سینے والے نے کئے ان کی مطلقہ تمہیں شرعی سے بغیر صحاح نہیں	۲۶۷
۱۰۹	فاطمہ نے تین سے نکاح کر کے تین وقت تین سے تین سے حضور علیہ السلام نے انہیں معتبر رکھا	۲۶۸
۱۱۰	حضرت ابن عباس سے ہے کہ حضرت عمر کا فتویٰ بھی یہ ہے کہ اگر ایک لفظ سے تین یا تین سے زیادہ طلاقیں دی جائیں تو تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں	۲۶۸

مسائل

نمبر

۲۶۸

رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہم حضرات کا فتویٰ ہے کہ غیر مذلولہ کو ایک

نقطہ سے تین طلاقیں دی جائیں تو مطلقہ کے طور پر واقع ہو جاتی ہیں

۲۶۹

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتوے کو صحابہ کا تسلیم کرنا اجتماع کے حکم میں

ہے

۲۶۹، ۲۷۳

صحابہ کرام، تابعین، ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا یہ مذہب ہے کہ تین

۲۷۳

طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں

۲۶۹

کسی مفتی کا یہ قول کہ "تین طلاقیں دینے والا ساٹھ روزے رکھے یا

ہاول کھادے تو کافی ہے" فتویٰ نہیں قند ہے

۲۷۲

نکاح بشرط تحلیل اگرچہ مکروہ تحریمی ہے مگر مفید چلت ہے

۲۷۳، ۲۷۴

مطلقہ بتطبیقات ثلاثہ کا نکاح بلا تحلیل نہیں ہو سکتا۔

۲۷۶، ۲۷۵

۲۸۲، ۲۸۳

۲۹۳

۲۷۵

"نسخہ اسناد سے حضرت ابن عباس کا فتویٰ کہ اکٹھی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں

۲۷۵

اس مضمون پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فتویٰ مبارکہ کی دس حدیثوں کا حوالہ

۲۷۵

اس فتویٰ پر تین و اشباہ سے ثانی جواب میں حوالہ جات

۲۷۶

صالح بن عبد اللہ، قونین، حضرات ابن مسعود، ابن عمر، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم کے فتوے

نمبر	مسائل	صفحہ
۱۲۱	حضور ﷺ سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے دیں تو آپ نے فتویٰ دیا کہ تین واقع ہو گئیں اور باقی لغو گئیں	۲۷۶
۱۲۲	دو بائن طلاقیں کی صورت میں حلالہ کی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں اگر وہ مرد، عورت نکاح کرنا چاہیں تو ایسے نکاح سے روکنے والا سخت گناہگار ہے	۲۷۹
۱۲۳	دخول و غلوت سے پہلے الگ الگ تین طلاقیں دینے تو پہلی — ساتھ بائن ہو جائے گی اور دوسری، تیسری نہیں پڑتی اور نہ تہتم بھی نہیں	۲۸۰
۱۲۴	حلالہ کے بعد پہلے خاوند سے نکاح جائز ہے	۲۸۱
۱۲۵	شرعاً حلالہ کے لئے شرط یہ ہے کہ نکاح صحیح کے ساتھ ایک مرتبہ جماعت ہو جائے	۲۸۳
۱۲۶	زوج ثانی (محلل) جماع کا انکار کرے اور عورت بیعت کا دعویٰ کرے تو عورت کا قول معتبر ہے	۲۸۳
۱۲۷	تین طلاقیں کی صورت میں بلا حلالہ پہلے خاوند سے نکاح نہیں ہو سکتا	۲۸۷
۱۲۸	حضرت ابن عباس نے ہزار طلاقیں دینے والے کو فرمایا کہ تین واقع ہو گئیں اور باقی لغو گئیں	۲۸۹، ۱۸۹
۱۲۹	غصہ کی حالت وقوع طلاق سے مانع نہیں	۲۸۹
۱۳۰	ائمہ و مشائخ نے تصریح کی ہے کہ غصہ ارادۂ طلاق کی علامت ہے	۲۸۹
۱۳۱	ایک یا دو طلاقیں ہوں تو دوبارہ بلا حلالہ نکاح جائز ہے	۲۸۷، ۲۸۷
۱۳۲	ایک مفتی کا فتویٰ جس میں بیک وقت تین طلاقیں کو طلاق رجعی قرار	



نمبر	مسئلہ	صفحہ
	دیا گیا ہے	۲۹۸
۱۳۳	نہ کو رہ فتوے کا رد	۲۹۹
۱۳۴	طلاق ثلاثہ کے بارے میں حضرات صحابہ کرام کا فتویٰ	۲۹۹
۱۳۵	رکانہ بن عبد یزید کی طلاق کے بارے میں ابن عباس سے منقول روایت قابل استدلال نہیں	۳۰۰
۱۳۶	رکانہ کی اولاد راوی ہے کہ رکانہ نے ایک طلاق دی تھی	۳۰۰
۱۳۷	بلا حلالہ دو سرانکاح کرنے والے مستحق سزا ہیں	۳۰۲
۱۳۸	طلاق ثلاثہ کے بعد حلت کی صورت	۳۰۳ ۳۰۸
۱۳۹	بیک وقت تین طلاقیں دی جائیں تو موثر ہو جاتی ہیں	۳۰۷
۱۴۰	ایک آدمی اپنی بیوی کو بار بار طلاق دیتا ہے، تیسری بار طلاق کے بعد عورت حرام ہو گئی	۳۱۱
۱۴۱	طلاق بان کی صورت میں بلا حلالہ نکاح درست ہے	۳۱۳
۱۴۲	غیر مدخولہ عورت کا ایک یا دو طلاقوں کی صورت میں حلالہ کے بغیر نکاح ہو سکتا ہے	۳۱۹
۱۴۳	غیر مدخولہ کو ایک لفظ سے اسٹھی تین طلاقیں دی جائیں تو بلا حلالہ نکاح نہیں ہو سکتا	۳۱۹
۱۴۴	غیر مدخولہ کو اگر الگ الگ تین طلاقیں دی گئیں تو حلالہ کی ضرورت نہیں کیونکہ صرف ایک طلاق واقع ہوئی	۳۱۹
	باب تفریق النکاحی	
۱۴۵	نکاح خاند کے قبضہ میں ہے۔ دو سر شخص عورت کو نکاح سے بری	۳۲۱



نمبر	مسائل	صفحہ
	نہیں کر سکتا	۳۴۳
۱۴۶	بند کو اس نے والد نے چسپاں بنایا۔ عمرو نے نکاح سے منع کیا۔	۳۴۵
	بری کر کے بکرت نکاح کر دیا۔ اس صورت میں یہ دوسرا نکاح درست نہیں بلکہ عمروت ہی قائم رہے گا	
۱۴۷	عدالتی قانونی حاصل کردہ طلاق پر بغض صورتوں میں نکاح ہو سکتا ہے	۳۴۰
۱۴۸	یونین کو نسل میں دی گئی طلاق کا اعتبار صرف گھر، نسبت کا قانون ہے	۳۴۳
	باب الفہار	۳۴۳
۱۴۹	یہودی کو کہا "تو میری ماں" بہن ہے "یہ ۵۰۰۰ فہار ہے اور۔۔۔"	۳۴۵
	طلاق بلکہ لغو ہے	
۱۵۰	کلام نہ کر کے بارے میں اختلاف نظر ہے، اختلاف طلاق صحیح بات ہے	۳۴۵
	اصل	
۱۵۱	اس فتوے پر استاذ العلماء حضرت مولانا فتح محمد صاحب ماہ نقوی	۳۴۹
	لیکھ علماء کی تائید و تصدیق	
۱۵۲	صاحب ماہ سن کسنا طلاق نہیں	۱۶۲
۱۵۳	یہودی لڑکا لڑکی کو تہنہ سے لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر	۳۴۰
۱۵۴	ماں میں لڑکا با تشبیہ فہار میں متعلقہ لغو ہے	۳۴۲
۱۵۵	ایک عورت جس کے ساتھ کھان کھانے کے برابر ہو اس کے غصہ	۲۲
	محرم سے تشبیہ دینا فہار ہے	
۱۵۶	ایک آدمی نے زمین پر تین لکیریں کھینچ کر کہا "تو میری ماں بہن	



صفحہ	مسائل	نمبر
۳۳۳	بے ۳۔ محض موت	
۳۳۳	بیوی کو ماہ میں کتنا عرصہ ہے جس سے تو بہ ضروری ہے	۵۷
۳۳۹	باب اعدۃ	
۳۵۱	عقد مہر کی مدت تین ماہ ہے مہر کو دورانِ مدت حیض آگیا تو	۵۸
	تین حیض پورے کرے	
۳۵۲'۱۰۰	مطلقہ فیہ خول کا نکاح مدت کے بغیر درست ہے	۱۵۹
۳۶۹'۳۶۶		
۳۵۳	من ایس کو چہنچے سے پہلے جس عورت کا حیض بند ہو جائے اس کی	۱۶۰
	مدت کا حکم	
۳۵۴	اس سلسلہ میں ائمہ کا اختلاف	۱۶۱
۳۵۴	من ایس پچپن سال ہے	۱۶۲
۳۵۶	حیض والی عورت کی مدت تین حیض اور حاملہ کی مدت وضع حمل	۱۶۳
	سے	
۳۵۷	بائذ غیر حاملہ کی مدت یہ ہے کہ طلاق اول کے وقوع کے بعد تین	۱۶۴
	حیض پورے ہو جائیں	
۳۵۸	غیر حاملہ حیض والی کی مدت تین حیض ہیں	۱۶۵
۳۶۰'۳۵۷	تین حیض ساتھ دونوں میں پورے ہو سکتے ہیں	۱۶۶
۳۶۳	حاملہ مطلقہ کی مدت وضع حمل سے پوری ہوگی	۱۶۷
۳۶۸'۳۶۵	حاملہ عورت کی مدت وضع حمل ہے اگرچہ حمل زنا کا ہی ہو	۱۶۸
۳۷۱	طلاق سے خارجہ ان مدت رائج ہو سکتا ہے	۱۶۹

نمبر	مسائل	صفحہ
------	-------	------

۱۷۰	مطلقہ بابت سے طلاق دہندہ دوران عدت اور بعد از عدت نواح رکھتا ہے	۱۷۰
۱۷۱	ایک بائن طلاق دینے کے بعد دوسری طلاق بائن دوران عدت واقع نہیں ہو سکتی	۱۷۱
۱۷۲	امام اعظم کے نزدیک عورت کی عدت ساٹھ دن میں پوری ہو سکتی ہے	۱۷۲
۱۷۳	حسب تصریح مخرومہ ب ایک سو بیس دن میں دونوں عدتیں پوری ہو سکتی ہیں	۱۷۳
۱۷۴	عورت جب انقضائے عدت کا دعویٰ کرے اور مدت احتمال رکھتی ہو تو انکار نہ کیا جائے	۱۷۴
	مختلف مسائل طلاق	
۱۷۵	سادہ کاغذ پر دستخط کرانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی	۱۷۵
۱۷۶	لفظ حرام باعتبار عرف طلاق مرتع ہے	۱۷۶
۱۷۷	تین بار "حرام" حرام "حرام" کہنے سے ایک ہی بائن طلاق واقع ہوگی	۱۷۷
۱۷۸	بیوی کو تین مرتبہ کہا "تو مجھ پر حرام ہے" طلاق کا ارادہ نہ ہو جب بھی ایک طلاق بائن ہوگی	۱۷۸
۱۷۹	طلاق بائن کے ساتھ بائن لاحق نہیں ہوتی	۱۷۹
۱۸۰	اضافت الی الطلاق مراعات شرط نہیں بلکہ مفہوم بھی کافی ہے	۱۸۰
۱۸۱	طلاق دے کر معافی نامک لینے کا کوئی مسئلہ نہیں	۱۸۱
۱۸۲	طلاق میں محض احتمال استقبال معزز نہیں	۱۸۲
۱۸۳	بیوی بھی قاضی کے حکم میں ہے	۱۸۳



مسائل

صفحہ

نمبر

۱۹۹، ۲۰۱

۲۱۳، ۲۱۵

۱۹۹

۲۲۲، ۲۲۴

۲۲۸

۲۵۶

۲۵۶

۲۶۳

۲۷۲

۲۷۲

۲۷۳، ۲۷۴

۲۷۵، ۲۷۷

۲۸۳

۳۱۵

۳۶۳

۳۷۵

۳۷۹

لا یسحق اسانس اسانس

الاسانس یسحق اصربیع لاسانس

نسبت کے بغیر طلاق نہیں ہو سکتی

است طالق قد بطلن فبرادہ غیر الطلاق

طلاق کے بارے میں استفسار کے جواب میں زوج کہاں کہہ دینا طلاق

ہے

بیوی کے حق میں بھی قاضی کی طرح ظاہر کافی اعتبار ہے

بیوی کی طرف طلاق کی اضافت میں اضافت نفکیہ شرط نہیں بلکہ

اضافت معنویہ بھی کافی ہے

جس طہر میں دہلی ہوئی اس میں طلاق دینی سخت مکروہ ہے

ایک طہر میں تین طلاقیں دینا سخت مکروہ ہے

نفتائین طلاقیں دینے سے واقع ہو جاتی ہیں

عدت وغیرہ کے معاملات میں عورت ایسہ ہے حتیٰ کہ عورت کی

عدالت بھی شرط نہیں

طلاق دہندہ خاوند مطلقہ کے ساتھ کان کا زیادہ حق دار ہے

ایک مرتبہ طلاق دینے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے بلکہ یہی احسن العاقبہ

فزع

تعارف کتاب اند بائ



نمبر	مسائل	صفحہ
۱۹۷	عورت رنج کر سکتی ہے	۳۹۳
۱۹۸	عورت کا بیچہ حدیث یا سات سے ثابت ہے	۳۹۴
۱۹۹	زانیہ کا مجھد اور ہونا صبر و ری ہے	۳۹۳
۲۰۰	حرام گوشت کی خرید و فروخت سنگین برہم ہے	۳۹۵
۲۰۱	صحیح العید و مسلمان کا بیچہ درست ہے	۳۹۱
۲۰۲	ہوت ذبح اگر اس طرح خون نکلے جسے زہد و بے نور سے نہ لے	۳۹۲
۲۰۳	نقبات تو حلال ہے مگر گھونٹنے یا اچار دار آٹے۔ بغیر مارا یا جانور یا آٹے سے پیلا مر جانے تو ناجائز و روجہ جاری ہے اگرچہ بے نوش ہو	۳۹۳
۲۰۴	ذبح سے لے چار روٹوں میں سے تیس کا نشاط و ری ہے	۳۹۱
۲۰۵	ذبح فوق العقد وے بارے میں توں فیص یہ ہے کہ اگر ہمیں روٹیں مل جائیں تو جائز و روجہ ناجائز	۳۹۱
۲۰۶	طوطا حلال ہے	۳۹۷
۲۰۷	مرغی یا ملی نے پلا اچھا لے۔ بعد ہوت ذبح مون تیروں سے نکالو	۳۹۸
۲۰۸	حلال ہے۔ حرام مرغی حد و انناہ یہ و کامر کلب اور مستحق رہے	۳۹۹
۲۰۹	مرثہ کا بیچہ درست نہیں	۴۰۰
۲۱۰	نہالی اگر بایں بیئے روح القدس سے نام لے کہ رنج کرے تو حرام	۴۰۰



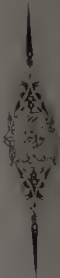
نمبر	سائل	صفحہ
۲۱۱	انگریز کے دور میں اسلام چھوڑ کر مسائی بننے والے مرد ہیں	۳۰۰
۲۱۲	راضیوں کا زیچہ مردار اور حرام ہے	۳۰۲
۲۱۳	مریض جانور اگر بوت زنج زندہ تھا تو کھانا حلال ہے	۳۰۳
۲۱۴	مذہب بھینس سے مردہ بچہ نکلا یہ بچہ حرام ہے اور بھینس کا گوشت حلال ہے	۳۰۵
۲۱۵	زنج شدہ مرغیوں کو ان کے پر اتارنے کے لئے گرم پانی میں ڈالنے سے پہلے ان کے پیٹ کی غلاظت کو نکالنا چاہئے اور زنج کی جگہ کو دھویا جائے	۳۰۶
۲۱۶	اندھ توڑتے وقت تکبیر کی ضرورت نہیں	۳۰۸
۲۱۷	عورت کا زنج کرنا جائز ہے	۳۰۸
۲۱۸	حلال و حرام جانور	۳۰۹
۲۱۸	شرعی قواعد کی رو سے طوطا حلال ہے	۳۱۱، ۳۱۵، ۳۱۷
۲۱۹	جن پرندوں میں بننے والا خون ہو ان میں سے چنگل سے شکار کرنے والے اور مردار کھانے والے جانور حرام ہیں	۳۱۱
۲۲۰	امام اعظم، امام شافعی اور امام احمد علیہم الرحمہ کا یہی مذہب ہے	۳۱۲
۲۲۱	طوطا نہ چنگل سے شکار کرتا ہے اور نہ ہی مردار خور ہے	۳۱۲
۲۲۲	پرندوں میں ذی مخالب حرام ہے	۳۱۴
۲۲۳	ذی "مخالب" کی توضیح	۳۱۴
۲۲۳	"سبع" کی تعریف	۳۱۴
۲۲۵	ہر طوطا دار پرندہ حلال ہے	۳۱۳



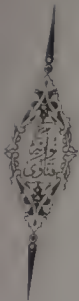
نمبر	مسائل	صفحہ
۲۲۶	طوطائے ثلاثہ کے نزدیک حلال ہے	۳۱۷
	امام شافعی کا راجح قول بھی یہی ہے	۳۱۷
۲۲۷	رسالہ حرمت زناغ (کو احرام ہے)	۳۱۹
	تعارف رسالہ	۳۲۱
۲۲۸	کوکا کھانے والے توبہ و استغفار کریں	۳۲۳
۲۲۹	کوکا کھانا جائز نہیں کہ یہ خبیث جانور ہے	۳۲۳
۲۳۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم خبیث چیزوں کو حرام کرنے والے ہیں	۳۲۳
۲۳۱	نص قرآنی سے خبیث چیزوں کی حرمت بالاجماع ثابت ہے	۳۲۳
۲۳۲	پانچ جانور ہیں جنہیں حل اور حرم میں مارا جائے	۳۲۵
۲۳۳	حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں ”مجھے کوکا کھانے والے پر تعجب ہے“	۳۲۵
	حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کو بھی اس کے قتل کی اجازت دے رکھی ہے	
۲۳۴	کوئے کے فسق پر حضرت صدیقہ، حضرت عروہ بن زبیر اور حضرت قاسم رضی اللہ عنہم کے اقوال مبارکہ	۳۲۶
۲۳۵	حضرت عروہ بن زبیر جلیل القدر تابعی، حضرت ابوبکر صدیق کے نواسے اور ام المومنین کے شاگرد ہیں	۳۲۶
۲۳۶	امام قاسم حضرت ابوبکر صدیق کے پوتے، حضرت صدیق کے تربیت یافتہ، صحابہ کرام کے شاگرد، حلیل القدر تابعی اور مدینہ پاک کے سات مشہور ائمہ میں سے ہیں	۳۲۶
۲۳۷	کوئے کے فسق و خبیث پر فقہاء کرام کے اقوال	۳۲۶



صفحہ	مسائل	نمبر
۴۲۷	جنہیں آپ نے جانا لوگوں کو ستانا اور شیطانوں کے دوسرے قبول	۲۳۸
۴۲۷	رہنما کے کی فطرت ہے	
۴۲۷	فقہاء نے تہ تیغ کی ہے کہ یہ کو پاک چیزوں کے علاوہ مردار بھی کھاتا	۲۳۹
۴۲۷	ہے	
۴۲۷	غراب البق اور متفق کافرق	۲۴۰
۴۲۸	غراب البق سیاہ سفید رنگ کے کوئے کو کہتے ہیں	۲۴۱
۴۲۸	متفق کوئے کی آواز میں مین اور کاف معلوم ہوتا ہے	۲۴۲
۴۲۹	ہمارے علاقہ میں جو کوا کائیں کائیں کرتا ہے متفق نہیں	۲۴۳
۴۲۹	کوئے کے جائز اور باعث ثواب ہونے پر سب سے پہلے مولوی رشید	۲۴۴
	احمد گنگوہی نے فتویٰ دیا	
۴۲۹	۱۳۲۰ھ میں گنگوہی کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے ایک لاجواب	۲۴۵
	رسالہ تحریر فرمایا	
۴۲۹	کتب فقہ کی ایک عبارت "انما یکرہ من الطیر ما لایا کل الا الحیث" کی	۲۴۶
	عمود توضیح۔	
۴۳۰	ایسی مرغی جو بکثرت نجات کھانے لگے کہ گوشت میں بدبو پیدا ہو	۲۴۷
	جائے مکروہ ہے	
۴۳۰	حرام جانور اگرچہ مہربان خوراک کھاتے رہیں حرام رہیں گے	۲۴۸
۴۳۱	بعض شرائط کی عبارات کی توضیح و تشریح	۲۴۹
۴۳۱	متفق حلال ہے	۲۵۰
۴۳۲	غراب البق؟ چہ اندوہ فیہ کھائے حلال نہیں	۲۵۱



نمبر	مسائل	صفحہ
۲۵۲	الذی یا کل الحیف کی تشریح	۲۳۲
۲۵۳	کوئے کی تحریم میں امام اعظم کے ساتھ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل بھی متفق ہیں	۲۳۳
۲۵۴	دیوبندیوں کے نزدیک کواکھانہ صرف جائز بندہ ثواب ہے	۲۳۴
۲۵۵	اس سلسلہ میں فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت	۲۳۴
۲۵۶	بعض محتاط دیوبندی مولوی کوئے کے بارے میں عدم جواز کے قائل ہیں	۲۳۴
۲۵۷	دیوبندیوں کے مشہور اساتذہ غلام مصطفیٰ سندھی اور انور شاہ کشمیری کی عدم جواز پر تحریر	۲۳۴
۲۵۸	خرگوش حلال ہے	۲۳۶
۲۵۹	جن اشیاء کی ممانعت قرآن یا حدیث میں نہیں آئی، حلال ہیں	۲۳۶
۲۶۰	سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خرگوش کا گوشت قبول فرمایا	۲۳۶
۲۶۱	شیدہ کا یہ کہنا کہ خرگوش حضرت فاطمہ الزہراء کے خون سے پیدا ہوا، محض بے اصل اور بیسودہ بات ہے	۲۳۶
۲۶۲	سانڈ جا حرام ہے	۲۳۸
۲۶۳	سانڈ حاکے استعمال سے پرہیز چاہئے	۲۳۸
۲۶۴	آبی جانور پانی میں مرجائیں تو پانی پلید نہیں ہوتا	۲۳۹
۲۶۵	مچھلی کے سوا پانی کے تمام جانور حرام ہیں	۲۴۰
۲۶۶	ضروری نہیں کہ ہر پاک چیز کا کھانا بھی حلال ہو	۲۴۰
۲۶۷	اگر کوئی مسلمان پابندِ شرع حاذق حکیم کہے کہ اس مرض کا علاج	۲۴۰



صفحہ	مسائل	نمبر
۳۳۰	کچھوے کے بغیر نہیں ہو سکتا تو اس کا استعمال جائز ہے	
۳۳۰	شرائط کو رو سے بطور دوائی کچھوے کو بھیس بڑھ کر ذبح کرے تو شرعاً	۲۶۸
	حرج نہیں	
۳۳۱	قربانی	
۳۳۵	تعارف کتاب الاضحیہ	
۳۳۷	دنبہ اگر مونا تازہ ہو تو سال سے کم عمر ہونے کی صورت میں بھی اس	۲۶۹
	کی قربانی جائز ہے	
۳۳۹، ۳۳۷	ضآن کا اطلاق بھیز اور دنبہ دونوں پر ہوتا ہے مگر قربانی میں چکلی والہ	۲۷۰
۳۵۳، ۳۵۱	مراد ہے	
۳۵۸، ۳۵۵		
۳۶۱		
۳۵۲، ۳۳۸	بھیز اور مینڈ حاسال سے کم عمر قربانی نہ کیا جائے	۲۷۱
۳۳۹، ۳۳۸	ضآن سے مراد وہ ہے جس کی چکلی ہوتی ہے	۲۷۲
۳۵۳، ۳۵۱		
۳۵۸، ۳۵۶		
۳۶۱		
۳۵۳، ۳۵۱	احناف نے "انفان" کو معرف بلام عمد سے تعبیر فرمایا ہے	۲۷۳
۳۵۶		
۳۵۷	ششماں چھترے کی قربانی کا مسئلہ فردعی ہے	۲۷۴
۳۵۷	احیاء کا تقاضا یہی ہے کہ چھتر سال سے کم عمر کا نہ ہو	۲۷۵



صفحہ	مسابل	نمبر
۴۵۷	ارباب لغت کے نزدیک جذع سالت کم عمر کا ہوتی نہیں سکتا	۲۷۶
۴۶۳	جذع من الثانی کی تحقیق	۲۷۷
۴۶۷	ایسا جانور جس کی پیدائشی طور پر دم یا کان نہ ہو امام اعظم کے نزدیک اس کی قربانی منع نہیں	۲۷۸
۴۶۸	خصی بکر قربانی کے قابل ہے	۲۷۹
۴۶۹	خصی جانور کا گوشت بہتر ہوتا ہے	۲۸۰
۴۶۹	خصیے کھانے کے کام نہیں آتے بل دیئے جائیں یا نکال دیئے جائیں	۲۸۱
	دونوں صورتوں میں قربانی جائز ہے	
۴۷۰	ایسی گائے جس کے چار تھنوں میں سے ایک قدرے چھوٹا ہو اور اس سے دودھ بھی نہ آتا ہو اس کی قربانی جائز ہے	۲۸۲
۴۷۰	ایسا عیب جو حسن و جمال یا منفعت کو مکمل طور پر ختم کر دے مانع قربانی ہے	۲۸۳
۴۷۰	مستحب یہ ہے کہ قربانی میں معمولی عیب بھی نہ ہو	۲۸۴
۴۷۱	اس مسئلہ کی تحقیق کہ جانور کے سینک کے ساتھ سینک بھی ٹوٹ جاتا مانع قربانی ہے یا نہیں؟	۲۸۵
۴۷۲	سینک بھی سینک ہی ہے جسے عربی میں قرن داخل کہتے ہیں	۲۸۶
۴۷۲	پیدائشی بے سینک یا ٹوٹے ہوئے سینک والا جانور جائز ہے	۲۸۷
۴۷۲	پیدائشی بے سینک کی نسبت ٹوٹے ہوئے سینک والا بطریق اولیٰ جائز ہے	۲۸۸
	قربانی کا مقصود (یعنی گوشت کا تعلق) سینک نہیں ہے لہذا اس کا ہونا نہ	۲۸۹



صفحہ	مسائل	نمبر
۳۷۳	ہونا برا ہے	
۳۷۳	ٹوٹے ہوئے سینگ والے جانور کے جواز پر حضرات مولا علیؑ، ابراہیمؑ	۲۹۰
	عازب اور عمار بن یا سرکافوٹی	
۳۷۴	امام شافعی اور جمہور ائمہ و علماء کرام کا بھی یہی مذہب ہے	۲۹۱
۳۷۴	اگر سینگ ٹوٹنے کے بعد خون بند ہو جائے تو امام مالک بھی جواز کے	۲۹۲
	قائل ہیں	
۳۷۴	مریض جانور کی قربانی جائز نہیں	۲۹۳
۳۷۵	قرن مطلق داخل و خارج دونوں قرون کو شامل ہے	۲۹۴
۳۷۵، ۳۷۶	سینگ اگر دماغ تک ٹوٹ جائے تو قربانی جائز نہ ہوگی	۲۹۵
۳۷۷	قرن داخل کے ٹوٹنے پر عدم جواز کے بارے میں ایک حدیث کی توضیح	۲۹۶
	و تاویل	
۳۷۹	مشاش کا معنی کتبہ فقہ و لغت کی روشنی میں	۲۹۷
۳۸۰، ۳۷۹	قرن کا ٹوٹنا بالغ جواز نہیں، قرن داخل ہو یا قرن خارج	۲۹۸
۳۸۲	ایسی قربانی جس کا سینگ ٹوٹ جائے جائز ہے	۲۹۹
۳۸۲	حاملہ جانور کی قربانی جائز ہے	۳۰۰
۳۸۳	ایسا بیل جس کی رانوں کا چبڑا جلنے کے بعد جلد اچھی ہو گئی مگر سفید	۳۰۱
	نشان باقی ہیں، قربانی کے قابل ہے	
۳۸۳	کھسے کے نشان والے بیل کی قربانی نہ ملتی ہے	۳۰۲
۳۸۴	قربانی کا جانور فروخت کرنے والا اس جانور میں اپنا حصہ رتھ سکتا ہے	۳۰۳
	ایک جگہ حصہ ڈالنے کے بعد دوسری قربانی میں اسی قیمت یا زائد	۳۰۴



نمبر	مسائل	صفحہ
	قیمت پر حصہ دارانہ کوئی حرج نہیں	۳۸۵
۳۰۵	قربانی کا جانور نفع کی نیت سے خرید کر فروخت کرنا جائز ہے	۳۸۶
۳۰۶	قربانی کی کھالیں امام مسجد کو بھلا صدقہ یا ہدیہ کی جاسکتی ہیں بشرط تختوا نہ انی ہائیں	۳۸۶-۳۸۸
۳۰۷	قربانی کی کھال اور گوشت ٹالیں ہی حلال ہے	۳۸۸
۳۰۸	قربانی کا گوشت ذائقہ یا کھانے کے واسطے بولہ راجرت دینا جائز نہیں ہے	۳۸۸
۳۰۹	قربانی کا گوشت پرست غنی ورفیقہ دونوں کو بیٹھا کر ہے	۳۸۹
۳۱۰	قربانی کی کھال مسجد پر یا زبے مگر زکوٰۃ جائز نہیں	۳۹۱
	حقیقہ	۳۹۳
	تعارف باب الحقیقہ	۳۹۵
۳۱۱	جو جانور قربانی کے لئے جاری ہے حقیقہ کے لئے بھی جائز ہے	۳۹۷
۳۱۲	حصہ دارانہ میں سے کسی کی نیت غیبت سے بچنے کے لئے صرف گوشت حصہ دارانہ میں سے ہونی چاہئے	۳۹۷
۳۱۳	حقیقہ کے لئے ہمارے میں مہر مساتو اس حصہ دارانہ ہے	۳۹۷
۳۱۴	حقیقہ میں امام محمد کے منہ لہان سے ہے تو میں پر دستک ہے	۳۹۸
۳۱۵	مستحب یہ ہے کہ حقیقہ ساتویں سال یا چارہ دورہ بعد میں بھی جائز ہے	۳۹۹
۳۱۶	نبی اکرم علیہ السلام نے مبعوث ہونے کے بعد اپنا حقیقہ فرمایا	۳۹۹
۳۱۷	جس کا حقیقہ نہ لیا گیا تو مسنون ہے کہ بائ ہونے کے بعد خود کرے	۳۹۹
۳۱۸	مستحب یہ ہے کہ بچے کا سر ساتویں دن مسنون ہے اور اس دن نام	



صفحہ	مسائل	نمبر
۵۰۰	بھی رکھا جائے اور عقیقہ بھی کیا جائے	
۵۰۰	عقیقہ مبارک ہے مگر بقصد شکر عبادت بن جائے گا	۳۱۸
۵۰۰	عقیقہ ساتویں، چودھویں، اکیسویں دن یا ساتویں مہینے کیا جائے	۳۲۰
۵۰۲	لڑکے کے عقیقہ میں ایک بکرہ بھی جائز ہے	۳۲۱
۵۰۳، ۵۰۳	حضور اکرم علیہ السلام نے حسنین کریمین کی طرف سے ایک ایک مہینہ عاذع فرمایا	۳۲۲
۵۰۳، ۵۰۳	جس طرح قربانی میں گائے کا ساتواں حصہ جائز ہے اسی طرح عقیقہ میں	۳۲۳
۵۰۴	بھی جائز ہے۔ قربانی کے جانور میں عقیقہ کا حصہ	
۵۰۴	لڑکے کے عقیقہ میں دو بکریاں یا گائے کے دو حصے رکھنا بہتر ہے	۳۲۴
۵۰۵	تعزیر	
۵۰۹	تعارف کتاب التعزیر	
۵۱۲	لاج میں اگر کتے کے ساتھ ایک ہی برتن میں پانی پینے والے پر تعزیر	۳۲۵
	عائد ہوتی ہے	
۵۱۲	تعزیر میں کوئی خاص سزا مقرر نہیں، بلکہ حاکم شرع مجرم و جرم کی	۳۲۶
	نوعیت کے لحاظ سے اپنی صوابدید کے مطابق سزا دے	
۵۱۲	حدیث میں راہی منکم مسکرا فلینغبیرہ ببیدہ الخ	۳۲۷
۵۱۶	مسجد کا بیٹلر اتار کر عیسائیوں کو تعمیر کے لئے دینا سخت جرم ہے	۳۲۸
۵۱۶	ایسے شخص کو صدقہ خیرات اور مسجد کی خدمت کرنا چاہئے	۳۲۹
۵۱۸	تہنیکانہ حاکم شرعی کا کام ہے	۳۳۰
۵۱۹	گو اسی دو مردوں کی ہوتی ہے ایک کی گو اسی معتبر نہیں	۳۳۱



نمبر	مسائل	صفحہ
۳۳۲	مجرم کے باپ کا قسم دینے سے انکار موجب جرم نہیں	۵۲۰
۳۳۳	کسی مسلمان کا دل دکھانے والا یا اس پر بدستان باندھنے والا مستحقِ تعزیر ہے۔	۵۲۱
۳۳۴	حد تذات لگائی جاتی ہے جو زنا کی تحت لگے	۵۲۱
۳۳۵	تعزیر کا معنی یہ ہے کہ ادب سکھانے اور گناہ سے باز رکھنے کے لئے مجرم کو ایسی سزا دی جائے جو مفید ہو	۵۲۱
۳۳۶	چوپائے سے حرام کاری کرنے والا خود اقرار کرے یا اسے پکڑنے والے دو عاقل بالغ نیک مسلمان ہوں تو اس پر تعزیر عائد ہوتی ہے	۵۲۲
۳۳۷	بعض اوقات تعزیر سزائے موت کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے	۵۲۲
۳۳۸	جس چوپائے سے بد فعلی کی گئی اسے ذبح کیا جائے۔ اس سے نفع اٹھانا ممنوع ہے	۵۲۲
۳۳۹	چوپائے سے بد فعلی کرنے والے کو خوب زور لوب نیا پائے اور چوپائے کو بچ کر کے جلا دیا جائے۔	۵۲۳
۳۴۰	چوپائے سے بد فعلی کرنے والا اس چوپائے سے مالک کو اس کی قیمت بھی لے لے۔	۵۲۳
۳۴۱	کسی شخص۔ محض شک کی بنا پر رہائی تحت لگانا حرام ہے	۵۲۴
۳۴۲	بھونی تحت لگائے والے کی سزا گورے ہیں	۵۲۴
۵۲۵	حظر و اباحت	
۵۲۹	تعارف کتاب الحظر والاباحت	
۳۴۳	دور حاضر کے پیدا شدہ مسائل کے حل کے لئے علماء کو مل کر خلوص و	



صفحہ	مسائل	نمبر
۵۳۳	نیت سے تحقیق کرنی چاہئے	
۵۳۳	کسی چیز کو اپنے مفاد کے لئے جائز و مباح کہنا جائز نہیں	۳۴۴
۵۳۳	شرعاً اجازت ہو تو عدم جواز کی رت لگانا بھی جائز نہیں	۳۴۵
۵۳۵	عورتوں کے لئے کتابت کی تعلیم کے جواز پر تحقیقی رسالہ "الافتاء	۳۴۶
	می جوار تعلیم الکتابت للنساء"	
۵۳۸	علم کتابت نہایت ہی عظیم الشان علم ہے	۳۴۷
۵۳۸	فضیلت کتابت	۳۴۸
۵۴۱	"ن والقلم" میں قلم سے مراد جنسِ قلم ہے جس میں یہ دنیاوی قلمیں	۳۴۹
	بھی داخل ہیں	
۵۴۲	علم کتابت اللہ رب العالمین کا بہت بڑا انعام ہے	۳۵۰
۵۴۳	حضرت انورؑ نے شفاء بنت عبد اللہ کو ام المومنین حفصہ کے بارے میں	۳۵۱
	فرمایا "تو اسکو رقیۃ النمل کی تعلیم کیوں نہیں دیتی جس طرح تو نے	
	اسے کتابت کی تعلیم دی"	
۵۴۳	حدیث مذکور سے ثابت ہوا کہ عورتوں کے لئے تعلیم کتابت بلا	۳۵۲
	کراہت جائز بلکہ مطلوب ہے	
۵۴۴	تعلیم کتابت کے بارے میں کتب فقہ سے ثبوت	۳۵۳
۵۴۶	عورتوں کے لئے تعلیم کتابت قرآن و حدیث اور فقہ سے ثابت ہے	۳۵۴
	جس پانچ قرونِ اوّلیٰ میں بلا اختلاف عمل ہوتا رہا ہے	
۵۴۶	حضرت شفاء اور ام المومنین حفصہؓ کا جبہ تھیں	۳۵۵
	حضرت شفاء نے حضرت اکرم علیہ السلام کے لئے چادر اور بستر	۳۵۶



نمبر	مسائل	صفحہ
	مخصوص لیا ہوا تھا حضور ان کے گھر قیلولہ فرمایا کرتے	۵۳۶
۳۵۷	عائشہ بنت طلحہ ام المومنین عائشہ صدیقہ کی بیانی فقہانہ بعد تمیز وہ جس کا تہ تمیز	۵۳۷
۳۵۸	امام بخاری نے "باب الغفر" میں "باب الکتابۃ ان اقسامہ" جواب میں "کے عنوان سے ایک باب باندھا ہے	۵۳۷
۳۵۹	حدیجہ بنت محمد بن احمد فقیہ باپ کی قید بنی محمدؐ اور کاتبہ تمیز ۳۵۲ھ میں فوت ہوئیں	۵۳۹
۳۶۰	حدیجہ بنت محمد بن علی بغدادیہ 'عالمہ' فاضلہ 'راشدہ' کاتبہ تمیز۔ انہوں نے ۳۶۰ھ میں وفات پائی	۵۳۹
۳۶۱	شہدہ بنت ابی نصر عابدہ 'صالحہ' بلند پایہ محدثہ اور خوش نویس تمیز۔ چھٹی صدی ہجری کی ہیں	۵۳۹
۳۶۲	موصوفہ نے والد احمد بن فرح ابو نصر اور بھائی محمود بن احمد نام فاضلہ محدثہ اور فقیہ تھے	۵۳۹
۳۶۳	حضرت فاطمہ قیسہ 'عالمہ' متقیہ 'کاتبہ تمیز موصوفہ سے والد وقت سے حاضر اندام محمد بن احمد ابو منصور	۵۳۹
۳۶۵	سہروردی رحمان علیہ السلام امام ابو یوسف کا ساتھی تھے ساتھ صدی ہجری کی عالمہ 'فاضلہ' محدثہ حدیجہ بنت محمد بن محمد نوشین تمیز	۵۵۰
۳۶۶	اسی صدی کی فاضلہ حدیجہ بنت یوسف بھی خوش نویس تمیز	۵۵۰
۳۶۷	فاطمہ بنت احمد 'صاحب مجمع البحرین کی صاحبزادی اور قیسہ کاتبہ تمیز	۵۵۱



صفحہ	مسائل	نمبر
۵۵۱	شہداء بنت کمال الدین عابدہ، زابدہ، محمدیہ، امام ذہبی کی استاذ اور کاتبہ تھیں یہ آٹھویں صدی کی ہیں	۳۶۸
۵۵۲	آٹھویں صدی ہجری کی ست انوزراء بنت امام مفتی محمد بن عبدالکریم عالمہ، قیدیہ قاریہ اور کاتبہ تھیں	۳۶۹
۵۵۳	بلادہ اور اہل السمر میں جس ملی گھرانے سے فتویٰ نکلتا اس پر صاحب خانہ عالم کے علاوہ ان کی لڑکی بیوی اور بہن کے دستخط بھی ہوتے	۳۷۰
۵۵۳	ماہین کتابت جس حدیث کا حوالہ دیتے ہیں وہ موضوع اور ناقابل عمل ہے	۳۷۱
۵۵۹	خواتین کے لئے کتابت اگر احتیاط اور ستر کے خلاف ہے تو اسات المومنین کے لئے بطریق اتم خلاف ہوتی	۳۷۲
۵۶۰	فساد نسواں کی وجہ سے صرف تعلیم کتابت ہی نہیں لباس اور زیورات بھی علی الاطلاق ناجائز ہونے چاہئیں	۳۷۳
۵۶۰	کتابت و تعلیم کتابت جائز ہے البتہ اس کا ناجائز استعمال ناجائز ہے	۳۷۴
۵۶۰	فساد نسواں کی طرح مردوں میں بھی فساد کا احتمال ہے	۳۷۵
۵۶۱	صرف تعلیم کتابت کی اجازت ہے، مگر بے پردگی اور ناجائز خط و کتابت وغیرہ ناجائز ہی ہے	۳۷۶
۵۶۲	زخمی مجاہدوں کی جان خطرے میں ہو اور کوئی نافع دوائی نہ ملے تو بقتل ضرورت خون کا استعمال جائز ہے	۳۷۷
۵۶۳	حرمت خون کا بیان چار آیتوں میں ہے	۳۷۸
	فقہاء نے ضرورت شدیدہ کے وقت انسانی اجزاء سے انتفاع کی	۳۷۹



صفحہ	مسائل	نمبر
۵۶۴	صراحت کی ہے	
۵۶۵	انسانی دودھ کا استعمال بطور دوا جائز ہے	۳۸۰
۵۶۵	فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ بوقتِ ضرورت یا بطور علاج خون استعمال کر سکتا ہے	۳۸۱
۵۶۶	انسانی خون بطور دوا استعمال کرنے میں انسان کی اہانت نہیں	۳۸۲
۵۶۶	صحابہ کرام کی ایک جماعت نے بطور تبرک حضور آرم حیدر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خون نوش کیا	۳۸۳
۵۶۷	خون کا عطیہ پیش کرنا جائز اور معاونت "علی البر" ہے	۳۸۴
۵۶۷	المؤمن للمؤمن کما لبسنا	۳۸۵
۵۶۸	انگریزی اور ہومیو پیتھی ادویات کے بارے میں اشتفاء	۳۸۶
۵۷۱	غیر مسکرواد میں حلال ہیں	۳۸۷
۵۷۲	ایسا کنواں جس سے کافر، کافر، منکر اور نارمان بچے پانی بھرتے ہوں شرعاً طاهر ہے	۳۸۸
۵۷۲	انگریزی ادویہ میں عموم بوی اور ابتلا کا اعتبار بھی ہونا چاہئے	۳۸۹
۵۷۳	استحالة کی دو قسمیں اخلاقی نوعی کی تشریح	۳۹۰
۵۷۳	پلید ۱۰۰ھ سے پلاہا اکبری کا پچھرا حرام نہیں	۳۹۱
۵۷۳	ہرن کا خون جب کتوری کا نافہ بن جائے تو طاهر و حلال ہے	۳۹۲
۵۷۳	نمک کی کان میں گدھا کر نمک بن جائے تو امام محمد کے نزدیک اس کا استعمال جائز ہے	۳۹۳
۵۷۴	سانپ کے گوشت سے تیار کئے گئے تریاق کا استعمال جائز نہیں	۳۹۴



صفحہ	مسائل	نمبر
۵۴۳	پلید پانی سے جو نہ دھو گئے - نے اور شراب سے ملے ہوئے شوربے کا استعمال ناجائز ہے	۳۹۵
۵۴۴	مرکبات کی طہارت کا حکم ضرورت و عموم بلوئی پر مبنی ہے	۳۹۶
۵۴۳	پلید تیل سے تیار کردہ مسابون بعض کے نزدیک ضرورت کی بنا پر پاک ہے	۳۹۷
۵۴۵	موہر ذال کر تیار کیے گئے گارے کی لپائی بعض کے نزدیک عموم بلوئی کی وجہ سے پاک ہے	۳۹۸
۵۴۶	تحقیق یہ ہے کہ ایسا مرکب جس کے کچھ اجزاء پلید ہوں، مصنوعی ترکیب و استعمال سے ظاہر و حلال نہیں ہو سکتا	۳۹۹
۵۴۷	انگریزی مرکبات کو حارِ نمک پر قیاس نہیں کر سکتے	۴۰۰
۵۴۸	ایسی انگریزی ادویات جو مسکر نہ ہوں اور ان میں انگوری شراب کی آمیزش کا یقین بھی نہ ہو تو اندریں زمانہ مطلقاً جائز ہیں	۴۰۱
۵۸۱	جبدہ قطنی حرام ہے	۴۰۲
۵۸۱	ہر شرک حرام ہے مگر ہر حرام شرک نہیں	۴۰۳
۵۸۳	قلم "خانہ خدا" سے پرہیز چاہئے	۴۰۴
۵۸۳	اسے حقیقی جگہ کنایا سمجھنا نہایت ہی حرام ہے	۴۰۵
۵۸۳	مشت بھر داڑھی کے بارے میں تحقیق	۴۰۶
۵۸۵	لیہ سے ہڈی مراد لینا غلط ہے	۴۰۷
۵۸۵	لفظ لیہ کی تحقیق	۴۰۸
۵۸۵	حضرت ابو قحافہ کی داڑھی دیکھ کر حضور ﷺ نے منتشر بالوں کو	۴۰۹



نمبر	مسائل	سورہ
	اخذ کرنے کا حکم دیا	۵۶۶
۳۱۰	حضرات ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم شہادت راجحہ اور اس کے تھے	۵۸۶
۳۱۱	حدیث اعفاء الخلیفہ میں 'اعفوا' اور 'ارحوا' اور 'ادروا' پانچ روایات ہیں	۵۸۵
۳۱۲	مذہب حنفی میں شہادت بخبر واحدہ واجب ہے	۵۸۶
۳۱۳	لبوں کے بال نوچنے سے پرہیز ضروری ہے	۵۸۸
۳۱۴	موچنے کے ساتھ چہرے کے بال اکھیرنے سے پرہیز چاہیے	۵۸۸
۳۱۵	نوٹھی پر غلام باندھ کر وسط سر کو چھپانا ضروری نہیں	۵۸۹
۳۱۶	اولیائے کرام کی قبور پر نیت صالحہ سے قبول کی تعمیر جائز ہے	۵۹۰
۳۱۷	وقف قبرستان میں تعمیر شرعاً درست نہیں	۵۹۱
۳۱۸	ایسا عرس جو منہیات شرعیہ سے مبرا ہو درست ہے	۵۹۲
۳۱۹	تعمین سے عبادت کو نقصان نہیں پہنچتا	۵۹۲
۳۲۰	حضرت عبداللہ بن مسعود ہر جمعرات کو دعا فرمایا کرتے تھے	۵۹۲
۳۲۱	ایک بڑھیا ہر جمعہ کو صحابہ کرام کی دعوت لیا کرتی 'صحابہ بڑی خوشی سے تناول کرتے	۵۹۲
۳۲۲	اس حدیث سے تعمین وقت و قسم طعام و آکلین ثابت ہے	۵۹۲
۳۲۳	حضور اکرم ﷺ اور خلفائے اربعہ ہر سال شہداء اہل کی قبور پر تشریف لے جاتے تھے	۵۹۳
۳۲۴	گیارہویں شریف، بیسواں، چالیسواں یہ سب صدقات تافلہ	



صفحہ	مسائل	نمبر
۵۹۴	اور مستحب ہیں	
۵۹۵	صدقات عینہ کا استجاب قرآن وحدیث سے ثابت ہے	۳۲۵
۵۹۵	ایک عورت صحابہ کرام کی مخصوص دن، مخصوص طعام سے دعوت کیا کرتی	۳۲۶
۵۹۶	بلادل شرعی کسی شے کو منع کرنا غلط ہے، اسماعیل دہلوی کے رسالہ کا حوالہ	۳۲۷
۵۹۷	حضرت صدیق اکبر یا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کسی فعل کو نہ اپنانا عدم جواز کی دلیل نہیں	۳۲۸
۵۹۸	کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں کہ حضور علیہ السلام نے اپنی تقسیم کے لئے سلام سے منع کیا ہو	۳۲۹
۵۹۸	حضور علیہ السلام پر سلام بھیجنے کا حکم مطلق ہے، میلاد شریف میں سلام پڑھنا بھی اس میں شامل ہے	۳۳۰
۵۹۸	کھڑے ہو کر سلام پڑھنے میں کوئی حرج نہیں	۳۳۱
۵۹۸	حضرت فاطمہ الزہراء حضور ﷺ کے لئے ہمیشہ قیام تعمیسی کیا کرتیں	۳۳۲
۵۹۸	حضرت سعد کے لئے حضور ﷺ نے کھڑے ہونے کا حکم فرمایا	۳۳۳
۵۹۹	کھانے پر فاتحہ پڑھنا باعث شفا ہے	۳۳۴
۶۰۰	چوری کے دن کے ختم کو حرام کسانحت غلطی ہے	۳۳۵
۶۰۳، ۶۰۱	ایسا عام طعام جو ایصال ثواب کے لئے پکایا جاتا ہے غنی و فقراء سب کھا سکتے ہیں	۳۳۶



نمبر	مسائل	صفحہ
۴۳۷	ایسا طعام اگر زکوٰۃ وغیرہ سے ہو تو سواات و اخیاء واجب نہیں	۶۰۲
۴۳۸	مومن اپنی عبادت کا ثواب دوسرے کو دے سکتا ہے	۶۰۲
۴۳۹	بزرگانِ دین کے عرس خاص تاریخ و سال یا کسی اور تاریخ میں بھی ہو سکتے ہیں	۶۰۳
۴۴۰	مطلق اپنے اطلاق سے بیع اوقات پر جاری ہوتا ہے	۶۰۳
۴۴۱	مسلمانوں کا یوں جمع ہونا کہ ایک عبادت کرے اور دوسرے خاموش بیٹھے سنتے رہیں عبادت ہے	۶۰۷
۴۴۲	جمع ہو کر قرآن کریم کی تلاوت سے اطمینان و رحمت خداوندی اور ملائکہ کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے لوگوں کا اپنے مقربین خاص میں ذکر کرتا ہے	۶۰۷
۴۴۳	قرآن پاک یا پڑھنے سے، کچھ پر پڑھنا افضل ہے	۶۰۸
۴۴۴	قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے اس کا سنا یا، بہتر ہے یا نہ پڑھنا نفس سے، استفاض	۶۰۸
۴۴۵	مشابہت لغار مطلقاً مسموع نہیں حد برنی چپے میں منع	۶۰۸
۴۴۶	شریعت نے کارِ عباد میں، کج ہو جانے سے ہمارے لئے ممنوع نہیں ہو جاتے	۶۰۸
۴۴۷	سامعے جواب لی، مانند قرآن یا کاسنا فرس کفایہ ہے	۶۰۹
۴۴۸	محس قراءت سے بعض کا ضروریات، نہی کے لئے جائز ہے	۶۰۹
۴۴۹	قرآن پاک پڑھنے والے کو بطور مزدوری کچھ دینا منع ہے البتہ نلیت سے دینا ممنوع نہیں	۶۰۹



صفحہ	مسائل	نمبر
۶۱۱	مروجہ قوالی۔ بار۔ میں "احکام شریعت" میں اعلیٰ حضرت کا فتویٰ کافی ہے	۴۵۰
۶۱۱	صحیح العقیدہ سنی عالم دین کو شارع عام گالیاں دینے والا سخت فاسق ہے	۴۵۱
۶۱۱	مروجہ قوالی کا اعلان مقدس مقامات میں نہیں چاہئے	۴۵۲
۶۱۱	حضور سیدنا نوٹ اعظم کی تقریر پر مروجہ قوالی کو ترجیح دینے والا شریعت مطہرہ کی توہین کا مرتکب ہے	۴۵۳
۶۱۳	واقف بوقت وقف جو شرط لگائے معتبر ہے	۴۵۴
۶۱۳	واقف کی شرط نص شرعی کی طرح واجب الاتباع ہے	۴۵۵
۶۱۳	کسی ادارے کو دیے گئے قرآن پاک فروخت کرنا یا ان کے غلافوں کے ٹکے وغیرہ بٹانا ناجائز ہے	۴۵۶
۶۱۳	قرآن پاک کے بوسیدہ نسخوں کو جلانا جائز نہیں	۴۵۷
۶۱۳	بوسیدہ نسخے پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کیے جائیں	۴۵۸
۶۱۳	دفن کرنا بے ادبی نہیں	۴۵۹
۶۱۵	حضرت عثمان غنی نے جو نسخے جلوانے تھے وہ منسوخ شدہ آیات اور شاذ قاریوں پر مشتمل تھے	۴۶۰
۶۱۵	ان نسخوں کو جلوانے کی حکمت	۴۶۱
۶۱۶	تحقیق یہ ہے کہ حضرت عثمان نے یاہی سے دھلوانے کے بعد صاف شدہ اور اتق کو جلوایا	۴۶۲
۶۱۹	ایام تعطیلات کے مشاہرات و درسیں کا حق ہے	۴۶۳
	مسلمانوں کے نزدیک پسندیدہ کام عند اللہ بھی اچھا ہے	۴۶۴



نمبر	مسائل	صفحہ
۳۶۵	حرام چربی فروخت کرنا جائز یا ناجائز اور عطا دینے	۲۴۰
۳۶۶	حرام چربی حرام ہمارے فروخت کرنے والا اس جرم سے کافر ہو گا یا صدق اس سے توبہ کرے	۲۴۰
۳۶۷	گندھے لوہے کی تہی سے جنت لانا شرعاً جائز ہے	۲۴۱
۳۶۸	بولی پینا جائز ہے	۲۴۳
۳۶۹	حضرت صفوان بن امیہ نے بولی حضور ارم سلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجی	۲۴۳
۳۷۰	حضرت ابو بکر صدیق نے بولی تاول کی	۲۴۴
۳۷۱	سلام، سپیکر میں یا بغیر سپیکر، مینہ کرنا یا نہ کرنا ہر طرح جائز ہے	۲۰۵
۳۷۲	اگر سونے والوں کے آرام میں خلل کا اندیشہ ہو تو آواز نرم رکھیں	۱۰۵
۳۷۳	اذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام اور تعویذ و تسبیح کا پڑھنا باعث ثواب ہے	۲۲۵
۳۷۴	کلیشن لے کر مساجد یا مدارس کے لئے چندہ وصول کرنا جائز ہے	۲۲۶
۳۷۵	ہو الی جہاز میں فرضی اور نفلی نمازیں اور الرنا جائز ہیں	۲۲۹
۳۷۶	مسجد میں دنیوی اعلان جائز نہیں	۲۲۹
۳۷۷	تیل یا مسجد سے باہر ہو اور باران بھی باہر نہ لٹے ہوں تو اعلان کیا جاسکتا ہے	۲۳۰
۳۷۸	توشتی "مردوں سے عاقد والوں کی ایک رسم" حرام کی تعریف میں شامل نہیں	۲۳۲
۳۷۹	حرام وہ ہے جس کا رتا دلیل قطعی سے ممنوع ہو	۲۳۲
۳۸۰	نوائے متفرقہ اصول فقہ، حدیث و فتویٰ	
۳۸۰	عقد کرنے والے اور حلف کھانے والے کے کام کو عربی معنی پر	



صفحہ	مساکی	نمبر
۳۳۶	محرم یہ جسے اگرچہ ظاہر الروایت کے خلاف ہو	
۱۳۶	کتب حدیث کے مفاہیم و عموماً کی محبت قویۃ البرہان ہے	۳۸۱
۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱	قوی فاعلم صورت مسئلہ کی واضحیت پر ہوتا ہے	۳۸۲
۲۲۵	السوال معاد فی الجواب	۳۸۳
۲۲۵	استدراک علی البحر والدر والطحاوی	۳۸۴
۲۲۶	حکم الطن باسماء الحروف وبسمیاتھا واحد	۳۸۵
۲۲۷	علیۃ الاستعمال دلیل الاستعمال القلیل فی الجہۃ	۳۸۶
	الثانیۃ	
۲۲۷	الاستعمال القلیل النادر فی حکم العدم	۳۸۷
۲۲۸	علیۃ الاستعمال هو الاستعمال العرفی	۳۸۸
۲۲۹	الاستعمال العرفی غلب علی الاصل الوصفی	۳۸۹
۲۲۹	مبنی القضاء علی الظاہر	۳۹۰
۲۳۱	القید الثالث لا یرفع بدوثر ارفع	۳۹۱
۲۳۵	الصریح لا یحتلف باختلاف اللغات	۳۹۲
۲۳۵	القول قول الامین مع الیمین	۳۹۳
۲۳۹	الیقین لا یرفع مع الشک	۳۹۴
۲۵۷	الحواب یتضمن اعمادہ فی السوال	۳۹۵
۲۲۵	غایۃ الفتحدیث کی نہایت ممتد کتاب ہے	۳۹۶
۲۸۳	محاطات و بیانات میں ایک فرد کا قول معتبر ہے	۳۹۷



نمبر	مسائل	صفحہ
۴۹۸	گہستانی سخت غیر معتدہ ہے	۴۳۰
۴۹۹	مستن اور شرن میں تعارض ہو تو مستن مقدم ہے	۴۳۳
۵۰۰	مستن بیان مذہب کے لئے موضوع ہیں	۴۳۳
۵۰۱	عبارات کے معنی میں احتیاج ضروری ہے	۴۳۶
۵۰۲	بعض ائمہ جب ایسی قید لگائیں جس سے خلاف اصولوں نے صحت نہ کی ہو تو اس قید کا اعتبار ضروری ہے	۴۳۸
۵۰۳	علماء نے ظاہری علامات کو موجب عمل قرار دیا ہے	۴۴۳
۵۰۴	فتح الغفار، تنویر الابصار کی شرح ہے جو مصنف نے تحریر کیا	۴۶۳
۵۰۵	در المختار، تنویر الابصار کی شرح ہے	۴۶۴
۵۰۶	قاضی خان کا "نکوز" کو مقدم کتابیں جمع ہے	۴۶۷
۵۰۷	"کافی لطاف" طبع - روایت کا مجموعہ ہے	۴۷۲
۵۰۸	مسودہ "کافی" کی بلند یہ شرح ہے	۴۷۲
۵۰۹	اقتراہ میں اس پر اعتراض ہے - اس طرف عمل نہ کیا جاوے	۴۷۲
۵۱۰	اس پر "مسودہ" کا جواب ہے	۴۷۲
۵۱۱	امدود، مقدمہ، حاشیہ، رد، اور دیگر فقہانی کتابیں	۴۷۲
۵۱۲	نئی کتابیں - اس طرف سے علم مفید ہو سکتا ہے	۴۷۷
۵۱۳	مقدمہ استنباط ہے جو ازلی نفی بھتاد سے ہیں	۵۰۰
۵۱۴	مقدمہ جو ازلی نے دلیل خاص ضروری ہے	۵۰۰
۵۱۵	مجدد وقت کے فتاویٰ میں ترمیم و تفسیح کا احتمال ہے	۵۵۸، ۵۳۱
۵۱۶	امام اعظم کے محققانہ اقوال کی موجودگی میں صاحبین کے بکھرت ایسے	



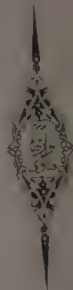
نمبر	مسائل	صفحہ
	اقوال ہیں جو ان کے خلاف ہیں	۵۲۲
۵۱۷	مجدد ملت اعلیٰ حضرت کے سینکڑوں خلفاء ہیں	۵۲۳
۵۱۸	ہمارے مذہب میں مجددین حضرات معصوم نہیں ہیں	۵۲۳
۵۱۹	امام ابو داؤد کا کسی حدیث پر سکوت فرمانا اس کی تحسین ہے	۵۲۳
۵۲۰	مجمع البحرین 'امام مظفر الدین احمد بن علی کی تصنیف ہے	۵۵۱
۵۲۱	الجواہر المفید کے مصنف کا سال ۷۷۵ھ میں ہوا	۵۵۳
۵۲۲	جعفر بن نصر جمہولی اور موضوع حدیثیں روایت کیا کرتا تھا	۵۵۳
۵۲۳	محمد بن ابراہیم شامی منکر الحدیث اور کذاب ہے	۵۵۵
۵۲۴	عبد الوہاب بن ضحاک متروک اور منکر الحدیث ہے	۵۵۷
۵۲۵	عرف و تعامل دلائل شرعیہ سے ہیں	۵۵۸
۵۲۶	تطبیق کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب دونوں طرف صحیح دلائل ہوں	۵۵۸
۵۲۷	خصوصیت کے لئے دلیل ضروری ہے	۵۵۹
۵۲۸	حضور کے نزدیک تعبیر مرفوع اور تعبیر پسندیدہ ہے	۵۷۲
۵۲۹	تحقیق کامل کے سوا کسی چیز کو حرام یا مکروہ ماننے میں احتیاط نہیں	۵۷۲
۵۳۰	ضرورت کے پیش نظر روایت ضعیفہ کا سہارا بھی لیا جاسکتا ہے	۵۷۲
۵۳۱	نیت صالحہ سے عبادات، عبادات اور مباحات، طاعات بن جاتے ہیں	۵۹۳، ۵۰۰
۵۳۲	جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہے	۵۹۳
۵۳۳	اشیاء میں اصل اباحت ہے	۵۵۸، ۵۷۱
		۵۹۳



نمبر	مسائل	صفحہ
۵۳۳	بلا دلیل کسی چیز کو حرام و مکروہ نہیں لےنا چاہئے	۵۹۳
۵۳۵	مطلق قرآن خبر واحد اور قیاس سے مقید نہیں ہو سکتا	۵۹۵
۵۳۶	مردم و رد و دلیل مردم نہیں	۵۹۷
۵۳۷	مشروط عرفی مشروط شرعی کی مانند ہے	۶۱۸
۵۳۸	بعض احکام شرعیہ کی بتا عرف عام پر ہے	۶۱۹
۵۳۹	اطلاق مطلق بمنزہ نص ہے	۶۳۱-۶۳۲
۵۴۰	الثابت بالعرف کا الثابت بالص	۶۳۳
۵۴۱	حمل احوال المسلمین علی الصلاح واجب	۶۳۳
	متفرقات	
	(نکاح)	
۵۴۲	ولی، نائب، اول، کاہن، سلات	۶۳
۵۴۳	ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کا ان صغر سن سے تواتر سے ثابت ہے	۹۳
۵۴۴	لالچ کی بنا پر اولاد کا شت مع جہد پر لے لے باپ کا نائب اولاد سے	۱۰۵
	حق میں نکاح معتبر نہیں بشرطیکہ اس کا مطا انتخاب مشہور ہو	
۵۴۵	چچا سے بھتیجی کا نکاح سہ ہو سکتا	۱۰
۵۴۶	نکاح پر نکاح جاری سمجھ کر لے والے نئے سرے سے اسلام میں	۶۲
	اور اپنی بیویوں سے دوبارہ نکاح کریں	
۵۴۷	مسترضاعت ذہائی سال ہے	۲۳۶
۵۴۸	بیوی کا پستان چوسنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا	۲۳۶



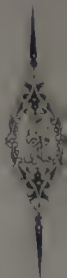
صفحہ	مسائل	نمبر
۲۰۶	عدت کے دوران مطلقہ عورت کا کسی اور سے نکاح درست نہیں	۵۴۹
۲۴۲	رضاعی ماں کی تمام اولاد بھائی بہن ہیں	۵۵۰
۲۹۳	ایک طلاق کی عدت پوری ہونے کے بعد بلا نکاح جدید سابق خاوند کے گھر آباد ہونا حرام ہے	۵۵۱
۳۱۸	زید کے کسی بیوہ سے ناجائز تعلقات ہیں بیوہ کے خاوند کی لڑکیوں اور زید کے بھائیوں کا نکاح ہو سکتا ہے	۵۵۲
۳۱۸	مذکورہ بیوہ کے لڑکوں اور زید کی بہنوں کا نکاح درست ہے	۵۵۳
۳۱۸	دیدہ دانستہ نکاح پر نکاح پڑھانا اور ایسے نکاح کا گواہ بننا کبیرہ گناہ ہے	۵۵۳
۳۲۵	نکاح مرتدہ کے بارے میں اقوال فقہاء	۵۵۵
۳۲۶	ایسی صورت میں ایک قول یہ بھی ہے کہ نکاح فسخ ہو گیا مگر دوسری جگہ نکاح کی اجازت نہیں	۵۵۶
۳۲۶	معدانکاح پر نکاح پڑھنے اور گواہ بننے والے نہایت گنہگار ہیں ان کے نکاح ٹوٹ گئے	۵۵۷
۳۲۷	میسائی بنانے کی سعی کرنے والے بحکم شرعی مرتد ہیں	۵۵۸
۳۲۹	بالذکر نواری کا نکاح اغوا کنندہ سے ورثا کی عدم موجودگی میں درست ہے بشرطیکہ اغوا کنندہ ہم کفو ہو اور مهر مثل مقرر کرے بصورت دیگر مفتی بہ قوں میں صحیح نہیں	۵۵۹
۳۶۳	لڑکیوں کے عوض روپیہ لینا رشوت ہے جس کا واپس کرنا ضروری ہے	۵۶۰
۵۱۳	شرعاً کسی کی منکوحہ کا دوسرے سے نکاح نہیں ہو سکتا	۵۶۱
۵۱۳	زانی کا زنیہ کی والدہ یا بیٹی سے نکاح حرام ہے	۵۶۲



نمبر	مسائل	صفحہ
	مسائل ابواب متفرقہ	
۵۶۳	کسی کے نام میں لفظ محمد پڑھنے کی علامت ناجائز ہے	۱۷۹
۵۶۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ "۴۰" لکھنا ناجائز ہے پورا درود شریف لکھنا چاہیے	۱۷۹
۵۶۵	امام نے پہلی رکعت میں چوبیسویں پارے کا رکوع پڑھا اور دوسری رکعت میں چوبیسویں پارے سے پڑھا تو نماز صحیح ہوگی	۲۳۶
۵۶۶	مسجد میں سے جنبی اور حیض و نفاس والی کا گزر ناجائز ہے	۲۳۶
۵۶۷	کافر اگر حلال بکری کو خنزیر کھدے تو وہ حرام نہیں ہو جاتی	۳۳۸
۵۶۸	قلم زبان کا ترجمان ہے	۲۵۹
۵۶۹	میت کی ایک لڑکی، تین لڑکوں اور چار بھائیوں میں ترکہ کی تقسیم	۴۰۲
۵۷۰	ممکن بلا عذر شرعی مسجد سے نکلے تو امام اعظم کے نزدیک اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے	۴۰۳
۵۷۱	حقہ نوشی شرعی عذر نہیں	۴۰۳
۵۷۲	روزہ کی حالت میں عمدہ حقہ نوشی کرنے والے پر قضاء کفارہ لازم ہے	۴۰۳
۵۷۳	اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ جس چیز کو اہل بیت سے نسبت ہو جائے وہ باعث تبرک ہے	۴۳۷
۵۷۴	بعض کا قول ہے کہ حضرت فاطمہ الزہراء خون باہراری سے مبرا تھیں	۴۳۷
۵۷۵	حضور ﷺ کا گستاخ واجب استیصال ہے اس پر اجماع امت ہے	۴۳۷
۵۷۶	گستاخ رسول مستحق عذاب ہے	۴۳۷



صفحہ	مسائل	نمبر
۳۳۷	مسوہ بنی نہ مسجد و مکان دینے والے نے کفر پر امت کا اتفاق ہے	۵۷۷
۳۳۷	یسے بدھوتے ظلم میں شک کرنے والا بھی کافر ہے	۵۷۸
۳۵۴	دینت ہلاں کے بارے میں حکومت کی جانب سے شرعی ثبوت کے حد لیا گیا اعلان معتبر ہے	۵۷۹
۵۰۴	قطب ستارے کی طرف پاؤں نہ کرنا محض عوام کا خیال ہے	۵۸۰
۳۹۰	ریڈیو سے نشر کی گئی تلاوت اگر قاری کی اصل آواز ہوتی ہے تو سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے	۵۸۱
۳۹۱	درازمی منڈے کو امام بنانا مکروہ تحریمہ ہے	۵۸۲
۵۱۸	فاسق و فاجر کو امام نہیں بنانا چاہیے	۵۸۳
۵۱۸	فاسق و فاجر کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی ہے	۵۸۴
۵۱۵	نماز انسان کے بہترین کاموں میں سے ہے	۵۸۵
۶۱۱	سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا گستاخ تمام اولیائے کرام اور حضور علیہ السلام کا گستاخ ہے	۵۸۶
۶۱۱	ایسے گستاخ کی بیعت ناجائز ہے اور اس سے بچنا اہل سنت پر لازم ہے	۵۸۷
۶۱۱	غوث باب رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب مطلق ہیں	۵۸۸
۶۱۱	غوث اعظم قدس سرہ کا قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر ہے	۵۸۹
۶۲۰	کافر لی تو بہ غرغہ کاسوت سے قتل مقبول ہے	۵۹۰
۶۰۵	خشتاچی دراز محی دالے بے عمل حافظ امامت کے قابل نہیں	۵۹۱
۶۳۳	حدیث پاک میں بدگمانی سے منع لیا گیا ہے	۵۹۲



فقيه عظيم

قہرِ بابائیکہ تا یک مردِ حق پیداشود بایزید اندر خراسان یا اولیں اندر قریض

نازشِ علم و عمل، جامعِ فضل و کمال، شربِ فیض و کرم، مخزنِ تقویٰ و طہارت، راہبرِ شریعت و
طریقت، ناشرِ رشد و ہدایت، ماہرِ علوم و فنونِ اسلامیہ، 'بقیۃ السلف'، 'حجتہ القلت'، 'استاذ الاساتذہ'، 'فقیرِ اعظم'،
محدثِ انعم، حضرت مولانا الحاج ابو الخیر محمد نور اللہ صاحب نعیمی اشرفی قادری بانی دارالعلوم خفیہ فریدیہ بسیر
پور (رحمۃ اللہ علیہ) ۲۱ رجب المرجب ۱۳۳۲ ہجری کو تحصیل دیپال پور کے ایک مشہور گاؤں سوکھ میں
پیدا ہوئے۔ والد ماجد زبدۃ الاسفیا، حضرت مولانا الحاج ابو النور محمد صدیق صاحب چشتی علیہ الرحمۃ (م
۱۳۸۰ھ ر ۱۹۶۱ء) اور جد امجد حضرت مولانا احمد دین صاحب علیہ الرحمۃ - (م ۱۹۳۲ء) نے اپنی نگرانی میں
تعلیم و تربیت کا آغاز فرمایا۔ یہ باعققت اراکین خاندان فقہ بعد نسل علوم و فنون اسلامیہ کا امین چلا آ رہا
تھا۔ اس لئے ان بزرگوں نے اپنی علمی وراثت کی حفاظت کے لئے تمام تر مسماعی جمید اس جوہرِ قاتل کی
طرف منعطف فرمادیں۔ قرآن کریم اور فارسی کی تعلیم اپنے والد ماجد اور جد امجد سے حاصل کی۔ پھر
علوم متداولہ کی تحصیل کے لئے مختلف مدارس میں جانا ہوا۔ ۱۳۳۵ھ میں مدرسہ عربیہ متفاح العلوم مہمند
پور میں داخل ہوئے۔ محقق عمر حضرت مولانا الحاج فتح محمد صاحب محدث بہارِ تفسیری علیہ الرحمۃ (م
۱۳۸۹ھ ر ۱۹۶۹ء) سے متعدد علوم و فنون میں صارت حاصل کی۔ ۱۳۵۱ھ میں مرکزی دارالعلوم حزب
الاحناف لاہور میں داخلہ لیا، امام اہل سنت حضرت الطام الحاج سید ابو محمد دیدار علی شاہ محدث اعظم
الدوری علیہ الرحمۃ (م ۱۳۵۳ھ ر ۱۹۳۵ء) اور حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا الحاج ابو البرکات سید احمد



قادری علیہ الرحمۃ (۱۹۷۸ء) سے علم حدیث کی تعلیم پائی۔ اس وقت دورہ حدیث شریف پڑھنے والوں میں ”پ کو امتیازی مقام حاصل تھا۔ دورہ حدیث شریف کے طلباء سے حضرت محدث اعظم الوری اکثر فرمایا کرتے ”پ حضرات اس سال دورہ شریف مولانا محمد نور اللہ صاحب کی طفیل پڑھ رہے ہیں۔“

دارالعلوم حزب الاحناف سے علم حدیث کی تکمیل پر آپ کو ۲۳ نومبر ۱۹۸۳ء ۶ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ کو سند فراغت اور دستانہ فضیلت سے نوازا گیا۔ امام اہل سنت نے خصوصی اسناد بھی عطا فرمائیں۔ اسی موقع پر آپ کو ”ابوالخیر“ کی کنیت سے بھی سرفراز فرمایا جب کہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری مدظلہ نے ”فتیہ اعظم“ کے لقب سے ممتاز فرمایا۔

درس و تدریس

سیدی فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ نے فارغ التحصیل ہوتے ہی اپنی عملی زندگی کا آغاز درس و تدریس سے فرمایا۔ ۱۳۵۲ھ سے ۱۳۵۶ھ تک موضع واسو سالم میں مدرسہ خدمات انجام دیں البتہ ۱۳۵۴ھ میں تقریباً ایک سال کے لئے مولانا محمد اکبر چشتی بصیر پوری علیہ الرحمۃ کے دربار پر بصیر پور میں مدرسہ کام کیا۔ مگر آپ کی خداداد صلاحیتیں آپ سے اعلیٰ تعمیر کی کام کی متقاضی تھیں چنانچہ آپ نے وہ پال پور ایسے جمالت زدہ علاقہ کو علوم و فنون عربیہ کے انوار سے منور کرنے کی طرح ڈالتے ہوئے مدرسہ حنیفہ فریدیہ کے نام سے ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۸ء میں ایک دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔ تشنگان علم، مخزن علم و عمل کے حصہ، رزانے تلمذ کے لئے تھے۔ آپ کی قابلیت اور پر تاثیر تدریس کا شعور عام ہونے لگا۔ روز بروز طلباء کی تعداد بڑھتی گئی۔ حتیٰ کہ فرید پور جہاں آمد و رفت کی سہولتیں نہ ہونے کے برابر تھیں مدرسہ کی رونق میں رکاوٹ نہ بن سکیں۔ آپ کو تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ و حدیث، منطق، فلسفہ، صرف، نحو، فارسی و غیرہ فنون عقیدہ و تعلیم پر کمال و سحر حاصل تھے۔ عربی ادب میں درجہ کمال تک پہنچے ہوئے تھے۔ سارا دن ہر علم و فن کی تدریس میں اسیلے گزار دیتے کسی بھی فن کا درس ہر تہا سبت میں عشق، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جوت جگاتے چلے جاتے۔ اسی مقام پر ۱۳۶۳ھ ۱۹۴۳ء میں بخاری شریف سے



دورہ حدیث شریف کا آغاز فرمایا۔ یہ بات بطور خاص قابلِ ذکر ہے۔ دورہ حدیث کی اس پہلی تیاریت میں دیگر تلامذہ کے علاوہ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد صدیق علیہ الرحمۃ بھی شریکِ درس تھے۔ طباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیشِ نظر آپ نے فوری طور پر اس مدرسہ کو ایک عظیم الشان دارالعلوم کی شکل میں تبدیل کرنے کا مصمم ارادہ فرماتے ہوئے ضلع اوکاڑہ کے مشہور قصبہ بھیسرہ کا انتخاب کیا۔ چنانچہ اس عظیم مقصد کی تکمیل فرماتے ہوئے آپ ۱۳۶۳ھ - ۱۹۴۵ء کو فرید پور میں دورہ بخاری شریف صل فرمایا۔

بیسرہ پور تشریف لے آئے اور دارالعلوم حنفیہ فریدیہ کی دانش بیل ڈالی۔ دارالعلوم کی تعمیر و تاسیس سے عروج و ارتقاء کے مرحلے طے کرنے میں آپ کو بڑے صبر و آزما امتحان سے گزرنا پڑا۔ کئی ایسے مشکل مقام اور آڑے دقت آئے کہ دارالعلوم بند کرنے کی بھی تجویز آپ کو دی جاتی تھی مگر آپ نے صبر و استقامت سے ہر آزمائش و سردانہ وار مقابلہ کیا اور دارالعلوم کو نازک ترین لحاظ میں ترقی کی راہ پر گامزن فرماتے نظر آئے۔ ۱۳۶۳ھ ر ۱۹۴۵ء کو دارالعلوم کی تعمیر شروع ہوئی۔ ابتداء میں چار کچے کمرے بنائے گئے۔ نماز کے لئے ایک قطعہ زمین پر پچھوڑا لکڑی کا مسجد بنائی گئی۔ بعد ازاں مختلف مراحل طے کرنا ہوا یہ دارالعلوم اس مقام پر پہنچ چکا ہے کہ آج وطن عزیز پاکستان کے عظیم الشان علمی مرکز کی حیثیت سے متعارف ہے۔ پچھتر پخت کمرے، متعدد برآمدے اور درس گاہیں، دوسری منزل پر رہائشی کمروں کی خوبصورت قطاریں ہمارے ہمارے دکھائی ہیں نیز دارالعلوم کا وسیع و عریض ہال کی صورت میں دارالحدیث حضرت کے جذبہ عشق رسول کی عملی تصویر پیش کر رہا ہے جس میں ہزاروں کتب نہایت عمدہ سلیقے سے شیخ کی الماریوں میں مرصع اہل علم و تحقیق کو دعوتِ فیضان دے رہی ہیں۔ الحمد للہ تعالیٰ آج دارالعلوم اپنی تمام تر صورت و معنوی خوبیوں سے راست تشنگانِ علوم اسلامیہ کی پیاس بجھا رہا ہے۔

نیز ایک نہایت ہی خوبصورت حائے مسجد جو زیارت کے قابل ہے جس کی تعمیر کا کام ۱۳۶۸ھ ر ۱۹۴۹ء سے ۱۳۷۷ھ ر ۱۹۵۸ء تک آپ ہی کی نگرانی میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ مسجد اپنے جمالیاتی حسن و دلآویزی اور خوبصورتی میں انفرادی شان رکھتی ہے۔



میرے چہرہ پر رہا کرتے تھے کہ میری زندگی کا محبوب ترین و خفیہ درس و تدریس ہے مجھے سن
 شور سے ہی ہے، دیکھنے سے ہی رفت نہ تھی، جب مرشد کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کی سوجھتا تو
 جیال: "کیس سے لیے دیکھنے پڑھنے کا ارشاد نہ ہو جائے اور میرے محبوب ترین و خفیہ تدریس میں کی نہ
 واقع ہونے لگے۔ یہی خیالات دل میں جگہ کئے ہوئے تھے کہ حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل الحاج
 حافظ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ بیعت
 کی سعادت پائی تو آپ نے فرمایا تمہارے لئے میری طرف سے درس و تدریس اور خدمت قرآن و
 حدیث کا وظیفہ دیا جاتا ہے چنانچہ آپ کی آرزو کے عین مطابق مرشد کامل حضرت صدر الافاضل علیہ
 الرحمۃ کی طرف سے جو ہر حیات و ولایت ہوا۔

حج و زیارت

حضرت فقیر اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبارت ہے
 اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا انعام ہے قرآن و سنت پر آپ اس شان سے عمل پیرا رہے کہ
 آپ کی خدمت میں بیٹھنے والا محسوس کرتا وہ ایک ولی کامل کی پکری میں حاضر ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر خیر ہر وقت جاری ہے اور فقیر اعظم احادیث رسول کی عملی تصویر بنے بیٹھے ہیں۔
 "بکھیں، نعل محبوب میں ٹھوہیں اور ان کی نمی سے نمایاں ہوتا کہ آپ دیدار حضور پر نور سے محسوس ہیں۔
 "ی ثانی میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے پر مشفق فقیر اشعار گفتات "تو کچھ اور ہی سماں بندھ جاتا۔
 زبان حرکت آتی ہے۔

سنے لا یا ڈبو لا اب تو تمہاری جانب
 شتی نمی پہ چھوڑی نظر اٹھا دیئے ہیں
 گی بھی دلوں رحمت میں اپنے جہات کونیت کے سانچے میں یوں ڈھالتے۔

بہار دین۔ تحریکِ ستین میں مسٹر یگ لی بھروہ حمایت کی اہل سنت و جماعت کے اکابر علماء و مشائخ سے
ساتھ میں گراپہ چورشد حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کے مشن کو کامیابی سے ہمکنار کر سنے کے
لئے نمایاں کردیا۔ دین۔ "خزیرگان دین اور علماء اہل سنت کی مساعی جلیلہ سے دنیا کے نقشے پر ایک
نظریاتی اسلامی ملک کا قیام عمل میں آیا۔ جماد کشمیر میں غازی کشمیر حضرت مولانا علامہ ابو الحسنات قادری
علیہ الرحمۃ کا ساتھ دیا۔ تحریکِ ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں خصوصیت سے حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتوں کو
خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہوئے سایہ وال جیل میں اپنے والد ماجد حضرت مولانا ابو النور محمد صدیق اور
اپنے اکابر خانہ حضرت مولانا ابو الضیاء محمد باقر ضیاء النوری علیہ الرحمۃ حضرت مولانا ابو القصر منظور احمد
شاہ غامی کے ساتھ قید ہوئے۔ آپ کو ایک سال قید با مشقت کی سزا سنائی گئی مگر تین ماہ بعد رہا کر دیے
گئے۔ ۱۹۷۳ء میں جب سانحہ روہ کے باعث تحریکِ ختم نبوت کا آغاز ہوا تو آپ نے تحفظ ناموس رسالت
کا نعرو بلند کیا اور اس تحریک میں ناقابلِ فراموش کردار کا مظاہرہ کیا۔



۷ مارچ ۱۹۷۷ء میں ہونے والے انتخابات میں پاکستان قومی اتحاد کے ٹکٹ پر جمعیتِ علمائے
پاکستان کی طرف سے آپ نے نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ اور مقامِ مصطفیٰ کے تحفظ کی خاطر باقاعدہ الیکشن میں
حصہ لیا۔ ملک کے دیگر مقامات کی طرح اس حلقہ انتخاب میں بھی وسیع پیمانے پر دھاندلیاں ہوئیں۔ اگر
میں بھارتی مذہبی حرکات کا سارا نہ لیتی تو آپ کا مقابلِ ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوتا۔ پھر انتخابات
میں دھاندلیوں کے خلاف ابھرنے والی تحریکِ نظامِ مصطفیٰ نے حکومت کے تار و پود بکیر کر رکھ دیے۔ اس
تحریک میں آپ کا مثالی کردار ہمیشہ دعوتِ فکر و عمل رہتا رہے گا۔ تحریکِ نظامِ مصطفیٰ کے ایک جلوں کی
قیادت کرتے ہوئے ۲۳ مارچ ۱۹۷۷ء کو آپ نے گرفتاری پیش کی۔ آپ کو رہا کر دینے کی متعدد کوششیں
ہوئیں مگر آپ نے رہائی سے بالکل انکار کر دیا۔ چنانچہ جب تک تحریک جاری رہی۔ آپ سنٹرل جیل
سایہ وال میں رہے اور جیل کے اندر بھی اپنے مشن کو جاری رکھا۔ درسِ قرآن کریم کے علاوہ بخاری
شریف بھی متعدد قیدی طلباء و علماء کو پڑھاتے رہے



فقیر اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے باپ کا جنازہ اسے اور مات صاحبزادیاں تو وہ ہو میں اس میں دو
صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں بقید حیات ہیں۔ صاحبزادگان کے نام یہ ہیں (۱) مولانا ابو۔ عدہ عمر خسو
اللہ صاحب نوری زید مجیدہ (۲) مولانا ابو الفضل محمد نصر اللہ نوری حیدر الرحمہ (مرتب اس فتاویٰ نوریہ
(۳) صاحبزادہ محمد عبداللہ (۴) صاحبزادہ محمد اسد اللہ (یہ دونوں صاحبزادے آسمانی تھے وفات پا گئے) (۵)
حضرت مولانا مفتی محمد محب اللہ نوری زید مجیدہ مستم و متولی دارالعلوم حنفیہ فریدہ۔۔۔۔۔ صدر مجلس
حزب الرحمن۔ زیب سجادہ آستانہ عالیہ نوریہ قادریہ بصیر پر شریف۔

تصنیفات

حضرت فقیر اعظم علیہ الرحمۃ نے دور درجن سے زائد کتب تصنیف کیں۔ چند کتابوں کے نام درج

ذیل ہیں:

- (۱) فتاویٰ نوریہ کامل چھ جلد (۲) کبر الصوت (۳) حدیث الخیب (۴) نعمائے بخشش (نقیہ دیوان) (۵)
لور القوانین قواعد صرف منظوم بزبان پنجابی (۶) مسئلہ سایہ (۷) روزہ اور بندہ یہ تمام مطبوعہ ہیں۔ فیہ
مطبوعہ میں ایک نقیہ دیوان عربی، فارسی، پنجابی و اردو پر مشتمل ہے نیز بخاری شریف، مسلم شریف اور
دیگر متعدد کتب فقہ و حدیث پر حواشی قبندہ فرمائے۔ آپ کی حیات مبارکہ میں فتاویٰ نوریہ کی پہلی دو
جلدیں شائع ہو چکی تھیں جبکہ آپ کے وصال (رجب ۳۰۳ ۱۹۸۳ء) کے بعد شہزادہ فقیر اعظم
حضرت الحاج مولانا علامہ مفتی محمد محب اللہ نوری مدظلہ نے نہ صرف بتایا چار جلدیں مرتب کیں بلکہ
جدید طریقہ اشاعت و طباعت کے تقاضے کو پورا کرتے ہوئے فتاویٰ نوریہ کا چھ جلدوں میں نہایت
نوبہ صورت سیٹ شائع کرنے کا اہتمام فرمایا جو بفضل و کرمہ تعالیٰ تاریخ طباعت میں اپنی مثال آپ ہے۔



صاحب نام بنوان الشریعہ جمعین کے بارے میں کہا گیا ہے

كان صاحبہ يستأخذ فحول الفتوى والاجتهاد... ووجود كل

مسئلہ کو کچھ ایسا عرصہ نہ

یعنی یہی کہ کرام حق الامکان فتویٰ اور اجتہاد سے بچنے کی شدید کوشش کرتے تھے
ہر ایک چاہتا تھا کہ دوسرے لوگ یہ ذمہ داری اٹھالیں تاکہ وہ اس نازک فریضے سے بیکار رہے

اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ افتاء کا منصب جس قدر شرف و عزت اور بزرگوں کی رفعت
کا حامل ہے اس سے کہیں زیادہ نازک، حساس اور ثقیل کام، دو گونہ مسئولیت اور شدت کرم و احتیاط
کا متقاضی ہے۔



اپنی عملی نوعیت کے اعتبار سے افتاء تمام دینی علوم اور شرعی وظائف کی نسبت سماج کے
سب سے زیادہ قریب ہے۔ باقی علوم و فنون پر اصلاً نظر پڑتی، تجریدی اسلوب کا غلبہ ہے جبکہ فتویٰ
اول و آخر عمل سے تعلق رکھتا ہے۔ فقہی تحقیق و تخریج اور اجتہاد و استنباط بھی مجرد نظری عمل ہے
جس کا دائرہ شرعی مسائل و احکام کے ادراک و استخراج تک محدود ہے لیکن افتاء ایک فاعل علی
مرحلہ ہے جس میں منہجی، مسائل کے بیان کردہ ظروف و احوال، علاقہ کے عرف و عادات اور
پیش آمد مسئلہ کی مناسبت و علت کی تحقیق اور خوب چھان بھٹک کے بعد وہی حکم بیان کرتا ہے
جس پر مسئلہ سے شریعت کے مطلوبہ مقاصد و مصالح کی تکمیل ہو سکے۔ نظری اجتہاد جس کا تعلق
استنباط مسائل سے ہے ضرورت پوری ہونے کے بعد عملاً منقطع بھی ہو سکتا ہے چنانچہ فقہی مسئلہ
جتنا دور تمدن مسائل کا کام سپلی، دوسری اور تیسری صدی ہجری میں ائمہ مجتہدین اور ان کے
تلامذہ وراثتین کے ہاتھوں بحسن و خوبی انجام پا چکا ہے لیکن فتویٰ کی بنیاد سچ نکالنا اور اول تا آخر سچا کر

عملی اجتہاد پر ہے جو فقہی مسائل کی تحقیق، منطوق اور انہیں معاشرہ میں عمل نامہ کرنے سے متعلق رہتا ہے۔
 اس لئے افتاء ایک مسلسل متحرک اور تدریجی ارتقائی عمل ہے جو ہر عصر و عہد اور ہر خطے اور علاقے
 میں رہتی دنیا تک جاری و ساری رہے گا۔ اجتہاد عملی اور اس پر مبنی کا رافتاء قیامت تک
 کبھی منقطع نہیں ہو سکتا۔ فقہی مسائل و احکام کو تمدنی ارتقاء اور عصری مقتضیات سے ہم آہنگ
 کر کے ہر دور اور ہر علاقے کی سوسائٹی کے لئے قابل عمل صورت میں ڈھال کر پیش کرنا افتاء ہی کا
 کام ہے اسی لئے فقہاء نے ہر دور اور ہر بسنی میں ایک اہل مفتی کا وجود شرعی فریضہ قرار دیا ہے
 اور جس جگہ کوئی اہل مفتی موجود نہ ہو اس علاقے میں سکونت اختیار کرنا حرام اور وہاں سے
 ہجرت کرنا واجب ٹھہرایا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ معاشرہ میں انفرادی و اجتماعی سطح پر نفاذ و رعیت
 کا عمل بنیادی طور پر افتاء کے ساتھ وابستہ ہے یہاں تک کہ اگر قاضی خود اہلیت اجتہاد سے
 نصف نہ ہو تو اس کے شرعی فیصلے بھی مفتی کے فتاویٰ سے ہی کی روشنی میں طے پاتے ہیں۔
 یوں بھی افتاء کا عمل بنیادی طور پر عوام کے دینی رجحان اور شرعی ذوق کا امین و
 ہوتا ہے، اس کا سرچشمہ دین سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کا عوامی جذبہ و احساس ہے پھر
 افراد معاشرہ کے عملی رویوں پر سب سے زیادہ اثر افتاء ہی کا پڑتا ہے دیگر کوئی سماجی ادارہ
 اور کوئی علم و فن براہ راست عوام کے شعور و ادراک اور دینی جذبہ و رجحان کی پرورش نہ طرح
 نہیں کرتا جس طرح افتاء کا ادارہ یہ کام انجام دیتا ہے۔ سماج کا مذہبی دھارا اسی کے
 زیر اثر اور اسی کے رخ پر بہتا ہے۔

برصغیر میں افتاء برصغیر پاک و ہند میں اسلام کا ورود و فروغ چونکہ صوفیاء و غلام
 اور علماء کرام ہی کا رہن گاہش ہے اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ

جس میں ساری دنیا سے تادموتہ بہب ہی نے رحمتہ سے بھرتے ۲۱: ہر شخص میں حضرت
 محمد مصطفیٰ رحمتہ کی تجویز ہی ماسعی کی مدت یہاں کے عوامی شعور اور سماجی زندگی میں
 مذہب مہدائی نغماں اور نورشعاع کی جھلک سے جذب ہو گیا ہے۔ عالم اسلام میں سب سے
 زیادہ کسی خطے کے عوام میں مذہبی رجحان اور دینی ذوق نفوذ پذیر ہے۔ لوگوں میں دینی سیکھنے
 دینی مسائل کا زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے اور زندگی کے شخصی وائرے میں فقہی مسائل پر
 عمل کرنے کا بے پناہ جذبہ و شوق پایا جاتا ہے اسی بنا پر یہاں شرعی مسائل کے استفسار
 استفسار اور انفار کا بہت زیادہ رواج رہا ہے پھر تبصرہ میں صوفیاء کرام اور خود حضرت
 مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے بھی عوام کی مذہبی تعلیم و تربیت، معاشرتی اصلاح اور دینی ذوق و
 رجحان کی پرورش کے لئے جو اسلوب و منہاج اختیار کیا وہ مطوعات، مکتوبات اور اسی نوع
 کے دیگر عملی ذرائع پر مبنی تھ جن میں لوگوں کی براہ راست مشارکت اور باہمی دو طرفہ عمل البتہ کا
 عنصر غالب ہے اس لئے بھی یہاں دینی علوم و فنون کی ترویج و اشاعت میں عملی اسلوب
 زیادہ مؤثر طور پر رائج ہوا یہی وجہ ہے کہ تبصرہ میں فقہ و شریعت کے حوالے سے جتنا بھی
 علمی، فکری اور تحقیقی کام ہوا اس کا غالب حصہ فتاویٰ ہی کی صورت میں ہے۔

تبصرہ میں صدیوں پر محیط فقہی کتب و تالیفات کے ذخیرے پر نظر ڈالنے سے
 پتہ چلتا ہے کہ یہاں سب سے زیادہ فقہی کتابیں "فتاویٰ" کی صورت میں لکھی گئیں دراصل
 یہاں کے ہر طبقے کے لوگوں میں مذہبی زندگی کو سمجھنے اور برتنے کے لئے مفتیان
 ان سے رجوع اور شرعی مسائل کھلنے میں استفسار کا رجحان باس قدر شدت اور گہرائی کا حامل تھا
 کہ کوئی علمی شخصیت، کوئی فکری و اصلاحی کام اور کوئی تعلیمی و تربیتی ادارہ ان کے بغیر صحیح طور پر
 آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ لوگوں میں دین کے نفوذ، شریعت کی ترویج اور فقہی مسائل کی تعلیم کا
 بہترین اور مؤثر ترین طریقہ افتاء ہی کا تھا اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ شہنشاہ ہندوستان
 اور ملک مذہب عالمگیر محمد اللہ نے جب یہاں شریعت نافذ کرنے کے لئے علمی و فقہی کام کا

یہ تھا تو یہاں سے ماحول، عوامی رجحان اور صحف و نشریات سے میرے حواس پر بہت سی منفی تاثرات
 سے بہتر کوئی صورت نظر نہ آئی چنانچہ تاریخ اسلام میں جو کجی سطح پر خاندانِ شریعت کے لئے ثابت
 مسمیٰ و فکری اعتبار سے سب سے آخری، سب سے جامع اور سب سے خوش کام چہیت ہے
 وہ فتاویٰ عالمگیری کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ اس سے ہم بڑھتیہ پاک و ہند
 میں فتاویٰ کی اہمیت و افادیت، تدریج و تسلسل اور نفوذ و تاثیر کو بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

افسارہ، جیسا کہ اوپر بیان ہوا، ایک سلسلہ متحرک اور تدریجی ارتقائی عمل ہے یہ
 فقہی مسائل و احکام کو ہر عصر و عہد کی تمدنی ضروریات سے ہم آہنگ کرنے اور ہر دور کے
 جدید معاشرتی مسائل کا شرعی حل دریافت کرنے کی سعی و کوشش سے عبارت ہے اس لئے
 فتوے کا عمل کبھی رک نہیں سکتا، اسے ہمیشہ آگے بڑھنا اور پھیلنا ہے، فتوے کا جمود
 مذہبی زندگی کی موت ہے اور فتوے کا تسلسل قانون کا ارتقاء ہے۔ فتوے کے بغیر لوہا
 مذہبی رجحان اور دینی ذوق کی پرورش ممکن نہیں۔ فتوے ہی سے مذہب کی تعلیم و ترویج پر
 فروغ پاتی ہے، فتوے ہی کے ذریعہ معاشرہ پر مذہب اور روحانیت کی گرفت محکم رہتی ہے
 فتوے ہی سے لوگوں کے حقوق و فرائض اور معاشرتی عدل و توازن میں نکھار آتا ہے، فتویٰ
 ہی سے حکمرانوں کا احتساب اور شرعی قانون کا استحکام عمل میں آتا ہے غرض فتوے ہی سماجی
 زندگی کے تسلسل، مذہبی تعلیم کے فروغ اور سماج کے تمدنی ارتقاء کا ضامن ہے اس لئے
 قیام پاکستان کے بعد اس مملکت میں ہمیں دیگر اسلامی اداروں اور شرعی علوم و فنون کی طرح
 بلکہ ان سے بڑھ کر اور زیادہ وقت کے ساتھ ساتھ افسارہ کو منظم اور فعال بنانے کی ضرورت
 تھی اور مقابہ کر رہے ہیں کہ عرصے حق اور سنی اداروں نے اس قلمی فریضہ سے عہدہ برآ ہونے میں
 کوئی کسر بھانڈ نہ رکھی۔

پاکستان میں عوام کی مذہبی رہنمائی اور افاضہ کی غنیمت فکری و سماجی ذمہ داری سے عہدہ برآ
 ہونے والے نفوس عالیہ میں حضرت مولانا ابوالخیر محمد نور انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ
 فتاویٰ نور



کی ذات پر فیض شریف و امتیاز کی حامل ہے

یہ کے سوانح حیات، سیرت و کردار، اطوار و عادات اور فضائل و کمالات سے
ماہرے میں آپ کے معجزہ کربت اور برگزیدہ شخصیت کی واضح شہادتیں فتاویٰ سے نوریہ کے تعارفی
صفحت میں محفوظ ہیں۔

اس عاجز کو حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات کا شرف تو حاصل نہیں لیکن
چند مختصر خطوط پر پھیلے ہوئے قریباً تین ہزار سے زائد فتاویٰ کے آئینے میں ان کی شخصیت کے
خود و حال ضرور دیکھے ہیں۔ تحریر میں انسان کا علم ہی نہیں سیرت بھی جھلکتی ہے، فکر و تحقیق مجر و داغ سوزی
نہیں صاحب تحقیق کے شخصی کردار اور سماجی رویوں کا مظہر بھی ہوتی ہے۔ کتاب انسان کے نقشہ پر علم
اور طرز عمل کا عکس پیش کرتی ہے۔ اس اعتبار سے فتاویٰ سے نوریہ کے الفاظ و معانی خود صاحب
فتاویٰ کی شخصی عظمت، علمی رفعت اور سماجی خدمت کی عنایتی کرتے ہیں۔ اگر طرہ الٹ کا اندیشہ نہ ہوتا تو
فتاویٰ سے نوریہ کی روشنی میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت کا پورا پورا پیکر اجالنے کی تمنا تھی،
ہر آئینہ حضرت کی شخصی و عبادت، علمی جلالت اور روحانی عظمت اور ملی خدمت کے تذکرے سے قطع نظر
یہاں صرف ان کے فتاویٰ کی فنی حیثیت اور دینی قدر و قیمت کے سولے سے ایک عمومی اور اجمالی
وصاحت پر اکتفا درکار ہے۔

فتویٰ نویسی بالذات ایک الگ عمل ہے اور بلاشبہ بہت عظیم اور نازک کام ہے لیکن
فتویٰ نویسی کے ذریعہ اقتدار کے بند راستے کھولنا اور ان راہوں پر عباد و بیجا کی کے معیار وضع کرنا
ایک باجائز مغرور اور جہاد گامزد کام ہے اور ہمارے مددگار حضرت مفتی ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی صاحب رحمہ اللہ
سے ہی مؤخر الذکر کارنامہ منجما دیا ہے۔ آپ نے مجرد فتویٰ نویسی نہیں کی بلکہ افتاء و اجتہاد کی سنگین
دو جہاں میں عدیدہ فی مسائل کے حل کی خاطر فکر و تدبر کی نئی راہیں ہموار کیں، ایک ایسے دور میں
جبکہ بھی سمرنی استعمار کے استبداد ہی چگل سے رہائی پائے، مسلمانوں کو زیادہ عرصہ نہیں بیتا تھا اور
ہنوز دینی مسائل اور شرعی احکام کے بارے میں گفتگو کے لئے اعتقاد و احکام کی خاص فضا درکار تھی



اور اسی لئے عام طور سے علماء کرام شریعت و احکامات کے ساتھ ساتھ عدلیہ و انتظامیہ مسائل پر بطور مختصر و مفید دست
تجربہ سے جھگڑتے تھے۔ ایسے میں حضرت مفتی صاحب نے پوری قوت و حوصلہ و ہمت اور شجاعت
و دلہ کے ساتھ عدلیہ و فقہی مسائل پر گفتگو کو اپنا شعار بنایا۔ استنباط مسائل میں اختلاف رائے
کی کج پیمائش سے قطع نظر ہر جرات منان تحسین اور یہ اقدام قابلِ تعریف ہے۔ آپ نے بہت ہی جلد
اور استنباط عمل کے جدید امکانات کی نشاندہی کی فقہی ارتقاء کی نئی سمتیں بتائیں یہ تحقیقی فکر کی
اعمال اور علمی تجدید و احیاء کے لئے خزانہ ساز گار بنانے کی جدوجہد کی۔

قیام پاکستان کے بعد اس ملک کے خداداد میں دینی اقدار کے احیاء اسلامی تہذیب
کی بازیافت اور حدیث و روایت کے حسن استعمال سے ایک نئے سماجی نظام کی تشکیل
کے لئے علمی تحقیق و فقہی استنباط اور عوامی اصلاح و رہنمائی کا جو عظیم کام اس وقت کو درپیش تھا
اسے انجام دینے میں حضرت مفتی محذور الشرح صاحب نے فتاویٰ کے ذریعہ اپنا بھرپور حصہ
ادا کیا۔ آپ نے افتاء کے خالص فقہی و قانونی ادارے کو دعوت و تبلیغ، انذار و تہذیب و ترمیم
تذکرہ، انکار و سکوت و اثبات حق، عدل و انصاف، سماجی استحکام، تقویٰ و پارسیائی، جزم و اعتقاد،
بہر و مساحت اور معاشرتی اصلاح کی تحریک بنا دیا۔

آپ کے فتاویٰ پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہی یہ بات پوری طرح واضح ہو کر
سامنے آ جاتی ہے کہ آپ فتویٰ نویسی کے ذریعہ شعوری طور پر تعمیرِ ملت اور اصلاح معاشرہ کا
شعور ملی کام انجام دینا چاہتے ہیں اور اس ضمن میں آپ کی شدید حساسیت بعض مواقع پر مذہبی
شعور کو جذباتی آہنگ سے جھکا کر دیتی ہے یہاں تک کہ ایسے مواقع پر آپ افتاء کی موجودگی
حدود سے نکل کر کبھی تو مصلح کا روپ ادا کر لیتے ہیں اور کبھی افتاء کی خالص تعزیری زبان بولنا
کرتے لگتے ہیں۔ یہ رویہ دراصل آپ کے ثقافتی شعور کی بلند تر سطح سے تعلق رکھتا ہے و بہت کم
فتویٰ نگاروں کو نصیب ہوتا ہے چنانچہ نکاح و طلاق کے خالص فنی مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے
عالمی زندگی کے استحکام کی تدابیر پیش نظر رکھنا، جمیع دشر کے احکام میں علی اخلاقی اقدار کی

یاسہ رمی کی تعمین کرنا، عبادات کے بیان میں حقوق العباد کا تذکرہ، غلط کارشخص اور جاہل مفتی کے لئے تعزیر کا فیصلہ، سود کے ضمن میں دشمنان اسلام انگریزوں کے شخص پر ضرب لگانا یہ اور اس طرح کی بے شمار باتیں حضرت مفتی صاحب کے اسی بے پناہ فنی درود، شدید دینی احساس اور علی نقی شور کی غماز ہیں۔

حضرت مفتی محمد نور اللہ رحمہ اللہ کے فتاویٰ کی ایک اور بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ آپ اپنی فکری تحقیق کو نہ صرف قرآن و سنت کی محکم نصوص، ائمہ دین اور فقہاء کرام کی تصریحات اور فقہوں عقلی دلائل کی روشنی میں پیش کرتے ہیں بلکہ حسب ضرورت فقہی احکام کی سماجی مصلحتیں، شرعی علتیں اور محوئی حکمتیں بھی مہا کر کرتے ہیں پھر مزید برآں یہ کہ فقہی مسائل کو اصولی دلائل، کلی قواعد اور عقلی ضوابط کے آئینے میں بھی نمایاں کرتے چلے جاتے ہیں، جزئیات کا استنباط قواعد و کلیات کی روشنی میں اور اصول و ضوابط کی منت نئی تفہیمات کا استخراج ایک خاص فیتہ اہل نشان سے آپ کے فتاویٰ میں ملتا ہے۔

الغرض فتاویٰ نور یہ اسلام کے فقہی و قانونی سرسارے کا ایک عظیم دار و مدار بن گیا ہے۔ یہ محض ایک فتاویٰ نہیں، جدید فتوے نویسی کا محکم جادہ ہے۔ یہ علم و فکر کا ایک تخلیقی دہارا ہے۔ اس میں قدیم فقہی احکام کا بیان ہے تو نصوص و تصریحات سے بچتا، جدید تمدنی مسائل کا حل ہے تو عقل و نقل کے محکم دلائل سے ہم آہنگ، اس میں خالص شرعی ضوابط کا تذکرہ ہے تو اعلیٰ سماجی شعور سے آراستہ، قانونی نظریات کا بیان ہے تو عمل کی تلقین کے جلو میں، ان کے ہاں عبادات حسن معاشرت سے پرستہ اور حقوق اللہ حقوق العباد سے وابستہ نظر آتے ہیں۔ ان کا فتوے ایمان کی کوکھ سے جنم لیتا، اخلاق کی آغوش میں پران پڑھتا اور عمل کے بچہ میں ڈھلتا ہوا محسوس ہوتا ہے اور ہمیں سے مستقبل میں اسلامی بنیادوں کی درخشندہ روایات ابھرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔



مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ

(متفق عليه)

اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمالیگا اسے دین کا
فقہ بنا دیتا ہے۔

طریق

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكَ بِمَرْوَفٍ

اَوْ تَسْرِجَ بِاِحْسَانٍ فَانْ

طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ

حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

طلاق (رجعی) دوبار ہے پھر یا تو روک لینا ہے مجددی کے ساتھ یا چھوڑ
دینا ہے احسان کے ساتھ.... پھر اگر اسے تیسری بار طلاق دے دی تو اب وہ
عورت اس کیلئے حلال نہیں یہاں تک کہ کسی اور خاوند کے ساتھ نکاح کر لے



أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ الطَّلَاقُ

_____ الحديث

حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب
ناپسندیدہ طلاق ہے



طلاق کا مادہ ”مطلق“ ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے حل جانا، رہا ہو جانا۔ اسی لئے چنے و
 ”انطلاق“ تیز زبانی کو طلاق لسان اور بے قی چیز کو ”مطلق“ کہتے ہیں۔ چونکہ حلاق کے ذریعے
 عورت مرد کی قید نکاح سے آزاد ہو جاتی ہے اس لئے شریعت میں اسے طلاق سماجاً ہے۔ علامہ
 راغب اصفہانی المفردات فی غرائب القرآن میں فرماتے ہیں ”لمی طالق ای محلات عن
 حبالہ النکاح“ یعنی عورت نکاح کے بندھن سے رہا ہو گئی۔

اسلام کے قوانین میں بر مصلحت اور نفرت کے عین مہذب ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں عرب کا
 دستور یہ تھا کہ مرد جب اور جتنی بار چاہے طلاق دے اور پھر اپنی مرضی کے مطابق رجوع کرے۔
 اس کے برعکس ہندوؤں اور یسود و نصاریٰ کے قوانین ہیں کہ ایک بار نکاح کی زنجیر میں جکڑ دیے
 جانے کے بعد حالات کیسے ہی ناگفت نہ ہو جائیں خواہ صبی کی کوئی صورت نہیں۔ مگر اسلام کا
 قانون طلاق اپنے اندر میانہ روی لئے ہوئے ہے، ”افراہ و تفریط سے پاک ہے۔“

شریعت میں طلاق کا حق مرد کو تنویض کیا گیا ہے کیونکہ مرد فطری طور پر مردہ و دوراندیش اور
 جذبات سے مغلوب ہو جانے کے بجائے عورت کی بہ نسبت عقل و ہوش سے زیادہ کام لینے والا
 ہوتا ہے۔ نیز ازدواجی زندگی کا تمام بوجھ اسی کے کندھوں پر رکھا گیا ہے۔ اسی لئے قرآن پاک میں
 مرد کے بارے میں ”النفی یدہ عقدہ النکاح“ فرما کر اس امر کی صراحت کر دی گئی ہے۔

بنیادی طور پر طلاق کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ طلاق رجعی ۲۔ طلاق بائن ۳۔ طلاق مفسدہ

طلاق کے وقوع کی متعدد مشنوع صورتیں ہیں جنہیں فقہاء کرام نے کئی ابواب میں الگ
 الگ بیان کیا ہے۔ اسی فقہی ترتیب کو مد نظر رکھتے ہوئے درج ذیل ابواب ”کتاب الطلاق“ میں
 شامل کئے جا رہے ہیں:



- ۱۔ باب طلاق الصبی (بچے کی طلاق)
- ۲۔ باب طلاق الجنون و المغمی علیہ (پاکل و مدہوش کی طلاق)
- ۳۔ باب العلق فی الغضب (غصے کی حالت میں طلاق)
- ۴۔ باب طلاق الحوامل (حاملہ عورتوں کو طلاق)
- ۵۔ باب طلاق المکره (فحش مجبور کی طلاق)
- ۶۔ باب کتابت العلق (تحریری طلاق)
- ۷۔ باب الفاظ العلق (الفاظ طلاق کی تفصیل)
- ۸۔ باب العلق بالشرط (معلق و مشروط طلاق)
- ۹۔ باب الحائلہ (تمن طلاقوں کے بعد حلت کی صورت)
- ۱۰۔ باب تفریق القاضی
- ۱۱۔ باب الظہار (عورت کو ماں، بہن یا دیگر محرمات سے تشبیہ دینا)
- ۱۲۔ باب العدة

مجموعی طور پر ”کتاب طلاق“ میں ایک سو چوبیس استثناءات درج ہیں جو بیگانوں
جزئیات پر مکتوی ہیں۔

(مرتب)



بچے کی طلاق

کتاب الطَّلَاقِ

باطلاق الصبی

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس میں کہ بائن ہونے لڑکے کے
کیا اسباب ہیں اور غیر بائن ک طلاق واقع ہو سکتی ہے یا نہیں؟ بیسویں سجدہ



۱۔ لڑکے کا بائن ہونا اس سے ہے کہ اسے احتلام آئے یا انزال ہو جائے یا اس سے
محل ہو جائے اور ان میں سے کچھ بھی نہ ہو تو جب اس کی عمر پورے پندرہ سال

جبکہ طلاق دہندہ بوقت طلاق نابالغ تھا تو وہ طلاق بہرگز ہرگز واقع نہیں ہوتی
 مہر نامہ شمس الدین شہر علیہ الرحمہ ج ۶ ص ۵۳، فتاویٰ نعیمیہ ج ۱ ص ۵۵، فتاویٰ
 مالک ج ۲ ص ۴۸ والمنظم من الميسوط ولا يكون طلاق الا صری
 طلاقاً اور جب طلاق واقع نہ ہوئی تو دوسری جگہ طلاق صحیح کے بغیر کچھ کر دینا
 اور محض حرام ہے، قرآن کریم کا صریح ارشاد ہے والمحصنات من النساء
 فی اسلام پر از حد لازمی کر ایسے شیعہ افعال و حرکات سے پرہیز کریں۔
 واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم وصی
 اللہ تعالیٰ علی حبیبہ واللہ وسعہ۔

حررہ العقیبہ مولانا محمد نور احمد غفری القادری نعیمی نور و بدیع علی اعظمی وغوی

۱۲ مئی ۱۳۶۳ء

الاستفتاء

ایک سال کی ایک لڑکی کا نکاح ۴ سالہ لڑکے کے ساتھ کیا گیا، اب لڑکی کی عمر دس سال
 ہے اور لڑکے کی عمر آٹھ سال ہے :
 کیا عمر میں اگر لڑکا طلاق دیدے تو کیا طلاق وارد ہو جائے گی؟

۲۔ طلاق و رد نہیں ہو سکتی نہ نکاح کیسے و نہ رد ہو سکتا ہے ؟
 جو بکتاب و سنت کی روشنی میں مکتوب ہے ۔
 اساتذہ : سید حسین شاہ از بصیر پور



۱۔ طلاق و رد نہیں ہوگی کہ حدیث شریف میں واروبے سرفہ القلم عن
 ثلثة عن النائم حتى يستيقظ وعن الصغير حتى يكبر وعن
 المحض حتى يعقل او يفيق (رواہ ابن ماجہ ص ۴۸) عن سیدنا
 عائشۃ والبیہقی ج ۷ ص ۳۵۹ عن سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 یعنی تین شخص مرفوع اعلم ہیں سوتا ہوا جاگنے تک اور چھوٹا بڑے ہونے تک اور دیوانہ عقل مند
 ہونے تک۔

ب۔ قرآن کریم کا ارشاد یہیں ہے والتمتع لم یحضن (پک ۶۷) اور عدت
 فرع نکاح اور وجود فرع بدون اصل غیر متصور، تو ثابت ہوا کہ صغیرہ کا نکاح ہو سکتا ہے اور
 ایسے ہی سیدنا ام المؤمنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح سفر سنی میں تو
 سے ثابت ہے، تو رد و نہ روشن کی طرح واضح ہوا کہ ولی صغیرہ کا نکاح کر سکتا ہے
 اور اس پر ائمہ اربعہ وغیرہم فقہاء علیہم رحمہم کا اتفاق و اطلاق ہے اور طلاق کا اہل خود صغیرہ
 سے نہیں جیسے نکاح میں اور ولی کو بھی حق نہیں کہ قرآن کریم کا فرمان سنیں ہے الذی
 بسیدہ عقدۃ النکاح یعنی نکاح کی گروہ شہرہ کے ؛ مخد میں ہے تو ولی کیسے چھو سکتا
 ہے ؛ حدیث شریف میں ہے لا طلاق لمن لم یملک رواہ البیہقی

۳۱۹ ص ۳۱۹ و انظر له و بحاکہ فی مستدرک ج ۲ ص ۲۳ و ۳۴ و ۳۵
 ص ۱۳۸ و اسود اقد ج ۱ ص ۲۹۸ و لہ مدی ج ۱ ص ۴۱ فی مسند
 ابن سادق و نہیں دے سکتا جو مالک ہو نیز ریث شریف میں وارث کے ساتھ
 لمن اخذ بالساق رواہ ابن ماجہ ص ۱۵۲ و انظر له و لہ مدی ج ۱ ص ۳۳
 میں طلاق وہی دے سکتا ہے جو مجامعت کا مقدار ہے یعنی شوہر حضرت سیدنا محمد علی رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لایجوز علی المسلم طلاق حتی یحتم نصب رایہ
 ج ۲ ص ۲۲۲ یعنی شوہر کی بیوی پر طلاق نہیں جب تک بالغ نہ ہو اور یہیں سے ثابت کہ
 نکاح ہو جاتا ہے اور اس میں حکمت یہ کہ نکاح نفع ہے اور طلاق ضرر لہذا رحمت کا مدد کا
 تقاضا ہے کہ ولی نفع کا ولی ہے اور ضرر کا نہیں اور خود بچہ بھی اہل نہیں کہ نفع و ضرر نہیں
 پہچان سکتا، واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ و تبارک و تعالیٰ
 و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و صحبہ و بارئ و سواہ

عمرہ الغفران ابو یوسف محمد بن زکریا النعمانی غفرلہ

۴ محرم ۱۲۸۰ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ۱۲ یا ۱۳ سال کا
 لڑکا بالغ طلاق دے سکتا ہے یا نہیں ؟
 اس سائل : محمد سلیمان بقلہ خود



شرعاً نابالغ طلاق نہیں دے سکتا، خلاصۃً الفتاویٰ میں ہے اسٹ الصبی
والمجنون اذا طلق امرأتہ لا یقع الطلاق، فتاویٰ عالمگیری میں ہے
ولا یقع طلاق الصبی وان کان یعقل، والختار میں ہے ولو
مراہقاً وقرراً الشیخ السید ابن عابدین فی شرحہ۔
واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيب محمد و آله
صحبہ وبارک وسلم۔

عزہ العتیر البراخیز محمد نور الشانمی غفرلہ

الجواب صحیح والمجیب مصیب

زہیر احمد بیدہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں ایک لکھنا
جس کی عمر ۱۲/۱۳ سال کی ہے اور اس کی بیوی کی عمر ۱۱/۱۰ سال کی ہے، ان کا آپس میں
نکاح تھا، اب تین مہینے گزر چکے ہیں، ان کے وارثوں نے یعنی ماں باپ نے طلاق
دلوادی تھی، اب وہ دونوں فریق رضائے ہو کر اسی لڑکے کا اسی زوجہ کے ساتھ نکاح کرنا
چاہتے ہیں تو بتاویہ نکاح کرنا جائز ہے یا کہ نہیں ہے؟ اگر جائز ہے تو کیا کفارہ دینا

السائل : مولوی نور احمد یقین خود کجکے ساتھ وال

استدراک

درج بالا استفتاء پر حضرت مفتیہ اعظم علیہ الرحمہ نے مندرجہ ذیل نوٹ تحریر کر کے سائل سے وضاحت طلب کی !

(نوٹ) اندراج سوال یہی کریں کہ وہ لڑکا لڑکی بالغ ہیں یا نہیں؟ آپس میں میل جول و ملاقات یعنی قربت کر چکے ہیں یا نہیں؟ طلاق ایک یا دو یا تین ہیں ؟

الغیر ابوالخیر محمد نور الدین غفرلہ ۹ اشوال بمکررم ۱۳۸۵ھ



کاتب بیچارہ غالباً اپنی بے بضاحتی کے سبب تکمیل سوال نہ کر سکے اور سائلوں کو دوبارہ بھیج دیا کہ زبانی بیان کریں، لڑکے کے باقیہ مانے قسمیہ بیان دیا کہ لڑکے کی عمر تیرہ سال سے ناکہ نہیں اور نہ ہی اس نے اپنی بیوی کے ساتھ جماعت اور خلوت کی اور نہ ہی بالغ ہے اور سستی سوجا پرائیں نے بھی تصدیق پُر زور کی اور لڑکا بھی اپنے عدم بلوغ کا بیان دیتا ہے اور آثار سے بھی نیالغ ہی معلوم ہوتا ہے۔

عزہ الغیر ابوالخیر محمد نور الدین غفرلہ



اگر بیان سائل صحیح اور واقعی ہے تو طلاق واقع ہی نہیں ہوئی کہ صبی اہل طلاق نہیں اگرچہ مباح ہو کہ مافی عامۃ اسفاس المذہب المہذب

اور جب حدی ہی نہیں تو نکاح جدیدی بیاہرت کہ پہلے نکاح بدستور باقی و ثابت ہے
وہ نہ تھی احمد و علی جمل مجدہ اسد و حکم و صلی اللہ علیہ
علی عیبہ و بہ و صحبہ و یارک و سلم (والعہدۃ علی السائل)
عزہ النقیۃ ابو الخیر محمد نور الدین غفرلہ
۲۰ شوال الحرم ۱۳۶۸ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ شریعتین اندر یہ مسئلہ کہ ببالغ کی طلاق جو جاتی ہے

یا نہیں؟

السائل: مولوی غلام حسین صاحب چک و نال تحصیل اوکاڑہ

۲۳ ذی الحجۃ المبارک ۱۳۶۸ھ



نابالغ کی طلاق شرعاً واقع نہیں ہوتی، مبسوط ج ۶ ص ۵۳، قدوری ص ۱۴۴۔ بآیہ
ج ۲ ص ۳۳۸، فتح القدیر ج ۳ ص ۳۴۳، کنایہ ج ۲ ص ۳۴۳، معنایہ ج ۳ ص ۳۴۳،
بدائع الصنائع ج ۲ ص ۹۹، کنز الدقائق ص ۱۱۱، بحر الرائق ج ۳ ص ۲۴۹، فتاویٰ امام غزالی
ص ۴۵، وقایہ مع شرح الوقایہ ج ۲ ص ۴۱، در المختار مع رد المختار ج ۲ ص ۵۸۶، خلاۃ

افتاویٰ ج ۲ ص ۵۵ فتاویٰ مامیجر ج ۲ ص ۴۹ میں ہے و سقمیس سندہ
ولا یقع طلاق الصبی و ان کان بعقل۔

حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو داؤد ج ۲ ص ۲۶۹ پر ہے
ص ۱۲۹، ترجمہ ج ۱ ص ۱۰۰ پہلی ج ۲ ص ۳۵۹ مرقا میں ہے ج ۲ ص ۹۴
تسبیح صیفہ الجزم بہ ترتیب تغایر و کلمات متقاربہ راوی کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ
و سلم نے فرمایا ہر دفعہ قللہ عن ثلاثہ عن لصبی حتی یسبغہ۔ الحدیث
یعنی بچے سے ہاتھ ہونے تک قلم اٹھائی گئی ہے تو اس حدیث میں سے اس و شمس
کی طرح واضح ہوا کہ نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہو سکتی کما السنہ ۱۰۰۰ رخصہ سکراہ
علی عدم وقوع طلاق الصبی۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علیہ حل مجدہ ات و احکم و صلی اللہ علیہ
علی حبیبہ و آلہ و صحبہ و بارک و سلم۔

عزیز الفقیر الیہ ابو نعیم محمد زکریا الداعی غفرلہ

۲۲ رذی الحجۃ المبارک ۱۴۲۵ھ

الاستفتاء

کیا فرمانے میں عدالت میں دو مفسدان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ ایک عورت
مطلقہ غیر مدخولہ خاوند نابالغ صلی و سب سے اور وارث نابالغ کے عند اطلاق موجود اور
رضا مند ہیں، ایسی غیر مدخولہ مطلقہ کی عدت ہے یا نہیں؟ بعد طلاق فوراً نکاح ہو سکتا ہے

پس سب سوچو۔
عد غیر معتد علیہ بدخواہ کا نکاح بعد طلاق فوراً ہو سکتا ہے اس کی کوئی مدت
نہیں، پس کتب فقہیہ میں بیان عدت میں ہر جگہ موجود ہے۔
السائل: چراغ علی شاہ از مدعی کلاں



کتب مذہب مذہب حنفیہ میں تنویر و شروحا و فتاویٰ مصرح و مشرح ہے کہ زوج
صبی کی طلاق واقع نہیں ہوتی اگرچہ مائل و مہربق ہو، تنویر الابصار و المختار تحریر اردو المختار
میں تقریباً ہے (والصبی) ولو مراہقاً، فتاویٰ مالکیہ میں ہے ولا یقع طلاق
الصبی وان کان یعقل و کذا فی غیرہا من الاسفار اور جب طلاق ہی نہیں
تو نکاح پر نکاح کیسے جائز ہو سکے، خود عندیہ ذیل سوال تصریح کر رہا ہے کہ مطلقہ غیر بدخواہ
کے لئے عدت نہیں اگرچہ یہ طلاق غیر بدخواہ صحیح نہیں کہ تعقید غیر تجلیہ ضروری ہے کما
فی عامۃ الاسفار المذہب المہذب مگر بعد تعقید بھی یہ حکم مطلقہ کا ہے،
پس مس و شمس کی طرح واضح و واضح ہو کہ اس صورت میں نکاح جائز نہیں مگر زوج بعد السوغ
طلاق کے یا فوت ہو جائے اور عدت بھی پوری ہو جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علم جل مجدہ استعوا حکم و صلی اللہ تعالیٰ
علیٰ حبیبہ و نورہ الانور و آلہ الاعز و صحبہ الدرد الغر و باریک وسلم۔

عزہ الغفر الابرار الخیر محمد نور الشامی غفرلہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر اس صورت کہ ایب ڈے نے جس کی عمر پندرہ سال اور دو ماہ ہو چکی تھی بغیر جبر و اکراہ کے اپنی عورت کو یہ صاف قیس زبانی دے کر تحریر پر انگوٹھا لگا دیا، طلاق نوایس نے مزید احتیاط کے لئے یہ مسجد کر کہ ۱۸ سال سے کم نابالغ ہوتا ہے، اس کے والد کا انگوٹھا بھی لگوایا، اور لکھ دیا کہ چونکہ رکنا نابالغ ہے اس لئے اس کے باپ کا انگوٹھا بھی لگوایا ہے تاکہ سند رتبہ کیا وہ طلاق شرعاً ہو چکی یا نہیں؟ بینوا ماحور دین من رب العلمین۔

السائل: اللہ بخش ولد جمال دین سکندر جمال کوٹ مٹھرہ

گواہ شرمحمد صادق شاہ از حکومت گواہ شہ جمال دین و باہمی حمد راو تاج محمد



نشان کھوٹہ

(دستخط)



اگر یہ صحیح ہے کہ ڈے کی عمر پورے پندرہ سال گزر چکی، پھر اس نے طلاق دی تو وہ طلاق ہو چکی کہ معنی یہی ہے کہ پندرہ سال کا رکنا عمر سے شرعاً نابالغ ہو جاتا ہے اگرچہ انزال و احمال نہ ہوا ہو اور طلاق نوایس کی غلط فہمی سے لفظ نابالغ کا لکھا جانا معتبر نہیں جبکہ اس کی عمر پندرہ سال ہو چکی ہو بوقت طلاق، فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۷۰۲،

درالتحاریر، دالتحاریر ج ۵ ص ۱۳۲ والنظم من الدرر وتنویرہ، فار
لہدیو جہ فیہما شیئ فحقی یتم لكل منہما خمس عشرة
سنة بہ یفتی لقصر اعمار اہل زماننا۔
واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہو
صحابہ وبارک وسلم۔

عزوا الغیر ابوا بحیر محمد نور الشامی غفرلہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اندر میں مسئلہ کہ لڑکی کے لئے
شرعاً وہ کتنی عمر ہے کہ جب اس کو پہنچ جائے تو بلوغ کا حکم لگایا جاتا ہے؟ بینوا
توجروا۔



لڑکا اور لڑکی جب پورے پندرہ سال کے ہو جائیں تو فتویٰ اس پر ہے کہ
وہ بالغ ہو گئے، فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۶۰۲، دالتحاریر علی الشامی ج ۵ ص ۱۳۲ میں
ہے والنظم من الدرر فحقی یتم لكل منہما خمس عشرة سنة
بہ یفتی الخ۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتموا حکم وصلی اللہ
تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

فتوہ الفقیر الیہ محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ

۱۱/۱۰/۵۳

الاستفتاء

کیا فرائض میں ملائے دین و مفتیان شرعیتیں اس مسئلہ کے بارے میں کہتے ہو کہ
اگر طلاق دے سکتا ہے یا عند الشرع کتنی سمجھو کہ ہو جس کی حلاق ہو جاتی ہے؟
عند الشرع تحریر فرمادیں، بیسوا توحیداً۔

السائل: ولی محمد



حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جلیل القدر فقہین کے مذہب میں
طرکے کی طلاق واقع نہیں ہوتی، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۴۸ میں ہے ولا یقع حلاق
الصبی وان کان یعقل یعنی طرکے کی طلاق واقع نہیں ہوتی اگر بچہ عقلمند ہو یا مرد عقل
بالغ کی طلاق واقع ہو جاتی ہے، اسی میں ہے یقع حلاق کل من دج اذا کان
بالغا عاقلًا۔

و اللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ لا اتم و احکم و صلی
 واللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و اصحابہ و بارئہ و سلم۔
 (نوٹ: بلوغ، احتلام، انزال جنسی سے نابت ہو جاتا ہے اور اگر پورے پندرہ سال
 کا ہو جائے تو پھر بھی بچہ کا طور کی بالغ ہو جاتے ہیں مفتی بہ قول پر اگرچہ احتلام و انزال
 کچھ بھی نہ ہو کہما فی الدوام مختلفہ و الشامی وغیرہ۔)

حررہ الفقیر الی الخیر محمد نور الدین النعمانی بغفرلہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں مسمیٰ محمد رضا
 ولد عارف قوم قریشی امام مسجد چک ۶۷/ ایل کھیم کوٹ ضلع فٹنگری نے اپنی لڑکی مسماۃ
 مریم بی بی عمر تقریباً ۱۶ سال نابالغہ کا نکاح علم مجلس دوہرہ گواہاں کے مسمیٰ عبدالرشید ولد
 محمد ضیف قوم جٹ عمر تقریباً ۹ سال نابالغہ کے ساتھ کر دیا، جس طرح میں بھی درج ہے لیکن
 بختی نہیں ہوئی۔ ڈیڑھ سال کے بعد لڑکی اور لڑکے کے والدین میں کسی وجہ سے ناراضگی
 پڑ گئی تو مریم بی بی کے باپ نے مریم بی بی کا طلاق نامہ عبدالرشید کے باپ سے چاہا
 تو باپ نے عبدالرشید نابالغہ سے طلاق نامہ دلوادیا، آیا کہ شریعت حضرت محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نابالغہ عبدالرشید کے طلاق دینے سے طلاق واقع ہو گئی یا کہ نکاح
 باقی رہا؟ آیات قرآن مجید، حدیث شریف اور فقہ حنفیہ سے ثبوت مدلل جواب فرمادیں فقط

بمعرفت مولانا محمد حسن محبت حضور

تقریباً ساڑھے دس سالہ نابالغ عبد الرشید شرعاً اہل ایقان سے طلاق نہیں، آیات مبارکہ اور احادیث شریفہ کی روشنی میں ہی ائمہ کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے لہذا اسکی وہی برائی طلاق شرعاً طلاق نہیں کما فی عامۃ المعتمدات متروکاً و شروحاً و فتاویٰ ہاں اگر واقعی مسمی محمد رمضان نسب عالی قریش سے ہے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا قریشی بیٹیوں کو اپنی رضا و رغبت سے رشتے دیدیا کرتے ہیں اور عار محسوس نہیں کرتے؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے اور مسمی محمد رمضان کا یہ رشتہ دینا پہلے سے لوگوں کو معلوم تھا اور برادری وغیرہ میں اس کا ایسا برا انتخاب مشہور تھا تو یہ نکاح ہر سے سے ہوا ہی نہیں کہ باپ کی ولایت پیار پر مبنی ہے خصوصاً جبکہ ایسی صورتوں میں روپیہ وغیرہ کا لالچ وغیرہ بھی ہوتا ہی ہے، بدائع منائق ج ۲ ص ۲۴۵ میں ہے والاضداد لا یبید خل تحت ولایۃ الولی۔ فتح القدیر ج ۳ ص ۱۹۴۔ کفایہ ج ۲ ص ۱۹۵، بحر الرائق ج ۳ ص ۱۳۵، فتاویٰ غزنی ص ۲۵، فتاویٰ بیگز ج ۲ ص ۱۵، تنویر البصار، در المختار، شامی ج ۲ ص ۴۱۸، منہ الخائق علی البحر الرائق عن المنہ الخائق و شرح المجمع لابن مالک ج ۳ ص ۱۳۵، در المستفی فی شرح المستفی ج ۳ ص ۳۳۵، شکیہ علی تبیین ج ۲ ص ۱۳۱ میں بافاظ متعارف ہے والصمد ابن مالک لم یعرف من الاب سوا الاخنیاس لفسفہہ او لطمعہ لای حوز عقدک اتفاقاً نیز شامی میں ہے والحاصل ان المانع ہر کون الاب منہموسا ابوسو الاختیاس قبل العقد اور حجب نکاح ہوا ہو تو طلاق کی ضرورت ہی نہیں ہاں اگر



اس کا یہ بڑا انتخاب اور لاپرواہی اس سے قبل کسی اور لڑکی کے حق میں ایسی حرکتیں ارغمت سے پہلے مشہور نہ ہوں تو نکاح ہو گیا (بشرطیکہ نشہ میں نہ ہوا اور عاقل ہو) مگر یہ بلاق نابالغ واقع نہیں ہوئی لہذا اس صورت میں نکاح حسب سابق باقی رہا۔
واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ وآلہ وسلم۔

موا الفقیر ابو الخیر محمد زکریا الشافعی عفرہ

۸ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شریعت میں اس مسئلہ میں کہ لڑکا عمر تقریباً ۱۳ سال یا چودہ سال ہے جس کا نکاح بطور شریعت عرصہ تقریباً پانچ سال کا ہوا، نکاح کیا گیا تھا، اب لڑکی کی عمر ۱۸ سال کی ہے باقائمی بخش و حوا اس لڑکا بیع اپنی مائی باپ کی مرضی کے لڑکی کو طلاق دینا چاہتا ہے، لڑکی اور لڑکے کے والدین بھی اس طلاق پر رضامند ہیں مگر نکاح لڑکے اور لڑکی کا ہوا تھا خستی نہیں ہوئی، لڑکا لڑکی سے اتنی نفرت کرتا ہے کہ ایک دفعہ لڑکی ہنسنے کے لئے لڑکے کے والدین کے پاس آئی تو لڑکا روٹی کھا رہا تھا فوراً روٹی چھوڑ کر چلا گیا اور کہنے لگا کہ یہ میرے اوپر حرام ہے میں نہیں لب چاہتا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لڑکے کی عمر کم ہے یعنی سن بلوغت کو نہیں پہنچا، بہر دو فریق خود اور ان کے والدین کا بھی یہی ارادہ ہے کہ طلاق ہو جائے۔

آپ مہربانی فرما کر بوالہسی ڈاک جواب دیدیں کہ اتنی عمر میں طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟

لڑکی بھی طلاق لینے پر رضامند ہے، جواب دے کہ مشکور فرمادیں جناب کی عین نوازش ہوگی
السائل بحکم محمد شعبان چک ۲۶/۷۔ ۱۴۰۱ھ تکمیل اوکاڑہ ضلع ٹھٹھری



(نوٹ) لڑکی طلاق لینا چاہتی ہے اور لڑکا طلاق دینا چاہتا ہے۔ ہر دو میں سے
والدین بھی طلاق لینے دینے پر رضامند ہیں۔



اگر وہ تیرہ چودہ سالہ لڑکا بالغ نہیں ہوا تو طلاق نہیں دے سکتا۔ فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۳۸ میں ہے ولا يقع طلاق الصبي وان كان يعقل اور اگر بچہ بچکا ہے تو طلاق دے سکتا ہے کیونکہ لڑکا تیرہ سال تک بارہ سال کو بھی بالغ ہو سکتا ہے فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۶۰۲ میں ہے و دلی مدد السلوخ بالاحتلام وغیرہ فی حق الغلام اثنتا عشرة سنة اور لڑکے کا بالغ ہونا یہ ہے کہ اسے احتلام آجائے یا اس کی بیوی کو اس سے حمل ہو جائے یا انزال ہو جائے۔ فتاویٰ عالمگیری کے اس صفحہ میں ہے ببلوغه معلوم بالاحتلام او الاحبال والاسنن اور اگر یہ کوئی بات بھی نہ پائی جائے تو چودہ سال کو لڑکا بھی نابالغ ہی رہتا ہے اگرچہ پندرہ سال کا ہو جائے تو ثبوت بالغ ہو جاتا ہے اگرچہ کوئی خلافت نہ پائی جائے فتاویٰ عالمگیری میں ہے و لیسر مدی یحکم سلوخ لعلاء و نجار به اذا انتهيا الیه خمس عشرة سنة عند ابی یوسف و محمد و ہوس و ابی حنیفہ زعلیم الرحمة و علیہما الفتوی۔ واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ وبارک وسلم۔

(نوٹ) سال شرعاً چاند کے لی غز سے ہی متبر ہے جو انگریزی اور دیسی سے فرق چھوٹا

ہوتا ہے تو اس کے حساب سے دیسی چودہ سارہ لڑکا جلدی ہی شرعاً پندرہ سال
 ہو جائے گا تو جس طرح پہلے لڑکی نے وقت گزار لیا ہے، اب اور چند ماہ بھی انتظار کر
 دے جب رخصتی نہیں ہوئی اور لڑکا اور لڑکی کسی ایک مکان میں اکیلے بھی نہ ہوئے
 تو عدت نہیں پڑے گی بلکہ طلاق کے بعد فوراً ہی نکاح جدید کر سکتی ہے کماؤ
 سفر و مکرم والکتاب المذہبیتہ -

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ والہ وصحبہ
 وبارک وسلم -

عزیز الفقیر ابو الخیر محمد نور الدین سیفی

۶/۴/۶۳

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اندر اس مسئلہ کہ لڑکا کتنی عمر
 ہو جائے تو اس کی طلاق مقبرہ سے نیز علاماتِ بلوغ کیا ہیں ؟ بینوا ماسجدین
 من سرب العلمین -

الاستفتی : محمد رحمت علی مدنی خطیب گنوں تحصیل و ضلع ساہیوال



جب لڑکا بالغ ہو جائے تو اس کی طلاق مقبرہ سے اور بلوغ کے اسباب تین

- ۱۔ رکعت کے احکام آجائے یا
- ۲۔ اس کی بیوی کو حمل ہو جائے یا
- ۳۔ انزال ہو جائے۔

یعنی شہوت کے ساتھ منی ٹپک ٹپک کر خارج ہو اور اگر ان تین چیزوں سے کوئی بھی نہ پائی جلتے تو پندرہ سال عمر پوری ہو جاتے تو بان ہو جاتا ہے، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۶۰۲، شامی والختار، تنزیل البصار ج ۵ ص ۱۳۲ میں ہے و لنظم منها بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال (الحی ا قال فی التنزیر، فان لم یوجد فیہما شیء فحتی یتم لكل منهما خمس عشرة سنة۔ تنزیر میں فرمایا وبہ یفتی، فتاویٰ عالمگیری ہے وعلیہ الفتوی شامی نے فرمایا هذا عندہما وھو روایت عن الامام وبہ قالت الائمة الثلاثة۔

بہر حال صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کا مذہب اور ہمارے امام اعظم سے بھی ایک روایت جس پر فتویٰ ہے یہ ہے کہ پورے پندرہ سال قمری کا ہو جائے تو شرفاً بالغ ہے اور اسکی طلاق معتبر ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ سال قمری ہی معتبر ہے جو انگریزی اور دیسی کے تقریباً دس دن کم ہوتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے ان عدة الشہور عند اللہ اشاعر شہراً الاية۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبنا وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

مفت اعظم پاکستان محمد زکریا عثمانی مدظلہ

۲۷، جہادی الاخریٰ، ۱۳۹۵ھ، ۶/۶/۸۸

الاستفتاء

مولوی بشیر احمد صاحب چک ۴/۴۰۰ ایس پی کی طرف سے تحریر اور خط لانیوالہ کے زبانی بیان سے حاصل سوال یہ منسلک ہے کہ نابالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح کیا گیا، لڑکا گونگہ تھا اور مجلس سے چلا گیا تو اس کے والد نے اپنے لڑکے کے لئے ایجاب و قبول کیا اور لڑکے کا والد منکوحہ کا حقیقی چچا ہے، اب فریقین کی ناپاچی ہے، لڑکی واسے طلاق سے تو گونگے کا والد کہتا ہے کہ ایجاب و قبول میں نے کیا ہے لہذا نکاح میرے واسے اور میں طلاق نہیں دیتا، تو کیا یہ نکاح گونگے کے ساتھ صحیح ہو اسے اور گو۔۔ ہی طلاق دے سکتا ہے یا اس کے والد کے ساتھ ہوا ہے اور وہی طلاق دے سکتا ہے؟



تو اس کا جواب یہ ہے کہ نکاح اس گونگے کے ساتھ ہی ہے اور اس کا ایجاب و قبول شرعی قاعدے کے مطابق ہوا ہے لہذا وہ گونگہ ہی طلاق دے سکتا ہے اور اس کے والد کے ساتھ نکاح ہو کر نہیں ہوا، چچا کے ساتھ بھیجی کا نکاح نہیں ہو سکتا اور ایجاب و قبول بھی گونگے کے لئے ہوا ہے لہذا اس کا دعویٰ لغو ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی محمد وعلی آلہ

واصحابہ و بارک وسلم۔

حقہ الغفران الی الخیر محمد نور اللہ النبی غفرلہ

۱۸ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ

۲۳ جون ۱۹۷۵ء



تاکہ سند رہے۔

نشان انگوٹھا طلاق دہندہ



دستخط نمبر دار

گواہ شد

داشت محمد نمبر دار - بقلم خود

نشان انگوٹھا دین محمد حویلی کو

گواہ شد

غلام غبی رتیاں بھٹیاں

گواہ شد

۱۲۰۱۰۵۵

نشان انگوٹھا حاکم علی ذیلدار حویلی لکھا



تحریر رکھتے وقت غلام کو کوئی بھوش نہیں تھا چونکہ یہ لڑائی میں ڈٹا ہوا تھا، ہوسنس
حوش ٹھیک نہیں تھا۔ تحریر رکھتے وقت بڑی جلدی کی اور یہ غصے میں تھا، خستہ میں اس
اپنے ارادہ سے طلاق نہیں دی، گواہ کے سامنے تحریر لکھی گئی۔ محمد رمضان بقلم خود

گفتارش ہے کہ عرصہ ۲۴ سال کا ہوا میں نے سماء ستاں سے شادی کر لی تھی
جس کے بطن سے چار بچے سماء اللی سین دختر بعمر ۲۶، محمد حیات بعد ۱۸ سال، سماء بیگم
بعمر ۱۶ سال، احمدیہ بعمر ۱۳ سالہ ہیں، میری بیوی میں کسی قسم کا عیب نہیں ہے اور نہ ہی
کوئی نامزدگی ہے، میرے ساتھ اس کے تعلقات خوشگوار ہیں، میں مذکورہ کی طلاق کا
بالکل کوئی ارادہ نہیں رکھتا ہوں اور نہ پہلے تھے، البتہ میری دماغی حالت درست نہیں ہے
جس کی وجہ سے کئی مرتبہ میرے سے ناجائز حرکتیں مدہوشی کے عالم میں سرزد ہو جاتی ہیں
چنانچہ اس مرتبہ بھی اس قسم کا دماغی دورہ ٹھجہ پر پڑا اور مجھے اچھے بُرے اور نفس نفوس
اپنے اور دوسرے کا ہوش نہ رہا ہے، اس مدہوشی کے دورہ ان میں مولوی گن
صاحب اور غلام رسول کو میں نے طلاق لکھ دینے کے لئے کہا لیکن مذکورہ میں نے
میری مدہوشی اور دماغ کی نامردستی دیکھ کر لکھنے سے انکار کر دیا، مسمی غلام غبی طغٹک بعمر
۱۴ سالہ جو کہ پڑوسی ہے نے میرے کہنے پر لکھ دی، ہوش آنے پر مجھے احساس ہوا کہ
میں نے یہ غلطی بعد ارادہ مدہوشی میں کر لی ہے، گواہان طلاق نامہ و تحریر کی سند بھی
میری مدہوشی پر گواہ ہیں، چونکہ یہ معاملہ شرعی ہے اس لئے اس کے متعلق حکم شدہ علی



پاگل و مدہوش کی طلاق

بإطلاق المجنون والمغنى عليه

الاستفتاء

میرا نام غلام ہے، میں سوئی تحصیل دیپالپور ضلع خٹکری میں رہنے والا ہوں۔
میں اپنے مکان کا اشتہام لے چکا ہوں اور گھر کا سامان جو دینا تھا دے چکا ہوں
اور جو کچھ بھی رکھا تھا کہ بعد کو ان گواہوں کے روبرو طلاق لکھی، ایک طلاق و طلاق
سہ طلاق دے کر ان گواہوں کے سامنے سب فیصد کر لیا گیا، اب میرا اس پر کوئی
حق نہیں ہے، جو کچھ جا ہے کر سکتی ہے، بیوی سستاں کو طلاق دے کر رسید لکھ دی

ایجاد سے، تجربہ کن۔ ہاں تجربہ کا یہ طفل قاور نہ صاحب پوش افراد سے طلاق ناکھنے
سے میری حالت دیکھ کر اٹھ کر دیا تھا۔

فدوی غلام محمد ولد خدا بخش ساکن حویلی

۱ دستخط غلام نبی قناری دار بحروف گزینیق

شیر محمد بقلم خود نشان انگوٹھا غلام محمد نشان انگوٹھا امت علی نشان انگوٹھا نور محمد

بھیم امان الدین بقلم خود محمد سعید بقلم خود گن بقلم خود غلام رسول بقلم خود
۲۱.۸.۵۵ ۲۱.۸.۵۵

محمد الدین بقلم خود ماسٹر الشیخ بقلم خود غلام رسول بقلم خود محمد نور بقلم خود حویلی
محمد علی بقلم خود نشان انگوٹھا فیض احمد نور محمد بقلم خود نور محمد بقلم خود

محمد مصفا بقلم خود نور نبی بقلم خود محمد و یار بقلم خود شاد علی (A) ۵۵
نشان انگوٹھا حاجی حبیب علی نشان انگوٹھا حاجی احمد دین نشان انگوٹھا حاجی علی

فیض رسول بقلم خود محمد سعید حبشی بقلم خود
۲۱.۸.۵۵

غلام دستگیر سیپاشی بقلم خود

عبد الحمید خاں ولد میر محمد خاں بقلم خود، حویلی لکھ

۲۲.۸.۵۵

نوٹ : سائل نے زبانی بیان کیا کہ یہ دستخط اور انگوٹھے غلام محمد کی دماغی
حالت درست نہ ہونے اور کئی مرتبہ بدہوشی کے دور سے پڑنے کی تصدیق
کے لئے ہیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْجَوَاب
 اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِيْ التَّوْبَةَ وَالصَّوَابَ

شرعاً درست عقل شرط طلاق ہے اور اختلال عقل مانع، نیز جس کا جنون و مدہوشی و اختلال عقل صرف ایک مرتبہ ثابت ہو جائے تو کلمات طلاق جو اس کی طرف منسوب کئے جائیں ان کے متعلق اس کا حنفیہ بیان کہ مجھے جنون طہ مدہوشی و اختلال عقل کا دورہ پڑا ہوا تھا، کافی ہے اور وہ کلمات طلاق جو فی الواقع اس نے کہے بھی ہوں طلاق مقصور نہیں ہوں گے کہ درست عقل کی شرط پائی نہیں گئی۔

بدائع صانع ج ۳ ص ۹۹ میں ہے والعقل من شرائط اہلیۃ التصرف بحکم قرآن کریم نے فرمایا ما جعل علیکم فی الدین من حرج فتاویٰ مالگیر ج ۲ ص ۴۸، بحر الرائق ج ۳ ص ۲۴۹، تنویر الابصار، والمختار، والفتاویٰ ج ۲ ص ۵۸۶، ۵۸۷، فتاویٰ خیرہ ج ۱ ص ۴۰، فتح القدیر ج ۳ ص ۳۴۳، بدائع صانع ج ۳ ص ۱۰۰ میں ہے والنظم من الصندیۃ ولا یفہم طلاق الصبی وان کان یعقل والمجنون والنائم والمبرس والمغنی علیہ والمدہوش الخ فتاویٰ قاضی خان ج ۲ ص ۲۱۳، فتاویٰ خیرہ ج ۱ ص ۴۰ میں ہے رجل عرف انه کان محنونا فقاتلت له امرأته فطلقتہ لبارحۃ فقال لروحہ اصابنی الجنون ولا یعرف ذلک الا بقولہ کان القول قولہ نیز خیرہ ج ۱ ص ۴۰ میں ہے ان المدہوش ان عرف مہ الدہش مرة فالقول قولہ بیعیہ نیز ج ۱ ص ۴۱ میں ہے نظماً اور شامی ج ۲ ص ۵۸۷ میں ہے نشأ والنظم له وسئل یظن ما فیہ من طلاق، مخرجہ

ثانی مجلس القاضی وهو معتاض مدھرش و حارہ بطور
ایضاً بان الدھش من اقسام الجمول فلا یقع واداء من بعدہ مار
عرف منہ الدھش مرة یصدق بلا برون، نیز علامہ شامی میرا
اسی سفر میں فرماتے ہیں فسادام فی حال غلبۃ الحفل فی الافعال الاصل
لا یعتبر احوالہ وان کان معلما ویرید ہالان ہذا المعرفۃ
والامراۃ غیر معتبرۃ لعدم حصولہا عن ادراک صحیح کہ
لا یقتبر من الصبی العاقل۔

تو اگر صورت مندرجہ بالا صحیح و واقعی ہے اور غلام محمد کو بدہوشی و اختلاہ عقل
کے دورے پڑا کرتے ہیں تو اس تحریر طلاق کے متعلق اس کا حلفیہ بیان کو مختصر
کراتے وقت عقل درست نہیں تھی اور بدہوشی کا دورہ تھا کہ فی سب، وہ تحریر شرعاً
نفوذ باطل شمار ہوگی اور طلاق ایک بھی نہیں پڑے گی اگرچہ اس بدہوشی کا گواہ ایک بھی
نہ ہو، یہ جواب صحت سوال و بیان مذکور پر مبنی ہے اور اگر سوال و بیان صحیح نہ ہوں تو
جواب بھی یہ نہیں ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جن مجددہ نحر و حکم و صلی اللہ
تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم۔

عزیز الفقیر الی الخیر محمد زور الشانی غفرلہ

۱۳ محرم الحرام ۱۲۸۵ھ بمذہب مالک رحمہ اللہ

نوٹ: اس فتویٰ کی تحریر کے بعد فریق ثانی نے اس سلسلے میں
مختلف موقف پیش کیا اس پر یہ جواب تحریر فرمایا۔
(مرتب)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الْجَوَاب
 التَّمَسُّخُ لِنِیَّ الْبُخْرِ وَالصَّوَابُ

محبی مجلس مولانا غلام رسول صاحب و دیگر احباب صاحبان را دعا یتیم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :- ازجہ مبارکہ ! بعد از دعوات عافیت طرفین ایک
 آپ کے رفوہ طے، کو اعلیٰ مندرجہ سے آگاہی ہوئی،

جواباً تو ہم کر میرا وہ جواب فتویٰ ہے جس کی بناء صحت و واقفیت سوال پر ہے
 جس کا ذکر اس فتویٰ میں بار بار موجود ہے، اگر کوئی صاحب اسے فیصلہ یا فکری
 تصور کرتا ہے تو یہ اس کا اپنا خیال ہے، میں نے کوئی ڈگری یا فیصلہ نہیں دیا، نہ
 میرے سامنے شرعی شہادتیں گزریں اور نہ ہی میں نے دوسرے فریق کو طلب کیا
 تو فیصلہ کیسے ہوا لاکھ فتویٰ کا اختتام ہی ان الفاظ پر ہے کہ "اگر سوال و بیان صحیح
 نہ ہوں تو جواب بھی یہ نہ ہوگا" جن سے اس دشمن کی طرح واضح و نمایاں ہو کہ یہ
 فیصلہ نہیں۔ آپ نے وہ نوٹ بھی پڑھا ہوگا جو جواب سے پہلے ہے اور جواب
 تو بڑے غور سے پڑھا ہوگا۔

بہر حال فتویٰ کا صحیح مفہوم سائلین کو سمجھا دیں اور اگر سوال ثابت نہ ہو سکے تو
 غلام کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو چکیں اور تحلیل شرعی کے بغیر قطعاً کسی صورت میں
 اس سے نکاح نہیں کر سکتا، اسی کی طرف میرے الفاظ مندرجہ فتویٰ "تو جواب
 بھی یہ نہ ہوگا" میں اشارہ ہے۔

آپ باقاعدہ سب گواہوں کی شہادتیں لے کر فیصلہ کر دیں کہ طرفین گناہ سے
 بچ سکیں، ہاں علامہ شامی علیہ الرحمہ کی یہ عبارت بھی پیش نظر رہے وایضاً فان
 بعض المعاینین یعرف ما یقول ویریدہ ویزکر ما یشہد



الجاهل به ما ناله عاقل بشر بظہر منہ فی مجلسہ ما بنافہ
 فاذا کان المجنون حقیقۃ قد بعرف ما یقول ویقصداً فیک
 بالاولی فالذی ینبغی التعوییل علیہ فی المدح وشر و نحر
 اناطۃ الحکم بغلبۃ الحل فی اقوالہ وافعالہ الخارجیۃ عن
 عادتہ ص ۲۶۵ لفظ "الخارجیۃ عن عادتہ" پر خاص توجہ چاہئے
 بہر حال صورت حال حقیقیہ پر ہی دار و مدار ہے۔ والسلام

عزہ الغیر البرا کثیر محمد نور اللہ نسیمی غفرلہ

۲۳ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ

الاستفتاء

۷۶۶
 ۹۲

بخدمت فیض ورجت مولانا مولوی صاحب محمد نور اللہ صاحب دام اقبال
 بعد از سلام علیکم وضع ہو کہ ذہنین سے شہوت لے کر وصفیہ بیان تصدیق فرما کر
 قل و ثنی سے مطولات کتب سے شدہ حدیث پر غور فرما کر سائلان کو تحریر فرما دیں تاکہ
 غیر شرع میں سائلان مبتلا نہ ہو ویں فقط شبہ حدیث دہندہ و زوجہ طلاق یا بندہ و سہرال
 وندہ آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں اس کا پورا توجہ سے فیصلہ فرمادیں عین عنایت
 ہوگی فقط کار بار لائقہ شاد فرمایا کرو فقط۔ میری طرف سے مولوی صاحب محمد مدتی
 کو میرا السلام علیکم۔

الراقم: آثم مملوک محمد یوسف چشتی از محمد یار چشتی



محبی محترمی کرم فرمائیے قدیمی جناب پیر صاحب زادت عنایت اللہ
 علیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ : مزاج گرامی !

آپ کے مسئلہ ہر شخص کے بیانات مؤکدہ سنئے ، زوج محض لاطمی اور
 بے خبری کا قائل ہے ، والد زوجہ کہتا ہے کہ واقعی یہ زوج پاگل ہو گیا تھا اور میری
 لڑکی نے کہا کہ مجھے ماں کہہ کر بھگنا دیا اور کہتی ہے کہ اس وقت بے ہوش ہوتا تھا اور
 سجاوہ گواہ کہتا ہے کہ میرے دو بھروسے نے ماں بول کر بھگنا دیا اور اس وقت
 پاگل تھا ۔ زوجہ اور گواہ کوئی بھی لفظ طلاق بیان نہیں کرتا تو صحت بیانات کی صورت
 میں شرعاً طلاق واقع نہیں ہوئی کہ تمام کتب فقہیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ پاگل کی طلاق
 نہیں پڑتی اور اس صورت میں اگر ہوش والا بھی ہوتا تب بھی طلاق نہ پڑتی کہ بیوی کو
 ماں کہنا قطعاً طلاق نہیں اور ظہار بھی نہیں کہ ظہار میں عضو محرم محرمۃ تابیدی کے ساتھ
 تشبیہ ضروری ہے ، تاویل مالگیری ج ۲ ص ۴۸ میں ہے ولا یقتضی طلاق
 الصبی وان کان یعقل والمجنون والسنائم والمبرسم والمغضی
 علیہ والمدھوش ھکذا فی فہم القدیر وكذلك المعتوی
 لا یقع طلاقہ ایضاً نیز ص ۱۲۶ میں ہے الظہار ھو تشبیہ الزوجۃ
 اوجزہ منہا شائع او معرب عن الكل بما لا یحل النظرہ
 من المعمرۃ علی التابید ، اسی صفحہ میں ہے لو قال لہا انت
 امی لا یكون مظاهرا۔



واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ استعوا حکم وصلی
اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ وبارک وسلم۔

محرمہ الغفرانہ یوم محمد نورا اللہ نبی غفرلہ
۱۰ صفر ۱۳۷۲ھ

الکستفاء

$\frac{486}{92}$

از بابل گنج ۱۰۰۴۶۲

قدید جناب مولوی حبیب نورا اللہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :- مزاج شریف !

عمر تقریباً دو سال ہوا ہے کہ مسمی کیر ولد لاکھا قوم چچی سکڑ بائل گنج یاگل بگی
لیکن کچھ بوش بھی تھی، آوارہ بھرتا رہا، ایک دن نمبردار بائل گنج کے پاس گیا اور اس نے
کہا کہ میں اپنی عورت مسماۃ نیامت کو طلاق دیتا ہوں، نمبردار طائل منول کر گیا۔ پھر نمبردار
کے پاس گیا کہ میں طلاق دیتا ہوں، نمبردار نے دو چار معزز آدمیوں کو بلایا اور کیر مذکورہ
کے سر کو بھی بلایا، آدمیوں نے کیر کو بہت روکا کہ طلاق نہ دے، بے گنہ عورت کو
طلاق دینا ٹھیک نہیں، کیر نے کہا میں منور طلاق دوں گا۔

آخر کار میں نے طلاق نام لکھ دیا اور کیر کو کہہ کہ طلاق طلاق طلاق اپنی زبانی کہہ
کیر نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی نیامت دختر ماجھیا چچی کو طلاق دی اپنے ہوش و حواس
فانم کے ساتھ اسی طرح :۔ رکھا اور زمین پر ہاتھ مارنے لگا اور بہوش سا ہو گیا اور
انگوٹھا ہم نے لگوا لیا، حضورؐ، دیر بعد آدمیوں نے پکڑ کر ڈیر سے سے بہر چھوڑ دیا
اور تمام دن جنگل میں پھرتا رہا اور دوسرے دن گھر کا سامان لوگوں کو ویسے ہی



دے دیا، کچھ سامان بچا اور اس کے بھتیجے کو پہنچا دیا، وہ اگر بقیہ کچھ گھر کا سامان پر
پیر غنی چڑ گیا۔

یہ پانچ بیٹے آوارہ ہی پھر اکبھی پاکستان، کبھی دیوان چاولی مشائخ اور اسی دور
میں جس مجلس میں آوے، جتنے آدمی بیٹے ہوں اس کے ساتھ حیرت السلام علیہ السلام
کسی کے ہاتھ پر بوسہ دینا اور پانچوں جیسی باتیں کرنا، یہ اس کا رویہ پانچ چھ ماہ
چھ اپنے بھتیجے کے پاس پیر غنی رہا۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اس کی کیسی حالت رہی۔ اب
عرصہ دو تین ماہ سے ہائل گنج آگیا اور اپنی بیوی کے ساتھ صلح کر لی کہ میں نے
اس وقت دیورنگی کی حالت میں طلاق دی تھی، اب میں بالکل ٹھیک ہوں لہذا
کے کئی لوگوں نے کہا کہ وہ طلاق نہیں ہوئی، تم اپنی بیوی کے پاس بیٹھ جاؤ، یہ
رہنے لگ گیا مگر نذرہ صاحب جو اس وقت میں ابھی آئے ہیں، ان نے فتویٰ
طلب کر لیا ہے، بروئے شریعت جناب فتویٰ تحریر کر دیں کہ اس آدمی کے واسطے
کیا حکم ہے۔

تابع دار: محمد منیر لودھی، ہائل گنج

(نوٹ) نیز سائل زبانی منظر کہ یہ عارضہ اسے یوں پیش آیا کہ اس کی والدہ فوت ہو گئی اور
تیسرے دن اس کا بھائی فوت ہو گیا حالانکہ اس کا ایک بھائی دو ماہ پہلے فوت ہو چکا
تھا تو دماغ مختل ہو گیا۔



اگر صورت سوال صحیح اور واقعی ہے تو یہ طلاق شرعاً طلاق نہیں اور بیوی حسبِ بائز

بڑی ہی ہے، شامی جرم ۲ ص ۷۰ میں بت فرماتے ہیں کہ سبھی کے لیے
 فی المدھوش و تحیرہ انما ظن حکم تعبہ الخلل فی اقوالہ و افعالہ
 الخارجة عن عادات و کذا يقال فیمن اختل عنده لکبر و مرض
 او لمصيبة فاجتہ فسادہ فی حال غلبة الخلل فی افواج افعالہ
 وقتہ اذ قالہ وان کان یعلمہا و یریدہا لان ہذہ المعرفہ
 والامرادۃ غیر معتبرۃ لعدم حصولہا عن ادراک صحبہ کمالا اعتبار
 من الصبی العاقل، تو واضح ہوا کہ اس کا یہ تعلق نامہ مقبر نہیں و دیونسی اس کا اپنے
 ہوش و حواس قائم ہونے کا دعویٰ بھی غیر صحیح ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ واصحہ
 و بآلہ وسلم۔

حضور النقیۃ البرا کیم محمد نور اللہ انیسوی غفرلہ

۱۲۰۷۰۶۲



عقوضے کی حالت میں طلاق

باب الطلاق فی الغضب

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے یکے بعد دیگرے اپنی بیوی
مداخل بہا حقیقۃً بندہ کو تین طلاقیں دیں مثلاً یوں کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، میں نے
تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی۔ اب شریعت مطہرہ میں کیا حکم ہے؟ باقی
اگر اب زید کہے کہ جس وقت میں نے یہ لفظ کہے تھے اس وقت میں نشہ میں تھا یا یوں
کہے کہ میں اس وقت غصہ میں تھا، طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ جواب میں چند معتبر حوالے
بھی درج فرمادیں بمع عباراتوں کے، مبینوا اتوجروا۔

سائل: مولوی محمد رمضان قادری خطیب جامع مسجد پرانا اڈکڑہ



زید بن یزید مشفقہ مغلفہ ہو گئی، قرآن کریم میں ہے فان طلقها فلا حق
 له من بعد حتی تنکح نكرا و جا غیرہ، نشے اور غصے و لگے طلاق واقع ہو جاتی
 ہے لا طلاق النصوص، مذہب ہندپ حنفی کی تمام کتب متبرہ ان تصریحات جید
 سے گونج رہی ہیں کہ کران نشے والے کی طلاق واقع ہو جاتی ہے بلکہ بنید وغیرہ اشار
 کے استمال سے نشے کی صورت میں بخصیص قول مفتی بہ کی بناء پر وقوع طلاق کی تصریحات
 جید بھی صاف صاف موجود ہیں۔

فتح القدر ج ۳ ص ۳۲۸، درالمنقی ج ۱ ص ۳۸۴، بحر الرائق ج ۳ ص ۲۴۸، شرح
 لاشاہ طبری ص ۲۲۲، فتاویٰ بنید ج ۲ ص ۴۸، درالمختار شامی ج ۲ ص ۵۸۳
 میں بکلمات متعارفہ ہے والنظر من الدر (اوسکران) و لو یمنبذ او
 حشیش او افیون او بنج نرجرا بہ یفتی تصحیح القدوی اور پرہنی
 طلاق غضبان انھیں والے کے وقوع کی واضح اور روشن تصریحات موجود ہیں، فتاویٰ
 امام غزالی قراتاشی ص ۵۲ میں ہے و اما طلاق الغضبان فعمومات کلام
 صاحبنا ناطقہ بالوقوع بلکہ ابن تین نے تو غصے کو دلیل طلاق قرار دیا اور حکم
 فرمایا کہ وہ کلمات کنائیہ جو صاحب خود دست نہیں اور صاحب طلاق ہیں غصے کی حالت میں
 طلاق ہیں اگرچہ نیت طلاق کا صریح انکار کرے، فتاویٰ امام قاضیخان ج ۲ ص ۲۱۶،
 بدیع ج ۳ ص ۱۱۶، بدایہ ج ۲ ص ۳۵۴، فتح القدر ج ۳ ص ۴۰۱، بدایہ ج ۲ ص ۴۰۱،
 کفایہ ج ۳ ص ۴۰۲، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۶۱، درالمختار شامی ج ۲ ص ۶۲۴



ص ۶۴۱، بجز راق ج ۲ ص ۳۰۳ میں ہے و خصوصاً مہ فصب میں فی
 حالۃ العصب بفع الصلاق ثلاثۃ من ہذا سہ و د فان
 لما نواطلاق لا یصدق قضاء بمبرورہ ص ۶۰ و فی حالۃ عصب
 لا یدین (الی ان قال) نعبین الطلاق مسدود بوجہ میں بطریق بری
 سر اتوی من الحنا یہ ہے، بکہ مشیخ عظامتہ متدد و کلمات صریحہ میں وردہ میں وہ جو
 پورے ادا نہ کئے گئے ہوں و وقوع طلاق کی غصے کی حالت میں تصریح فرمادی، اور
 رضا کی حالت میں ہو تو نفی مثلاً انت طال سکون لاد سے، حالت رضا میں صدق
 نہیں اور غضب میں طلاق ہے، خانیہ ج ۲ ص ۲۱۴، بجز راق ج ۲ ص ۵۵،
 شامی ج ۲ ص ۵۹، فتاویٰ مالگیر ج ۲ ص ۵۰ دیں سب سے واسطہ من الہندیہ
 و لو حذفت القاف من طالق فقتال انت صا فان کسر لام
 وقع بلا نیۃ والا فان کان فی مذاکرۃ اطلاق و اعصب فکذلک
 اور فتاویٰ قاضی خان وغیرہ میں اس قسم کے متدد جزئیات میں لکھ میاں لکھ صریح کہ
 اگر غصے کا یہ عالم ہو کہ عالم ہوتے ہوئے بھی صحیح نہ بول سکے اور طلاق و طلاق، طلاق
 تلاک، طلاق، طلاق کہے تب بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، خانیہ ج ۲ ص ۲۱ میں
 ہے لان هذا مما بحرہ علی لسان الد من خصوصاتی العصب
 والخصومة فیکون بطلاق و قضا ضاهراً ولا یصدق قضاء،

تو واضح ہو اگر غصہ منافی طلاق نہیں بلکہ راۃ طلاق کی صورت ہے بہر حال
 ج ۲ ص ۱۰۲، ہدایہ ج ۲ ص ۳۵۴، شامی ج ۲ ص ۵۹ میں ہے و البصم ملک
 العباد حال العصب و مذاکرۃ لطلاق دلدارۃ الطلاق ضاہراً
 فلا یصدق فی الصرف عن الظہر قراؤیم، و اور مزید دیکھ کر صحت واضح ہو کہ
 صورت مند وجہ میں طلاق واقع ہو گئی اور ایسے عذر نہ دینے کے ہیں ورنہ راق
 واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جبل مجدہ اتعوا حکم و صلی اللہ تعالیٰ



محرم الحرام ۱۳۷۰ھ
محرم الحرام ۱۳۷۰ھ

محرم الحرام ۱۳۷۰ھ
۱۲ رذی القعدہ ۱۳۷۰ھ

الاستفتاء

بخدمت محترم مولانا مفتی صاحب زید محمد

السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ بذریعہ تحریر مذکور مسئلہ کا جواب مطلوب ہے
اسید ہے کہ آپ جواب سنہ ہجرات ۱۴۰۰ فرما کر مشکور فرمادیں گے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک
شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ کو بایں الفاظ طلاق دیتا ہے تین دفعہ یا اس سے
بھی زائد یہ الفاظ کہہ کر میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے
تجھے طلاق دی، پھر یہ الفاظ کہے، تو مجھ پر حرام ہے، تو مجھ پر حرام ہے، تو مجھ پر حرام
ہے۔ اب شریعت مبارک کی رو سے یہ عورت اپنے خاوند کے نکاح میں آسکتی
ہے یا نہیں؟ اگر نکاح میں آسکتی ہے تو یہ طلاق کو نفی واقع ہوئی یا نہیں یا مغلطہ
بھی؟ بینوایا لکتاب تو جروا یوم الحساب۔

سائل: حافظ بشیر احمد بشیر بستی حضرت حافظ حبیب الرحمن صاحب دکنی نہ پڑھنے والے



شرعاً یہ طلاق طلاق مغلطہ ہے لہذا بدون حلالہ وہ شخص نکاح بھی نہیں کر سکتا

قرآن کریم میں ہے الطلاق مرتین یعنی دو طلاق جس کے بعد رجوع ہو سکتا ہے
دو طلاق ہیں، آگے فرمایا فان صلتها فلا نحل لہ من بعد حتی
تتکلم نہ وجاہیۃ یعنی اگر تیسری طلاق دیدے تو وہ عورت اس مرد کے لئے
حلال نہیں، ہاں حلال کر کے تو حلال ہو سکتی ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے اذا قال لا مراۃ است طالق و طالق
و طالق ولم یعلقہ بالشرط ان کانت مدخولۃ طلقت
ثلثا۔ ہاں اگر وہ مرد اور عورت نکاح کے بعد کسی مکان میں اکیسے نہیں ہوئے اور
نزدیکی نہیں کی تو صرف ایک طلاق بائن واقع ہوئی اور بلا حلالہ نکاح ہو سکتا ہے، اسی
میں ہے وان کانت غیر مدخولۃ طلقت واحدا۔

رہنصہ تو وہ وقوع طلاق سے مانع نہیں کہ ٹوٹا طلاق دی ہی غصے سے جاتی ہے
کوئی وہ شخص جو اپنی بیوی سے راضی خوشی ہو، طلاق نہیں دیتا اور یہی وجہ ہے کہ الغیر
کنایہ میں غصہ دلیل طلاق ہے کما فی اسفار المذہب المرہذب متونا و
شروحا وحاشی و فتاویٰ۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا
محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

مرکز الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ انیمی غفرلہ

۲۱ ربیع الثانی ۱۴۵۵ مطابق ۱۹/۸/۶۵

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی اپنی

عورت کو دوسرے جس کی زبردستی کھوانے پر غصہ کی حالت میں اپنی عورت کو کہتے ہیں
حرام ہے اتین دفعہ کہیں کس کے دل میں طلاق کا ادارہ نہیں تھا تو کیا اس کے یہ
مذکورہ سے اس پر عورت حرام ہو جائیگی؟ اور طلاق کو کسی ہوگی؟ اگر میاں بیوی میں
تو پھر جو رج کی کیا صورت ہوگی؟ بسببنا تو جرف ۱۔

ہستی، حافظ غلام محمد پاکستانی ثم مظفر گڑھ سی، حال مقیم مدینہ منورہ (دوست علی محمد
امریزی)



اس عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہو گئی، شامی ج ۲ ص ۵۹۴ میں ہے
افتی المتأخرون فی انت علی حرام بانه طلاق بائن للمعرف
بلا نية اور ص ۶۴۵ میں ہے انت علی حرام علی المفتی به من عدم
توقفه علی النية مع انه لا یلحق البائن ولا یلحقه البائن
لہذا ین بارکنا ایک بار کہنے کی طرح ہے اور طلاق عمومًا غفۃ اور ناراضگی میں ہی ہوتی ہے
اور ایسی عمومی زبردستی کا کوئی اعتبار نہیں۔

اگر میاں بیوی رضی ہو جائیں تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں کیونکہ طلاق صرف ایک
ہی ہے۔

والله تعالى اعلم وصلى الله تعالى على حبيب سيدنا ومولانا
محمد وعلى آله واصحابه وبارك وسلم۔

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و معتقین تدریس میں درجہ اولیٰ سے بارہویں
 تک یا مقبول احمد نے اپنے سامنے محمد اکبر کو بدلی مضمون خط لکھا جو کہ درج ۱۰ سے
 دریافت طلب امر ہے کہ اس تحریر میں دو سے مقبول احمد کی منکوحہ کو طلاق نہیں ہو نہیں
 نہیں؟ مقبول احمد اب منفصل ہے اور کتابت کہ میں نے بوجہ ناچکی اور ناراضگی
 غصہ میں یہ خط لکھا تھا اور میرا قصد اور ارادہ حلاق دینے کا نہ تھا، یہ نہ مقبول احمد
 مقبول ہے یا نہیں اور کیا طلاق دیتا ہوں کہ لفظ سے طلاق وقع ہو جائے تب
 یا نہیں؟ یہاں بعض علماء فرماتے ہیں کہ طلاق واقع ہو گئی اور بعض کس تحریر کو
 کالام فرماتے ہیں، براہ کرام جواب بعد حوالہ کتاب رقم فرما دیں۔ بسنو
 وتوجروا۔ نقص خط بعینہ یہ ہے :

۴۱۶
۹۳

برادر محمد اکبر صاحب

تسلیم۔ تم لوگوں نے بریلنتے ہوئے کہ محمود کے رشتہ کی کوشتن ہمیشہ جواب
 کے گھر کر رہے ہیں۔ بدعتی سے یہ مشہور کیا کہ یہ مقبول کو لڑکی دیتی ہے حارکھ میرے
 پاس تمہاری بہن بھتی، مجھے اور لڑکی کی کیا ضرورت تھی، اب شرارت تمہاری والدہ
 کی ہے جس نے اتنا نہیں سوچا کہ ہم اپنی لڑکی کو جو اپنے گھر میں آباد مسمیٰ ہے، خواہ
 مست کہیں، تمہاری والدہ نے نواب بیگم کی سخت بدنامی کی جس کی وجہ سے محمود کا رشتہ
 تجھ کو ہو گیا تھا، اب بہت گیا ہے، علاوہ ازیں تمہاری والدہ ہمدانی بدنامی کہنے سے
 باز نہیں آتی اور زبردستی لڑکی کو قصور لے جاتی ہے اور اس طرح تنگ کرتی ہے

اس بات پر محمد کو اتنا خیال نہیں تھا لیکن جب اس نے ہم سے دشمنی کا اعلان کیا
 اس شادی میں حائل ہوئی تو ہمارا دل کٹا ہو گیا، میں دریں حالات آپ کی ہنس
 رکھنے کے لئے تیار نہیں اور طلاق دیتا ہوں ۱۱ میں مقبول احمد حمیدہ بیگم کو طلاق
 دیتا ہوں ۱۲ میں مقبول احمد حمیدہ بیگم کو طلاق دیتا ہوں (۳) میں مقبول احمد حمیدہ بیگم
 کو طلاق دیتا ہوں۔ مقبول احمد! آخر تمہاری والدہ کو ایسے کرنے کا حق کیسی
 ساقی محمد انور قصوری معرفت دفتر کمرہ نئی انجمن خیرات پاکستان لاہور



صورتِ منورہ میں شرعاً تین طلاقیں واقع ہو گئیں کہ رضا شرط طلاق نہیں بلکہ
 ناراضگی میں ہی طلاق دیکھائی ہے، عامر اسفار مذہبِ مہذب میں مضموم اور عموم
 وقوع طلاقِ غضبان کا مبنی بیان ہے اور حجتِ مفہیم و عمومات کتبِ مذہبیہ
 قویۃ البرہان ہی میں، امام غزنی ترمذی اپنے فتاویٰ ص ۳۵ میں فرماتے ہیں ولما
 طلاق الغضبان نعمومات کلام اصحابنا طائفة بالوقوع
 حیث قالوا ویقع طلاق کل زوج اذا کان حاضراً بالغا لم یزک
 ائردین متین نے تو غضب کو دلیل طلاق قرار دیا، ایسے کلمات کثرت کیا یہ جو صاحب طلاق
 دون رد و لستم میں حالت غضب میں باوجود صریح انکار بیت طلاق حکم طلاق فرماتے
 ہیں نہ غالب رضائیں۔ مبسوط ج ۲ ص ۸۰، فتاویٰ امام قاضی خان ج ۲ ص ۲۱۶، بدای
 ج ۲ ص ۱۰۶، بدای ج ۲ ص ۲۵۴، فتح القدیر ج ۳ ص ۱۴۴، حنفیہ ج ۳ ص ۱۴۱
 کتبیہ ج ۳ ص ۴۰۴، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۶۱، درالمختار شامی ج ۲ ص ۲۴۲

۱۴۱۔ بحران ج ۲ ص ۳۰۲ میں ہے والنظر للامام فقہ النفس وفي
 حالة الغضب يقع الطلاق بثلاثة من هذه الثانية واذا قال لما نرى
 الطلاق لا يصدق قضاء بطريقين تعيين الطلاق مراد ابہ توریح
 میں بطریق اولیٰ اگر قویٰ من الکنا یہ ہے بلکہ مشائخ عظام نے متعدد کلمات و کجہ میں بھی
 جو پورے ادا نہ کئے گئے ہوں وقوع طلاق کی حالت غضب میں تصریح فرمادی اور حالت
 رضائیں نفی، مثلاً انت طال، سکون لام سے حالت رضا میں طلاق نہیں اور غضب میں
 طلاق ہے، غنائیہ ج ۲ ص ۲۱۴ بحران ج ۲ ص ۲۵۵، شامی ج ۲
 ص ۵۹۴، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۵۰ میں ہے والنظر من الهندية ولو
 حذف الغاف من طالق فقال انت طال فان كسر اللام وقع
 بلائيه والا فان كان في مذاكرة الطلاق او الغضب فكذلك
 فتاویٰ قاضیخان وغیرہ میں اس قسم کے متعدد جزئیات ہیں بلکہ اگر غضب کا یہ عالم
 ہو کہ عالم ہوتے ہوئے بھی تلفظ صحیح نہ رہے اور طلاق کو تلاق، طلاح، تلاك، حلاك
 تلاح کے تب بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، فتاویٰ امام قاضی خان ج ۲ ص ۲۱۱ میں ہے
 لان هذا مما يجزى على لسان الناس خصوصا في الغضب خصوصا
 فيكون الطلاق واقعا ظاهرا ولا يصدق قضاء، توصات ثابت ہو کہ
 غضب منافی طلاق نہیں بلکہ دلیل ارادۃ طلاق ہے، اور بدائع صناع ج ۲ ص ۱۰۲،
 بدایہ ج ۲ ص ۳۴۴، شامی ج ۲ ص ۵۹۴ میں ہے والنظر لملك العلماء
 حال الغضب ومذاكرة الطلاق دليل ارادة الطلاق ظ هر
 فلا يصدق في الصرف عن الظاهر،

تو مقبول اصحاب کا غصہ بھی مانع طلاق نہ ہوگا بلکہ دلیل ارادۃ طلاق بنے گا
 اور یہیں سے واضح ہوا کہ عذر عدم ارادۃ طلاق محض بے مورد اور غیر سموع ہے
 اور یہ الفاظ تو بھی بھی صریح اور صریح بیت کے مستغنی ہے وذا مصرح فی



... حنفی اور عقیدہ طلاق و ...
 ... مستعمل ہوتا ہے اور مقبول ...
 ... عذر بنا تھے میں اور صاف ...
 ... عذر نہیں کرتے کہ عیاد وغیرہ ہے اور ایسے ہی کسی ...
 ... عذر نہیں کہ مقبول محاسب کو ...
 ... عذر نہیں کہ وہ تو اسم فاعل میں بھی ہے تو ...
 ... عذر نہیں کہ وہ لا متغور ہے ہا قتل فضلا عن فاجر ...
 ... عذر نہیں کہ اس کی طرح واضح ہوا۔

بکرمہ کا جہاں پر ہے جو بیان کہیں سے شمس کی طرح واضح ہوا۔
 فتح حذیر ج ۲ ص ۳۵۴، بحر الرائق ج ۲ ص ۵۲، خیرہ ج ۱ ص ۳۹
 ملائکہ فتاویٰ ج ۲ ص ۸۱، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۶۶، شامی ج ۲ ص ۵۹۱ میں ہے
 و لطمہ سید ابن عابدین و کذا المضارع اذا غلب فی الحر
 متل صفت، بدائع ج ۲ ص ۱۰۲ میں ہے مثل ان یقول فحر
 دہاں مارا کہن۔ تو بین طور پر ثابت ہو کہ صورت سکولہ میں تین طلاقیں یا نہ وقوع
 واقع برکتیں و ما المقبول فلم یعتذر بالایعاد و مثله ولو اذ
 حدی مثل هذه الواقعة الشائعة لما نفعه ایضاً لانه حلال
 مہاجر و معتاد و فی المبسوط ج ۱ ص ۸۰ القاضی مامور باتباء
 مہاجر و ما هو معتاد انتہی و المرأة کالقاضی۔

مبسوط ج ۱ ص ۸۰ و فتیہ القدیر ج ۲ ص ۳۵۳ و ۳۰۸ و الکفایہ ج ۲
 ص ۵۳ و البحر رقیق ج ۲ ص ۲۵۴ و الفتاویٰ السندیہ ج ۲ ص ۳۹ و الفتاویٰ الغزالیہ
 ص ۵۳ ج ۲ ص ۱۰۱ تیسرا قائل ج ۲ ص ۱۹۰ و ج ۲ ص ۲۱۸، شامی ج ۲ ص ۵۹۱
 ... ص ۵۳ ج ۲ ص ۱۹۰ تیسرا قائل ج ۲ ص ۱۹۰ و ج ۲ ص ۲۱۸، شامی ج ۲ ص ۵۹۱
 ... ص ۵۳ ج ۲ ص ۱۹۰ تیسرا قائل ج ۲ ص ۱۹۰ و ج ۲ ص ۲۱۸، شامی ج ۲ ص ۵۹۱

سمت از سمت خدا۔

وَلِلّٰهِ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَعَلَىٰ جِلِّ جَدِّهِ اَتَدْرَا حُكْمَ وَصِيَّائِهِ تَعَالٰی
عَلَىٰ حَسْبِ وَالْبِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

فَوَافِقُ الرَّايَا الْخَيْرُ مَعَهُ فَوَافِقُ الرَّايَا الْخَيْرُ مَعَهُ

الاستفتاء

اسلام علیکم : عاجزانہ گزارش ہے کہ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں علماء دین
و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو غصے میں اگر چاروں مذہبوں میں سہم
کر دیا اور اس کا جواب قرآن اور حدیث اور مستبر کتابوں سے دیں کیا اس کو طلاق
انگئی ہے یا کہ نہیں ؟

اساں : مقبول احمد قوم جو یا ضلع مظفر گڑھ تحصیل مل پور موضع کھروال



وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ :-

از روئے مذہب مذہب خفی ایک طلاق بائن ہو گئی اگر دوبارہ آپس میں
نکاح کرنا چاہیں تو بلا حلالہ ہو سکتا ہے، ہاں اگر حرام کہتے وقت تین حدیثوں کی نیت
کی تھی تو طلاق معتلظ یعنی تین طلاقیں پڑ گئیں کہ اب بلا حلالہ نکاح نہیں کر سکتے فتاویٰ

مائیکے ۲۰ ص ۱۰۰ اور ۲ ص ۱۸۳ میں ہے والفتویٰ علی اسہ بش
 صدق الخشای ۲ ص ۶۰ اور تنویر البصار، در المختار، شامی ۲ ص ۲۰
 درج ۲ ص ۶۲ میں ہے والنظم من التیسر و تطلیقہ بانہ
 رنوی طلاق وثلاثان نوہا ویفتی بانہ طلاق سبار
 ونہ مینوہ اور چونکہ ہمارا مذہب قرآن کریم اور حدیث پاک کی روشنی میں ہے
 اور قرآن شریف میں ہے وأمر بالعرفہ لمذایم حکم حق ہے۔
 واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا و مولانا محمد
 وعلىٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

عنہ الغیر البواخیز محمد نور الشامی غفرلہ
 رجب ۱۳۹۶ھ ۶/۱۱ (مع تصدیق مملکت دارالافتاء)

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں :

زید نے غصہ کی حالت میں اپنی مدخولہ بیوی کو بانیہ طلاق زمین پر کچے لہجے
 تین کیر لکھیں اور ہر کیر کھینچتے وقت یہ الفاظ کہے کہ ایک یہ، یہ دو اور یہ تین تین کیر
 کھینچنے کے بعد یہ کہ تو میری بہن ہے، بہن ہے اور زید نے یہ اقرار کیا، لکیر لکھیں
 وقت میری نہایت طلاق کی تھی اور ہر کیر سے مراد طلاق تھی۔

علمائے کرام سے دریافت ہے کہ آیا اس طرح کرنے سے یعنی محض لکیر
 کھینچنا اور زبان سے لفظ طلاق یا کیا یہ وغیرہ کا نہیں بولا اور نہایت طلاق تھی، لفظ
 طلاق وقع ہوئی یا نہیں، اور اگر وقع ہوئی تو ایک یا تین اور زوجین کی مصالحت

کی صورت میں زید کی بیوی دوبارہ اس کے نکاح میں آ سکتی یا نہیں؟
اسائل: علی محمد ولد خان محمد قزویم کھوکھر ایک ۶۲/۱-ای-بی ۱۸-۱۱-۷۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْجَوَابُ
اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْبُخْلَ وَالصَّوَابَ

یہ صورت طلاق یا لکنا یہ کی ہے جو نیت اور دلالتِ حال سے واقع ہو جاتی ہے اور اس نیتِ طلاق کا اقرار کرتا ہے اور غصہ کی حالت ہے اور پھر تو میری بہن ہے“ کتا ہے تو معلوم ہوا کہ اس کا لیکر کھینچنا تو کتا ہے کہ یہ ایک، یہ دو اور یہ تین طلاقیں ہیں اور اضافتِ طلاق مقرر ہے یعنی مراد یہ ہے کہ یہ لیکر تجھے ایک طلاق بسا و یہ دو اور یہ تین اور تجھے“ گو لفظوں میں صراحت مذکور نہیں مگر غصہ کی حالت اور طلاق مضرع کرتی ہے جس پر تو میری بہن ہے کتا بھی صریح قرینہ ہے حالانکہ اضافت الی الطلاق صراحت شرط نہیں بلکہ مفہوم بھی کافی ہے کما صرح بہ الشامی حیث قال ج ۵ ص ۵۹ ولا يلزم كون الاضافة صريحة في كلامه بظاهر سوال یہ ہے کہ اس کا یہ کیا ہے ایک، یہ دو، یہ تین، یہ اپنی منکوحہ کو بطریق خطاب ہے بلکہ پنجابی محاورہ کے لحاظ سے لیل معلوم ہوتا ہے کہ اس نے پنجابی میں ایک لیکر کھینچ کر کہا ہو گا یہ یک پئی اور دو کھینچ کر کہا ہو گا یہ دوئی فی اور تین کھینچ کر کہا ہو گا تیسری فی، اگر واقع میں یوں ہی ہے تو یہ صریح خطاب اور اضافت معنویہ بھی ہے، جو معتبر ہے، شامی ج ۲ ص ۵۹، مطاوی علی اللہ ج ۱ ص ۱۱۲ میں ہے (قوله لتركه الاضافة) ای المعنوية وهي شرط والخطاب من الاضافة المعنوية وكذلك الاشارة بحوזה طالق بہر حال میرے علم اور فہمائے کرام کی تصریحات سے روز روشن کی طرح واضح ہے

کتاب
 کرتیں علاقہ میں پڑ گئیں اور یہ کی بوی اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی جس کے ساتھ
 دوبارہ عمار کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ من الهندیۃ والخلصۃ وغیرہ
 من اسفار مذہب المہذب الحنفی۔
 واللہ تعالیٰ علم وصلى اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد
 و علی آلہ وصحابہ و بارک وسلم۔

عزہ الفقیر الی الخیر محمد نور الشامی غفرلہ
 ۹ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ ۲۹.۱۱.۰۶۹

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں صورت کہ زید
 اپنی بوی کے ساتھ ایک سال سے جھگڑا کرتا رہتا تھا، آخر ایک دن حسب معمول لڑتے
 ہوئے کہا کہ یہ میری ماں بہن ہے، میں نے اس کو طلاق دی، میں نے اس کو طلاق
 دی میں نے اس کو طلاق دی، تین مرتبہ کہا اور کہا کہ میرے گھر سے نکل جا، میں نہیں
 دیکھنا چاہتا چنانچہ وہ بیچاری اپنے میکے چلی گئی، تو آیا وہ بوی مطلق ہو گئی یا نہیں؟
 مبینوا تو جروا۔

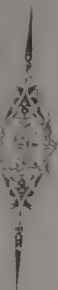
سائل: محمد بڑا از چیک ۳۴ پر جا چاہ ناریا نوالہ ۳۰/۱۲/۵۳



جب زید عاقل بالغ ہے تو اس کی بوی یقیناً مطلقہ طلاق مغلظ ہو گئی عدت

پوری ہو کر زینہ کے سوا جس سے چاہے حسب دستور شرع منظر نکاح کر سکتی ہے۔
 فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۴۰ میں ہے یقع طلاق کل نروج اذا كان بالما
 عاقلا، نیز ص ۱۱۱ پر ہے وان كان الطلاق ثلثا في الحرة الى ان
 قالوا الحد فحل له حتى تنكح نرجا غير اء
 والله تعالى اعلم وصلى الله تعالى على حبيب و
 وصحبہ وبارک وسلم۔

حقہ النقیۃ الی الخیر محمد نور احمد بنی غفرلہ



حالتِ حمل میں طلاق

باب طلاق الحوامل

الاستفتاء

بخدمت جناب حضرت مولانا مولوی نور اللہ صاحب
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :- بعارضہ عرض ہے کہ آپ کی خدمت میں بندہ غریب
 عرض کرتا ہے کہ میں نے اپنی زوجہ کو ثلاثہ طلاق دی، تاریخ شعبان کی ۲۱ میں طلاق دی ہے،
 اور میں نے اپنی رضامندی سے طلاق نہیں دی۔ قبیلہ اور مجلس کی رضا سے طلاق دینی پڑی،
 طلاق دینے کی تاریخ کے دوسرے دن میری زوجہ کو ہوش حقل قائم ہوا کہ میں بھول گئی ہیں
 دوبارہ اسی خاوند کے گھر میں بیٹھا منظور ہے اور دوسری وجہ یہ ہے جس وقت طلاق
 میں نے دی مجھے حمل کی خبر نہیں تھی، دوسرے دن بعد خبر ہوئی میری زوجہ کو حمل ہے اور اس
 وقت تک حمل خارج نہیں ہوا، محرم کے مہینہ میں حمل خارج ہو گا۔ جناب کی خدمت میں
 عرض کرتا ہوں کہ کوئی ایسی صورت ہو جس میں حلال نہ ہو، بعض علما فرماتے ہیں یہ طلاق ثلاثہ
 نہیں اس کو بائن کہتے ہیں، ایک وقت پر تین طلاق طلاق دین شریعت میں حرام ہے
 کیونکہ ہر مہینہ ایک طلاق دینی چاہئے یا کوئی حل کی وجہ سے بعض علما فرماتے ہیں حاملہ



عورت کو حلاق نہیں ہوتی، ان صورتوں میں کچھ بچت ہو جس میں حلالہ نہ ہوئے یا قہر پر
 یا روزہ رکھنا ہوئے، آپ حضرت ہربانی فرما کر منضون کو دیکھ کر جو شریعت کا فیصلہ ہو وہ
 کہ دیوی تاکہ نہ ہے ختم شد
 سائل :- آپ کا تبعدار سکین حافظ محمد الدین محمد یوسف کامبائی سکھ محب علی اوتار
 میں بخار کی وجہ سے تکلیف ہے میں حاضر نہیں ہو سکتا۔
 ماہ ذوالحجہ ۲۴



ایک وقت میں تین طلاقیں دینی، گو بہتر نہیں مگر واقع ضرور ہو جاتی ہیں، ائمہ اربعہ
 اور جمہور اہل فتنوی کا اس پر اتفاق ہے اور یہی منصوص ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے
 الطلاق مرتان اور آگے ارشاد ہوتا ہے فان طلقہا یا تیسری طلاق ہے، جمع و
 تفریق اور عمل و عدم عمل سب کو شامل ہے کہ مطلق ہے والمطلق یجری علی
 اطلاقہ قاعدہ سلسلہ ہے، رحمتہ الاممہ ج ۲، ص ۸۰، میزان شعرانی ج ۲ ص ۲۶ میں اتفاق
 اور اجماعی مسائل کے بیان میں ہے والنظم من المیزان وکذلك جمع
 الطلاق الثلاث یقع مع الهمی عن ذلك نہی تحریم عند بعضهم
 وروی کراهة عند بعضهم اور اگر حاملہ کو طلاق نہیں پڑتی تو قرآن کریم میں حاملہ کے
 کے متعلق واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن کیوں آیا، ان بعض کا کہنا
 صحیح نہیں لہذا بغیر حمل کے کوئی صورت نہیں قرآن کریم کا یہ فتنوی کسی عالم کلامیوالے
 دینی کے ماننے سے عمل نہیں سکتا اور طلاق بغض الحلال عند اللہ تعالیٰ ہے اور ناراضگی ہی

میں ہوتی ہے، رضا و عدم رضا کا اثر نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ انشاء اللہ واحک وصلى
اللہ تعالیٰ علیہ وعلى الہ وصحبہ وبارک وسلم

خزۃ الغنیۃ الراحۃ فی فہم فی فہم فی فہم

۲۵ ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ

الاستفتاء

کیا دورانِ حمل میں طلاق جائز ہو سکتی ہے یا نہیں؟
مستفتی: نور احمد طہر بقیم خود ساکن لدھیانہ ضلع مظفر گڑھ



ہاشک وشہرہ و گنج شریب یقیناً حامدہ عورت پر حلاق واقع ہو جاتی ہے۔
تمام کتب فقہ میں یہی ہے، چاروں اماموں کے مذہب ہے کہ حامدہ پر حلاق واقع ہو جاتی
ہے کسی کا اس میں اختلاف نہیں، اگر جائز نہ ہوتی تو قرآن کریم نے یہ کیوں بتایا کہ جس
کی عدت وضعِ حمل ہے، سورۃ طلاق پارہ اٹھائیسواں میں ہے و اولدت ارحمال
اجلہن ان یضعن حملہن، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۴۶ میں ہے و طلاق
العامل یجوز۔



واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ حل محمد و آلہ و احکم و حصر
اللہ تعالیٰ علی سبیلہ و آلہ و صحبہ و بارک و سلم

فہرہ انقیر ابوالخیر محمد نور الشافعی مدظلہ

الاستفتاء

بخدمت فیضد رحمت الکریمت بحر سعادت جناب حضرت مولانا صاحب دہلوی

السلام علیکم، نزاج مبارک! غلامہ درج ذیل مسئلہ کی تحقیق بموجب شرع شریفین بکوالہ
کتب سنن و قرآن شریف فرما کر مشکور فرمائیں، میں واقف ہوں۔

زید اپنی منکوحہ بیوی کو بوجہ عدم موافقت طلاق دینا چاہتا ہے مگر بیوی حامدہ ہے
حاصل ظہور ہو چکا ہے، کیا بموجب شرع شریفین اس صورت میں مرد طلاق دے سکتا ہے؟
نیز طلاق مؤثر بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ طلاق نہ دینے کی صورت میں مزید حالات ہونے کا
اندیشہ ہے۔ زیادہ دعا و آداب نیامند، درویش احمد و ٹولو ولد جناب خاں ڈوہلہ پور کا



شرعاً حامدہ کو بھی طلاق دی جا سکتی ہے، قرآن کریم انشا ہیوسیں پارہ سورۃ الطلاق
میں ہے واولات الاحمال اجلبین ان بصنعن حاملین اور من بینہن بیعتی جہاں
میں سہ کر حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنی حامدہ بیوی کو طلاق دی، حضور نبی کریم صلی اللہ

تک علیہ وسلم نے جائز رکھا اور فرمایا سلّم الکتاب احلّہ فی سنہ ۲۵
 میں ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا فاما الحلال فان یصلفها ظاہر
 من غیر جماع او یطلقها حاملاً مستبییناً حملها او یمنن واظنن ص - ۲۲
 میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے ہے الطلاق للسنة ان یصلفها ظاہر من
 غیر جماع او عند حبل قد تسین بہ حال حاملہ کہ طلاق جائز ہے جو بالجماع
 واقع ہو جاتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ الاکرم وعلم
 واصحابہ وبارک وسلم۔

عنہ الفقیر الی الخیر محمد زکریا اللہ علیہ رحمۃ

۹ شوال المکرم ۱۳۳۵ھ ۲۵



مجبور شخص کی طلاق

بَابُ طَلَاكِ الْمَكْرُهِ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شہرِ مبینِ ندریں صورت کہ مسمیٰ محرم و درمناج
مراثی کے مہر اور عورت کا خاوند مسمیٰ نور احمد رضا، ہر دو کو جبرِ یکرہ کیا، سخت و محکم دی گئی
کیا تو طلاق دے یا نہیں سخت تکلیف دی جاوے گی، ہر دو کو بیان ہے کہ عدت
کے خطرے سے جس طرح وہ کسواتے گئے کہا گیا، تحریر انہوں نے خود کی ہے،
اس پر ہر دو کا انگوٹھا لگوا یا گیا، چونکہ وہ جاہل ہیں لہذا انہیں معلوم نہیں کہ کیا لکھا گیا
ہے، زبانی عورت کے خاوند سے اتنا کسوا یا گیا کہ میں نے طلاق دی، ہر دو کے
انگوٹھے لگوا کر چھوڑ دیا گیا اور سناؤ ہے کسی نادرجہ دار و ثوہیجے کا، اسکنہ چک مراد لے
اہیں آتی دفعہ یہ کہا کہ یہ کاغذ طلاق نامہ ابھی تک کچی ہے، اگر مبلغ تین صد روپیہ

دے دو تو کاغذ بچاڑ دیا جاوے گا، یہ دونوں آدمی پانچ سات یوم کا وعدہ کر کے آگئے۔ ہر دو کا بیان زبانی سن کر صبیح بات عرض ہے۔
سائل : حاجی جلال الدین وٹو، جمال کوٹ
تحریر کنندہ : صدر پیشل ہیڈ ماسٹر جہانکوٹ بنگلہ خود

۲۷۵



اگر صورت مسئلہ صحیح اور واقعی ہے اور خاوند نے صرف اتنا کہا کہ میں نے طلاق دی تو طلاق واقع نہیں ہوئی کہ طلاق میں عورت کی طرف نسبت نہ ہو تو واقع نہیں ہوتی، در المختار باب الصریح کے دائل میں ہے لحدیقہ لتركه الاضافة رہی تحریر تو اس پر صرف انکو کٹھ زبردستی لگانا لغو ہے اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی خواہ کچھ تحریر ہو اگرچہ جانتا بھی ہو کہ اگر اہ کی صورت میں تحریر غیر معتبر ہے، شامی میں ہے فلو اکر علی ان یکتب طلاق امرأته فکتب لا تطلق بکے اس صورت میں تو زبردستی کرنے والے خود بھی تسلیم کر رہے ہیں کہ کاغذ کچھ ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتحدوا حکمہ وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ وصحبہ وسلم۔

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ زید کا نکاح مسماۃ کلثوم سے عرصہ دس بارہ سال کا ہوا ہوا ہے، کلثوم کے والد نے پانچ چھ آدمیوں کو بھیج کر سہمی زید سے مار پیٹ کر کے اور سختی کر کے طلاق ایک کاغذ پر بصورت انگوٹھا بت (سائل نے زبانی تشریح کی کہ کاغذ پر اور کچھ نہیں لکھا ہوا تھا بلکہ سفید کاغذ پر انگوٹھا لگا لیا، جبراً زد و کوب کر کے، اور بعد میں نظام الدین نے دو کاغذ دکھایا، سفید تھا، مرث انگوٹھا تھا) حالانکہ سہمی زید کہتا ہے کہ میں نے زبان سے کوئی الفاظ نہیں بولا اور نہ کہا ہے، آیا یہ نکاح ٹوٹ گیا ہے یا کہ نہیں؟ حوالہ کتب حدیث قرآن سے دیا جائے اور محرم الحرام ۱۳۷۷ھ اور اس پرچہ سے نہیں ہوا ہے کہ جو لڑکی کے وارث تھے۔ فوراً احمد اور نظام الدین کہتے رہے ہیں کہ طلاق نہیں ہوئی ہے، اب دو ماہ گزرنے کے بعد لڑکی کے وارث کہتے ہیں کہ طلاق ہو گئی ہے۔

المستفتی : میاں عارف شاہ قریشی سکٹر ہریض مغل پورہ
نشان انگوٹھا سائل عارف شاہ مذکورہ
سمند اولد قاسم قوم سیال چک ۳۴/ فوریل

مضان ولد علاء دل قوم سیال چک ۳۴/ فوریل
مقراج ولد سجاد دل قوم سیال چک ۳۴/ فوریل

سائل نے زبانی یہ بھی بیان کیا کہ جو نوٹ کی موت میں تحریر ہے۔

(نوٹ) لڑکی کے وارث امام مسجد میں اور اپنے خیل سے مولوی اور عالم میں اور



بے حد حق میں حدیث کا حلاق ہوگی
 شانِ محو کمالِ معرفتِ سادہ مذکورہ وار



اگر صورتِ مسئلہ بالِ صحیح اور واقعی ہے تو بلا شک و شبہ و ریب طلاق واقعی ہوئی، یہ تو صرف انگوٹھا ہے اور وہ حیرانگوار کیا گیا ہے حالانکہ اپنے ارادہ و رضا و غرض سے دستخط کر دے تب بھی کچھ نہیں جب تک طلاق کی تحریر نہ ہو جبکہ گھر زبان سے بھی اپنا نام بول دے اور ایک مرتبہ نہیں بلکہ پانچ کر دے مرتبہ بول دے تب بھی کچھ نہیں جبکہ طلاق کا عطف نہیں ہوتا، آخر وہ کونسا انسان شادی شدہ بت جو اپنا نام کچھ بولتا اور حبِ بوند سے تر اس کی عورت کو مطلقہ سمجھا گیا ہو، کیا یہ مولوی لوگ جو ہر سے بھی بدتر حرکتیں کرتے ہیں، کبھی اپنا نام نہیں بولتے یا دستخط نہیں کرتے، اگر نہ یہ دعویٰ سچا ہے کہ زید کے صرف سادہ کاغذ پر انگوٹھا لگا کر ایسے سے بھی طلاق ہو گیا تو ان کی جی عورتیں مدت سے مطلقہ ہو گئیں اور ان کا گھر رکھ بھوست بنا، بہت ہی سب کا سب حرام اور بے دینی ہے، ایسے مولوی بننے والے سلام کو بدنام کرتے ہیں، اہل اسلام کا فرض ہے ان سے الگ تعلق رہیں اور ان کے پیچھے نہ لگیں نہ پیڑیں اٹھاں لگاں پر بیٹھ کر یں کہ وہ ایمان کے ڈاکو ہیں اور اگر ان میں ذرہ بھر بھڑکی سیئی ہے تو دلیل لائیں کہ شرع ان کی خواہشاتِ فسانہ کا نام نہیں، شرعاً عذرِ عدا طلاق الفاضل طلاق کے بولنے یا بلا جبر و اکراہ لکھنے یا لکھنے ہوئے رسن کر سمجھتے ہیں

بعد کر یہ ٹکڑے لکھنے سے واقع ہوتی ہے و اگر جبر و کرہ ہے پوری حد
 بقا و عورت کے نام نسب سے بھی کھولے تب بھی حد نہیں پڑتی۔ غنا ۱
 اور ماہرین شرع مفسرین بالکل مشرح طور پر تصدیق فرمادی ہے۔ فتاویٰ رضویہ
 ج ۲ ص ۲۱۹، خلافت الفتاویٰ ج ۲ ص ۹۱، تشریح الاشباہ والنظائر مجموعہ محکمہ صنف
 ص ۲۷، بحار الرائق عن الخانیہ والبرزاز ج ۲ ص ۲۴۶، شامی عن الجوز ج ۲ ص ۵۹،
 فتاویٰ عالمگیری عن الخانیہ ج ۲ ص ۶۴۰۶۳، انصاف مبہار محل اکروہ یا صبر
 وحبس علی ان یکتب حلاق امرأتہ فلا منہ بنت فلاں من
 فلاں نکتب فلا منہ بنت فلاں بن فلاں صانع لا نصلق امرأہ
 من شمس کی طرح واضح دلچ ہو کہ اگر یہ سوال صحیح ہے تو طلاق ہرگز نہ گز نہیں
 واقع ہوتی۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتعروا حکمہ وصلو
 اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ وبارک وسلم۔

منہ الخیر ابو یوسف محمد نور الدین سیوطی

۲۱ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ

الاستفتاء

باسمہ سبحانہ

محمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت فقیہ الشیخ الحدیث والتفسیر مدظلہم العالی

بعد نیاز السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :- جواب باصواب سے مشرف فرمائیں۔

کبریا کے ہیں ملے دین میں مفتیان شرع متین اندر میں سند کہ زیر
 یک حبس میں مجبور کر کے ایک نیکے ہوئے طلاق نامہ پر لکھو تھا لکھا لیا حال کو
 اس سے پہلے طلاق دینے پر رضا مند تھا نہ بعد میں رضا مند ہوا بلکہ جوابی
 نشان لکھو تھا لکھا گیا، اس وقت بھی نکاح کرتا رہا مگر فیہا ردیہ سننے ڈرایا اگلا کو
 پر ادگ فہرک و رہا بر نکاح کے راستے اپنے ملازمین سے بند کر دئے، تاہم
 زیر سے عدالت پر پناہ لکھو تھا لکھا دیا لیکن زبانی صلحت یا کنایتہ زیر سے طلاق نہیں
 بد لکھا رہی کرتا رہا، یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اگر ہوئی تو غیر مدخل بہا کے حقیر
 کوئی برائی؟ مبینہ سوجروا عند اللہ العظیم۔
 استفتی: عبد الحمید مدام رسول غفرلہ، مورخہ ۲۸ شوال المکرم ۱۳۷۲



اگر صورتوں صحیح ہے اور واقعی زیر نکاح طلاق کرتا رہا اور چیز ثلثہ
 لکھو لگائی تو طلاق واقع ہوئی، فتاویٰ مالگیری میں ہے مرحلہ اکراہ ماحیر
 والحبس میں بکثرت طلاق امواتہ فلائہ بنت فلان
 من فلان فکنت امواتہ فلائہ بنت فلان بن فلان حالہ
 لا یطعن مرأتہ کذا فی فتاویٰ فاضل خان، مالگیری ج ۲ ص ۶۲
 واللہ تعالیٰ علیم وعلیمہ جل مجدہ استرواحکم وصر
 اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ واصحابہ وبارک وسلم۔

محمد الغفر المکرم محمد زکریا الشافعی فقیہ
 ۲۸ شوال المکرم ۱۳۷۲

الکستفتاء

۲۳۲۶۵

ایک ۳۱۵ ی ب

محمود بن محمود رحمت قبر و کعبہ است ذی و ذی و م شری و م و ن
حضرت قبر فقیہ اعظم و امت پر کٹر العالمین دین میں
السلیمانی یوم الدین،

ہمدیکو در حمت و برکات :- حقیر تجلیت ہے، مزج معنی نیک و مدعوب -
بعد از گذشتہ کہ ایک مسند حضرت در یافت کر تا کہین بہرہ و نیت
نہ حضور کی پوچھو سکا، صورت مسند حاضر خدمت ہے، مختصر جواب دیکر مشکوٰۃ فرمودہ
حضور کی غریب نوازی ہوگی۔

صورۃ مسئلہ

مسئ ذیل، سہ کو غور کر کے لے گیا، سہ چوکی باندھنی اس لئے اس نے
رہنہ ہی نکالت بھی کر یا، سہ کے لواحقین بگ و دو کرتے رہے کہ کسی نہ کسی طرح سہ کو
دیں گے، میں لیکن دو کامیاب نہ ہو سکے، آخر یک دن موقع پا کر انہوں نے ذیل کو
یکڑا کر لیا اور پٹے لگا کر لے آئے اور ذیل سے طلاق لے لی اور سہ ذیل کے باپ
کے پاس ہی رہی، یعنی اکیلا ذیل کے قابو میں آ گیا۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ذیل نے طلاق نامہ کے کاغذ پر انگوٹھ لگا دیا
جان سے نہیں کہا کہ میں طلاق دیتا ہوں، آیا یہ طلاق ہو گئی یا نہیں ہوئی؟ سہ کے
باپ کا کہ ہے کہ بوقت قید تقریباً مبین کمپس دن جو اسے انہوں نے جہیں اپنے
پاس رکھا کہ ذیل نے میرے سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو، سہ میری ماں ہے اور بہن میں

یہاں سے آزاد ہوتے ہی آپ کے پاس بیحد دل کا، پھر نزدیک کسی طرح فرار نہ ہونے
 کا سیاب ہو گیا اور گھر جا کر سہ ماہ کے بعد سہ ماہ کے وارث سہ ماہ کو زبردستی اس سے چھین کر لے آئے ہیں
 تقریباً ۸-۹ ماہ بعد سہ ماہ کے وارث سہ ماہ کو زبردستی اس سے چھین کر لے آئے ہیں
 اب اسی سابقہ طلاق پر دوسرے مرد کے ساتھ سہ ماہ کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟
 ایک مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ زبان سے کہنا لازمی ہے لہذا وہ پہلی طلاق نہیں
 وہ منکوحہ شمار کیا جاتا ہے۔ برہنہ بی بی حضرت امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ نیز زید کا دوبارہ
 رہا ہو کر اس کے ساتھ دخول وغیرہ کرنا طلاق پر اثر انداز ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر
 واقعی طلاق نہیں ہوئی تو ہمارے اوپر یعنی نکاح خواں اور شاہدین اور حاضرین مجلس
 نکاح پر شرعی حکم کیا عائد ہوتا ہے؟ جواب مختصر تسلی بخش والسلام مع الوقوف اللغز ام
 استفتی: زبیر احمد سرور نورنی
 ۲۹ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ



نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اگر زید علی کا ہم کو نکاح اور کوئی اور مانع عن النکاح بھی نہ تھا تو مجبوراً مکہ بنو کی صورت
 میں صرف نہ نکاح ٹھانگنے سے طلاق نہیں جب تک کہ اپنے ہوش و حواس سے زبان سے
 اعتدائی طلاق نہ کھلاور نہ ہی صرف ماں بہن کہنا طلاق ہے، اور جب طلاق ہوئی ہی نہ تو
 دخول وغیرہ سب جائز ہوا اور اس کا طلاق نہ بنا تو آفتاب سے بھی روشن تر ہے اگر
 آپ لوگوں نے سابق نکاح کا ثابت ہونا جان کر نکاح کیا اور نکاح پر نکاح غیر جائز کہ
 تو ایسے سب لوگوں پر فرض ہے کہ دل سے توبہ کریں اور نئے سرے سے نکاح



پھر اسلام لائیں اور جو خود شادی شدہ ہیں وہ اپنی بیویوں سے دوبارہ نکاح کریں اور اگر طلاق جان کر ایسا کیا تو پھر بھی تو بے ضرر ہے کہ یہ کہ بلا استفسار از غلہ را وہ جہتین یہ حرکت کیوں کی؟ اور ساتھ ہی طلاق ہو تو زید کی بیوی سہلی زید کو در نہیں کہ اس غلطی کی قدرے تلافی ہو سکے۔ یہ احکام مفتاح عالمیہ جلد ثانی وغیرہ سے روشن ہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ والہ وسلم۔

عنہ النعمیہ الہامیہ محمد زور الشاہ نعمی مغلہ

۳ شعبان ۱۲۸۵ھ ۱۳۶۵

الاستفتاء

اس مسئلہ میں کیا علمائے دین و مفتیان غصہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو باندھ کر جبراً طلاق دینے کا آڈر کرتے ہیں یعنی یہ کہتے ہیں اگر تو نے طلاق نہ دی تجھے مار دیں گے اور مارتے ہیں اور دوسرے شخص منبر کہتے ہیں کہ اس کو تو طلاق دیکر اپنی جان بچا کر بھاگ جاؤ وہ شخص تین دفعہ حرام حرام کہتا ہے اور صدق کی نیت نہیں کرتا اور طلاق کے الفاظ بھی نہیں پڑتا، کیا اس شخص سے صدق ہو سکتی ہے؟ یہ کتب معتبرہ کے حوالہ جات سے جواب فرمائیں۔



اگر یہ سوال صحیح اور واقعی ہے تو طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ صرف حرام حرام حرام کہنا

میں نے اس پر غور کیا تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس نے کوئی نیت نہیں کی اور خود سوال کر
 دیا۔ جب تک عدالت میں کرنا تو طلاق کیسے وقع ہو دنیا کی ہزاروں لاکھوں مرد
 میں سے ایک میں بھی یہی کی طرف نیت نہیں کی تو یہی کیوں تمام مرد پر ہو جائے
 یہ ہو جو میں نے اس پر غور کیا تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس نے کوئی نیت نہیں کی
 عدالت میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس نے کوئی نیت نہیں کی اور خود سوال کر
 دیا۔ جب تک عدالت میں کرنا تو طلاق کیسے وقع ہو دنیا کی ہزاروں لاکھوں مرد
 میں سے ایک میں بھی یہی کی طرف نیت نہیں کی تو یہی کیوں تمام مرد پر ہو جائے
 یہ ہو جو میں نے اس پر غور کیا تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس نے کوئی نیت نہیں کی

عدالت میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس نے کوئی نیت نہیں کی اور خود سوال کر
 دیا۔ جب تک عدالت میں کرنا تو طلاق کیسے وقع ہو دنیا کی ہزاروں لاکھوں مرد
 میں سے ایک میں بھی یہی کی طرف نیت نہیں کی تو یہی کیوں تمام مرد پر ہو جائے
 یہ ہو جو میں نے اس پر غور کیا تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس نے کوئی نیت نہیں کی

عدالت میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس نے کوئی نیت نہیں کی اور خود سوال کر
 دیا۔ جب تک عدالت میں کرنا تو طلاق کیسے وقع ہو دنیا کی ہزاروں لاکھوں مرد
 میں سے ایک میں بھی یہی کی طرف نیت نہیں کی تو یہی کیوں تمام مرد پر ہو جائے
 یہ ہو جو میں نے اس پر غور کیا تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس نے کوئی نیت نہیں کی

عدالت میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس نے کوئی نیت نہیں کی اور خود سوال کر
 دیا۔ جب تک عدالت میں کرنا تو طلاق کیسے وقع ہو دنیا کی ہزاروں لاکھوں مرد
 میں سے ایک میں بھی یہی کی طرف نیت نہیں کی تو یہی کیوں تمام مرد پر ہو جائے
 یہ ہو جو میں نے اس پر غور کیا تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس نے کوئی نیت نہیں کی

الاستفتاء

کیا ذمہ ہے علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں صورت کہ بجز زوجه
 یہ نواہی کر کے لے گی و چند سال بعد میں بجز نے طلاق حاصل کرنے کی بہت کوشش
 کی، آئیہ کہ اس بات پر مادہ کر لیا کہ تیار وہ یہ لے کر طلاق دیدے چنانچہ ایک جگہ



زید اور بکرو دونوں اکٹھے ہو گئے اور زید نے زبان سے تین طلاقیں دے دیں
تحریر بھی کر دیا اور زید نے گھر جا کر یہ ظاہر کرنا شروع کیا کہ مجھے ڈھکھا دھککا کر رہا ہے۔
حاصل کی گئی میں اگر ڈرا دھمکا کر طلاقیں مہل کی گئی ہوں تو کیا حرجت زد و روب
کچھ واقع نہیں ہوا، بسینوا تو جروا۔

سائل حسن احمد بقرہ خود ۲۸/۶/۷۷



اگر وہ پہلے وصول کر کے زید نے طلاقیں دیں تو بدشبه واقع ہو گئیں اور ایسے
ہی محض ڈرا دھمکا کر حاصل کرنے کی صورت میں بھی، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۵۹۰، تنویر
الابصار تحریراً، در المختار، در المختار تقریراً ج ۵ ص ۱۱۷ میں ہے والمقدم من
التنوير وصح نكاحه وطلاقه اور جب ارادۂ طلاق سے بکر کے پاس
جیسے سوال میں پیش ہوا تو ظاہر یہی ہے کہ ڈرا دھمکانے کو بہانہ بتا ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدۃ اتم واحکم وصلی اللہ
تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ وبارک وسلم۔

عنہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ المصطفیٰ غفرلہ

تحریری طلاق

باب کتابۃ الطلاق

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شیعہ متین اس صورت میں کہ ایک شخص نے کاتب کو کہا کہ میری عورت کو طلاق لکھو، کاتب نے اس کا نام بمع ودایت لکھ کر انگوٹھا لگوا دیا، رقم جو نکاح پر خرچ ہوئی تھی وہ ایک اور آدمی کے پاس انگوٹھے لگوانے سے پہلے لڑکی کے وارثوں سے کھوائی انگوٹھی کا تب نے زوج کا لگو کر لڑکی کے وارثوں کو دے دیا، زوج سے زبانی طلاق نہیں لی گئی، کیا یہ طلاق واقع ہوگی نہیں جواب دو، اجربے گا ببسوا تو جرو۔

الاستفتاء: غلام رسول ولد میان عبدالرحمن ساکن بمقور لوالہ



اگر صورت مسئلہ واقعیہ ہے تو طلاق واقع ہو گئی، زبان فی دوبارہ کہنا شرط نہیں بلکہ
کاتب کا لکھنا بھی شرط نہیں، صرف کاتب کو ایک مرتبہ کہہ دینا کہ میری عورت کو طلاق کر دے
کافی ہے کہ یہ اقرار طلاق ہے، شامی میں ہے ولو قال للمکاتب اکتب طلاق
امراتی کان اقراراً بالطلاق وان لم یکتب، ج ۲ ص ۵۸۹، عایت پوری
کر کہ عورت کسی اور سے نکاح کر سکتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ
وبارک وسلم۔



عنہ الغفر الباقی محمد نورا الشانی غفرلہ

۲۵ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین! اندر میں مسئلہ کہ زید کی بیوی ڈی
ناراض ہو کر اپنے میکے چلی گئی، چند دنوں کے بعد کچھ زمینداروں نے صلح کرانے کے
دعوت سے زید کو لکھا کہ ہم تمہاری صلح کراتے ہیں اس لئے تو اس کاغذ پر انگوٹھا ثبت
کر دے، چنانچہ اس نے لگا دیا۔ بعد ازاں انہوں نے اسی کاغذ پر طلاق نامہ تحریر کر کے

زین کوٹ دیکھ طلاق واقع ہوگئی تو نہ یہ سنتے ہی بھاڑ دیا کہ میں نے تو ہرگز ہرگز
 طلاق نہیں دی اور میں نے تو نہ صبح کے لئے ہی انگوٹھا لگا یا تھا چپ نچو مدت
 پوری ہونے کے بعد نکاح ثانی کیا گیا۔ امر مطلوب یہ ہے کہ دھوکہ سے طلاق واقع ہوگئی
 یا نہیں؟ حالانکہ خاوند انکار ہی کرتا رہا کہ میں نے ہرگز ہرگز طلاق نہیں دی، مسجوا
 سو جبروا۔

ہستفتی: سید محمد قویم جوچی ساکن چشتی فسطیہ تحصیل دیپالپور ضلع منٹھلہ



اگر صورت سوال صحیح و درست ہے تو بلاشبک شبہ و ریب طلاق واقع نہیں ہوئی
 دھوکہ دینے والے اور صلح کا نام لیوا انگوٹھا لگوانے والے سخت گناہگار اور فریب کا ز
 مستوجب نادم ہیں، ان پر لازم کہ توبہ کریں اور ایسے سخت جرموں سے بچیں اور دو نکاح ثانی
 جو کسی غیر کے کیا گیا ہے بالکل ناجائز و نارداد حرام ہے، قرآن کریم میں ہے والمحصن
 من النساء۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ حل مجددہ اتم و احکم و صلی اللہ تعالیٰ
 علیٰ خبیہ والہ واصحبہ وبارک وسلم۔

عفو الغیرہ الی الخیر محمد ذوالشانی غفرلہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی عورت کو غصہ میں آکر اس گاؤں کے نمبردار کو بلا کر کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں اور نمبردار نے بذات کی کہ طلاق نہ دو لیکن وہ نہ دے گا اور کہنے لگا کہ یہ عورت مجھ پر ہتھی گئی ہے لہذا اس بیوی کا کاغذ لکھ دو۔ نمبردار صاحب اسکے پیار کی وجہ سے بھگتے لفظ طلاق تین بار لفظ حرام حرام حرام طلاق نامہ کے اندر لکھا اور نہ بان سے بھی یہ لفظ کہلوائے اور بیوی کا نام نہ کاغذ پر لکھا نہ کہلویا کہ صرف اس کا غصہ سٹ جائے، پھر اس عورت کو گھر سے نکال دیا، وہ عورت اپنے ماں باپ کے گھر نہ گئی اور کسی رشتہ دار کے گھر نہ گئی، کیا یہ آدمی اس عورت کو اپنے نکاح میں لا سکتا ہے یا نہیں؟ بیسوا تو حردا۔

استفتیٰ و سکندر علی نمبردار یک مہ ۹۹ ڈاکخانہ کلیانہ تحصیل پاکپتن شریف ۲۹ مہ ۱۲۹۹



گر سوال مندرجہ بالا صحیح اور درست ہے تو از روئے ظاہر اس عورت پر دو طلاق واقع ہو چکی ہیں کہ اس کا یہ کہنا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں طلاق میرا ہے، شامی ج ۲ ص ۵۹۱ میں بحر الرائق سے ہے و کذا المصارع اذا غلب



فی النکاح مثل اطلاق کلمہ پھر اس کا تکرار کر اس کی بندوق و طعنہ دے
 اطلاق سے منی کہ اگر پیدائش ہوئی نہ کیا ہوتا اور نہ درجی کچھ نہ کھتا تب بھی ایک
 طلاق پر مجانی، شامی عنید الرحمہ نے ج ۲ ص ۶۹ د میں فرمایا ہے و یقال لکانت
 انت طلاق امرأی کان اضرر یا بطلاق و ان لم یکتب لکانت
 پنے نفقہ کا مؤید بنا تو ایک طلاق واقع ہو گئی اور تین مرتبہ حرام حرام کسوت سے
 ایک اور طلاق بائن واقع ہو گئی کہ لفظ حرام باعتبار حدیث صحیح بن حبیہ ہے
 شامی ج ۲ ص ۵۹۴ میں ہے استی انما یغرون فی نیت علی حرام
 بانہ طلاق بائن للعرب بلا نیتہ اور اضافۃ الی المرأة، قبل پر
 ترتب کی وجہ سے کالغرض ہے، اور شامی ج ۲ ص ۵۹۰ میں ہے ولا یسر
 کون الاضافة صریحہ فی کلامہ پھر اس لفظ حرام مکرر سے ایک ہی
 طلاق پڑے گی، شامی ج ۲ ص ۶۰۵ میں ہے لا یلحقو اب نیت
 ولا یلحقہ الب من یکرر طلاق کی نیت سے کہا ہے توقیر ہے کہ
 تین طلاقیں واقع ہو گئیں، شامی ج ۲ ص ۵۹۰ میں ہے قد صرحوا بانہ
 تصح نیتہ اللہ علیہ و علیہ السلام و علیہم السلام اگر وہ طلاق ہوئی تو نیت
 بوجہ نیت نکاح سے نکاح ہو سکتا ہے، اور اگر تین واقع ہوئی ہیں تو
 بعد از تحویل (یعنی بعد از عدت و عیادت کسی اور مرد سے نکاح صحیح کہے اور بعد
 از نجاست وہ مرد طلاق سے عدت کذب بہت نکاح کر سکتا ہے۔

والله تعالیٰ سہل و یسیر و حرر محمد بن احمد و صلی

مع ان اگر طلاق دینا ہوں سے مرد جس اطہارِ رادہ ہوا وہ کہ حد تک سے مرد جس امر کو تو یہ طلاق
 پڑنے لگا لفظ حرام سے پھر بھی طلاق بائن پڑ گئی ۲ سے عدت

بسم اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ والہ واصحابہ وبارئہ وسلم

عنہ النبی الباقی محمد نور الشماخی نفیر
۲ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ

الاستفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ
مسی محمد عاشق ولد چغندر گرنے اپنی عورت مسماة شرفاں بی بی کو طلاق دے دیا
مورت طلاق دینے کی یہ ہے کہ لکھنے والے کو کہا کہ طلاق لکھ دے، لکھنے والے
نے طلاق نامہ میں لفظ طلاق تین بار طلاق، طلاق، طلاق لکھ دیا اور طلاق نامہ کے
اختتام پر عاشق محمد مذکور نے کستخط بھی کر دئے اور طلاق نامہ پر گواہوں کے نشان
انگوٹھ بھی ثبت ہیں۔ اس کے بعد ایک ہفتہ کے اندر عاشق محمد طلاق دہندہ نے
اپنی بیوی شرفاں بیوی سے صلح کر لی ہے۔

اس طلاق کو وقوع پذیر ہوئے اب تقریباً چھ سال گزر چکے ہیں۔ اس صورت میں
یہ کونسی طلاق واقع ہوتی ہے، طلاق رجعی ہے یا طلاق بائن ہے یا طلاق مغلطہ
ہے، کونسی طلاق ہے اور طلاق دہندہ عاشق محمد اور مطلقہ شرفاں بی بی دونوں
کے متعلق شریعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا حکم ہے ؟

مسماة شرفاں بی بی اپنے طلاق دہندہ عاشق محمد کے ساتھ کس صورت
میں ازدواجی زندگی گزار سکتی ہے، اس مسئلہ میں جو بھی فقہ حنفیہ شریعت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کا حکم ہے، تفصیلاً فتویٰ تحریر فرمادیں تاکہ عاشق محمد زرگر شریعت محمد مصطفیٰ



صلی اللہ علیہ وسلم پر چل کر اپنی عاقبت سنوار سکے۔
 البعد: خدیفہ مولوی غلام مرتضیٰ صلی، ونیدر جاگیر تحصیل دیپالپور
 گواہ شد

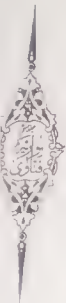
قاسم علی ولد شیر محمد بن محمد عاشق
 محمد فاضل ولد پرغٹہ برادر ختی محمد عاشق
 (قاسم علی بقلم خود) (محمد فاضل بقلم خود)
 (مسائل و طلاق و بندہ)
 محمد عاشق بقلم خود



اگر محمد عاشق کے لفظ طلاق کھو دینے میں نیت ایک طلاق کی ہے اور ایک ہی طلاق سمجھ کر دستخط کئے ہیں تو طلاق ایک ہی واقع ہوئی رہی، جس سے رجوع ہو گیا اور مضامات ہو گیا اور اگر تین طلاق کی نیت ہے تو طلاق مغضظہ ہو گئی اور پونہی اگر اس نے تحریر پڑھ کر دستخط کئے تو ان دونوں صورتوں میں طلاق مغضظہ ہی واقع ہو گئی اور ان کا زان و شوہر بن رہا حرام اور نزدیک حرام ہے، اب تفصیح کی صورت حلال ہی ہو سکتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم۔

الفقیر ابو الخیر محمد نور الدین غفرلہ، مستم دار العلوم خفیہ فریدیہ بصیر پور



الاستفتاء

بزرگوارم فید حضرت مولانا مولوی محمد نور اللہ صاحب دامت برکاتہم
سلام مسنون !

اللہ تبارک و تعالیٰ بظہیل اپنے حبیب پاک سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے آپ کو کثیر در کثیر ترقیات و درجات سے سرفراز فرمادیں اور اہل سنت کے
سروں پر آپ کا سایہ سلامت رکھیں، آمین۔

حسب ذیل مسئلہ کا جواب محققانہ اور صحیح ارسال فرمادیں، مہربانی ہوگی۔
ایک شخص قاتل بالغ تعلیم یافتہ سواچھروپے کے اشٹام فارم پرانی
بیوی کو یوں طلاق دیتا ہے تحریراً کہ میں مٹھی فلاں بن فلاں فلاں شہر کے
رہنے والا اپنی بیوی فلاں بنت فلاں، جو کہ اتنے عرصہ سے میری زوجیت میں
ہے، چند گھر معاملات کی وجہ سے طلاق بائنہ دیتا ہوں۔ زوجہ مذکورہ فلاں بنت
فلاں مجھ پر قطعاً حرام ہے، اس کو حق حاصل ہے کہ اپنا نکاح جہاں چاہے
کے، دوگواہوں کے دستخط کر دے اور خود بھی دستخط کر کے بذریعہ ڈاک
لڑکی کے حقیقی باپ کو جو کہ اپنی لڑکی کا کلی طور پر مختار ہے، بھیجتا ہے، لڑکی
کا باپ اس طلاق نامہ کو وصول کر لیتا ہے اور جواب میں لڑکی سے مشورہ کر کے
لکھ دیتا ہے کہ مجھے منظور ہے۔ پھر پانچ سات آدمی لے کر طلاق دینے والے
لڑکے کے پاس جاتا ہے اور اس سے ساڑھے تین صد روپیہ حق سر بھی
وصول کر لیتا ہے، چنانچہ مشہور ہو جاتا ہے کہ طلاق ہو گئی اور وہ طلاق
دینے والا لڑکا کسی اور جگہ اپنی شادی کر لیتا ہے، لوگ اس سے پرچھے



میں پہلی شادی کی بابت تو وہ کہتا ہے، میں نے طلاق دے دی ہے چنانچہ
 ایک سال تین ماہ بعد وہی لڑکا اپنی اس پہلی بیوی سے جس کو طلاق دی تھی
 شادی کر لیتا ہے، حالانکہ اس کی پہلی بیوی نے کسی اور سے شادی نہیں کی تھی
 لہذا اب فرمائیے کہ وہ نکاح درست ہے یا نہیں؟ سارے شہر میں لوگ
 کہتے ہیں کہ یہ نکاح ناجائز ہے، لڑکا کہتا ہے کہ جائز ہے اور شہر قصور کے
 ایک دیوبندی مولوی عبدالرحمن کا لکھا ہوا فتویٰ بھی دکھاتا ہے، اور میں نے
 وہ فتویٰ خود دیکھا ہے جس میں مولوی مذکور نے لکھا ہے کہ نکاح جائز ہے۔
 آپ سے درخواست ہے کہ بہت ہی جلدی اس مسئلہ کو صحیح و وضع مدلل
 بیان فرمائیے، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

نیز یہ بھی ارشاد فرمادیں کہ غیر ستید کا سید زادی سے نکاح جائز ہے؟
 والسلام

تالبدار : حافظ محمد شفیع غفرلہ، اوکاڑہ، بقلم خود



لفظ مندرجہ استفتاء سے ایک طلاق بائن واقع ہوئی، چند تاکیدوں کے
 ساتھ دیکھ کہ دوسرا جملہ زوجہ مذکور الخ دوسری طلاق بن جائے اور تیسرا جملہ اسکو
 الخ التیسری طلاق بن جائے، شامی ج ۲ ص ۶۴۷ فی الکافی للحاکم
 الشہید الذی ہو جمع کلام محمد فی کتب ظاہر الروایۃ
 میث قال واذا طلقها تطليقة بائنة ثم قال لها في عدتها

درستی حرم و حلیہ و سریۃ و لباس و مسوا و مسند و
و مود و سجدہ بہ حدود و سجدہ علیہا منی۔

اور یہی سی غریب کرنا خود دستخط کرنے یا گواہوں کے دستخط کرنا مرد
ڈاک میں دیکھو کچھ بھی طلاق نہیں اور یہی ان اشیا میں صحت حدیثیہ میں
درستی حرم دریافت کرنے والوں کے جواب میں کہنا کہ "میں نے صدق و سچ
ہے" بھی ثبوت طلاق نہیں کہ بعض خیابان واقع ہے۔

برہنہ طلاق صرف ایک واقع ہوئی گواہ یا گواہ اور ایک طلاق یا گواہ کے
بعد رجوع یا تینا قطعاً بلا شک و شبہ و ریب عدت کے اندر اور باہر برہنہ طلاق
سے نکاح جائز ہے، مگر درمیان میں ہے مع تقریر اشامی ایضاً ج ۲ ص ۴۰، و
بہنک مانتہ بسا دون الثلاث فی العدة و بعدہ بالاجماع
لما دواہ سہ مطلقہ سے نکاح جائز و صحیح و نافذ ہے جبکہ کوئی در مانع و مانع
واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ
و صحبہ و بارک و سلم۔

۲۔ اس کی بہت سی صورتیں ہیں، بعض میں نکاح جائز و بعض میں ناجائز، لہذا
جو صورت واقع ہے اس کے متعلق بالتفصیل دریافت فرمائیں تو باذن تعالیٰ جواب یا جواب
تمام صورتوں کے جوابات لکھنے کا وقت نہیں کہ آپ کو میری عمر و فیات کا بخوبی علم ہے۔
حرمہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ العسیمی غفرلہ ربہ علی ۱۵۔۵۴

نوٹ: سائل نے اپنے مکتوب کے اندر "محمد" پر عدت درود شریف
کے بعد پڑھ "کا نشان دیا تھا جو شرعاً سخت منہ ہے لہذا اس کی تنبیہ اور فائدہ
مسکین کے لئے تھوڑی عظیم میرا رحم نے درج ذیل نوٹ کا اضافہ فرمایا۔

• نیز یہ جو منسوب ہے اور اس کی بنا پر آپ سے جو منسوب ہو وہ منسوب ہے
 یعنی ناجائز ہے کہ درود شریف منور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ساتھ یہ منسوب
 لے اور پھر عند کے اسم مقدس کے ساتھ بھی یہ منسوب نہ کرنا جائز ہے کہ ہر منسوب
 در حکم پودے درود شریف کا ہے رمز کا نہیں، شیخ محسن عبدالحق اور امام جلال الدین
 سیوطی اور امام نووی اور امام اہل سنت والجماعہ مجدد و مآثر ماضی و عید از مرسلہ شامیہ
 اس کا رد فرمایا ہے۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ ان چیزوں سے بچے وصی اللہ
 نعمانی علی حبیبہ والہ وصحبہ وسلم۔

صرہ الفقیر الی الخیر محمد نور الدین الحنفی النعمانی نقادری



الفاظِ طلاق

باب لفاظ الطلاق

الاستفتاء

علمائے دین شریعتین اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ سے
جراغ ولد و حمل قوم باہمی بیٹی سابقہ سکونت لاہور والا اوتار تحصیل سکونت فیروز پور محل
وارد ایک گوکل والا تحصیل دیپال پور ضلع تنگمیری سکونت پذیر ہے، آج سے تیرہ سال
یعنی ۱۹۳۳ء سے باپ کے گھر اس کی بیٹی مسماۃ فحان بیٹی ہوئی ہے جس کے خاوند
فروید کمالا باہمی سکونت حال منتھے والیاں محبکیاں متصل بابا علیہ الرحمہ وہیں اس
مذکورہ لڑکی فحان اپنی زوجہ کو گھر سے نکال دیا اور دوسری شادی کمرالی ہے
والدین نے بہت کوشش کی ہے مگر وہ نہیں مانتے، اب سائل ثانی نکاح کرنا چاہتی
ہے، اس کے متعلق قانون شریعت کے مطابق قرآن پاک اور حدیث مصطفوی
صلی اللہ علیہ وسلم اور متقدمین کے نزدیک کیا فیصلہ ہے کہ اس نے اپنی زوجہ
مذکورہ بالا کے کپڑے اتروا کر زیورات لے کر گھر سے نکال کر کہا کہ اُسندہ پھر
ارادہ بھی نہ کرنا، میرا تیرے ساتھ کوئی نکاح نہیں رہا، جہاں تیری مرضی آوے

کسی سے نکاح کرے۔ میں نے تجھے تین دفعہ طلاق دیدی ہے۔

یہ چند کلامِ بقیہ کے ساتھ درست ہیں اس کے متعلق قرآن و حدیث سے
جواب دے کر مسدود نکاح ستم رسیدہ کی حق دہی کریں اور خدا سے اجر حاصل کرو
واللہ الموفق والمعبود۔

تحریر کنندہ نور محمد سربراہ نمبر دار لہجہ والا ناٹ سابلہ سکونت، محل دار
اٹل موتی تحصیل و پیالپہ ضلع فکری، اپریل ۱۹۵۶ء
جناب عالی: السلام علیکم: مذکورہ بالا تحریر درست کہ جناب کے فرائض
ہمارے سامنے ایسا کہ انکار میں تجھے تین دفعہ طلاق سے چکا ہوں، تو اپنا حکم
ثانی کو لے کر اس نے امار لے، زیورات لے کر گھر سے نکال دیا، اسے
بلیا مگر اس نے جواب دیا۔ العبد نور محمد اٹل موتی ۵۶، ۵۴، ۵۰



اگر سوال صحیح ہے اور واقعی فہم نے فہم کو یہ کہا ہے کہ میرا یہ سب سے
کوئی نکاح نہیں رہا جہاں مرضی آئے کسی سے نکاح کرے، میں نے تجھے تین دفعہ
طلاق دے دی ہے، تو واقعی طلاق منقطع واقع ہو چکی اور فہم بل حد لہ فہم کیلئے
ہرگز ہرگز حلال نہیں ہو سکتی۔ قرآن کریم میں ہے فان طلق فلا حل لہ
من بعد حتی تنکح نرجا غیرہ۔

صحیح بخاری جلد ثانی ص ۹۱ کی حدیث شریف ہے ان رجلا طلق
امرات ثلاثا فتزوجت فطلق فسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حاصل الاول قال لاحی میذوق عسیبها کما داق الاول فتود
 فالیکر ج ۲ ص ۱۱۱ میں ہے ان کانت الطلاق الثلاث بتم، بہر حال اگر غمخو نے یہ خطبہ کہے
 فی الامتہ لم نحل له حتی تنکحہ زوجا سیرۃ نہ کا صاحبکار و بیہل
 بہا تم بطلانہا اور بموت عہا کذا فی السہدایۃ اور یہی مذہب ہے
 باقی تین اماموں کا۔

رحمۃ الامم فی اختلاف الائمہ ج ۲ ص ۹۰، میزان شعرانی ج ۲ ص ۱۲۶ میں بالفرد
 متقار بہ ہے و کذلک جمیع الطلاق الثلاث بتم، بہر حال اگر غمخو نے یہ خطبہ کہے
 ہیں تو نماں اس کے نکاح سے تعین خارج ہو چکی ہے اور ہو چکی وہ حسب بیان فی
 سائل مذکور ہوا ہے تو عدت بھی اس پر لازم ہوئی جو غالباً ذکر چکی ہوگی، ورنہ پوری کرے
 اور جہاں دل چاہے حسب کستود شریعت مطہرہ نکاح کر سکتی ہے، البتہ یہ بات بہت
 حیرت ہے کہ فحشو کے بیان مذکور کے بعد والدین نے اس کے منہ کی بہت کوشش
 کیوں کی؟ اگر زنی جہالت ہے اور بیان مندرجہ بالا درست ہے تو فرستے ہی مذکورہ
 ہی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علیہ جن عہدۃ اتہ واحکم و صلی اللہ
 تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ و بارک وسلم۔

عزیزہ الفتویٰ الرکبۃ محمد نور الشماہی غفرلہ
 یکرماد رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

الاستفتاء

سائل نے استفسار کیا کہ ایک شخص نے اپنی مدخل بہا عورت کو کہا کہ تجھے سوطی

جواب
ہے اور پھر کہ ت کے ساتھ نہیں بلکہ ط کے ساتھ طلاق طلاق دیتا ہوں۔
اس صورت کو کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟ زوج عاقل بالغ ہے اور ناراضگی میں کلمات
مذکورہ استعمال کئے ہیں۔



عورت مذکورہ پر بلا شک و شبہ و ریب تین طلاقیں واقع ہوئیں اور باقی لغو
ہیں، اس پر ائمہ اربعہ اور جمہور فقہائے کرام کا اتفاق ہے۔ سنن بیہقی ج ۴، ص ۲۲
اور موطا امام مالک ج ۲، ص ۲۶ مطبوع مع الشرح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے ہے والنظر من البيهقي ان رجلا قال لابن عباس
طلقت امرأتی مائة قال تاخذ ثلثا وتدع سبعة وتسعين
نیز سنن بیہقی میں انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طلقت امرأتی الف
کے جواب میں ہے تاخذ ثلثا وتدع تسعمائة وسبعة وتسعين
حاصل یہ کہ جس شخص نے سو طلاق دی، اس کو فرمایا کہ تین واقع ہوئیں اور ستانوے لغو ہیں
اور یونہی سنن بیہقی وغیرہ میں بکثرت معاً کرام سے سند حدیثیں ہیں۔

رحمۃ الامہ فی اختلاف الائمہ ج ۲، ص ۸۰، میزان الشرائع ج ۲، ص ۲۶، کشف الغم
ج ۲، ص ۹۸ میں ہے والنظر من الرحمة اتفق الائمة الاربعة
على ان الطلاق في الحيض لم يدخل بها او في طهر جامع
فيه محرم الا انه يقع وكذلك جمع الطلاق الثلاث
محرم ويقع۔

کارخانہ

منبع فکری کو ایک تحریر بصورت طلاق نامہ پیش ہوئی ہے، ہم لوگ اس کا فیصلہ تحریر کے مطابق کرنا چاہتے ہیں، اس تحریر کی نقل حاضر خدمت ہے، لہذا التماس ہے کہ برائے مہربانی شریعت کے مطابق اس کا فتویٰ دے کر مشکوٰۃ فرمائیں کہ آیا یہ طلاق صحیح طور پر وارد ہو چکی ہے اور رجوع کر سکتے ہیں؟ نیز اگر طلاق وارد نہیں ہوئی تو تحریر بھی کوئی گناہہ ادا کرنا ضروری ہے اور وہ کیا ہے؟ (یعنی اس کی ادائیگی کی صورت کیا ہوگی؟) خدا آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

(رستخیز مع هر)

خان ارشد احمد خاں چترین پرنس کونسل ۱۶۹ سو مجار ام مذکور

مہر دفتر یونین کونسل ○

11. A. 63

۲۲ $\frac{۲}{۳}$ (نقل طلاق نامه)

منزل فنگری، میں اپنے
 کرتا ہوں کہ میں اپنی بیوی صابراں دختر باقر ولد کرم کی تھی، میں اس کو اپنے ہوش و
 حواس سے تین دفعہ طلاق طلاق دیتا ہوں اور میں حق مہر معاف کرا چکا ہوں
 آئندہ کوئی عہد داری نہ ہوگی کیونکہ یہ عہد میرے قابل نہیں ہے۔

سجوارہ ۵/۴۰ (نشان انگوٹھا) \bigcirc $\frac{2}{13}$ ۲۲

خان ولد بلو ۵/۴۰ سردار علی (دستخط)

نشان انگوٹھا ○ سردار علی بقلم خود



محبت مکمل ملت جناب خالصا حب زادت عنایت

وَبِكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ دُرُكَاتٍ : مَزَاجِ گرامی ! مسد تحریر باقاعدہ طلاق نامہ سے اور
 طلاق منقطع ہے، ایسی طلاق کا نام طلاق صریح ہے اور طلاق صریح کا حکم یہ ہے کہ
 طلاق کی نیت ہو یا نہ ہو، ہر طرح طلاق واقع ہو جاتی ہے، جیسا کہ شریعت ج ۲ ص ۳۹
 میں ہے وَلَا يَفْتَقِرُ إِلَى النِّيَّةِ، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶ میں، سب ان یطلقها
 شلثانی طهر واحد بکلمة واحدة او بکلمات متعقبة (الی
 ان قالوا) وقم الطلاق، نیز فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۶۳ میں ہے ان کانت
 مرسومة یقع الطلاق نوحی او لسانی،

تو واضح ہوا کہ یہ تین طلاقیں صحیح طور پر واقع ہو چکی ہیں اور میاں بیوی کی علیحدگی ضروری
 ہے، دوبارہ نکاح بھی نہیں کر سکتے جب تک کہ عورت عدت گزارنے کے بعد
 نکاح ثانی کرتے ہوئے نئے خاوند کی باقاعدہ مہبستری کے بعد طلاق حاصل کر کے عدت
 گزارے، یہ طلاق دہندہ اس وقت تک نکاح نہیں کر سکتا، یہ حکم قرآن کریم پاردہ
 کا ہے اور یہی ہمارے ائمہ دین کا ارشاد ہے۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ وَاٰلِ
 وَصَحْبِهِ وَاَسَامَکَ وَسَلَم۔

علاء الفقیر البرکات محمد نور احمد نعیمی غفرلہ

۱۸/۳

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء ملتِ بیضا، اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جو کہ بقدر ضرورت

سہا شریعہ کے وقت بنے اس نے بصیغہ ماضی دو مرتبہ طلاق صریح دی مگر وہ
 طلاق کے وقت اس نے پہلی ہی طلاق کی تکرار کی نیت کی تھی، اب بصیغہ محال طلاق
 دیتا ہوں کہے تو کیا یہ طلاق منقطع ہوگی یا رجعی؟ اور کیا صریح میں تکرار کی نیت درست
 ہے؟ ببسواتوجروا۔
 استفتی: عبدالمصطفیٰ غفرلہ



ثرنا یہ حقیقت واضح ہے کہ صیغہ محال طلاق دیتا ہوں "صریح طلاق ہے اور
 یہ بھی واضح کہ یہ لفظ ماضی میں واقع شدہ طلاق کی تاکید و تکرار بلائے اخبار نہیں بن سکتا
 اور یہ بھی واضح کہ اس کے متعلق استفسار بھی نہیں، استفسار صرف دو مرتبہ صیغہ ماضی
 کہنے کے متعلق ہے مگر الفاظ سوال بوجہ تناقض باعث اشکال ہیں، پہلے یہ لکھا ہے کہ
 دو مرتبہ طلاق صریح دی، پھر لکھا ہے کہ دوسری طلاق کے وقت پہلی ہی طلاق کی تکرار کی
 نیت کی تھی، نیت تکرار کا قنا ضائقہ ہے کہ طلاق صرف ایک ہی دی تھی اور لفظ اخبار یا
 تاکید اور ایک مگر دو مرتبہ طلاق صریح دینے کا اقرار تاکید و اخبار نہیں بننے دیا مگر معلوم ہوتا
 ہے کہ سائل بوجہ عدم واقفیت یوں لکھ بیٹھا ہے اور مطلب یہ ہے کہ طلاق صریح کا
 لفظ بصیغہ ماضی دو مرتبہ بولا ہے اور دوسری مرتبہ بولنا صرف اخبار بن الاوّل یا تاکید کی
 نسبت سے ہی ہے یعنی طلاق صرف ایک ہی دی اور لفظ دو مرتبہ بولا اور یہی سائل
 نے آخری استفساری جملوں میں ادا کیا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ صیغہ ماضی کے
 ان دو لفظوں سے دیانہ صرف ایک ہی صریح طلاق واقع ہوئی اور صیغہ محال کے بعد دو

مدقین بھی ہیں مگر یہ صرف دینائے ہی ہے اور قصاص و دوائے جو پیش نہیں تو قیسری سے
منظف نہیں، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۵۰، خلاصۃ الفتاویٰ ج ۲ ص ۸۵، بدائع منائع
ج ۳ ص ۱۰۲، شامی ج ۲ ص ۶۳۲، البحرۃ النیرہ ج ۲ ص ۱۰۳ میں بالفاظ متعارفہ ہے
وہو قال لها انت طالق طالق او انت طالق انت طالق او قال
قد طلقك قد طلقك او قال انت طالق وقد طلقك تسع
شأنان اذا كانت المرأة مدخولاً بها ولم قال عنيت ما لثانی
الاخبار عن الاول لم يصدق في القصاص ويصدق فيما بينه وبين
الله تعالى۔

بہر حال دینائے منظر نہیں اور جہی ہے مگر چونکہ بیری بھی قاضی کے حکم میں ہے
یعنی اگر بیری نے یہ لفظ سن لئے یا ایک عدل کی خبر و شہادت سے جان لیا تو اس پر
اس کے خاندان کے پاس بطور زوجہ رہنا حرام ہو جاتا ہے، متوسط ج ۶ ص ۸۰، بدائع
منائع ج ۳ ص ۱۰۱، تبیین الحقائق ج ۲ ص ۱۹۸، بحر الرائق ج ۲ ص ۲۵۴، فتاویٰ مند
ج ۲ ص ۴۹، فتاویٰ غزنیہ ص ۵۳، شامی ج ۲ ص ۵۹۴، کفایہ ج ۲ ص ۳۵۲، فتاویٰ
ج ۲ ص ۳۵۲ وغیرہ میں بالفاظ متعارفہ ہے والنظر منه وکل ما لا یدینہ
القاضی اذا سمعت منه المرأة او شہد به عندها عدل لا یسحبها

مع عقود الدریہ ج ۱ ص ۳۶، ۳۷ بالکوارثا ۱۲

مع عقود الدریہ ج ۱ ص ۳۷-۳۸

مع فی العقود الدریۃ ج ۱ ص ۳۷، لکن لا یصدق انہ قصد التاکید الایمینیہ
لان کل موضع کان القول فیہ قوله انما یصدق مع الیمین لانہ امین فی الاخبار
معانی ضمیمہ والقول قوله مع یمینہ کما فی النبیلی وافتی بذلك التماساً

من غفل

عجب ہے کہ
اس مسئلہ کے لایا ہوا فیصلہ لا تعریف منہ الا الظاہ ہے پس اگر اس صورت
میں بری کو علم نہیں تو معاملہ آسان ہے ورنہ بڑا مشکل ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جعل مجداً اتعوا حکم و صلی اللہ تعالیٰ
علی حبیبہ والہ وصحبہ وبارک وسلم۔

مفت اعظم پاکستان محمد نور اللہ صاحب دہلوی

۳۰/۱۰/۶۳

الاستفتاء

سوال : من جانب صاحب بی بی دختر نواب الدین قوم موچی سکندولی پورہ حال دارد
چک ملا صنغ منٹگری۔

بخدمت علماء اسلام

عمر تقریباً تین سال کا ہوا ہے، میرے خاوند غلام محمد ولد بوٹا قوم موچی ساکن
گدگد کٹیاہ ضلع امرتسر نے مجھ کو مارکوٹ کر گھر سے نکال دیا اور کہا کہ اپنی ماں کے
ساتھ چلی جا، میرا تیرا دیسب نہیں بچ سکتا اور نہ میں تجھ کو رکھنا چاہتا ہوں، میں اپنی
ماں کے ساتھ چک ملا صنغ منٹگری میں آگئی، اس وقت سے محنت مزدوری کر کے
اپنا گزارہ کر رہی ہوں، نہ میرا خاوند آیا اور نہ لیجا کر آیا دیکھا اور نہ نان و نفقہ دیا
میرا بھائی اس کے پاس دو تین دفعہ گیا اور کہا کہ اس کو کہا کہ یا تو اپنی زوجہ کو لیا کر آنا کہ
یا طلاق لکھ دے، تو کہتا ہے نہ میں آیا دکر نا ہے اور نہ اس پر میرا کوئی حق ہے
لہذا اب ملنے کے کام سے درخواست کرتی ہوں کہ اگر میرا کوئی شرعی فیصلہ ہو سکتا ہے



فتوے دیں۔

سائل: مسأله متاب بی بی

ہم نفسدین کرتے ہیں کہ یہ سوال مندرجہ بالا بالکل صحیح ہے۔

گود شد

گود شد

حنور دین ولد کرم دین قوم موچی سکڑہ چک ۱۹ شہاب دین ولد ام الدین قوم موچی ساکن گھڑوالہ

گود شد

نواب الدین ولد گاموں قوم موچی ساکن چک ۱۹ ضلع ٹھٹھری

نوٹ :- درج بالا استفتاء کے ساتھ ایک صاحب کا لکھا ہوا درج ذیل جواب بھی موصول ہوا۔ حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کا فتویٰ اس جواب کے بعد ملاحظہ فرمائیں۔

(مرتب)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الجواب : الحمد لله رب العلمین۔

اگر سوال صحیح ہے تو صورت مسئلہ میں متاب بی بی کو طلاق واقع ہو چکی ہے کیونکہ خاندان کا اپنی زندگی کو مار کوٹ کر گھر سے نکال دینا اور منہ سے کہنا کہ جا اپنی ماں کے ساتھ چلی جا، میرا تبرا دسیب نہیں ہو سکتا اور نہ میں تجھ کو رکھنا چاہتا ہوں، پھر دوبارہ متاب بی بی کے بھائی کو یہ کہنا، نہ میں نے آباد کرنا ہے اور نہ اس پر میرا کوئی حق ہے، شرفاً اس سے طلاق ہو جاتی ہے، طلاق کے لئے یہ شرط نہیں کہ طلاق کا لفظ زبان سے نکالے بلکہ کوئی لفظ اس کے ہم معنی زبان سے نکل جائے تو بھی طلاق پڑ جاتی ہے، اگر ان الفاظ کے کوئی تین جین آچکے ہوں تو وہ عورت جہاں چاہے اپنا نکاح کر سکتی ہے، اور باقی رہا اس کا یہ کہنا کہ میں طلاق لکھ کر نہیں دیتا، یہ مانع طلاق نہیں، تحریر کی ضرورت نہیں، طلاق زبانی بھی ہو جاتی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



کے یہ ہیں جس حد تک ہوتی ہیں کسی میں تحریر نہیں ہوتی کہ یہ غیر قرآن میں
 نہیں۔ جس کا نہ نقصان لکھا نہ حکومت کے قانون کے مطابق ہے کیونکہ بدیہ
 مجاز سے کہ وقت دکان چاہتے ہیں، پس سوال کی صورت میں بلاشبہ طلاق و آثار
 ہوتی ہے اور اس کے علاوہ جب اس کی نیت ٹوٹ کر آباؤ کر نے کی نہیں تو اس
 کی یہ کوئی حق نہیں اگرچہ الفاظ کے ہوں یا نہ۔ قرآن کریم میں ہے الرجال قوا امر
 علی سبب رہا افضل اللہ بعضہ علی بعض و بما انعموا من امر اللہ
 اس کے علاوہ بعض احادیث بھی اس قسم کی آئی ہیں جن میں ذکر ہے کہ عورت کہتی
 ہے کہ مجھے کھلا یا طلاق دے یعنی کھلانے کی صورت عورت رکھ سکتا ورنہ نہیں
 ہذا ما عندی واللہ اعلم

نوٹ: شرعی فیصلہ تو سوال کی رو سے ہی ہے لیکن سائل کو مناسب ہے کہ حکومت
 میں درخواست دے کر اجازت حاصل کرے تاکہ نظام حکومت میں فتور نہ پڑے۔
 مفتی ابو عبد الحق سید محمد کبیری بن سید محمد شریف، امیر شریعت
 ساکن گفریالہ، بقلم خود ۵/۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 والصلوٰۃ والسلام علی المرسلین والرحمۃ الرحیم العظیم

الْجَوَابُ

اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي التَّوْبَةَ الصَّوَابَ

زوج کا اپنی بیوی کو چل جا "کہنا طلاق مزید نہیں البتہ نیت طلاق سے طلاق
 بالین نسائیہ اور بلا نیت طلاق کسی حال میں طلاق نہیں بن سکتا کما فی الدر
 وغیرہ من اسفار النسخہ، اور ایسے ہی میرا تیرا وسیب نہیں ہو سکتا اور نہ تم تجھ کو



کہنا چاہتا ہوں، بذمیت طلاق حالت رضا و غضب میں حلاق سیں میں کسا اور قلع
 سول ہی ہے کہ وہ حالت غضب یعنی، تو جب تک متعین و ثابت نہ ہوتے کہ زوج
 نے ان لفظوں کے پورے وقت نیت حلاق کی تھی تو متاب ذکر کردہ کو معتقد ہونا
 ثابت نہیں ہونا بلکہ متاب کے بھائی کا غلام محمد زوج کے پاس دو تین دفعہ جانا
 اور کہنا کہ یہ تو اپنی زوجہ کو لا کر آباد کر یا حلاق بکھڑے، صاف صاف بتاتا ہے
 کہ متاب اور اس کے متعلقین کی سمجھ میں بھی حالات کے لحاظ سے یہی ہے کہ ان
 لفظوں سے طلاق سیں پڑی، کہ زوجہ ہونے کا اقرار کیا، آباد کرنے کے متعلق کہا،
 رہا غلام محمد کا اس کے جواب میں کہنا، نہ میں نے آباد کرنے سے، اس کی وجہ بنایا ہوا
 اہل زبان کے ایسے محاورات میں، اور ایسے ہی بہت ممکن کہ متاب کے بھائی نے
 پھر وہی کلام دہرائی ہو یا کچھ اور کہا ہو اور غلام محمد نے جوابا کہا ہو، نہ میرا اس پر کوئی
 حق ہے یعنی لفظ ”نہ“ سے اس کلام کی نفی کی ہو اور لفظ ”میرا“ اس پر کوئی حق نہیں،
 اس کو اس کی وجہ بنایا ہو جیسا کہ ہمارے روزمرہ محاورات میں شائع ہے نیز یہی ظاہر
 ہے کہ غلام محمد نے پنجابی زبان میں جواب دیا ہو گا تو بہت ممکن کہ اس کے لفظوں کا
 اردو بنانے وقت ذرا تقدیم و تاخیر سے مفہوم بدل گیا ہو،

غرض کہ ایسے مقاموں میں مناسبت ہی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے کہ لوگ بھی
 اختلافات کی وجہ سے خواہ مخواہ ایسی صورتیں پیدا کرنے کی کوشش نہ کرتے ہیں اور بعض
 ناحق شناسوں کی تلقین سے ذرا اسیح پیچ کر کے فتویٰ حاصل کر کے نکاح پر نکاح کو دیا کرتے
 ہیں، خصوصاً جبکہ متاب کی طرف سے استغفار لانے والے نے فقر کو صاف کہہ دیا کہ
 متاب کو انہوں نے اس کے پاس بٹھلایا ہوا ہے، فتویٰ حاصل کر کے نکاح کیا جائیگا،
 دوسروں پر لے چکے ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے فتوؤں سے پناہ دے۔

رہا مفتی صاحب کا الفاظ نہ کورہ کو مطلقاً طلاق قرار دینا تو یہ بعض سبب زوری اور
 غلط ہے، اس کے پاس اس پر کوئی حجت شرعیہ نہیں اور اس کا یہ کہنا کہ آباد کرنے کی



یہ حدیث ہے کہ جو شخص نماز پڑھے اور صلاحتہ علیہ وسلم پڑھے اور
 رب ہی ہو، عموماً عا دعدنی ہوتا، طلاق نہ جاتا۔ اور صورت پر جو حدیث سے پہلے
 ذکر کرے گا۔ وہ سب سے زیادہ بہتر ہے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ اس کا حال جو مولیٰ علیٰ السلام سے ہے۔
 حدیث میں مذکور ہے کہ میں نے یہ کلمہ پڑھا کہ یہی سورۃ میں کوئی حق نہیں
 رہا۔ مگر یہ وہی صغیر حدیث ہے جس میں اس کا حال ہے۔ اور حدیث
 صلاحتہ علیہ وسلم میں مذکور ہے کہ اس کا حال ہے۔ اور حدیث
 کہنے کا صاف رو کر رہی ہے۔ وہ جو بعض احادیث کا حوالہ دیا گیا ہے، اولاً تو وہ
 حدیث میں مذکور ہے کہ یہی سورۃ میں مذکور ہے کہ اس کا حال ہے۔ اور حدیث
 سے ثابت ہے، ثانیاً اس حدیث سے کہ مجھے کھلا یا طلاق دے۔ یہ سمجھنا کہ
 کوئی حق نہیں رہتا، محض غلط ہے۔ مگر اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ حق باقی ہے۔ ورنہ لازم
 آئے کہ اگر زوج اس کہنے کے بعد اس عورت کو کھلائے، خرچ دے اور آباد کرنا چاہے
 تو اسے کوئی حق ثابت نہ ہو، حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں، مگر اسب رابع کے
 صاف خلاف ہے، اس حدیث کی تردید کے بھی خلاف ہے، یا اس میں
 نہ نہیں کہ مان و نفقہ نہ دینا، وہ آباد کرنا، و طلاق بھی نہ دینی، مگر اسب گناہ ہے
 اور ثبوت استغناء کر کے مان و نفقہ لے سکتی ہے۔

و نہ یعی علم و علمہ جل مجدہ ثم و حکم و صلوٰۃ علیہ
 علیٰ محبوب ولہ و صحبہ وسلم

عزہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ نبی اعزہ

الاستفتاء

کیا فروتے میں عدائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کر زید کی بیوی



بدولت ہے باپ کے پاس پہلی جن سب سے زیادہ میرے لیے ہے
 ہے تو اس کے باپ نے نہ ہائے شہر میں نہ دن رات میں
 ترے ساتھ کتوں جیسا سلوک کرونگا، زید نے اس صورت پر یہ کہہ دیا
 کہ اگر یہ سچی ہے جس کے ساتھ تمہارا دل چاہتا ہے نکاح کر دو۔
 زید پھر واپس آکر پھر دو بارہ اپنی شادی کر لیتا ہے۔ زید کا سر زید کے
 پاس آیا اور کہا کہ تو ہمارے ساتھ یا صلہ کر لے اور اپنی بیوی کو لے،
 اگر صبر نہیں کرتا تو ہمیں طلاق لکھ دے، تو زید نے کہا، اب کیا کروں
 جیکے میں نے اس کو دفع کر دیا ہے، اب میرا اس پر کوئی حق نہیں ہے،
 جس سے تمہارا دل چاہتا ہے نکاح کر دو۔ بعد ازیں پندرہ سولہ سال سے
 نہیں دیکھا، عورت کئی غیر مردوں کے ساتھ رہ چکی ہے تو شرعاً اس نکاح
 کا حکم ہے؟ بیسوا تو جو دا

نشان لگوٹھا اسائل: فیض محمد ولد عالم الدین قوم وٹو
 سکھ مجاہد کے، اتھار منڈلی میرا سنگھ



اگر صورت مسد صحیحہ ، نہایت تو وہ عورت مطلقہ ہو چکی اور عدت
 گزار کر جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے کہ زید ہا یہ کہہ کہ اب میرا اس پر کوئی
 حق نہیں ہے جس سے تمہارا دل چاہے نکاح کر دو، ایسے الفاظ میں
 جن سے ناراضگی یا مذکرہ طلاق کی حالت میں بلا نیت طلاق پڑ جاتی ہے

سخت و حاشست رد المحتار مفہر

— ص —

و تہ ما فی عدہ و عہد حل مجدد اتم و احکم و صلوات
مدو علی حبیب و مدو و صاحبہ و بابرک و سلم۔

عنہ الغفران الخیر محمد نور احمد نسیمی غفرلہ

۱۱/۱۰/۵۳

الاستفتاء

اطلاق نامہ

مسادۃ جرن لی بی دختر سیماں جو کہ میری منگہ جو بیوی ہے اور عرصہ دراز
سے زوجیت کے فرائض انجام دیتی رہی ہے لیکن اب چند خانگی رنجشوں کی بنا پر
میں سے حق زوجیت سے محروم کرتا ہوں اور مطابق شریعت محمدی اسے دہرا
کواہوں کے طلاق دیتا ہوں ۱۰ اب یہ اپنی سرخی کو خود مختار ہے جہاں چلے
عقد ثانی کر سکتی ہے، میری طرف سے اسے عام اجازت ہے، نیز حق ہر جو کہ
بیع ۳۶۰ روپے نفع جن کے بیع ۱۶۰ روپے ہوتے ہیں ادا کرینگا۔

نہن بخیر مسمی رحمت علی ولد سلطان محمد گواہ شد

مسمی خورشید احمد ولد نور محمد حوٹلی لکھا



العبد

گواہ شد

محمد رمضان بقدر خود مسمی رحمت علی ولد سلطان محمد قوم بھٹی سکھ جبر ضلع فکری
سائل نے بتو رپیش کر کے فتویٰ طلب کیا ہے کہ کیا مسمی رحمت علی مذکورہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الْجَوَاب
 اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِيْ اَيُّوْبًا وَارْحَمَ لِيْ

غیر تحریر طلاق نامہ یہ ہے کہ ایک طلاق بائن واقع ہوئی اور اگر عطا جس
 زوجیت سے محدود کرتا ہوں، کو طلاق بنا جائے تو لفظ صدق دیتا ہوں دوسری
 صدق بن جائے، بہر حال دو طلاق سے زائد بزرگ نہیں، شامی ج ۲ ص ۶۴۶
 ج ۲ ص ۶۴۷ میں ہے (قوله لا يلحق البائن بسن) اس مرد
 ببائن السنی لا يلحق هو ما كان ملنظ ككـ
 یزید و حینئذ فیکون المراد الصریح فی الجملة اس سے
 معنی قولہم والبائن یلحق الصریح لا اسنن هو نصریح
 صریحی فقط دون الصریح البائن اور جب دو طلاقوں سے زائد نہیں
 نکاح عدت کے اندر اور باہر ہر طرح کر سکتا ہے، قرآن کریم میں ہے طلاق
 مرتین فامساک بمعروف والایة۔
 واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبنا ورسولنا
 محمد و سلم۔

موا الفقیر الی الخیر محمد نور انصاری غفرلہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر یہ مسئلہ کہ بند کے زوج

غرو نے ہند سے کہا کہ تو میرے اوپر حرام ہے اور تو میری ماں بہتہ اور بہن بہن
میرے گھر سے چل جا، اگر صبح نظر آگئی تو مجھے کہیں فروخت کر دوں گا، حالانکہ عمر قوال نے
اپنی ایک بیوی کو فروخت بھی کر چکا تھا اور اسے ہی اپنی ہمیشہ جنتی کو غیر قوم کے ہاتھ فروخت
کر چکا تھا اور ہند کے ساتھ کئی سالوں سے تعلقات زن و شوقی بھی نہیں رکھنا تھا مگر
چونکہ اس بیچاری کا کوئی نہیں تھا لہذا عمر کے گھری پڑی رہی مگر گفتگو مذکورہ کے
بعد وہ بیچاری ڈرتی ہوئی اس گھر سے نکل گئی، اب عرصہ ایک سال و س ماہ کا ہو چکا
ہے مگر عمر نے کوئی مطالبہ نہیں کیا بلکہ بعض لوگوں نے مفاہمت کی کوشش کی تو کہنے لگا
میں اسے چھوڑ چکا ہوں، میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، تو از روئے فتریت
مطہرہ بند کو اختیار ہے کہ الفاظ مذکورہ کو طلاق تصور کرتے ہوئے حسب نیا نکاح کرے،
سائل :- بدرالدین قوال انہوں نے حیات



اگر بیان مذکورہ واقعی اور صحیح و درست ہے تو بندہ پر طلاق بائن ہوگئی، لہذا
عدت پر نکاح جدیدہ کر سکتی ہے، ورنہ ختم میں ہے و علی الحرام بقعة بلاء
للعرف، شامی فرماتے ہیں ای فیکون صریحاً لا کنایۃ (الی ان قال)
من ای لغة کانت وهذا فی عرف زماننا کذلک فوجبت اعتباراً
صریحاً کما فتی المتأخرون فی انت علی حرام بانہ طلاق بائن
للعرف بلاءۃ، اور ایسے ہی "میرے گھر سے چل جا" بھی کنیہ طلاق ہے اور
"چھوڑ چکا ہوں" بھی لفظ طلاق ہے لہذا من ای لغة کانت -

والله تعالى اعلم وعلمه جل مجدده ان شاء الله وحكم وصلى الله تعالى
على حبيب وآله وصحبه وبارك وسلم
مرہ الفقیر ابو الخیر محمد نور الدین القاری وغفرلہ
۱۲ رجب المرجب ۱۳۶۹ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے
اپنی بیوی سہماۃ ہندہ کو رد و گواہاں حاشیہ کے کہا ہے کہ تو میرے واسطے نہیں
ہے اور تو مجھ پر حرام ہے، کیا از روئے شرع محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام
طلاق واقع ہو گئی یا نہیں؟ بینوا تو جہاد۔

گواہ شد

گواہ شد

محمد حسن ولد فخر الدین قوم سندھو پاؤلی عمر دین ولد امام دین قوم بھٹہ پور کسبائی
ساکن بصیر پور ساکن بصیر پور



اگر سوال صحیح ہے تو ہندہ پر طلاق بائن واقع ہو گئی، عدت پوری ہونے پر
جہاں پاس ہے حسب دستور شرع نکاح کر سکتی ہے وھو النصیحہ المفتیہ

و ہمدردی
 در شہدای عدم درسی اند و علی حسبتہ و صحبہ و
 مردہ حقبہ بر فخر مجریہ از انسانی قادی غفرہ
 ۲۴ جمادی الاول ۱۳۵۶

الاستفتاء

در سہیلوں

۳۰۳۰۵۷

محرمیت جناب مولانا مولوی صاحب دام اقبالہ

السلام علیکم : مزاج شریف ! خدا صبر خیر یا نکند و ریام ٹوبہ حاضر خدمت ہے
 رہاں بھی حاضر رہیہ : قدم میں بھی خرم ہے۔

مستی جتو ولد مار قوم ٹوبہ نے اپنی زوجہ سہا گامی دختر احمد قوم ٹوبہ کو اپنی زبانی
 رو بہ گوہن و ریام و بلند قوم ٹوبہ اور کئی عورتیں وغیرہ کے پاس مال بہن بہوش و
 حواس در ہوتے ہوئے گھسے ، ہمارے کانوں کی شنید زبانی و ریام ہے
 مناسب فیصلہ فرما کر مشکو فرمائیں۔ فقط

الرقم پریشیم محمد سکنہ بوسلیوال قلعہ خود

درام ٹوبہ گواہ نے زبانی بیان کیا کہ مسمی جتو مذکور نے اپنی عورت کو کہا کہ
 سے دے دے وہ ہفتہ باندھ کر کہنے لگا کہ اب مجھے معاف کر اور اگر کاغذ کی
 رون ایسے دو بھی لے لے وہ سب مال بہن کہنے کے بعد کہا۔



نشان گھوٹ و ریام ٹوبہ مذکور



اگر دریا م مذکور کا یہ بیان مندرجہ بالا صبیح اور واقعہ سے تو ملک کی سود کوئی
کے پر حرام ہو گئی اور طمان بائن پڑ گئی۔ صورت شرعیہ گزار کہ جہاں چاہے حسبِ شریعہ ہر
نہج کر سکتے ہیں کما فی الہند بہ وغیرہ اس سفار آمد فتنہ ب۔
واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتعرو حکم و صلواتہ
تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ و آلہمک وسلم۔

نوٹ : یہ فتویٰ ہے یعنی اگر واقعہ میں صورت پیش آئی ہے تو اس کے مطابق
عمل کرنا جائز ہے اور اگر حلیہ وغیرہ کوئی اعتراض کرے تو کوئی دوسری وجہ یا کوئی دوسری
بہت دینا پڑے گا، اور فیصلہ تب ہوتا جب دونوں فریق حاضر ہوتے اور باقیہ شرعیہ و میر
سے صورت مذکورہ کے ثبوت پر حکم لگایا جاتا۔

مقرہ الفقیر الی الخیر محمد نور الدین غفرلہ

۳۰ رجب المرجب ۱۳۶۰ھ

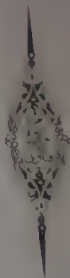
الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندر میں صورت کہ مسمیٰ و بکودلہ روتم نے
بہ ثروت کو لڑائی کے دوران دو دفعہ کہا کہ تو میری ماں بہن ہے میرے گھر سے

کتاب میں جو کچھ مذکور ہے اس کی نسبت حقائق و حقیقی نوبت پر
اس کتاب کا جوہر و روح ہم چک ۱۸ جہ میں مضمون
○ نشان کوٹھا خواہ و گہو ○
سان کوٹھا و گہو



وگہو کی عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہو گئی، اگر عورت اپنی رضا سے نکاح
کرنا چاہے تو عدت کے اندر اور باہر سے حق مہر پر وگہو کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے
درمستار اور شامی میں ہے ویقع بیاہی باقی الفاظ الکنایات المذكورة
قال (البائن، نیز فرمایا لا یلحق البائن البائن، شامی نے فرمایا لا
هو الذی لیس ظاہر فی انشراح الطلاق، نیز باب النصار میں ہے یکر
قوله انت امی و یا ابنتی و یا اختی و نحوہ اور اگر کسی اور مرد سے
نکاح کرنا چاہے تو عدت پوری ہونے کے بعد ہو سکتا ہے کما فی القرآن الحکیم
وانتہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و بارک و



عنہ النعیر ابو الخیر محمد نور الشافعی رحمہ اللہ
۵ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۰ھ

الاستفتاء

کیا وہاں ہیں علمائے دین و علما کبار میں سے کہ مسأۃ شریفہ علی بن ابی جبر کہ محمد بن



وہ ضرورت کے نکاح میں کہانی موصوفہ سے ہے جس نے بطن سے بار دیکھے ہیں۔
 جو کہ آج بھی صحیح سلامت میں۔ باقی شریعہ بی بی کو مکمل بھی واضح ہو نہ وہ بہت محمد صلی
 جو کہ خود شریعہ بی بی کی طبیعت ہے اس کا ایک چھوٹا بھائی جس کا نام علی محمد ہے۔ محمد شفیع
 ایک رات کسی وجہ غصہ میں آکر اپنی بیوی شریعہ بی بی کو کھانا میرے گھر سے نکل جا۔ میں
 بچے چھوڑ دیا مگر طلاق کا لفظ نہیں کہا تو محمد شفیع کا چھوٹا بھائی علی محمد اسی وقت مولوی صاحب
 کو بلا کر لائے تو مولوی صاحب نے شریعہ بی بی کا نکاح علی محمد کے ساتھ کر دیا جو
 محمد شفیع کا چھوٹا بھائی ہے تو کیا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور عورت بھی حاملہ ہے
 جس کی مدت وغیرہ کوئی نہیں اور مولوی بھی وہابی نجدی ہے جو ایک ہی رات میں
 نکاح فاسد کر کے اس رات نکاح پر مصداق کیا یہ ایک رات میں اول طلاق اور پھر
 نکاح ہو سکتا ہے اور عورت بھی حاملہ عدت وغیرہ بھی نہیں کیا کیا کرنا جائز ہے یا
 نہیں؟ براہ کرم مہربانی فرما کر جواب جلد عنایت فرمائیں اور قرآن و حدیث کی روشنی میں
 واضح فرمائیں، عین نوازش ہوگی کیونکہ اس چک میں جھگڑا ہو رہا ہے، کوئی شرشرارت
 نہ ہو جائے۔ فقط والسلام

السائل :- جان محمد ربانی نقشبندی پک ۵۴/گ ب ڈ کائنہ کنجوانی
 ضلع لائل پور، محرم شریعت ۱۹ روانہ شد



اگر عورت سوال صحیح اور واقعی ہے کہ محمد شفیع نے اپنی بیوی شریعہ بی بی کو
 یہ لفظ کہ میں تو طلاق دے رہی صرف ایک منہ بولنی چاہئے کہ بعض لفظ طلاق کی دلیل

اور فریبہ و کنیہ جیسا کہ بیوی سے کہا گھر سے نکل جا تو یہ جو بیعت طلاق طلاق نہ ہو
دوسرے خط میں تجھے چھوڑ دیا۔ مزید طلاق ہے کیونکہ طلاق کا نہ عہد ہے۔
ایک مرتبہ تو مزورہ واقع ہو گئی اور اگر عہد مطلقیت طلاق سے کہ تو پھر دوسرے
ان ہیں۔ بہر حال طلاق تو مزورہ واقع ہو گئی مگر جبکہ عورت حاملہ ہے اور بچہ
نہیں ہوا تو عورت عدت میں ہے اور عدت میں نکاح ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا
قرآن کریم کا ہر آیت حکم ہے واولات الاحمال اجلھن ان یضعن
حملھن تو عدت میں کیا ہوا نکاح ہرگز ہرگز جائز نہیں جس میں کسی قسم کا شک و شبہ
نہیں کیا قرآن کریم کے صاف اور روشن احکام میں بھی شک کیا جاسکتا ہے؟ (مستند)
واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ
و صحبہ و بارک وسلم۔

مقرۃ الغیر البواکیر محمد نور الشماسی غفرلہ

۲۴ ۶
۶۳



الاستفتاء

بخدمت جناب فیض بابشیر العلما مفتی زماں حضرت مولانا مولوی رحمۃ اللہ علیہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مشرع متین بیچ اس مسئلہ
کے کہ ایک آدمی نے اپنی منکوحہ عورت کو عرصہ ایک سال سے چھوڑ رکھا ہے اور
کتاب ہے کہ میں نے تو اس عورت سے توبہ کر دی ہے اور وہ عورت اپنے باپ
کے گھر ہے، اگر اس کو کما جائے کہ اس کا حق زوجیت ادا کرو تو اس بات سے بھی

نکاحی ہے۔ اور لگتا ہے کہ مجھے روزِ مدین سے مجبور نہ تھا جسے وہ میں نے سنا۔
 بنامِ جی نہ اور نہ اس کی طلاق دینا شرعاً میں خود پہ کیا جس سے وہ اپنی بارگاہ
 کے دستِ جو حکم بھی ہو تحریر فرمادیں۔ وہ آدمی کتابت کے بہت ہی خوب محقق و محقق
 ہے اور اس کا تمام نام و نسب اس کے والدین کے ذمہ ہے اس کے ذمہ ہے۔
 ترکیب و دعوت اب اور کہیں نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟
 از طرف الحاج محمد شفیع ولد الحاج سیال خان صاحب شریف مکتبہ خود
 جناب خزانہ القام الحاج محمد شفیع خان صاحب ویکم السلام مدینہ منورہ ۱۲۸۰ھ



اگر یہ صحیح اور واقعی ہے کہ اس آدمی نے میں اپنی مشہور دعوت کے معنی
 کہ ہے کہ میری دعوت محمد پر جاوے ہے، تو اس دعوت پر ایک صاف و بے وقوف ہوئی
 اور اس کے ہاتھ سے نکل گئی ساری ج ۲ ص ۶۳ میں ہے وقوع لب لب نہ
 بلانیۃ فی من مانت للعدو عرفہ عدوہا وہو صاحب المعنی نہ لغت
 و نہ یقہ بہ اسباب و نہ سمع عرف نودت گزر رہے ہو شرع شریف
 ہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔
 واسئلہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ
 وبارک وسلم۔

حقہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ علی غفرلہ
 ۲۳ ذی القعدۃ المبارک ۱۲۸۰ھ

الاستفتاء

کی فرماتے ہیں مدائے دین و مفسیان شرع متین اندر میں مسئلہ کہ سہمی شعبان لکھنا
کی شادی ایمام سائن بنت سنا سے عرصہ بارہ سال تقریباً سے ہوئی اور عرصہ چار سال تقریباً
سے اس نے اپنی بیوی مذکورہ کو اپنے گھر سے نکال دیا اور بعد ایک سال کے
دوسری شادی بھی کر لی پہلی بیوی کے کہنے پر مندرجہ ذیل لوگوں نے کئی مرتبہ کہا کہ
اس سے اتفاق کرنا طلاق دے تو اس نے کئی مرتبہ کہا کہ وہ میرے لئے بری چیز
ہے اور حرام ہے اب از روئے حکم شریعت کے اس کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

سائل : غلام ولد میاں بوٹا قوم قصاب کسٹہ پھل درن کمبرہ

- گواہ شد : سند اولہ صین قوم کھوکھر، نشان انگوٹھا
- گواہ : قطبہ ولد بادل قوم واگھرے ، نشان انگوٹھا
- گواہ : اسلی ولد یگ قوم شیخ ، نشان انگوٹھا
- گواہ : فاضل ولد میاں سکھن قوم تقیم فاضل نشان انگوٹھا
- گواہ : میاں محمد زبیر ولد اکبر علی بوڑوہ محمد زبیر تعلیم خود
غلام فرید تعلیم خود چکیدار ، کاتب ۔



اگر صورت سوال صحیح اور واقعی ہے تو پہلی بیوی پر طلاق بائن ہو چکی ہے

سب پہلی مرتبہ حرام ہے، خاتمہ کے ساتھ اس وقت سے کہ سب جہاں پر سے چلے
 نفرت سے جب کہ توبہ شرع شریعت کما حقہ کر سکتی ہو لفظ درست صدق بان و حق
 برحق ہے، یہی صحیح اور مفتی ہے۔ شامی ج ۱ ص ۱۳۰ میں ہے صحیحہ
 معقوبہ للعرف وانہ یقعہ بہ البائن۔

وانتہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ
 وآلہ وصحبہ وسلم۔

عزہ العتیر الی غیرہ نور اللہ علیہ

ماورضان المبارک سن ۱۳۸۷ مطابق ۲۴ فروری ۱۹۶۷

الاستفتاء

حضرت صاحبزادہ فیض الرحمن صاحب کوثر سجاد نشین انسانی تشریف
 نے یہ سکہ خط میں دریافت فرمایا۔

عرض ہے کہ ایک آدمی نے اپنی عورت کو مجد پر حرام حرام حرام میرے
 منے کہ دیا ہے، اب افسوس کرتا ہے، بندہ نے فتاویٰ عالمگیری، درالختار، غایۃ الاحادیث،
 بہارِ نبوت، شرح وقایہ، نور الہدایہ وغیرہ میں دیکھا ہے، باب الایثار میں ذکر فرمایا ہے
 میں تو کچھ اختلاف بیان فرماتے ہیں لہذا مفتی بہ قول کے لئے وہاں بھیج رہا ہے کہ
 حضور بجز غدار ہیں پھر دوبارہ میرے نیت دریافت کرنے پر بھی "میں رٹتا ہوں اچھا ہوں"
 کہہ چکا ہے، تو عرض ہے کہ یہ طلاق بائن ہے یا مفظہ؟

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الجواب
 بِمَنْ جَعَلَ فِي الْيَوْمِ وَالْأَيَّامِ

عرف یہ لفظ صریح حلاق بائن ہے و شامی ج ۲ ص ۵۹۴ میں ہے افسق
 المستحرمون فی انت علی حرام بانہ طلاق بائن للعرف بلانیت
 و سوت مسد میں یک طلاق بائن واقع ہوگی اگرچہ نیت نہ ہو حالانکہ اس کا جواب نیز
 بیروت پر دل معلوم ہوتا ہے تو دوبارہ نکاح کر سکتا ہے ہاں اگر طلاق ثلاثہ کی نیت سے
 مجھ پر حرم کہ تو طلاق منقطع ہوگئی اور نکاح بلا حلالہ نہیں کر سکتا مگر ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے
 کہ اس کی نیت اس لفظ سے یہ نہیں بلکہ اگر تین دینا بھی چاہتا تھا تو حرام حرام حرام تین
 غظوں سے دینی چاہتا تھا، اگر مرت پہلے حرام سے ہی تین طلاقیں نیت کرتا تو بار بار
 حرام حرام کیوں کہتا؟ تو اس صورت میں صرف ایک ہی طلاق پڑے گی کیونکہ قاعدہ ہے
 انت یلحق الصریح لا البائن یعنی بائن طلاق صریح رجعی پر واقع ہو سکتی ہے
 اور اگر پہلے بائن واقع ہو چکی ہو تو اس پر دوسری بائن واقع نہیں ہوتی لہذا دوسرے فقیر سے
 غظ حرام سے اور طلاق نہیں پڑے گی تو ایک ہی بائن رہے گی لہذا حلالہ کی
 ضرورت نہیں بالذات اگر اس نے پہلے حرام میں ہی تین طلاقیں کی نیت کر لی تھی تو
 جہتین ہوں گی اور غظ بھی مگر جب کہ وہ یہ دریافت نہیں کرنا اور ایسی نیت
 حلاق جس سے تین بنتی ہوں نہیں بتاتا تو ہمیں اس کے ثابت کرنے کی کوئی ضرورت
 نہیں اور نہ ہی عوام سے ایسی پیچیدہ نیت کی توقع ہے لہذا ایک بائن کا ہی فتوے
 ہونا چاہئے، شامی ج ۲ ص ۵۹۶ میں ہے فتد صر جوابانہ تصح
 نسب لستات فی انت علی حرام، نیز ج ۲ ص ۶۳۵ میں ہے ولا یرد

سعی حرام علی المحقق بہ مرعہ موقف علی لیسہ
 در سحن البائن ولا یلحقہ البائن لکویہ بآک
 والله تعالی اعلم وصلى الله تعالى على حبسه اكرام و
 وصحب وبارک وسلم۔

عنہ انفعیر الی غیر ذلک فی غفرہ

۱۹ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ ۲۲/۱۲

الاستفتاء

(نقل) صورت مسئلہ

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین کہ ایک شخص کا اپنے گھر اپنی عورت
 کے ساتھ کسی بات کی وجہ سے لڑائی جھگڑا ہو گیا۔ ریت جھگڑتے رہ رہ کر دگواہوں کے
 اس نے اپنی عورت کو کہا کہ اب تو میرے اوپر حرام حرام ہے اور میں تجھ کو اپنے
 گھر میں رکھنا نہیں چاہتا اور اس عورت کے ہاں ایک لڑکی جو شیر خوار ہے اس شخص
 نے اپنی عورت کو کہا کہ یہ لڑکی میں نے تجھ کو حق بہر میں بخشی اور میرے گھر سے پہلے جا،
 صورت مسئلہ میں کیا عورت کو طلاق ہو گئی، اگر ہو گئی تو دو بار نکاح کس صورت سے
 ہو سکتا ہے؟

بند و بشیر احمد

مرد با کبریا بال کے تحت سابق جہنم پہنچی اور عدت کے اندر ایسی
 ہو سکتے جو یہ کہ سب سے مایوس و بی ایشامی وقوع المرحی بلکہ فی
 بر حاکم از حد متعارف بقاع با منہ -

سید صادق رسول، سید غوثیہ کمر پکا قمر
 محراب مولانا جعفر فیض النوری نے وہابی سے یہ سوال و جواب بمع عبارت ذیل

ارسال کیا :

طلاق با کنیہ کی جو صورت خودیم نے عرض کی تھی وہ مفتی کمر پکا کے جواب سمیت
 حاکم خدمت میں اور طلاق دہندہ بیچارہ بہت تنگ ہے، ایک والے اس سے
 کوئی جانور بھی ذبح نہیں کراتے اور وہ قوم کا پوجی ہے اور شادی بیاہ کے موقع پر جاز
 ذبح کرنا اور بنانا اس کا کام ہے، اگر ازراہ کرم جلد جواب مرحمت فرمایا جا سکے تو نہایت
 غریب پروردی اور کرم گستری ہوگی۔ ۴/۷/۷۰
 تو جواب ذیل دیا گیا :



مرد بہ مسئلہ عنہ میں ایک بائن طلاق تو ضرور واقع ہو گئی اور اگر پہلے لفظ حرام
 میں تین کی نیت ہو تو تین طلاقات ہو گئیں۔ مفتی سابق حضرت سید صاحب نے چونکہ عبارت
 شامی سے استدلال فرمایا ہے لہذا شامی ہی کے حوالے کافی ہیں، شامی علیہ الرحمہ نے
 بذات ثبوت ایسی صورتوں میں وقوع بائن کی تصریح فرمائی ہے، بطور نمونہ صرف چند نصوص

نہ ہونے کی باقی ہے
 ج ۲ ص ۹۲ میں ہے کہ ان الفاظ فی لفظ الحرام البائن
 الحرامیٰ ضد یقین بہ البائن کما مر،
 پھر اس منہ میں ہے فوجب اعتباره صریحاً کما افقنا سنہ خز
 فی انت علی حرام بائن طلاق بائن للعرف بلائہ۔
 ج ۲ ص ۹۰ میں ہے والفتویٰ علی انہ نہیں مراۃ من
 نہیں نیۃ۔

باقی وہ بشر جو شاہ صاحب کو عبارت شامی سے عارض ہوا ہے تو وہ بشر محض
 بشر ہی ہے اور تعجب ہے کہ ایک مفتی فاضل کو ایسا کہو کھل شبہ کیسے لاحق ہوا کہ نہ
 اور واقع مرتبہ اتنا ہی ہے کہ اس مسئلہ پر کسی صاحب نے اشکال وار کیا تو دوسرے
 صاحب نے اس کا ایک جواب دیا جو شامی علیہ الرحمہ کو پسند نہیں آیا تو ج ۲ ص ۹۰ میں
 اس کا رد کیا اور رد بھی ایسے انداز سے کیا جس سے نفس مسئلہ مضبوط ہو جاتا ہے۔
 دیکھئے صاف صاف فرما رہے ہیں کہ اس جواب کا مقتضی یہ ہے کہ طلاق جہی واقع ہوا
 اور یہ ہرگز نہیں فرمایا کہ طلاق جہی واقع ہوتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ چونکہ مقتضی باطل
 ہے تو وہ جواب بھی جو اس کا مقتضی ہے ضرور باطل ہوگا کیونکہ باطل کا مقتضی بھی باطل
 ہوتا ہے ومن شئت فی هذا فلینظر عبارة الشامية۔

پھر آگے ج ۲ ص ۱۳۹ میں اپنی طرف سے اس ایراد کا ایک اور جواب دے کر
 فرمایا فتعین البائن، بعد ازاں نہایت وثوق سے فرمایا والحاصل انہ
 لما تعریف بہ الطلاق صار معناه تحريم الزوجة وتحريمها
 لا یکن الا بالبائن، بعد ازاں ج ۲ ص ۱۲۲ میں فرمایا بالتعلیل بغلبة العرف
 لو تقرر الطلاق بلائۃ واما کونه بائناً فلا مقتضی لفظ الحرام
 لان الرجعی لا یحرم الزوجة مادامت فی العدة واسما یصح وصفها



جس میں کسی کی حرج و مرج نہ ہو ہے کرشمی علیہ الرحمہ کے نزدیک ہوں
 بنی صنفی ہے کہ علان ان ہی واقع ہوتی ہے حناجیہ ج ۳ ص ۸۹ میں بھی اس کی تصریح
 فرمیں کہ وہ حقوی علی قیود است آخرین بانصرافنا الحالی طلاق بائن
 مذکور ہے کہ یہ علیہ الرحمہ نے بھی بہادر شریعت ج ۶ ص ۸۵ میں درمختار اور
 ترمذی کے حوالے سے بن فرمایا ہے مسئلہ : عورت کے کہا تو مجھ پر حرام ہے اس
 مسئلے میں ان کی نیت ہی تو یہ ہے اور غمہ کی نیت کی تو ظہار و رنہ طلاق بائن
 فوس بن معنی صہ جب نے سیاق و سباق سے قطع نظری فرمائی ورنہ مسئلہ
 ائمہ میں ایش ہے کہ یہ خیال کہ تین مرتبہ حرام کہا ہے تو بلا نیت بھی تین طلاقیں ہوتی
 چاہیں تو یہ بھی صحیح نہیں، شامی ج ۲ ص ۶۱۵ میں ہے کہ لو کہ طلاق علی حرام
 رابعہ و الاول اس بائن لا یلحق البائن کو ثابت ہو کہ ایک ہی طلاق بائن واقع
 ہوئی ہو کہ یہ منقول حرام میں تین طلاق کی نیت کی ہو تو پھر تین ہی واقع ہو گئیں شامی
 ج ۲ ص ۵۹۶ میں ہے قد صرحوا بانہ تصح نیت الثلاث فی انت
 علی حرام۔ ایک طلاق بائن کی صورت میں عورت راسخی ہو تو اسی خاوند کے ساتھ
 دوبارہ وسائی سے نکاح ہو سکتا ہے اور اگر تین کی نیت تھی تو حلالہ کے بعد ہی
 نکاح ہو سکتا ہے۔



و اللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الاعظم و علی
 و صحابہ و بارک وسلم۔

عن الفقیر المذنب محمد نور الشافعی رحمہ اللہ

۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ

۶/۴/۸۰



الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اندرین مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی دو عورتوں
سات میں اپنی بیوی کو کہا کہ تو میرے اوپر حرام ہے۔ تجھ کو حرام کر دیا۔ دونوں نے سہ ماہی
پھر مکان سے باہر آکر ایک شخص سے کہا کہ مجھے طلاق کے شرائط بتاؤ میں نے حد تک
دے دی ہے، کوئی کمن تو نہیں رہی؟ حالانکہ لکھا کچھ بھی نہیں تھا۔ تو اس کا جواب
سنو انرجو!۔

السائل: حافظ رحمت علی، مئی یک گنوں ۳۰/۴/۲۰۰۷
دستخط: محمد حسنین علی نقی، نور



اگر سوال صحیح اور واقعی ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہو گئی، دوبارہ اسی خاتون
سے عدت کے اندر اور باہر نکاح ہو سکتا ہے، شامی ج ۲ ص ۴۳۵ میں ہے
لا یرد انت علی حرام علی المفتی بہ من عدم توفیقہ حلّ نسیت
معہ انہ لا یلحق البائس ولا یلحقہ البائس، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۱۱
میں ہے وعلیہ (ای علی انہ لا یتوقف علی نسیت) الفتویٰ نیز ص ۶۲
میں ہے لا یلحق البائس البائس اور یونہی بجز کتب مذہب میں مذکور ہے
الا ان یدعی نسیت الثلاث فی الاولی۔

واللہ اعلم بالصواب وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله
بسم الله الرحمن الرحيم

عزہ النعمیہ الی الخیر محمد نور الشاہ نعمی غفرلہ

۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ھ ۲/۱۰/۲

الاستفتاء



جناب عالی : السلام علیکم کے بعد سنایت مؤدبانہ التماس ہے کہ منجھ نذیر الی لیل
دشتر دین محمد قوم راجپوت جٹی پیک ۳۱/۱۱ سے پائل مختارہ حلقہ رینا نہ خود تحصیل اوکاڑہ
منٹ فنگری کی بول (۱) یکمیری شادی جھنڈا اولہ اگو قوم راجپوت جٹی موضع میرک کوڑ
تحصیل اوکاڑہ منٹ فنگری کے ساتھ عرصہ تقریباً چھ سال ہو چکا ہے . ہوئی تھی جو کہ میر
عزت سے اس کے گھر میں آباد رہنا جاسی تھی مگر ہمارے خاوند جھنڈا نے مجھے دے
ایک سال میں چھوڑ دیا ، مجھے اجازت دے دی کہ تم جہاں چاہو اپنا حق کر سکتی ہو مگر گھر کا
دینے سے انکار کرتا رہا ۔ اب مجھ کو اتنا عرصہ ہوا کہ منت داری کرتی رہی مگر ہمارے خاوند
نے ہماری کوئی بات پر اعتبار نہ کیا اور یہ کہہ ہے کہ میں نے تجھ کو چھوڑ دیا تو اب
مایجاد ! میں ایک نوجوان عورت ہوں اور اسلام محمد کے خلاف بھی نہیں جانا ہوں
اس لئے التجا ہے کہ ساتھ کو فتویٰ شرعی عطا فرما کر اجازت بخش جاوے تو میں اپن
گزارہ کسی مدلمان راجپوت کے حق میں بیٹھ کر اپنی غریب زندگی بسر کر سکوں لہذا
درخواست بخدمت مولوی صاحب اسلام گزارش ہے ۔ فقط والسلام ۶/۶/۵۸
اور ہمارے خاوند جھنڈا نے یہ کہنا ہوا ہے کہ میں تجھ کو شرعی طلاق عہ
پانچ سال سے دے چکا ہوں ، لہذا درخواست بخدمت اسلام گزارش ہے ۔

سائل: مسماۃ نذریا بی بی دین محمد دوم راجپوت جٹی خاں سندھ راجپوت
تفصیل اولہ و اولہ و اولہ

گواہ شد لال دین ولد کھیلار قوم راجپوت جٹی کپہ ۳۱۔۱۰۔۱۱

گواہ شد نور محمد ولد غفلت علی قوم راجپوت جٹی

گواہ شد چوہاڑی روشن دین نازفہ دین قوم راجپوت جٹی

گواہ شد حاکم علی ولد میراں بخش قوم راجپوت جٹی

لڑکی نذریا بی بی کا والد دین محمد ولد میراں بخش قوم راجپوت جٹی استغاثہ سندھ

اور زبانی وضاحت کی کہ تین ماہ ہوئے ہم بطور پرچس لڑکی نذریا کو ان پانچ گواہان لال دین

دیگرہ کے ساتھ لے کر جمنڈا ولد اگر مذکور کے پاس گئے کہ یہ لڑکی نذریا کو اپنے گھر

آباد کر لے یا کاغذ دے تو اس نے رو برد گواہوں کے اقرار کیا کہ میں پانچ سال سے

شرعی طلاق دے چکا ہوں مگر لکھ نہیں دیتا تو امید میں صورت کیا حکم ہے؟ لڑکی پانچ

سال سے کن غنیمہ والد کے گھر بیٹھی ہوئی ہے۔

○ نشان انگوٹھا دین محمد سائل مذکور



اگر سوال صحیح اور درست ہے تو پیسے ہی سال میں جبکہ جمنڈا نے چورہ دیا تھا و

اجازت دے دی کہ تم جہاں چاہو اپنا حق کر سکتے ہو، طلاق واقع ہو گئی خصوصاً جب

بعد ازاں اس طلاق کی تاکید بھی کر دی۔ جب ان گواہان مذکورہ کے سامنے

اقرار کیا کہ میں پانچ سال سے شرعی طلاق دے چکا ہوں، ابہر حال طلاق شرعی

میں سے وقت پر چکی بن کر حدوں میں سے کسی حد کی پوری
 نہ ہو۔ اس سے وہ نہیں تنویر الہیاء و اختارہ کی جو حصہ ۵۰ و ۵۱
 کا یہ لکھا کہ یہ نہیں تنویر الہیاء و اختارہ کی جو حصہ ۵۰ و ۵۱
 ۵۲ میں ۲۵۵ تقریب حقائق میں ہے لفظ مخصوص نیز زمین الخاقین
 ۵۳ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۵۴ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۵۵ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۵۶ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۵۷ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۵۸ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۵۹ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۶۰ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۶۱ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۶۲ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۶۳ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۶۴ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۶۵ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۶۶ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۶۷ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۶۸ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۶۹ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۷۰ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۷۱ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۷۲ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۷۳ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۷۴ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۷۵ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۷۶ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۷۷ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۷۸ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۷۹ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۸۰ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۸۱ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۸۲ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۸۳ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۸۴ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۸۵ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۸۶ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۸۷ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۸۸ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۸۹ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۹۰ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۹۱ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۹۲ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۹۳ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۹۴ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۹۵ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۹۶ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۹۷ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۹۸ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۹۹ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی
 ۱۰۰ میں ۲۵۵ بحر الیقین ۲۵۵ شامی ج ۲۰ میں ۵۰ قیاسی و انصافی

عنہ الغیر ابو الحیر محمد نور الدین النعمانی

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے عظام اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی شہوہ کو زمین و آسمان
 نہ رہے خطہ چھوڑ دی "کا کلبے بنی زبان سے نکالی کی ناراضگی کی وجہ سے جو
 ہم چکر تو گناہ فرمایا۔

سوال نمبر ۲ :- بکونہ بنی عورت کو بیک وقت قس طلاق دی میں کہا میں سے جنت
 ہوگی یا مضائقہ ان دو جوابوں سے اپنی تحقیق سے لگاؤ فرمائیے اس کے
 نہایت ہی دہانی ہوگی والسلام حفظ

نیاز مند : اسلام الدین چوکیہ دارہ جوٹل جامعہ اسلامیہ بہاولپور



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْجَوَاب
 اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لِي نَوَافِلًا

ترسیات فقہیت روز روشن کی طرح واضح کہ لفظ تجویری مد مع حلق نہیں
 موجود لفظ جس کا استعمال غالباً طلاق میں ہی ہو حالانکہ یہ مقصد باہر والے کے
 جوہر نے پرکھا جاتا ہے اور تجویری کے حق میں بھی طلاق کے علاوہ کئی اور طرح
 کے چھوڑنے پر بولا جاتا ہے اس کے ہم مثل الفاظ عربی میں سرحت، اصمت،
 علفہ وغیرہ ہیں جو طلاق صریح نہیں بلکہ نہ ہیں مبسوطہ شریعت میں ۱۰۰۰ بحوالہ ابن
 ۱۰۰۰ میں ۱۰۰۰ وغیرہ میں بالفاظ متعارف ہے والصوم من الاور فاب الحرج
 فلولی سرحت اسلی و فرقت حرمی او صدقو فرما کسائر
 بالفاظ المعیمة لا یفرق من الاصل الا لیسہ شامی ص ۱۰۰ کے کنایہ
 میں ہے (فولہ سرحتک) میں لیسہ معنی لیس و ہر رسالہ اور
 بستک لاقی طلفک اور حاجہ لی شامی ص ۱۰۰ میں بحر رائق سے ہے،
 لا سرف علی السید فی طیفہ، ص ۱۰۰ مصنفہ بالمشہد و
 سرف علیہا فی اطفالک و مصنفہ بالضعیف، ص ۱۰۰ میں ہے فار
 فی البدائع هذا الاستعمال فی نحر و ان کا معنی فی اللعین
 مختلف فی اللعین ص ۱۰۰ میں ۱۰۰۰ میں ہے قولہ و یومایا یرسبہ
 یرا یرسبہ فیہا فی الا فی صلا و فیہ صرغہ منہ بلانیۃ و میا
 منعل فیہا منعمال اللہ و غدرہ فحکمہ حکم کدیات حرمتہ
 فی جمیع ازحکام، بکہ قرآن کریم سے طلاق کے لغیر صریح عدم اسکی حقوق زوجہ

پر بھی مذبح حیوٹ نے کہ اطلاق ثابت ہے، ارشاد ہو کہ ہے فتذروہا کالمسند
 اس یہ منظر کیا یہ خدق بائن ہے، تو اگر نیت طلاق سے کیا یا قریبہ طلاق یا لگا تو
 طلاق بائن واقع ہو گئی جو صرف ایک فتویٰ عالمگیریہ ج ۲ ص ۶۳ وغیرہ میں ہے لا ینظر
 ۱۔ مک البک -

نوٹ: سائل نے اجمال سے کام لیا ہے یہ بیان نہیں کیا کہ بھائی کی ماہرہ
 کس طرح تھی اور نہ یہ نے کس معنی میں کہا لہذا واقعات سے قریبہ کا علم ہو سکتا ہے
 ۲۔ رحمت ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ تین طلاقیں منغلظہ واقع ہو گئیں کما صرہ
 بہ الامتہ الکرام والمشاخر العظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔
 واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ والہ
 وصحبہ وبارک وسلم۔

عنہ الفقیر ابو الخیر محمد زور الشانمی غفرلہ

۲۴۵

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان عظام شکر اللہ علیکم العظام اندر یہ
 صورت کہ زید کا اپنے سر کے ساتھ کھیتی کے حصہ کے بارے میں معمولی سا
 جھگڑا ہو گیا، اس پر زید نے کہا کہ عرصہ پانچ سال ہو گئے ہیں نہ میرا باپ کوئی
 دیتا ہے اور نہ میرا سر حاجی کچھ دیتا ہے، چنانچہ پچاسیت نے فیصلہ کیا اجوز
 کاسر بھی چاہتا تھا کہ زید نے اپنے باپ کے ساتھ کھیتی کرے نہ سر کا
 بلکہ الگ کوئی کام کرے۔

اس فیصلہ کے بعد واپسی پر جب تقریباً ایک مرتبہ دور پہنچے گئے تو مسند پر
 بیٹھا۔ اس وقت محمد نواز چچی اور سوسبانا نمبر دار اور زید مذکور اور اس کا باپ
 محمد علی۔ چار آدمی تھے کہ دوبارہ بابت شروع ہوئی۔ اب زید مذکور نے کہا کہ
 میری کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ مجھے کوئی چیز ملے کر دیں تو محمد نواز مذکور اور سوسبانا نمبر دار نے
 کہا کہ یہ فیصلہ منظور نہیں تو ہم سے کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا، اس پر زید مذکور نے
 کہا اپنے باپ کی طرف متوجہ ہو کر کہ تیری لڑکی تیرے گھر اور حاجی دی لڑکی حاجی
 دے گھر میں چھوڑی چھوڑی چھوڑی، یہ الفاظ دونوں گواہوں نے لکھوئے ہیں
 مگر یہ بھی گواہ کہتے ہیں کہ طلاق کا کوئی ذکر نہیں ہوا البتہ یہ کہا کہ میں خود حاکم جاکر
 لکھ کر بھیج دیا گا مگر زید مذکور اس خط کشیدہ کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے
 کہ میں نے کہا تھا کہ میں بصیر لوہڑ پڑھنے جاتا ہوں اب مجھے دست تلاش کر کے چھوڑو۔
 نوٹ : زوجین کا شادی کے بعد آج تک کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہوا۔

یہ مندرجہ بالا بیان مولانا ابوالرضا محمد عبدالعزیز صاحب نوری مہتمم
 دارالعلوم غوثیہ حویلی لکھا (جو زید مذکور اور اس کے سرال والوں کے قریب
 برادری کے بھی ہیں) اور مولانا ابوالانعام محمد رمضان صاحب نوری بھی قریبی برادری
 کے ہیں۔ اور دارالعلوم حنفیہ فریدیہ کے فضل محقق ہیں، نے وہاں جاکر پوری مستجوہ
 اور خیر خواہی سے معلومات حاصل کرنے کے بعد لکھوایا ہے، تو کیا حکم ہے طلاق
 ہوئی یا نہیں، اگر ہوئی تو کونسی؟ مبینوا ما جورین من رب العالمین۔

نوٹ : گواہ دونوں شرعاً عادل نہیں ہیں، نیز زید نے حنفیہ کہا کہ جبڑی چڑی
 سے میری مراد وہ چیز دست ہے جس کا میں نے مطالبہ کیا تھا۔

السائل : محمد علی والد زید مذکور

ابوالانعام محمد رمضان المحقق النوری مدرس غوثیہ حویلی لکھا تحصیل دیپالپور

ضلع ساہیوال ۲۲/۴/۴۲



تشریف
ابو ایمنہ محمد بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما دارالعلوم ندوۃ العلماء حیدرآباد
تکمیل و سبیل پر ضمیمہ سہ ماہی ۲۲/۲/۲۴



اگر سوال صحیح اور واقعی ہے تو شرعاً بلا شک و شبہ وریب طلاق واقع ہوا ہوئی کیونکہ زید نے کسی غلط طلاق کی نسبت زوجہ کی طرف نہیں کی حالانکہ نسبت کے بغیر طلاق ہو سکتی ہی نہیں، اگرچہ طالق ^۱ طلقْتُ جیسے صریح و اصرار لفظ ہو گا کما هو مبین و مبرہن فاسفار المذهب اس مذهب میں ہر مسوط ج ۶ ص ۹۰ میں ہے انما تتحقق بعد صحة الاضافة الى محلہ شامی ج ۲ ص ۱۵۹ اور محطا دی علی الدر ج ۲ ص ۱۲ میں ہے والنظر للشامی فانها الشرط، سوال میں لفظ ^۲ جھوٹی ہی طلاق بن سکتا تھا اس کی نسبت زوجہ کی طرف متعین نہیں بلکہ کسی احتمال میں کیونکہ زید نے اپنی بہن اور بیوی کا ذکر مراعات کیا اور کیستی باڑی کا حصہ جو مینا نے نکاح سے وہ بھی حکماً نہ کرنا جسے پنجابی میں ^۳ چیز دوست سے تعبیر کیا جاتا ہے اور بعد میں لفظ جھوٹی کہا جس کی نسبت کسی چیز کی طرف مراعات نہیں کی تو ایک احتمال یہ ہے کہ چیز دوست کی طرف لین ہو جو نوشت سماعی ہے، دوسرا احتمال یہ کہ بہن کی طرف نسبت ہوا اور تعبیر یہ کہ بیوی کی طرف نسبت ہو۔ یہ تین احتمال ہیں اور مراد متعین کرنے کا حق صرف زید کا ہے۔



سہ بلکہ جہاں احتمال کل واحدة منہما کا اور یا تو ان میں مجموعہ کا بھی ہے یعنی ہر چیز جھوٹی ۱۲ ص ۱۲

ہے کہ کہہ گا۔ وہ یا بسود ج ۶ ص ۱۹ میں سے مسرفاں سے نہ
 احدہ ص ۱۹ فار فار حسب امرانی دفعہ مصدر علیہا و
 لم یقع لار لفظ اسم کورد بصلح اعتباراً جس امراتہ و
 لمرأة الاخری۔

تتو فی ہند ج ۲ ص ۱۵۰ تنزیل لا بھارہ ورائخا اور شامی ج ۲ ص ۶۳۲ میں
 ہے کہ امرأتان کہ ہم معروفہ لہ مصداق بیتہا مشار اور مر قمر
 کے بھرت اور جزئیات بھی بیچن میں زوج کے بیان کو بھی اعتبار سے حال کچھ زیر
 ملاحظہ کہتا ہے کہ میری مراد چیز دست چھوڑنا ہے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

دہا یہ لفظ کہ میں نو دھان جا کر لکھ کر بھجودوں گا۔ تو نہ یہ یہ کہنا۔ تا ہی نہیں اور
 غیر عادل گواہوں کا کہنا مقبوض نہیں اور اگر بالفرض اعتبار کی بھی جائے تو یہ لفظ طلاق کہتے
 ہی نہیں کیونکہ ان میں یہ مذکور نہیں کہ کیا لکھے گا اور اگر قرآن حالیہ سے یہ صحیح جائے
 جن الفاظ کو پیسے بولنا ہے ان کا کھن مراد ہے تو وہ بھی حلاق نہیں و بھیر یہ لفظ
 مراد انتقال کے ہیں حال ہی مستقبل الفاظ طلاق نہیں بن سکتے لہٰذا وہ
 لا تنجن بہ حال یہ بھی حلاق نہیں بھیر تعب کہ بعض حضرات نے لفظ چھوڑی کو مصداق
 طلاق صریح کہہ دیا ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں کیونکہ صریح حلاق کا لفظ شرعاً و

لہٰذا بین ہذا سعی برملو فی التبین ج ۱ ص ۹۰ و لصریح
 ما ظہر المراد منہ صریحاً یہ حی صدر مکشوف المراد بعبث سنن
 الزم السامع بسجد لسمو حصد من کاں او مجازاً و کذا فی بعدہ
 علی الحدایہ ج ۲ ص ۲۵ و ہذا انہو حوینا علی کثرة الاستعمال ہلک
 و عارفہ فلذا عرفوہ بسد لیس عمل الا فیہ کہ فی التنبیہ و غیرہ
 من غریب الکلمات فلوظہر المراد من غیر استعمال و عارفہ لا یکر



لفظ به جس کا استعمال بفاصلے طلاق و رواج میں اس قدر زیادہ ہو کہ جس

صریح و طلاق امر غیر نیتہ کما فی البدائع ج ۳ ص ۵۳ مروی عن ابی ہریرہ
 ۱۔ قال اذا قال لعبدہ ان سحر او قال لن وجتہ ان مت طالق و
 تنجی ذلک ہجاء ان نوى العتق والطلاق وقع لانه يفهم من هذه الحروف
 عند افرادها ما يفهم عند التركيب والتأليف لانها ليست بصريحة
 في الدلالة على المعنى وفي الفتع ج ۳ ص ۴۷ ويقع ايضا بالتبهي كانه طالق
 وكذا لو قيل له طلقها فقال نعم اذا نوى وفي الشامية عن الذخيرة
 ج ۲ ص ۵۹۱ شرح ج ۲ ص ۶۳۲ وقد مرنا (اى فى ص ۵۹۱ ج ۲) هناك عن الذخيرة
 وقال لها الت نون طالق لام قامت ان نوى الطلاق تطلق لان هذه
 الحروف يفهم منها ما هو المفهوم من الصريح الا انها لا تستعمل كذلك
 فصارت كالكناية في الافتقار الى النية وفي كتاب الفقه ج ۲ ص ۳۱۷
 اما ذكر الطلاق بحروف المعجزة مقطعة كأن يقول لها طالق او يقول له
 طالق لام قامت فالسحيق انها كناية لا يقع بها الطلاق الا بالنية
 وفي ج ۲ ص ۳۲۶ وذلك لان الحروف المقطعة لا تستعمل عادة به
 يستعمل فيه اللفظ الصريح فلا بد في وقوع الصلاق به من
 نية وفي الطحطوى ج ۲ ص ۱۱۲ قوله او طالق اى نهجى به بيقع
 ان نوى كما فى الدر المنثور واما ما فى الخلاصة ج ۲ ص ۸۱ والمنذرية
 ج ۱ ص ۳۵۷ وان قال لها ابتداء انت طالق فى معنى طالق يقع فهذا
 ايضا مقيد بالنية لان معنى يدل على النية بلا ريب وفى المنذرية
 ج ۱ ص ۳۵۷ عن الغانية رجل قال لغيره اطلقت امرأتك فقال نعم
 بالهجاء او قال بلى بالهجاء ولم يتكلم به يقع الطلاق كذا فى فتاوى



تضيخان" وفي البحر ج ٣ ص ٢٥١ ويقع بالتهجي كاس طان ووكذا
 قيل له طلقها فقال ن ٤ م اوبلى بالهجار فلن لم يكلم به اطلقة في الثانية
 ولم يشترط النية وشرطها في البدائم قال الشامي ج ٢ ص ٥٩٢ مدنفته
 عن البحر قلت هدم التحريم بالاشرط لا ينافي الاشرط على ان النية
 في الثانية هو مسئلة الجواب بالتهجي والسؤال بقول انكاسل خدمتها
 فربينة على امرادة جوابه فيقع بلا نية بخلاف قوله ابتداء استطاع
 بالتهجي تاسل ثم قال الشامي في شرح قول الدر ولوقيل له صفت امرأتك
 فقال نعم اوبلى بالهجار طلقت بعراى بلا نية على ما قررناه انما
 فعلم انه لا بد من النية الا اذا قام قرينة قوية تعين المراد كبحراب
 فان السؤال محدد في الجواب كما قررنا في الاشياء وانما مرص انما قال
 في الدر ترقفت على النية كما لو تهجي بها وبالعتق قال الشامي مر ٥
 اي فانه يترقفت على النية قال الطحطاوي ج ٢ ص ١١٥ بان قال انت طالق
 اذ انت حر فانه يترقفت على نية بقاء على ما في الثانية ففي مسئلة
 نعمان مشى على احد هما سابقا وجرى هنا على اخرته تعالى تفسير
 الطحطاوي عين تقرير البحر بالمعنى ونزاد عليه ففي المسئلة نعمان
 ولكنه سهو عن البحر والدر والصحط وى باعثة قلة التدبر
 وقد اوضحه الشامي وبينه هذا

(فانك) النطق باسماء حروف الهجار مثل الف نون تاء
 طاء الف لام قاف والنطق بمسميات الحروف مثل ان ت طالق
 حكمهما واحد ففي الطحطاوي ج ٢ ص ١١٢ قوله بالهجار بان قطع



برہ سے عدلی بھی ہے اور طلاق کے سوا کسی اور معنی میں استعمال نہ ہو کہ امام پر

حروف ومعنی بالمسمی ونطقہ باسماء الحروف کمثقفہ مصباح
 ص ۵۹ دھونہ او طلاق بظاہر ہنا و مشنہ و
 الفہم والبحر باب ق بیسی احرف الہجاء والظاہر عدم الفہم
 بیدہ و بین اسمائہا الخ اعمین بالخیر النعمی غفرلہ رحمہما دی الا
 ۳۹۷ ۲۸۰۵۰۴

عہ اس سے من الہدایۃ وغیرہا من تعریف الطلاق الصریح
 ہو یا یستعس فیہ ولا یستعمل فی غیرہ وقد قالوا فی التعلیل
 غلۃ الاستعمال و ہنا ینبئ عن الاستعمال القلیل المغلوول
 عبرۃ و نہ لا حائف الصریح قد قال فی العتق ج ۳ ص ۲۲ مرتب
 الصراحۃ فی ہذہ الافاظ بقولہ فکان صریحا علی الاستعمال فی
 معنی اطلاق دون غیرہ الا ان فی قولہ فی تعلیل عدم انفقارہ
 الی النیۃ لانہ صریح فیہ بغلۃ الاستعمال شد افعالا ان الموصود
 ما عبہ ہذا صریحا وصفہ بعدم الاستعمال فی غیرہ والغلۃ فی غلۃ
 الاستعمال فی العرف لیلہا للتقابل بین الغلۃ و لاخصاص وفذلہ
 الامام السرخسی فی المسود ج ۶ ص ۷۷ الصریح ما یكون مختصا بالام
 الی النساء فلا یستعمل فی غیر النکاح ثم قال فی ص ۱۲۵ و
 الحاصل ان کل لفظ لا یستعمل الا مصانفا الی النساء فہذا



سہ نفس شرح الوقایۃ والتنزیہ وغیرہا صریحا ما یستعمل فیہ دون غیرہ ونفس الہدایۃ لان فہذا الاظہار
 تستعمل فی الطلاق ولا تستعمل فی غیرہ ۱۲ من غفرہ

مرج وکلیت عمل فی السمر و غیر الف. فهو سمر. کتابہ
وہذا فی التامینہ ج ۲ ص ۵۹۰

وقد قال فی ميسوم ص ۵۰ بصر

هذا اللفظ صريح في الطلاق عن استباحة بعبة لا تستعمل فلا

إلى انية فيه ولا أنه يحتص بالنساء ولا بذكر لفظ الطلاق

الامتنان إلى النساء وهذا يصح من عدم الإحصاء بالنساء

وعدم الذكر في غيره يقتضي عدم الاستعمال في غير النساء فلا

وقد الاستعمال دليل الاستعمال للعقل وقد ورد في

الحلي مجيباً عن هذا في حاشية المنع قال المصنف أي صاحب

الهداية ولا تستعمل في غيره فون أي عالم بقضية قوله لعلة

لاستعمال فيسند مع السد فوسن كلامه وقد ورد في البحر

ج ۲ ص ۲۵۱ بعد ذكر سكر السد فعول وحيث العسرة اذ في على

غالب لا سند فعول كذا في الشامي ج ۲ ص ۵۱ قوله لم يستعمل

الافيه أي غالباً ودرجته في معناه انما في ج ۲ ص ۲۵ فقال

عالم بما يوافق قوله لعلة الاستعمال وقد قال السيد طهطا

ج ۲ ص ۱۱۲ إلا أن يقال لا سروراً بحصر كثرة الاستعمال فلي هذا القول مرجحاً

كذا استعماله فيه لكن أولى ومما عرفت أن الاستعمال لنفس السد

في حكم عدم فلا ينافي الصراحة والإحصاء من وقد أحاط الشامي في المنحة



برس و لو قال انت طالق عن وثاق لم يقع في العدة بسبب لانه صرح
 بما يحتمله اللفظ فيصدق قضاء وديانة وكذا اسوق ان استحق
 من هذا القيد والبضاي المبسوط والسدائم والهداية و من
 ج ٣ من ٣٩ والجوهرة والشمس والخلصة والسدرة والعترة
 والبرازية والمهندية ج ١ من ٣٥٣ والنظر منها و لو قال له انت
 طالق ونوى به الطلاق عن وثاق لم يصدق قضاء و بدين فيما
 بينه وبين الله تعالى في البدائم وغيرها لانه نوى ما يحتمله كلامه
 في الجملة والله تعالى مطلع على قلبه فنفى هذه النصوص عن
 ان كلمة طلاق تحتل معنى اخر غير الطلاق وهو معتبر عند الله
 تعالى فلا شك في وجوبه واستعماله خبر معروف وعدم اعتبار
 القاضى لا ينافي الوجود لان مبني القضاء على الظاهر وهو غير ظاهر
 لكونه غير معروف وتفسير الوثاق او القيد قرينة قرينة على ارادة
 نيت القاضى ايضا بل قد يكون المعنى الاخر معروفا ايضا
 باعتبار لغة عربية ولكن اعرفت الشرع بمعية فيبقى صريحا كما في
 معطوية ج ٢ من ١١٢ ان التركي يستعمل هذا اللفظ للطحال والوهبة
 اشكال اخر وهو انه قد يكون لفظ صريحا في الطلاق عرفا وله معنى
 خا ايضا عرفا شرعيا كثير الاستعمال كثر لا تنكر فان لعقد الحرام هذه
 فلا قام صريحا باعتبارها اعرفت معنى التنوير والدور الشامية ج ٢ من ٤١
 وطحاوية ج ٢ من ١٨٣ والنظر من التنوير قال لا مراثة انت على
 حرام الى ان قال ويغنى بانه طلاق بائن وان لم ينكره قال الشامى و
 الفتوى على قول المتأخرين بانصرافه الى الطلاق البائن وايضا قال



نصوب عمل حتى يطلاق لانه يعرف العادة المستقيمة المستقيمة
مع انما انفال الخمر حرام والمحرم حرام والزنا حرام او
عبدت من الاشياء والافعال المحرمة وكذا يطلق على الف
محرمات وكذا يطلق على المحرم بالسبح والعمرة انه
وكذا يكون الحرام يميناً فذا معان اخر معروفه شرعاً مستند
عرفنا وحده واضع وهو ان المراد في قونهم ما يستعمل فيه لا يستعمل
في غيره الفاظ تستعمل مضافة الى الازواج المنكوحات رفع قيد الكون
وهو المراد من الاختصاص بالنساء لا الالفاظ المنطوقة عن الامهات
ودام الاخفاء عليه اصله فلذا الحريص هو ابرهذ القيد في التبريد
ولسائن لهذا معيار اسماء العباكة ففى المبسوط ج ١ ص ١٠١
اذ قال لها انت طالق يقع به طلاق رجعية سوى اولى من لار
هذا المقصود صريح في الطلاق عن النكاح لعملية الاستعمال فلا حاجة
الى نسبة فيه ولانه يختص بالنساء ولا يذكر لفظ الطلاق
مصاناً الى النساء واسماً ذكر في خيرهن الا طلاق والمعنى
الخاص بالنساء النكاح فمعين الطلاق عن النكاح عند الاصل
في البدائع ج ٣ ص ١٠١ اما الصريح فهو اللفظ الذي لا يستعمل
الا في حل فبذل النكاح وفي ج ٣ ص ١٠٦ ان الصريح الطلاق هو اللفظ الذي
لا يستعمل الا في الطلاق عن نكاح النكاح وفي ج ٣ ص ١٠٢ الاصل

مع وكذا في الهداية فان صريح قولها انت طالق ومطلقة وطقتك فمداً بلفظ
طلاق الرجعي لان هذه الالفاظ تستعمل في الطلاق ولا تستعمل في غيره ج ٣ ص ١٠٩

بما يقتضيه في إلفاظه متعارفين و سطر من السدنة صرصة

سرى عليه المسمى في ما به هذا في اطلاق بالبدنية
 كان بهب لفظ لا يستعمل الا في الطلاق فذلك اللفظ صريح
 اطلاق من غير نية اذ اصبحت ان السرة ومسله في البحر من
 والهندية ج ٢ ص ٣٤٩ والشمسية ج ٢ ص ٥٧ ٥٨ ٥٩ ٦٠ وما صدر
 بشرطية الاضافة احوال زوجة كساد كرت في احوال وبعد هذا
 ظاهر من ان المراد من كلمة ما في ما يستعمل فيه ولا يستعمل
 في غير لفظ مضاف الى الزوجة لان اطلاق لا يكون الا مالا
 الى الزوجة وهو المبتدأ والجسمان يستعمل فيه ولا يستعمل
 في غير لا غير اى صفاته معنى وهو السرح للضميرين في المعين
 كبت لا يكون ما في احوال انت به مقيد ان قيد الاضافة وكبت
 برتقم القيد الثابت من دون رفع وبعبارة اخرى ان ما قيد
 المقم والصريح والكبت انفسان قسمين منه في ذلك الاضافة
 في الزوجة ما خود الى المقم كبت ينفلك انفسان منب فلذا جرح
 في البدن وغيره لانه لا يستعمل الا في حل قيد النكاح والا في
 اطلاق عن قيد النكاح فخصص الحق حصصه لشمس صب
 انهار والغمر منصف شهر ان مراد هو الصريح لفظ مضاف الى
 الزوجة لا يستعمل عرف لا في اطلاق مثل طالق في انت صان



ما المقم لفظ رفع قيد النكاح مضاف الى السدنة ١٥ منه غيره

ما يستعمل فيه ولا يستعمل في غيره ١٢ منه غيره

ما يستعمل فيه ولا يستعمل في غيره ايضا ١٣ منه غيره



وحرام في من حرره فمقتضى الحرام والحرام وان كان له سبب مع
حرمة سبب الحرام عرفنا ايضا ولكن في هذين الحملتين لا يستعمل
عرف الا في اطلاق وان نرى معنى اخر فيصدق «بأنه لا يقتضيه الا
ذاتهما ما يعين المراد كما هو تاق في انت طاق وكلاك ولحسنه ودمه
وغير ذلك لان انت حرام على محتليها وما طاق في جملة ان الدني
طاق وحرام في ان العذر حرام فليس بلطف اطلاق لعدم الاضاه
الى الروجة هذا فان قيل قد ذكرت في الفتوى عن المبسوط
السدائع والتبيين والجمهورية ان سرحتك ليس بصريح لان المراد
لا يستعمل الا في غير النكاح وهذا اللفظ يستعمل في الغير فال
الرجل يقول سرحت اسلى وليس فيما الاضافة الى الزوجة فعملهم
ليس قيد الاضافة الى الزوجة معتبرا في ما لا يستعمل في غيره
قلت ان الحق لا ينتقض بامثال هذه الشبهة الواهية التي
عرضت عن عدم التدبر في نصوصهم المباركة فان مرادهم بهذا
ان سرحتك في سرحتك خطابا للزوجة ليس صريحا فان سرحتك
في سرحتك يعتمل معنى اخر يجوز استعماله فيه لعدم اللفظ
الفاشي في كونه طلاقا فان تسريح الزوجة اى ارساها كما يكون
للطلاق يكون لغیر الطلاق ايضا كما ان الرجل يقول سرحت
ابلى والابل ليس محلا للطلاق فلا يتصور فيه معنى اطلاق بل معناه
سبر الطلاق فكذا يتصور في سرحتك معنى غير اطلاق فتعبرهم في
دعوى مع الدليس فما الطف هو وادقه واحسنه وقد اختصره الشافعي
عليه السلام في ج ٢ ص ٦٣٩ حيث قال (قوله سرحتك) من السراح بفخر السين



بہ اسکاہ نیز میں ہے اما الصریح وہو اعظم السدی
 رئیس عمل الا فی حل قید النکاح الخ

اس بیان سے رونوروشن کی طرح واضح ہو کر آیا لفظ جو صدق کے ساتھ
 خاص نہیں بلکہ طلاق کے علاوہ کسی اور معنی میں بھی استعمال ہو تو وہ صحیح نہیں بلکہ کنایہ
 طلاق ہے کہ بلا نیت طلاق یا قریبہ طلاق نہیں بناؤ قد صرحوا بہ
 بعضا حالانکہ لفظ چوڑی کا استعمال طلاق کے علاوہ اور کسی معنوں میں بھی عام ہے
 اور پنہا بیل میں رائج و معروف ہے کہا جاتا ہے ڈاچی چوڑی، گھوڑی چوڑی
 بینس لائے چوڑی، بیڑ بکری چوڑی، ابیدوستی یا گل چوڑی بلکہ بیری کے منتقل بھی

وهو الامر سال ای امر سالتک لانی حلفتک اور حاجت لی وقد صرح بهذا
 القید الشیخ الکامن قدوة السالکین عمدة العارفین مستند
 العلماء والفضلاء سیدنا خواجہ مہر علی شاہ رحمہ اللہ نقای حدیث
 فأنه السبلکہ حیث قال وان تحقیق ان الصریح هو الظاهر المنبدر فی رفع
 قید النکاح مجردا عن انقرا سن (الی ان قال رحمہ اللہ عنہ) فہما احق
 الرجل فی حق هرمة لفظا یتبادر منه ارادة الطلاق من غیر احتیاج
 انقرینة ای حالة العضب ومنذ کثرة العلق یتکون صریحا والافق
 الصریح لیس شرط زائد بعد حفظ لاضافة من الروج لی سہو حد انتہی
 فلذا هو الحق المسدود وما کان مندی لولا ان هدا ان الله عز
 ارحم الراحمین فذلک الحمد والمنة علی ہدایت الحق وامر الله وعلی الله
 علی محبوب ای محبوب امر سله لہدایتہ وارادہ وعلی الله واصحابہ حسب
 ہدایتہ وامر الله -

الغیر الباقی فی خبر نمبر ۲۰ جلد اولی ۱۳۴۲ھ ۲۵

سہ کسب یاقی فی ہذا الفتوی ان شاء الله تعالی ۲ منہ غفرلہ

عہ ازمنہ ۱۲ منہ غفرلہ



علاق کے علاوہ بھی بولا جاتا ہے جیسے نہایت مصروف کاروباری یا طالب علم وغیرہ
 شادی شدہ لوگ جو اپنی بیوی سے قطعاً نہ رکھیں کہا کرتے ہیں کہ بیوی اس کے
 باپ کے پاس چھوڑی یا اپنے باپ کے گھر چھوڑی یا اپنے بھائی کے گھر
 چھوڑی ہے یعنی وہاں ٹھہرائی ہوئی ہے لہذا یہ صریح نہیں بلکہ کنایہ ہے، البتہ
 اسی دلیل سے ہمارے شاہج عظام نے سرحتک کو جو تھوڑے چھوڑے کاموں کی
 ترجمہ ہے، صریح طلاق نہیں بنایا بلکہ یہ شمار فرمایا، مبسوط ج ۶ ص ۷۷، بدائع صناع
 ج ۲ ص ۱۰۶۔ تبیین الحقائق ج ۲ ص ۲۱۶ جوہر وغیرہ ج ۲ ص ۱۰۴، بحر الرائق ج ۲
 ص ۳۰۱، شامی ج ۲ ص ۶۳۹ وغیرہ میں ہے، بالفاظ متعارفہ والنظم من
 المبسوط ولوقال لامرأتہ سرحتک او فارقتک ولم یؤاخذوا
 لم یقع شیئ (الی ان قال) الصریح مایکون مختصاً بالانفاز
 الی النساء فلا یستعمل فی غیر النکاح وهذا لا یوجد فی
 هذین اللفظین فان الرجل یقول سرحت ابلی الخ شامی کے
 نظریہ میں (قوله سرحتک) من السراح بفتح السین وهو الارسال
 ای امر سلتک لا فی طلقک او لحاجة لی الخ اور یؤنی بالخصوص غیر لی
 الفاظ کے متعلق بھی ہمارے شاہج عظام نے یہی تصریح فرمائی ہے، مبسوط ج ۶ ص ۱۴۵
 ص ۱۴۵، بدائع صناع ج ۳ ص ۱۰۲، بزاز یہ ج ۲ ص ۲۰۰، ہندیہ ج ۱ ص ۲۶۹
 بحر الرائق ج ۲ ص ۳۰۰، شامی ج ۲ ص ۵۹۰ میں بالفاظ متعارفہ ہے والنظم
 للمام السرخسی والحاصل ان کل لفظ لا یستعمل الا مضافاً
 لی النساء فهو صریح وکل ما یستعمل فی النساء وغیر النساء



سہ و مثله ترکت ففی کنایات الهندیہ ج ۱ ص ۳۷۶، رجل قال لامرأتہ
 ضربنی زحلاً فلانة النی تزوجتها فانی ترکتها فخذها نوری الطلاق تعمر
 سائتہ کما فی الخلاصة ۱۲ منہ غفرلہ

بہر سمرات الکناینہ، طحاوی علی اندر ج ۲ ص ۱۲ میں ہے اذہ ماہ بہ
مراقہ بہا غیر المر ببہد، ثانی ج ۱ ص ۵۹۲ میں ہے مر ای بعد
کاس، برائے ج ۲ ص ۱۰۰۲ بحر ج ۳ ص ۳۰۰ میں ہے ان لصر بولا غلغا
اختلاف اللغات۔

ایضاً لفظ پچھڑی ہمارے روزمرہ محاورات میں صرف حورت یا منکوحہ
کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ کثرت اور چیزوں کی بولاجاتا ہے جیسے "بی میرے
سرحت البتہ پاکستان یا ہندوستان کے کسی ضلع یا صوبہ میں یہ لفظ صرف صدق
کے لئے ہی خاص اور معروف بن جائے تو اس علاقہ میں طلاق صرف محض شہر یا بگا
مگر ہمارے علاقہ میں یوں نہیں لہذا طلاق صرف نہیں پچھڑی نہ اس کی جگہ زید
قسم لگا کر کہتا ہے کہ میری نیت چیز دست کی ہے حالانکہ جا قرینہ کنایات میں
یوں کا قول ہی متبرہنا ہے کہ فی معتبرات المذہبۃ چنانچہ مسطور ج ۶

ص ۴۹۰، ہایہ ۲ ص ۳۵۵ میں ہے والاضد من مبسوطہ۔ مبس
واقول قول الامین مع البسین اور زید اور اس کی زوجہ کے، ہمیں مذکر
یا مناضیہ نہیں ہوا بلکہ اس وقت زوجہ حاضر ہی نہیں اور زوجہ کو دلبر بھی حاضر
نہیں پچھڑی یہ بھی ساتھ ہی کہتا ہے میں بصیر پور چڑھنے جاتا ہوں اباجی، اور پھر
نسبت متبیین بھی نہیں تو طلاق بنا نا ہرگز ہرگز نہیں اور پچھڑی پر تعجب یہ کہ ان

عہ قادی مبارکہ سر، سرمد ص ۱۰ کے کسے مارے کھاتہ مرکہ میں وساکاٹ
لغت مدار السقام فی ای موصوف بخلق بلفظ جھڑی "من الزوج الی غیرہ
وہنا درمہ انعام معنی رفع قد اسکوہ و مرد عن قرینہ العصبہ و انما ذکرہ
نکون مریحا عند اہل و می موضع بکود فیہ خلافہ یکون مائعا عند
اہلہ الخ ۱۲، منہ غفرلہ



بعض حضرات نے لفظ جیوڑی کو صرف صریح طلاق ہی نہیں بنایا بلکہ نکرہ جیوڑی سے تین طلاقیں بنا کر منقطع قرار دیا کہ بنیر حلالہ کے نخبہ میں نکاح بھی جائز نہیں حالانکہ بالفرض بقول ان کے صریح بن بھی جائے تو منقطع نہیں بن سکتی کیونکہ حرام کی طرح اپنے اصل معنی کی بنا پر بائن بنے گی۔ قتائے کرام کا مسئلہ قاضی بے کربان طلاق بائن کو لاحق نہیں ہوتی کما فی التنبیہ والدرر والشامیۃ ج ۲ ص ۱۴۵ میں ہے قال ولا یرد انت علی حرام علی المفتی بہ من عدم توقضہ علی النیۃ معانہ لا یمسح البائن ولا یلحقہ البائن لکونہ بائناً لما ان عدم توقضہ علی النیۃ امر عرض لہ لا بحسب اصل وضعہ۔
 ہر مال ماہ ویم ماہ وہر نیم روز کی طرح نمایاں ہوا کہ صورت سوال میں نزدیک بیوی کا ہونا
 نزدیک بیوی کا ہے اس پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی ومن ادعی الخلاف فلیہ
 البیان والجواب بالانصاف وقد بقی الخباہی فیہ واذا الکلام
 واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ وعلم الہ
 واصحابہ وبارک وسلم۔



فتوہ مفتی عبدالرحیم محمد نور الشافعی عفرلہ
 ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ ۲۵/۴

الاستفتاء

علامہ دین اور مفتیان عظام اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں، ایک شخص نے
 اپنی بیوی کو گواہوں کے رو برو طلاق دی اور حروف یہ استعمال کئے کہ حرام حرام

حرام، میری ماں اور بہن ہے۔

فقیر حیران دین، چک ۴۲، لاہور



سائل نے زبانی بیان کیا کہ اس شخص نے خود بخود گواہوں کو بلایا اور اپنی بیوی کے متعلق یہ لفظ کہے، اگر یہ تحریر اور زبانی بیان صحیح ہے تو اس کی بیوی کو ایک طلاق بائن پڑ گئی ہے اور باقی لغو، شامی ج ۲ ص ۹۲ میں ہے افحق المتأخرون فی انت علی حرام بانہ طلاق بائن للعرف بدانیۃ نیز ج ۲ ص ۱۲۵ میں ہے کہ انت علی حرام کے بعد انت علی حرام کہنے سے اور طلاق نہیں پڑتی نضہ ولا یرد انت علی حرام علی السفی بہ من عدم توقفہ علی النیۃ مع انتہ لا یلحق انبائن ولا یلحق البائن لکونہ بائنا۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبنا محمد
وعلى آله وصحبه وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور الدین غفرلہ

۱۰ رجب المرجب ۱۳۹۷ھ

الاستفتاء

بخدمت جناب حضرت قبلہ و کتبہ استاذ العلماء فقیرِ اعظم پاکستان محمد شہزاد
عجم الحاج مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعمی دامت برکاتہم العالی
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنے سر پر
اپنی بیوی کے متعلق اس طرح لکھا ہے، میں افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہوں کہ اپنے
گناہوں میں آواز نکال کر دیا ہے، اس کا مطلب کہ شہزادی کو ہم اپنے پاس رکھیں، اگر
اُدگے خود دے آنا ورنہ اس کو اپنے پاس قابو کر لو، میرا آخری فیصلہ ایک ہے طلاق
طلاق طلاق، اس سے زیادہ ذلیل ہونا ہے، کچھ بھی ہو جائے میں طلاق دوں گا۔
اتنا وقت گزر گیا ہے آئی نہیں ہے، میں طلاق دوں گا۔ شہزادے یا گاؤں ہنسنے
اب علمائے کرام سے یہ امر دریافت طلب ہے کہ مذکورہ شخص آخری فیصلہ کر کے
لکھ کر دے رہا ہے کہ میرا آخری فیصلہ ایک ہے طلاق طلاق طلاق۔ اس کے بعد
نکھتا ہے کہ میں طلاق دوں گا، آخری فیصلہ کرنے کے بعد مستقبل کا جملہ کہ میں
طلاق دوں گا۔ شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام موجب کیا حکم رکھتا ہے
ببینوا و تعبدوا۔

السائل: البرانور مول بخش سکندری متعلم دارالعلوم معظمت علیہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور

د

سکن خیر پور (سندھ)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْجَوَابُ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْيُسْرَ وَالصَّوَابَ

یہ آخری فیصلہ، کئی احتمالات والا ہے مثلاً یہ کہ شہزادی اجلاس کی زوجہ ہے، اس کے حق میں فیصلہ ہے یا یہ کہ اس کی یہ عادت ہے کہ اس نے اپنی ساتھیوں کے مثل میں فیصلہ کیا ہوا ہے لہذا سندہ جاؤ اور اس معنی کا قریبہ جمائے مگر یہ صریحاً دوں گا، میں طلاق دوں گا، لہذا ایسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہو سکتی، نیز یہ معنی میں بھی دو احتمال ہیں کہ شہزادی کہ طلاق طلاق طلاق ہے یا دوں گا، اور اس دوسرے احتمال کو وہی استقبالیہ مکرر دہلے تائید دیتے ہیں، چونکہ شہزادی کا نکاح متین ہے اور یہ قاعدہ مسلم ہے کہ الباقین لا یرتفع بالست لہذا نکاح باقی ہے، طلاق واقع نہیں ہوئی وھذا التّعدّد من حلی البدیہیات فلا حرج فی ذکر الحوائج۔

ان دو دلیلوں کے علاوہ عدم وقوع طلاق کی یہ بھی دلیل ہے کہ اس جہت فیصلہ میں زوج کی طرف نسبت نہیں اور نسبت الی الزوج کے بغیر کسی بھی لفظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی، فتاویٰ خلافت الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۶، ۷۷ اور در المختار شامی علی الدر ج ۲ ص ۵۹، ج ۲ ص ۵۹، مجموعہ علی الدر ج ۲ ص ۱۱۲، البحر الرائق ج ۲ ص ۲۵۳ میں ہے چنانچہ خلاصہ میں فرمایا جنس آخری رخصانہ، پھر کئی مسائل ذکر کئے کہ ان میں طلاق لدم الاضافۃ واقع نہیں ہوتی چنانچہ اسی صفحہ میں فرمایا ولو

قالت خلقتی فضر بها وقال اينك طلاق لا يقع نيز اس میں ہے
فقال بالفارسية رطلاق ان قال عنيت امرأتي يقع وان لم يقل
شيئا لا يقع نيز وفي المحيط "ارطلاق" ينوي لعدم الاضافة والتمتاز
میں فرمایا سو قال ان خرجت يقع الطلاق او لا تخرجي الا باذن
فخرجت لم يقع لتركها الاضافة اليها شامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اے
المعنویۃ فانها الشرط والخطاب من الاضافة المعنویۃ
وکذا الاشارة الخ اور یونہی ابن نجیم علیہ الرحمۃ نے بھی بجز الراقی میں فرمایا و
قید بخطابها لانہ لو قال خلعت بالطلاق ولم یضف اليها
لا يقع (الی ان قال) وذكر اسمها و اضافتها اليه كخطابه -
بہر حال صورت مسئلہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی اور حبلہ "میں طلاق دوں گا"
فیصلہ والے جملہ کا مبین و مظهر بنے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبنا الاعظم و
على آله واصحابه وبارک وسلم۔

مرہ : البر النخیر محمد زید الداعی غفرلہ خادم دارالعلوم حنفیہ قریبہ لیسٹریٹ
ضلع ساہیوال

۵ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ ۱۵/۱۱/۷۸

الاستفتاء

حضور عالی جناب راس المفسرین فخر المحدثین قطب عصر قبلہ اباجی صاحب

ادام اللہ فیہم ابدا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

ایک مسئلہ ارشاد فرمایا جائے۔ زید فاطمہ سے نکاح کر سکتا ہے جبکہ
 فاطمہ زید کی پیشینرو عائشہ کے ساتھ مل کر زید کی والدہ کا دودھ پلے چکی ہو، فتاویٰ زوہ
 ج ۲ ص ۲۶ وغیرہ سے استفادہ کیا ہے لیکن چونکہ مسئلہ ابھی دریافت حسب تقاضا
 لہذا یہ بھی عرض کر دیا ہے۔

مسئلہ ۵ :

جو شخص زید سے زید کی منکوحہ کے حق میں تین بار حرام ہو، حرام
 کھواتا ہے اور زید کی نیت طلاق ہو تو وہ زید کی منکوحہ کے حق میں زید کے لئے بائن
 ہے یا مغلطہ؟ فتاویٰ عالمگیری (طب معری) ج ۱ ص ۱۰۴ و سقلا اننا منک
 بائن اوانا علیک حرام و نوی بطلاق بفتح شمر و قد یہ ج ۲
 ص ۸۲ و منها اعندی واستبرئ اخ (الی ان قال) حرام حبسہ بریتہ
 نفق واحدہ بائنہ بہا بشرعیت ج ۸ ص ۱۲، اپنی عورت سے کہا تو مجھ پر حرام
 ہے تو ایک بائن طلاق ہوگی " بد یہ شریف ج ۲ ص ۳۶ و سقلا ذ منک
 بائن او علیک حرام ہوی بطلاق فہی طاق۔ الدر المختار ج ۲ ص ۱۳۹
 و نحو خلیۃ و بریتہ حرام بہ من

عرض ہے کہ حرام سے بائن تو ہے، کیا ایک بار حرام کہنے سے بائن ہے تو
 متعدد بار حرام کہنے پر بھی بائن ہے یعنی تین یا تین سے زیادہ بار کہنے پر بائن بھی ہے
 جیسا کہ ظاہر میں ایک بار اپنی عورت کو مثل ماں میں کہنا یا دس بار کہنا آیا کفارہ ظلم
 ایک ہی بار ہو تو ہے یا مغلطہ ہوگی؟

حضور رفیق گنجور ہم لاکھ کت ہیں دیکھ لیں تشنگی بقرار، محتاجی کا اظہار ہو تو ہے
 کہ اپنے آقا سے وابستگی قائم رہے، دعا ہے کہ نظر کرے۔ ہے میں تم آمین۔
 ضربت مجزا وہ صاحب سے سلام عرض اور اساتذہ کرام سے بھی مؤدبانہ اور سب سے



سب کی خدمت میں سلام دعا۔
 آپ حضور کا فرزند: محمد بن عبد الرحمن سجاد و نشین آستان عالیہ اہل بیت
 تحصیل پاکستان ضلع ساہیوال ۹-۲۱/۲



۱۔ مسودہ نظر نے جب زید کی والدہ کا دودھ پیا، زید کے ساتھ یا کسی اور بہن بھائی کے ساتھ تو وہ زید کی رضاعی بہن بن گئی اور حکم و اخواتکم من الرضاۃ حرام ہو گئی لہذا زید کے نکاح میں ہرگز ہرگز نہیں آسکتی۔

۲۔ زید کا اپنی منکودہ کو تین بار حرام حرام حرام کننا صرف ایک طلاق بائن ہے، کیونکہ قاعدہ فقہیہ ہے لایصح البائن البائن، فتاویٰ ہندیہ (عالمگیریہ) ج ۲ ص ۶۲ فی آخر الفصل الخامس فی الکئیات اور ثنویہ لا بصارہ، در المختار شامی ج ۲ ص ۶۲۵، ۶۲۶ میں ہے الصریح یلحق الصریح (الی ان قال) لایلحق البائن البائن۔

البتہ اگر ایک مرتبہ انت علی حرام میں تین کی نیت کرے تو صحیح ہے ثانی ج ۲ ص ۵۹۶ میں ہے فقد صرحوا بانہ تصح نبد الثلاث فی انت علی حرام کیونکہ حرام "مصد ہے" اس میں تین کی نیت ہو سکتی ہے ولفظہ لان الطلاق مذکور بلفظ المصدر وقد علمت صحۃ ہانیہ وکذا فی فتاویٰ الحرام اور بہار تربیت ج ۸ ص ۲۴ میں بڑی تفصیل ہے



خود چیلین۔
واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله على حبيبہ الاعظم وعلی
الہ واصحابہ وبارک وسلم۔

مفتی اعظم دارالافتاء اسلامیہ پاکستان

۱۶ جمادی الاول ۱۴۲۹ھ ۲۷-۲۸

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین مفتیان محدث اس مسئلہ میں کہ عرصہ ۶ ماہ کا ہوا ہو گا کہ سہمی شمیر ولد گوماں بلونج چک سے موضوع تھے والا خان پور پورہ میرے گھر چار بجے شام آیا اور اپنی بیوی دسماء ضیافا عزت صغریٰ دختر ام کو بلا کر کہنے لگا کہ میں نے تم کو تین طلاق دے دی، جہاں تیرا دل چاہے نکاح ثانی کر سکتی ہے، تو میرے اوپر ہر حیار مذہب اسلام میں حرام ہے۔ اس وقت میرے پاس دو تین آدمی بھی بیٹھے تھے۔

علی الصبح میں نے اس کو بلا کر پوچھا کہ آپ تحریری طلاق بھی لکھ کر دیں تو اس نے کہا جیکہ میں اپنی زبان سے تین حدیق دے چکا ہوں تو اب لکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ لہذا برائے مہربانی کتب عادیات وقفہ و آیات قرآن مجید کا ثبوت دیں کہ کل کو اگر وہ منحرف ہو تو ثبوت دکھلایا جائے۔ جواب دیکھ مشکورہ فرمائیں، جناب کی مہربانی ہوگی

العارض

السائل: میان خان ولد عبداللہ چک ۶۵/۳۷۷، ڈاکخانہ اوکاڑہ کینٹ

تحصیل اوکاڑہ ضلع ساہیوال

گواہ شد

فدائے شہید و صدق جان بونج
چک ۳۶۹ ڈاک خانہ اوکاڑہ کنٹ
تخصیل اوکاڑہ ضلع ساہیوال

گواہ شد

مہر کبیر خان و نور محمد خاں
چک ۳۶۹/۱۱ تحصیل اوکاڑہ ضلع ساہیوال



اگر صورت سوال صحیح ہے تو بحکم قرآن کریم اور حدیث پاک اور فقہ مذہب
مذہب حنفی تین طلاقیں واقع ہو گئی ہیں۔

قرآن کریم میں ہے الطلاق مرثن اور فان طلقها
الایہ اور حدیث ابن ماجہ میں ہے الطلاق لمن اخذ بالساق
اور فتاویٰ عالمگیری اور فتاویٰ قاضی خان اور سب فقہ کی کتابوں میں
لکھا ہے۔ ہاں گورنمنٹ کا قانون ہے کہ سرکاری طور پر یونین کونسل
میں طلاق دی جائے تو معتبر ہے۔ مگر یہ گورنمنٹ کا قانون ہے اور شرع
شرعیت میں بقاعدہ طلاق مکمل ہو گئی ہے اور مسماۃ صفحہ ۷ مسمیٰ شمیر ۶
حرام ہو گئی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ و
آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

مردہ الفقیر ابو الغیر محمد نور النعمی غفرلہ

۲ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ

الاستفتاء

بجہ مستی اقدس محترم و محکم قبلہ و کعبہ قاسمیت بریطینت رہبر شریعت
صوفی، با صفا عاشق مصلحتی صلی اللہ علیہ وسلم، قید اباجان، است برکاتہ العالیہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: کے بعد عرض ہے کہ بندہ کے سامنے چند مسئلے پیش آئے
ہیں جنہوں پر سے دریافت کرنا چاہتا ہوں :-

۱۔ ایک آدمی نے سوال کیا ہے کہ مثلاً ایک آدمی کی شادی ہوئی ہے یا پہلے ہے
اس نے اپنی بیوی کے پستان محبت میں آکر چوسے، کیا اس کا نکاح ٹوٹ گیا ہے
یا نہیں؟ اگر نکاح نہیں ٹوٹا تو فتویٰ کے ذریعے اس کی تنبیہ فرمائیں اور پھر سے
دلائل اور فتوے کے ساتھ جواب دیں۔

۲۔ اگر امام فجر کی نماز میں ۲۶ سیپارے میں سے ایک رکوع چڑھے اور دوسری رکعت
میں ۲۴ سیپارے کا پڑھ دے، کیا جماعت بوجہ گئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی
تو تمام نمازی نماز قضا پڑھیں یا کہ نہیں؟

۳۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، دس بارہ دنوں کے بعد دونوں
میاں بیوی کی صلح ہو گئی اور انہوں نے مباشرت بھی کی، کیا نکاح تو ختم ہو چکا تھا
اب اس کی بیوی اس پر حلال ہے یا نہیں؟ اور ان کے لئے کیا شرعی حکم ہے؟

۴۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو غصہ میں آکر طلاق، طلاق، طلاق کہہ دیا اور بعد میں اپنی
بیوی سے معافی مانگی کہ میں غصہ میں آکر تجھ کو طلاق دے بیٹھا ہوں وغیرہ کر لی
ہے، کیا وہ طلاق ہو گئی یا کہ نہیں ہوئی؟

۵۔ مسجد سے راستہ بنانا اور آمد و رفت رکھنا، کوئی مسجد کا احترام نہ کرنا اور عورتوں کا



یہ سب باتیں سنا کر خون آنے کے باوجود سجدہ سے لڑ رہا،
 اس کے منتقل ہونے پر حضور نے فرما کر دلائل اور فتوے کے ساتھ جواب دیے
 ان سارے کاموں پر بنامیہ سے باعث شرف و عزت ہے۔
 سائل: حافظ قاری محمد سعید احمد سلطان خطیب جامع مسجد نوشہریہ لاہور
 مینار بکھن پورہ نزد نیر شاہ باغ لاہور ۱۱.۳.۸۰

الْجَوَابُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِيْ التَّوْقِیْنَ وَالصَّوَابَ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

مولانا! مجھے اتنی فرصت نہیں کہ میں دلائل کے ساتھ کچھ سکول کیونکہ مجھے اسباق
 بھی پڑھنے ہوتے ہیں اور دارالعلوم کی دیکھ بھال بھی کرنی ہوتی ہے اور سوالات بھی
 کافی آتے ہیں اور آپ حضرات ایک سلسلہ نہیں بلکہ مسائل کی فرصت دیتے ہیں۔ صرف
 جواب شرعی لکھ دیتا ہوں، دلائل دیکھنے ہوں تو بوقت فرصت میں تو ہو سکتا ہے۔

۱۔ نکاح نہیں ٹوٹا کہ مدت رضاعت کی ڈھائی سال ہے۔

۲۔ ہاں نماز صحیح ہو جائے گی کہ سب قرآن مجید ہی ہے۔

۳۔ طلاق دے دی، ایک یا دو یا تین، رجعی یا بائن، ہر ایک کا حکم الگ الگ ہے
 تفصیل سے سوال کریں۔

۴۔ طلاق دینے کے بعد معافی مانگنے کا کوئی مسئلہ نہیں، اگر یہ کہا ہے کہ تجھے طلاق اطلاق
 طلاق ہے تو طلاق منقطع ہو گئی، ہزار معافی مانگے، بلا حائل نہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا
 کوئی اور صورت تو کیا۔

۵۔ یہ غلط ہے، مسجد کا احترام شرعاً ضروری ہے اور عاملین اور ناسر و جنب کے لئے
گندنا ناجائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ علی حبیبہ وعلیٰ آلہ وصحبہ
وبارک وسلم ابداً ابداً۔

حزب الفقہ البراغیہ محمد نور الدین سیفی غفرلہ بقلم

۲۵ ربیع الثانی سنہ ۱۴۴۰ھ ۱۴.۲.۹۰



معلق و مشروط طلاق

باب الطلاق بالشرط

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندرین مسئلہ کو زیر اقرار نامہ میں یہ لفظ لکھ دیتے ہیں کہ اگر میں اپنی بیوی مذکورہ کو اس کے والدین کی مرضی کے خلاف اپنے والدین کے پاس یا کسی اور جگہ آباد کرنے کی کوشش کروں یا لے جاؤں گا تو میرا نکاح نہیں رہے گا اور زانی بھی یہ کہ اگر میری طرف سے طلاق ہوگی مگر اب اس نے اپنی بیوی کو والدین کی مرضی کے خلاف اور جگہ آباد کرنے کی کوشش بند رہے پھر اس کی سب سے تو کیا حلاق بائن واقع ہوگی یا نہیں؟
ببینوا تو جروا۔

احمد دین سائل از ڈوگر متصل منڈی ہیرا سنگھ تحصیل دیپالپور ضلع منٹھری

۱۸ رجب المرجب ۱۳۴۳ھ



اگر سوال درست اور واقعی ہے تو بلا شک و شبہ مذہب حنفیہ کی رو سے مستحب
بان واقع ہوگی کہ شرط کے پائے جانے پر طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ بحر الرائق ص ۱۰۷
میں ہے قوله فيمنه بعده اسی یقع الطلاق بعد وجود الشیطر
وانتہی بعد علی اہم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ وبارک وسلم

مروہ الغفران البرا کثیر محمد نور الشدائعی فخر
۲۳ رجب المرجب ۱۳۵۷ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ کسی بشیر احمد صاحب ذیل
کو دیتا ہے، ہمسایہ بشیر احمد ولد محمد رمضان قوم شیخ صدیقی سکھہ حال کوٹ ادو ضلع مظفر
اپنی بیوی بنام رشیدیاں کی ولادت کمبش قوم شیخ صدیقی کو مبلغ ۳۰ روپے ہوا محمد
کو مبلغ ۵۰ روپے اور دوسری تنخواہ مبلغ ۵۰ روپے پر روز ۳۰ تک منسلک ویرانہ
کردونگا، مذراہ یعنی رڈ رت دس ماہ ادا کرنا ہوگا، اگر میں ان تارخیوں میں اپنی
کو یہ رقم مذکورہ ادا کر سکوں تو میری بیوی کو میری طرف سے تین طلاق بائن میں ہے
وہ پر کسی فکر کا کسی کا نہیں ہے۔ میں نے اپنی رضامندی سے تحریر کر دی ہے
بمقتل جوش و جو، اس ختمہ رو برو گواہاں دستخط کر دئے ہیں خدا کو حاضر ناظر جان کر توفیق
کاتب محمد شفیق سکھہ بصیر لوہ ۵۵/۵۵



سودا شد دستخط
محمد شفیع بقلم خود مسمی بشیر احمد
شان بخوشا
مسمی بذکر نے دو بروگوا بان اپنی بیوی رشیدان بیگم کو مان و نصف تحریر کر دیا تھا
نچ یک ایک ماہ کی تنخواہ بھی نہیں ادا کی ہے، عرصہ کافی ہو گیا ہے تو فرما کر کہ اس سہ میں
علامہ فرماتے ہیں کہ اس کی بیوی کو غلط فہم ہو گئی یا نہیں ؟

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْجَوَابُ
لَا تَزْعُمَنَّ لِلَّهِ فِي الْيَوْمِ الْقِيَامِ

اگر سوال صحیح و درست ہے تو تین طہ قہیں واقع ہو گئیں، ہدایہ ج ۲ ص ۳۵۹
میں ہے اذا اضافہ الی شرط و مع عقیب الشرط شامی ج ۲ ص ۶۷۸
میں ہے و وجود الیمین شرط لحنث فی حنث۔
وانشہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و اصحابہ
و سلم۔

عزہ الفقیر ابو نعیم محمد نور اللہ دہلوی

۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۸ھ

اعواب ہوا الجواب و الحق و اتباع الحق بلا شک و سہ احسن
و منکر الاعواب بلا ریب عنید الحق۔

کتبہ زید احمد غفرلہ خطیب جامع مسجد دربار شیخ فاضل حبیب علیہ الرحمہ

الکستفتاء

کیا وہ ہے جسے معاہدہ ہوا ہے جس میں نہ نیا احمد نے اپنی بیوی ایک شخص سے
میں جانے سے روکا مگر وہ نہ مانی بالآخر اس نے کاغذ پر یہ لکھا کہ اگر تو فلاں سا
آنے جانے سے نہ رک تو میں تجھے مطلقہ کر دوں گا۔

یہ کاغذ اپنی بیوی تک پہنچا دیا۔ چند دن بعد شادی کی تقریب پر وہ اپنے گھر
چلی گئی تو انہوں نے یہ پروپیگنڈہ کیا کہ نیاز احمد نے ہماری لڑکی کو مطلقہ کر دیا۔ جب
نیاز احمد نے یہ بات سنی تو سسرال گیا، انہیں صلہ واقعہ سنایا اور مزید یہ بھی کہا کہ اگر وہ
کاغذ بلاق نامہ ہے تو ظاہر کر دو انہوں نے اپنی لڑکی (نیاز احمد کی بیوی) سے کاغذ پر
تو اس نے کہا میں نے اسی وقت بھاڑ ڈالا تھا، نیاز احمد بار بار کہتا رہا کہ میں نے
طلاق نہیں دی مابعدہ و شخصوں نے جب نیاز احمد سے پوچھا کہ کیا تو نے اپنی بیوی
طلاق دی ہے تو نیاز احمد صاحب کا بیان ہے کہ میں نے کہا ہاں کہ میرا ارادہ اس لفظ
بوتے سے جھوٹ تھا کہ ایک جلسہ کے موقع پر نیاز کی برادری سے مندرجہ بالا سا
وہ لفظ قسم کے علماء سے۔ یہ ہیں یہ تو انہوں نے کہا کہ ہاں کہنے سے مطلقہ ہو چکی ہے
اس جواب پر برادری نے نیاز احمد کو طلاق نامہ لکھنے پر مجبور کیا، نیاز احمد نے
کہا کہ میں نے نہ طلاق دی اور نہ ہی لکھ دیا ہوں مگر انہوں نے زور سے مجلس میں بیٹھ کر
وریک آدمی نے بغیر نیاز احمد کے کہنے کے طلاق نامہ لکھنا شروع کیا جس کی نقل بلاشبہ
جب تحریر سے فارغ ہوئے تو نیاز احمد کو دستخط کرنے پر مجبور کیا، نیاز احمد
بیان ہے کہ انہوں نے لکھا ہوا کاغذ مجھے پڑھ کر نہیں سنایا اور نہ ہی اس کے اندر
کے مطابق مجھے الفاظ لکھوائے، میں نے اس تحریر شدہ کارڈ کو پڑھے بغیر روتے ہوئے



دو کو ب کے اندیشہ سے دستخط کر دے کر میرے بارہ ہفتہ میں رحمت سے عشرہ میں
رہے اس کے خلاف کاروائی کر دینا چاہیے کیسے حلاق کی نئی رتبہ: درگاہ دار سچے
عجز کر کے دستخط کرائے گئے ہیں میں سنا نہ راج کے مطابق لفظ نہیں سمجھتا: حلاق
پڑھا ہے اور نہ کہنے والے کو کہنا ہے کہ نہ۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا مندرجہ بالا صورت میں اس عورت پر طلاق
واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر واقعی ہوگی تو کونسی؟ حبی، ہاکن، ہنسلف، یا یہ محض دو کو ب کے
اندیشہ سے اکراہ پایا گیا یا نہیں؟ علاوہ ازیں تحریری طلاق کے وقوع میں کونسا اگر معتبر
ہے؟ اکراہی یا غیر ملکی اور صورت سوال میں کونسا اکراہ پایا جا رہا ہے؟ یہ سب لکیری کی
عہدات سہل، اکراہ یا المضرب و محبس علی ان بسک حلاق امرات
فلان بنت فلان من فلان مسکب امراتہ فلان بنت فلان من
فلان طالق لا یسقط امراتہ میں ضرب اور محبس سے کونسا ضرب و محبس مراد ہے؟
مولا ضرب و محبس کے اندیشہ سے طلاق واقع ہوگی، نیز بالذلل الراضی۔
محمد اسماعیل زاویہ قادریہ ریوس روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی حبیبہ لکرمہ

الجواب

انتم من جن فی التوبۃ الصواب

سوال میں کافی اجمال سے کام لیا گیا ہے اور پھر سوال سے سوالات بنائے گئے
یہاں لکھا اصل میں سوال کے صرف دو ہی سپرو ہیں: نیا ز احمد کا: ہاں "کنا طلاق ہے یا نہیں؟
الذی فی طلاق نامہ پر مجبوراً دستخط کرنے۔

سوالات استفتاء سے ما اور لا کا تعلق تو ان دونوں پہلوؤں سے ہے

اور باقی صرف دوسرے کے متعلق ہیں، نیا ذرا احمد صاحب کا صرف یہ کہہ دیا کہ حضرت ابو
 بکرؓ ہرگز طلاق نہیں، البتہ سائین کے سفار پر ہاں کہہ دینا ضرور نقصان دہ ہے۔
 دراختیار میں ہے لوقیل نہ صفت، مرائتک هناك نعرا و بیل بالہم
 صفت، بحر شامی نے فرمایا اسی بذلیہ (ج ۲ ص ۵۹۲) اور جوٹے طور پر بولنے کو
 دعویٰ بھی بنی نہیں، بحر الرائق ج ۲ ص ۲۳۶، شامی ج ۲ ص ۵۹۹ وغیرہ میں بالفظ مقارنہ
 ہے نوافر بالطلاق کا ذبا او هان لا وقع قضاء لا دیا نہ، فتح القدر
 ج ۲ ص ۳۵۳ میں ہے قال طلقك امس وهو كاذب كان طلاقاً و
 المضاء، ہندیہ ج ۲ ص ۵۲ میں ہے نعم انہ كان كاذباً لا يصدق بالقضاء
 كذا في التامر خانیۃ، تو اگر یہ معاملہ نیا ذرا احمد اور چند مخصوص افراد میں ہی رہتا تو دیا نہ
 طلاق واقع نہ ہوتی مگر جب کہ یہ معاملہ ہلادی اور بیوی کو معلوم ہو گیا تو شرعاً بیوی کے
 حق میں یہ ہاں کہہ دینا طلاق بن گیا جتنے کہ بیوی کے لئے یہ حلال نہیں کہ نیا ذرا احمد کے
 پاس بطور بیوی رہے کہ بیوی کے حق میں قاضی کی طرح ظاہر کا ہی اعتبار رہے اور دوسرے
 کذب غیر معتبر، مبسوط ج ۶ ص ۸۰ و ۸۲، فتح القدر ج ۳ ص ۳۵۳ و ۳۵۸، کفایہ
 ج ۲ ص ۳۵۳، فتاویٰ غزی ص ۵۳، ہندیہ ج ۲ ص ۴۹۰، بدائع صناع ج ۲ ص ۱۱۰
 تبیین الحقائق ج ۲ ص ۱۹۸ و ۲۱۸، بحر الرائق ج ۲ ص ۲۵۷، شامی ج ۲ ص ۵۹۴ میں
 ہے واسطر منہما والمرأة كالقاضی اذا سمعہ او اخبرہا عدل
 لا یحل لہا التکینہ، تو بیوی کے حق میں بیوی پر ضرور طلاق واقع ہو گئی، ہاں اگر
 بان یا منظر ہو تو ظاہر سوال یہی ہے کہ نیا ذرا احمد سے ان دو شخصوں کا سوال کر کیا تو
 اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، اسی طلاق کے تذکرہ میں تھا جس کا پرہیز پگینڈہ سرال میں
 کیا گیا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ پرہیز پگینڈہ طلاق مغلط کا ہی ہو گا، تو اگر یہی حقیقت ہے تو



سہ ای اذا كان الواقع بهذا اللفظ یا سنا و الا فلما الرجوع فی الرجعی رضیت المرأة انما
 فكيف لا یحل لہا التکین ۱۲ من غفر لہ

طالب مطلق واقع ہوگی کہ قاعدہ ہے الجواب بیخص من عادی سور
ہجرت ۲ ص ۲۲۶، شاید ص ۱۷۱ اور اگر صرف طلاق کا ہی پڑھ لکھنے والا ہو تو شخص نے
اس پڑھ لکھنے والی طلاق کا صراحت یا اشارت نہ کرے ہی نہ کیا بلکہ اپنی طرف سے ہی یہی
لفظ کہے جو سوال میں مذکور میں تو ایک طلاق جی واقع ہوئی۔

دوسرے پہلو کے جوابات ایک تہید پر موقوف ہیں جو مسودہ فیہ منفر
در تنویر، در شامی، ہندیہ، بدائع صنائع، مجمع الانہ، دارالمنطق، بحر الرائق، تبیین
الحقائق، جوہرہ نیرہ وغیرہ معتبرات مذہب سے ماخوذ ہے، وہ یہ کہ کسی کو زور دھمکا کر
اس کی مرضی کے خلاف کام کرنے کا مطالبہ کرنا مخصوص شرائط پائے جانے کی صورت
میں شرعاً اکراہ کہلاتا ہے اور زور دھمکا کرنا عام ہے کہ بفعل ہو یا دلانہ، بایں طور کہ ایسا
شخص مطالبہ کرے جس کے متعلق واضح ہو کہ اگر کام نہ کیا، قتل یا قید وغیرہ سے سخت
تائے گا، مطالبہ کرنے والے کو مکروہ اور جس سے مطالبہ کیا جائے اسے مکروہ کہا جاتا
ہے اور اکراہ دو قسم پر ہے

۱۔ اکراہ نام یا طبعی، جس میں قتل یا تلف عضو کی دھمکی ہو
۲۔ اکراہ نام قص یا غیر طبعی، جیسے قید و بند اور پٹائی کی دھمکی،
اکراہ کے شرائط یہ ہیں :-

- ۱۔ مکروہ جس چیز کی دھمکی دے، اس پر عمل بھی قادر ہو۔
- ۲۔ مکروہ کا غالب گمان یہ ہو کہ اگر مطالبہ پورا نہ کروں تو مکروہ اپنی دھمکی کو عملی حقیقت
بنادے گا۔

۳۔ جس چیز کی دھمکی دی جائے، اس سے جان یا کوئی عضو ضائع ہوتا ہو یا ایسا غم
پیدا ہوتا ہو جو اس کام کے متعلق خوشی اور رضا مندی ختم کر دے اور اس میں
لوگ اپنے طبائع اور احوال کے لحاظ سے مختلف ہیں، شریف اور ذی جاہ و خفیت
کی قید و بند اور ضرب بلکہ سخت کلامی بھی برداشت نہیں کر سکتے اور ذلیل و ذلیل



کے لئے یہ کوئی چیز نہیں بلکہ شدید ضرب اور طویل قید و بند سے ہی متاثر ہو جاتا ہے۔
۴۔ کرہ اپنے طور پر وہ کام کرنا نہ چاہتا ہو۔
اس تمہید کے بعد جوابات مندرجہ ذیل میں :-

۳۔ اگر نہ دو کو ب کا اندیشہ تمہیدی و نہاحت کے مطابق پایا گیا تو اگر وہ پایا گیا وہ نہیں۔
۴۔ اگر وہ کے دونوں قسم تحریری طلاق کے وقوع میں نہیں بلکہ وقوع میں مستحب کی چیز
ہندہ میں جس کا سائل نے بھی ذکر کیا ہے اور بحیثیت معتبر است مذہب موجود ہیں اگر
بالجبر و الجس کا ذکر ہے جو غیر طبعی ہے اور جب غیر طبعی معتبر ہے تو طبعی بطریق اولیٰ معتبر ہوگا
وذا ظہر من ان یظہر، فتاویٰ ہندیہ ج ۳ ص ۵۹۸ میں اقرار طلاق وغیرہ
کے متعلق ہے والا کہ کراہ بالحبس والقتل فی ہذا سوار حالاً کراہ
الجس غیر طبعی اور باطل طبعی ہے۔

۵۔ اس کا جواب تفصیل تمہید سے ہی واضح ہے۔

۶۔ اس ضرب و جس سے وہی ضرب و جس مراد ہیں جو موجب کراہ ہیں اور اختلاہ
اشخاص سے مختلف ہیں کما مر۔

۷۔ اگر معمولی ضرب و جس شخص متعلق کے حق میں کراہ ہیں تو طلاق واقع نہ ہوگی ورنہ
واقع ہو جائے گی۔

۲۰۱۔ اگر نیاز احمد کرہ تھا تو کوئی طلاق بھی واقع نہیں ہوئی اور اگر کرہ نہیں تھا تو پھر بھی ظاہر
یہی ہے کہ واقع نہیں ہوئی کہ تحریر خود اس کی نہیں اور نہ ہی اس نے لکھائی ہے
اور نہ ہی پڑھی ہوئی ہے، صرف دستخط کے جو خوشی سے ہرگز نہیں تو وہ بھی طلاق نہیں
بن سکتے، قلم زبان کا ترجمان ہے تو جس طرح الغبط طلاق وہی ہیں جو اپنی زبان سے
کے جائیں یا دوسرے کو کیل بنا کر کہلائے جائیں اور بلا وجہ دوسرے کی زبان سے
کوئی لفظ بھی طلاق نہیں بن سکتا، ایسی دوسرے کے قلم سے بھی نہیں اور جس طرح
کما پنا نام بول دینا طلاق نہیں بن سکتا، دستخط کر دینا بھی طلاق نہیں جبکہ بطور تصدیق تحریر



طلاق و اقرار یہ ہوں اور یہاں بھی خابہ کہ کوئی تصدیق و قرار کی غلط نہیں تھی اور
پہلی نیت تصدیق و اقرار کا منتفی ہونا بھی روز روشن کی صورت میں بت تو یہ یوں ہوا
جیسے زبان سے نیا ز احمد کہہ دیا حالانکہ یہ طلاق نہیں تو وہ بھی نہیں کہ فخر تہ جاج باج ہے۔

حقیقت چمکتے ہوئے سورج سے بھی زیادہ واضح ہے۔ بہسودہ ج ۱ ص ۳۳ میں بت
والاصل ان البیان بالکتب بسمزلہ السیاب السد
فتاویٰ قاضی خان ص ۲۱۹، خلاصۃ الفتاویٰ ج ۲ ص ۹۱، فتح القدر ج ۳ ص ۴۴، بحر الباق
ج ۳ ص ۲۴۶، شامی ج ۲ ص ۵۰۹ وغیرہا میں بالفاظ متقاریر ہے و مظهر من
الخاصیۃ ان الکتابۃ اقمیت مقام العیاسۃ باعتبار الصحۃ
راحتہ علیہا۔ نیز منہدیہ ج ۲ ص ۶۲، شامی ج ۲ ص ۵۰۹ میں ہے و کذا
کلی کتاب لم یکتب بخطہ ولم یعملہ بنفسہ لا یقر بہ اصطلاحاً
لم یقر انہ کتابہ کذا فی السحیط۔

بہر حال بادل خواستہ ایسی حالت میں مرت دستخط کر دینے جبکہ قرائن ظاہر سے
واضح ہو رہا ہو کہ عبارت مندرجہ بالا کی تصدیق مقصود و مراد نہیں کسی صورت بھی غلط
نہیں بن سکتے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ والہ وسلم۔

عزہ الفقیر البرکات محمد نور اللہ انیس غفرلہ

۳ صفر المظفر ۱۴۲۸ھ ۲۵/۱۲

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں :

میں مسمیٰ علی شیر ولد رحمت علی قوم سبانبہ نے معمولی گھر پر تیکڑے کی بنا پر اپنی
منکوحہ سماء سے بھائی کو جو کہ دو روز قبل اپنے یکے چلی گئی تھی ایک تنہی پیغام بھیجا جس میں
دھمکی کے طور پر یہ الفاظ درج کئے کہ اگر تم واپس گھر آنے کو تیار نہیں ہو میں تم کو سربار
طلاق دیتا ہوں۔ اس پیغام کو اب تقریباً تیرہ یا چودہ دن گزر چکے ہیں، اب میں خود
اور سماء مذکورہ دونوں اپنے کئے پر پشیمان ہیں اور ایک سال شیر خود ماں کی عدم موجودگی
سے بالکل کس پرسی کی حالت میں ہے۔ برائے نوازش کوئی صحیح اور شرعی حوالہ عطا فرمایا جاوے
جبکہ میں خود اپنے کئے پر پشیمان ہوں۔



اگر سماء سے بھائی اس وقت گھر واپس آنے کو تیار تھی تو طلاق واقع نہیں ہوئی
اور اگر اس وقت تیار نہ تھی تو تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں کیونکہ اگر کلمہ شرط ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ والردواصلہ
و باسمک وسلم۔

الفقیروالحی محمد نور الدین غفرلہ بانی و مہتمم دارالعلوم خفہ زیدریہ بصیر پور

۶۱-۹-۲۷

الاستفتاء

عبد الجبار، عبدالستار پسران قائم دین دو گئے بھائی ہیں، دونوں بھائیوں نے

ایک دوسرے کو رشتے دے ہوئے ہیں، تب گڑھے اور رنج میں عبد التار سنہ اپنے
بڑے بھائی عبد الجبار سے کہا کہ اگر میں تمہیں ششہ دوں یا تجھ سے رشتہ لوں تو میں اپنی
بیوی کو طلاق دوں، یہ صرف ایک فدا کیا گیا ہے۔

دونوں بھائیوں کی صلح ہے، عبد التار اور اس کی بیوی دونوں رشتہ
دینا چاہتے ہیں، احکام شریعت اس سلسلے میں کیا رہنمائی فرماتے ہیں؟ فتویٰ صادر فرما کر
منون فرمائیں۔



صلح اور بھائیوں کا آپس میں رشتہ کرنا بہترین کام ہے، بڑی خوشی سے
لے دے لیں تو اس کہنے کے سبب عبد التار کی بیوی پر ایک طلاق رجعی پڑے گی جس سے
فرمانِ جوح کر لیں تو معاد درست ہی درست ہے، قرآنِ کریم میں ہے وَالصِّلَحُ خَيْرٌ
اِطْعِ، نیز فرمایا وَبَعُولُهُمْ حُرٌّ بَرْدُهُمْ فِي ذَلِكَ اِنْ اَمْرًا وَاَصْلَحًا۔
وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيبِهِ الْاَمَّصَهُ وَعَلٰی
اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ۔

عزوة الفقير الی الخیر محمد نور الشانمی غفرلہ

۱۱ ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ

۱۲/۴



الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا تو یہ چاہتی ہے کہ میں تجھے طلاق دے دوں؟ اس کی بیوی نے کہا کہ ہاں تو زید نے کہا کہ اگر تو میری بیوی ہے تو ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق، تو اٹھ جا اور میرے پاس سے چلی جا۔

اب زید قلم کھا کر یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے، ایسی صورت میں اگر زید اپنی بیوی کو رکھے تو زید اور اس کی بیوی گنہگار ہوں گے یا نہیں؟ بعض اصحاب یہ کہتے ہیں کہ طلاق کی اصناف زید کی بیوی کی طرف نہیں ہے، اس نے طلاق نہیں ہوئی اور بعض دیگر اصحاب یہ کہتے ہیں کہ زید نے طلاق کے الفاظ پہلے دوسرے تباہی بیوی سے خطاب کیا ہے اور طلاق کے الفاظ کے بعد بھی دوسرے تباہی بیوی سے خطاب کیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ زید نے اپنی بیوی ہی کو طلاق دی ہے اس لئے زید پر اس کی بیوی حرام ہو چکی ہے، لہذا آپ سے گزارش ہے کہ جواب باصواب حوالہ کے ساتھ تحریر فرمائیں تاکہ اختلاف ختم ہو۔

مجاہد مرسلہ، سید محمد ظفر شاہ صاحب (بمقام فیصل آباد)



اگر زید کے عقل و حواس صحیح ہیں، جب یہ الفاظ کہے تو اس کی عورت پر طلاق مطلق

واقع ہوگی، رہا بعض کہ فرمایا کہ بیوی کی طلاق تعلق کی اضافت نہیں لہذا طلاق واقع نہیں
ہوئی، تو یہ صحیح نہیں کیونکہ اضافت لفظیہ شرط نہیں بلکہ اضافت معنویہ ہی کافی ہے چنانچہ
شامی ج ۲ ص ۹۰ میں (قوله لتركه الاضافة) ای المعنوية فاسما الشرط
والخطاب من الاضافة المعنوية نیز اسی معنوی میں ہے ولایسزم کون
الاضافة صریحیۃ فی کلامہ، اور اس عبارت سے یہ ضرورت کی طرح واضح ہے
کہ اس طلاق سے مراد وہی طلاق تیرے اوپر ہے، سیاق و سباق سے بھی واضح ہے
مالگیری کے جزئیہ یا میں سیاق و سباق نہیں اور ملا میں سکران کی بابت ہے تو اس پر
اس عبارت کو کیوں قیاس کیا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ الاعظم
وہامک وسلم۔

منہ الفقیر الی الخیر محمد زکریا نعیمی نعیمی

۹ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

سوال نے مالگیری اور شامی کی دو عبارتیں تحریر کر کے بھیجیں یہ جواب
اس کے جواب میں تحریر کیا گیا۔ ۲ (مرتب)



بھی منقطع کہ جس تکمیل شدہ شوہر طلاق دینے والے پر برگزیدہ حلال نہیں ہو سکتی قرآن کریم
کا فتویٰ ہے فان صلحها فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح نكاحاً غیہا
یعنی اگر قیصری طلاق اسے دے تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک کہ دوسرے
خاوند کے پاس نہ رہے (پ ۱۳)

سنن ابن ماجہ مطبوعہ ص ۱۴۷ باب من طلق ثلاثاً فی مجلس واحد میں ہے فانزلت
قیس سے کہ مجھے میرے خاوند نے تین طلاقیں دیں جب وہ یمن جا رہا تھا فلجائہ ذلک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے
مستبہ رکھا۔ صحیح مسلم، مطبوعہ سیلھی دہلی ج ۱ ص ۴۸
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی فتویٰ دیا
فامضاه علیہم۔ مؤطا امام مالک مطبوعہ جدید برقی پریس دہلی مع الشرحین ج ۲ ص ۴۶
میں ہے کہ اگر ایک لفظ سے تین طلاقیں دے یا زیادہ تو تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں
اس پر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما و عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتویٰ نقل فرماتے
اور ص ۴۷ میں عبداللہ بن عباس والوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عبداللہ بن عمرو بن
عاص رضی اللہ عنہما کے فتویٰ ہیں کہ جو شخص دخول سے قبل تین طلاقیں دے تو طلاقیں
مغلطہ طور پر واقع ہو جاتی ہیں اور ایسے ہی یہ فتویٰ مذکورہ بالا حضرات سے
طحاوی شرح معانی الآثار مطبوعہ جدید برقی پریس دہلی ص ۳۳ پر نقل فرماتے
ہیں اور ایسے ہی تمام مسافر مذہب مہذب خفیہ کے متون و شروح و فتاویٰ میں مشرماً
صرح ہے کہ اگر ایک لفظ سے تین طلاقیں دے اگرچہ عورت غیر مدخول بہا ہو تو
بھی طلاق منقطع واقع ہو جاتی ہے، تو جب ایک لفظ سے غیر مدخول بہا تک کو طلاق
منقطع کامل ط۔ پر واقع ہو جاتی ہے تو مدخول بہا کو تین متفرق لفظوں سے طلاق منقطع
کیونکر واقع نہ ہو؟ اس پر قرآن کریم کا فتویٰ سن چکے، حدیث شریف سے معلوم ہو چکا
فتویٰ حضرت فاروق اعظم مرحوم ہوا، نیز یہ فتویٰ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار ج ۲ ص



حلال

باب الحلالہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر یہ صورت کہ ایک شخص اپنی عورت مدخول بہا (یعنی جسے بساتا یا کم مجلس میں رو برو گو یا نہ شرعی کے ان لفظوں سے طلاق دی کہ میں نے اپنی عورت کو طلاق دی۔ میں نے اپنی عورت کو طلاق دی) میں نے اپنی عورت کو طلاق دی۔ اس نے اپنی عورت معینہ کے حق میں یہ لفظ تین بار کہنے آیا یہ طلاق مکمل اچھی یا نہیں؟ ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا کہ ایک بار طلاق نامہ کاغذ پر کہنے سے طلاق عامد نہیں ہوتی، طلاق دینے والا سٹھ روزے رکھے یہ سٹھ مہینوں کو پاول کھلائے۔ آیا یہ فتویٰ اس کا صحیح ہے یا غلط؟ بیوہ تو صبر و۔



بلا شک و شبہ و ریب صورت مذکورہ بالا میں طلاق مکمل واقع ہو چکی اور طلاق

پقل فرمایا اور یہ فرمایا کہ صحابہ کرام نے اسے تسلیم کیا تو یہ حکم جہاں ثابت ہوا۔

امام محی السنہ نووی شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۷۰ میں فرماتے ہیں قال السنہ
و مالک و ابو حنیفہ و احمد و جماہیر العلماء من السلف و خلف
علیہم الرحمۃ یقع الثلاث۔ شامی ج ۲ ص ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸ (مصرعہ مستنبول) بحوالہ ابن
مطہر مصر ج ۳ ص ۲۳۹ و ۲۴۰، بدایہ (مطبع محرمی) ج ۲ ص ۲۱۵، فتح القدیر (مطبع مصر)
ج ۲ ص ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، فتاویٰ عالمگیری (مطبع مجیدی) ص ۴۶ میں تفصیل شرح ہے۔
فتح القدیر ص ۲۲۰ کے یہ لفظ ہیں و ذهب جمہود الصعابۃ و التابمین و
من بعدہم من ائمتہ المسلمین الی انہ یقع الثلاث یعنی جمہور صحابہ کرم و تابعین
عظام اور تمام ائمائے مسلمین کا یہی مذہب ہے کہ تین خلائقیں پڑ جاتی ہیں، پس آفتاب نیز منیر ماہ
کا طرح واضح طور پر ثابت ہو چکا کہ قرآن کریم و احادیث شریفہ و کتب مذہب خلیفہ کا اتفاق
فیصلہ ہے کہ ایسی صورت میں طلاق منعظ واقع ہو جاتی ہے و اللہ تعالیٰ اعلم و علیہ
حبل مجیدہ استرح و احکم۔

اور اس مفتی کو فتویٰ نہیں بلکہ فتنہ ہے اور دل سے شرعاً مطہر پافقرار واجب ہے
ہے، اگر سچا ہے تو جیسے ہم نے ثبوت دیا وہ بھی ثبوت دے کہ کس آیت و حدیث اور کس
کتاب فقہ میں یہ مذکور ہو کہ یوں طلاق دینے والا ساٹھ روزے رکھے یا ساٹھ فقیروں کو
چادریں کھلائے اور یہ بیان کہ مسکنہ خیر ہے کہ ایسے ایک یا طلاق نامہ کا فخر پر لکھنے سے طلاق
مائل نہیں ہوتی، کیا تین یا رکھنا فخر پر لکھنے سے طلاق عامہ ہوگی یا کیا مطلب ہے؟ سوال تو
یہ ہے کہ اس نے تین بار کا جواب لکھنے کی ایک بار بھی ضرورت نہیں، اس کے پاس
اس کا کیا ثبوت ہے بلکہ فتاویٰ عالمگیری، شامی، بحوالہ ابن مطہر و غیرہ کتب مستند و معتبرہ
میں ہے کہ حسب کسٹور لکھنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے چہ جائیکہ زبان سے بھی کہے اور
جب اس کے پاس ثبوت نہیں تو شرعاً مطہر پر حرأت کرنے اور غلط من گھڑت چھوڑنے
نفس دینے سے توبہ کرے اور اپنی جہالت کا علاج کرے، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیّ

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ واصحابہ وبارک وسلم مع التکریم۔

عقدہ انصاریہ لیا کثیر محمد نور الشانسی غفرلہ

۲ محرم الحرام ۱۳۶۳ھ

الاستفتاء

جناب فیض آب حضرت مولانا مولوی محمد نور اللہ صاحب دام الطافکم واشفاکم۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۱

معروض آنکھ زید نے پندرہ شوال ہندہ کو طلاق مرتب ثلاثہ دے کر فارغ کر دیا
ہندہ کا نکاح بعد انقطاع حیض سوم و طہر چارم میں بکر سے رو برو گواہاں نکاح کیا گیا اور
اسی یوم دخول صحیح کے بعد بکر نے ہندہ کو طلاق ثلاثہ کہہ کر فارغ کر دیا اور دوسری عدت
گزرنے کے بعد ۲۸ صفر المنظر کو ہندہ کا زید سے نکاح کیا گیا ہے، ان تاریخوں میں کس
قسم کا کوئی فرق نہیں ہے۔

(سائل) محمد فضل ۲۹/۲/۴۴



اگر حقیقت واقعہ یہی ہے کہ طلاق اول کی عدت حیض ثلاثہ تمام ہونے کے بعد



بچنے نکاح صحیح کے ساتھ دخول صحیح کر کے طلاق دی اور حیض ثلاثہ سے اس حلاق و عدت
 پوری ہونے کے بعد زہیر نے نکاح کیا تو یہ نکاح شرعاً صحیح ہے اور رب مندرجہ سوال
 میں چونکہ انقضائے عدتین کا احتمال ہے اور عورت اس کی مدد کے لئے اور زہیر کی عیب نہیں کرتی تو
 انقضائے عدتین کا انکار ہو گیا جائے گا اور حکم صحت نکاح مذکور دیا جائے گا۔ فتاویٰ
 مالک (مجیدی) ج ۲ ص ۱۱۱، برآیہ مع النسخ (مصر) ج ۲ ص ۳۸، تنویر الالباب رد المحتار و
 رد المحتار (استنبول) ج ۲ ص ۲۶، ۲۷، ۲۸، کنز الدقائق مع بحر الرائق (مصر) ج ۲ ص ۵۹
 میں ہے والنظر من المہندیۃ اذا اطلقها شلاً ثامناً قالت قد بفضت
 عدتی وتزوجت ودخل بی النورج وطلعتی وانقضت عدتی والمدة
 نحقی ذلك جائز للزوج ان یصدقها اذا کان فی غالب ظنہ انہ
 صادق کذا فی الہدایۃ۔ اور ایک عورت کی ادنیٰ مدت مختار من حیث الحیض عند
 اللہ المہم الا انکظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضا عنہا ساطعہ دن میں۔ فتاویٰ ہندیہ ج ۲ ص ۱۱۱۔
 رد المحتار و رد المحتار ج ۲ ص ۲۶، ۲۷، ۲۸، فتح القدیر ج ۲ ص ۲۹، کفایہ ج ۲ ص ۲۹، بنایہ
 ج ۲ ص ۳۸، بحر الرائق ج ۲ ص ۵۹، فتاویٰ سرسری شریعی ج ۲ ص ۲۸ والنظم من السراجیۃ
 اقرت بانقضاء عدتها بالحيض لم یصدق فی اقل من مستین بومما
 تعجب تحریر محرر مذہب مہذوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سو بیس دن میں دو دنوں عدتیں
 ہو سکتی ہیں اور مدت مندرجہ سوال اس سے ازید ہے فبالطریق الاولیٰ مبسوط سرخی
 ص ۲۶ میں ہے قال ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان من
 الزمان ان تؤمن المرأة علی ما فی رحمہا واذا عبرت ببذل
 وکان محتملاً وجب قبول خبرها من غیر بیئۃ وان اتاہا الزوج
 حنفیا انتہی ومثله فی العنایۃ ج ۲ ص ۳۸۔ بحر الرائق ج ۲ ص ۵۹ میں بیان و
 ان حکم سے اور رد المحتار ص ۲۶ میں بحر کے ہے مع منیۃ الزین اشار

۔ اے ان عبد التہا بیست شرطاً ولہذا اقال فی البدائع و کافی الخ
 وغیرہما لاجاں ان یصفہا ان کانت ثقتہ عندہ او وقع فی قلبہ
 صدقہا۔ یونکاح بشرط تحلیل اگرچہ مکروہ تحریمی ہے مگر مفید حیات ہے، فتاویٰ مالک
 ج ۲ ص ۱۱۱، تہذیب البصار و در المختار و رد المحتار ج ۲ ص ۷۲۳، بحوالہ ائین ج ۲ ص ۵۵ بشرط
 مرضی ج ۶ ص ۱۰۱، ج ۱۰، فتح القدیر وغیرہ میں ہے والنظر من الميسرط فان
 شرط ان يحللها الاول فعند ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ الجواب
 كذلك ويكره هذا الشرط۔ اور ایسے جی جس طہر میں طہی ہوئی طلاق دینی اور
 ایک طہر میں تین طلاقیں تمام سخت مکروہ میں، ان سے احتیاط چاہئے تھا مگر نکاح زید
 بشرط مذکورہ ضرور باشبہ صحیح ہے۔
 واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ و آلہ و
 صحبہ و بارک وسلم۔

عنہ الغفر البواکیر محمد زکریا الشافعی مغفرہ

۵. ربيع الاول ۱۳۳۳ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع تین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے
 ایک پرچہ کاغذ پر لکھا کہ میں نے اپنی مسکوحہ فلاں بنت فلاں کو طلاق کر دی ہے اور تین روز
 طلاق کا لفظ تحریر کیا گزراں سے نہیں کہا، اس کا ارادہ یہ تھا کہ اگر نزاع چھوڑ دیں تو کاغذ
 مذکورہ تحریر شدہ پھاڑ دوں گا، پھر نزاع ختم نہ ہوا، پھر اس نے اپنی عورت کو کہا کہ میں تجھے



کا ہر دینے کو تیار ہوں اس لئے ہاں نہ کہ نہی، جس کی ایک روں، جو اس مرد سے پہنچے ہوئے
 ہمارے یہ کہ غرضیہ کو تین حلاق دفعتہ معاً کدیا اور پلایا۔ اب یہ حلاق یقیناً بہت
 بان یا منظرِ ثلاثہ مفصل طور پر فتویٰ تحریر فرمادیں۔ میں توجہ دو۔
 فیروز عبدالرحمن قدیم خود از حویلی ۶ ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ



بلاشبک و شبہہ در سبب اجماع ائمہ افتاتین طلاقیں وقع بر یکدیگر و در مغلضہ
 بطلیقات ثلاثہ کا نکاح بلا تحلیل نہیں ہو سکتا، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۱۱۱ میں ہے و ر
 کان الطلاق ثلاثاً فی الحرة و نسین فی ائمتہ لیس محل نہ حسی
 تنکح نہ و جا غیرہ تنکا حاصیحا و میدخل بہا شرعاً بصفہ او
 بیعت عنہا کذا فی البہدیتہ شامی ج ۲ ص ۵۶ میر ہے ذہب
 جنود الصحابة و انت بعین و من بعدہ من ائمتہ مسلمین
 الی انہ یقع الثلاث۔

واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ ربی و صلی اللہ تعالیٰ علی
 حبیبہ الاعظم و علی آلہ و صحبہ و بارئ و سلم فی کرم غدا و عشی۔

عزہ اعفیہ الہ الخیر محمد نور اللہ لیس غفرلہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع تین اندر میں صورت کہ کسی عمر الدین نے

پہلی بیون مسماہ راج لی بی کو باقاعدہ طلاق نامہ شام مکھ کر دے دیا ہے جس میں مسماہ کو
 کومت درج ہیں میں رہنا مندی خود بدقائم ہوش و حواس ثبات عقل کے مسماہ مذکورہ
 بموجب شریعہ محمدی بری طلاق نامہ رد بر گواہان کے طلاق ما و طلاق ما و طلاق ما و
 اور لکھ دیا ہوں مسماہ مذکورہ یہ جہاں چاہے اپنا گزارہ کرے، خواہ وہ خاوند کرے یا
 یوسنی جیو کر اپنی زندگی بسر کرے، میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق واسطہ نہیں رہا، مگر
 کی تاریخ رد بر گواہان حاشیہ کے مسماہ مذکورہ کے ساتھ قطع تعلق کر لیا ہے اور اس کو اپنے
 جسم سے حرام کر کے چھوڑ دیا ہے، آیا طلاق واقع ہو گئی یا نہیں؟ مسمیٰ عمر الدین نے
 شام طلاق نامہ مذکورہ مسماہ مذکورہ کو دے دیا اور وہ اپنے باپ کے گھر رہتی ہے
 محکماتین کے بعد کسی بہانہ سے شام مسماہ مذکورہ سے لیکر نہروں کے بیچ سوانا کر دیا
 اور پشت پر لکھ دیا منسوخ کیا گیا تو کیا تین طلاقیں دے کر بعد میں منسوخ کی جا سکتی ہیں اور
 مسماہ مذکورہ مدخل بہا ہے، بیوا تو جروا۔

سائل : مستری خیر الدین والد مسماہ مذکورہ از گنگن پور



بادشک و شبہ و گنجائش رب تین طلاقیں وارد ہو گئیں اور مسماہ مذکورہ حضرت
 مفتی سے حرام ہو گئی اور بدوون تکمیل تجدید نکاح کے خاوند اول پر حلال نہیں ہو گئی، چہ
 علماء کرام و ائمہ عظام و حسی بہ فہام کا یہی فتویٰ ہے بلکہ خود حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم بلکہ خود حضرت رب العالمین جل جلالہ و عہود کا یہی فتویٰ ہے۔ نصریحات علمائے کرام
 ائمہ کرام اس قدر بکثرت ہیں کہ احصاء بتعدد و شکل ہے لہذا صرف ایک تصریح پر ہی اکتفا



علامہ محی السنہ نووی علیہ الرحمہ شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں اس ۸۰۴م قال استأذن
 ومالك وابو حنيفة واحمد وجماهير العلماء من السلف والخلف
 بعد الثلاث. حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ مبارک سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۹۱
 و سنن بیہقی ج ۲ ص ۳۲۷ و ۳۲۸ میں آٹھ اسنادوں سے سب سے پہلے کہ خلاصہ خود ابوداؤد اور
 بیہقی نے یہ ذکر فرمایا والنظر للبيهقي كلهم عن ابن عباس انه اجاز اطلاق
 الثلاث یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسٹھ تین خطاؤں کو جائز رکھا اور ان کے
 واقع ہونے کا حکم دیا اور ایسے ہی موطا امام مالک نے ج ۲ ص ۲۶۶ مع الشرح اور کتاب الآثار
 امام محمد علیہ الرحمہ ص ۱۶۵، جامع المسانید امام اعظم علیہ الرحمہ ج ۲ ص ۱۴۸ میں ہے ایک ایک
 اسناد سے حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا فتویٰ مبارک کی چار حدیثیں
 کنز العمال ج ۵ ص ۱۵۸ اور ایک ج ۵ ص ۱۶۲ اور پانچ حدیثیں ج ۵ ص ۱۶۰ یہ دس حدیثیں
 خیر خدا کی ہم معنی ہیں، ان میں سے ایک کے کلمات یہ ہیں اذا طلق الرجل امرأته
 ثلاثا فی مجلس واحد فقد بانث منہ لا تحل لہ حتی تنکح نہ وجا غیرہ
 اور سنن بیہقی ج ۲ ص ۳۲۲ میں ایک حدیث اور ص ۳۳۵ میں دو اور ص ۳۳۶ میں ایک
 اور ج ۲ ص ۳۴۰ میں ایک حدیث حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ مبارک کنز العمال
 ج ۵ ص ۱۶۳ نیز ج ۵ ص ۱۶۰، سنن بیہقی ج ۲ ص ۳۳۲ والنظم من البیہقی قال عمر
 بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الرجل یطلق امرأته ثلاثا قبل
 ان یدخل بہا قال ہی ثلاث لا تحل لہ حتی تنکح نہ وجا غیرہ،
 نیز حضرت فاروق اعظم کا یہ فتویٰ مبارک صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۷۸، سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۲۹۹، شرح
 معانی الآثار ج ۲ ص ۳۲، سنن بیہقی ج ۲ ص ۳۳۶ میں مروی ہے اور اس حدیث کے صدر
 سے جو اشتباہ و توہم ہو رہا ہے، اس کا شافی و کافی جواب اور ازاد ارباب سنن ابی داؤد سے
 متبیین اور سنن بیہقی میں تفصیلاً متبیین و مبررین اور ایسے ہی شرح معانی الآثار و شرح صحیح مسلم وغیرہ



میں تین سو پچیس حدیثیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فتویٰ سن رہی ہیں۔ یہ حدیثیں
 نیز ج ۲ ص ۴۴ میں ہے ان رجلا سأل ابن عمر فقال طلقت امرأتی
 ثلاثا وهي حائض فقال عصیت ربک و فارقت امرأتک
 عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا فتویٰ مبارکہ سن رہی ہیں ج ۲ ص ۳۳۵۔ شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۳۳۵
 میں ۳۳۵ میں تین حدیثیں ہیں والنظر للطحاوی عن عبد اللہ بن مسعود
 قال فی رجل یطلق البکر ثلاثا انها لا تحل حتی تنکح من وجا غیریہ
 حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما کا فتویٰ شریف: موطا امام مالک ج ۲ ص ۳۳۵

شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۳۳۵ میں تین حدیثیں ہیں اور موطا امام مالک
 ج ۲ ص ۳۴۰ میں ایک حدیث ہے نیز ان دونوں حضرات کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن
 عمر کی میت بھی، شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۳۳۵ میں ہے ان رجلا سأل ابن عباس
 و ابی ہریرہ و ابن عمر عن طلاق البکر ثلاثا وهو معہ فکلمہ قالوا
 حرمت علیک۔ حضرت مفیر بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی فرمان ہے سن رہی ہیں
 ج ۲ ص ۳۳۵ میں ہے سأل رجل المغیرۃ بن شعبۃ وانا شاهد عن رجل
 طلق امرأته مائۃ قال ثلاث تحرم وسبع وتسعون فضل
 نیز حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لا تحل حتی تنکح من وجا غیریہ
 حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو حدیثیں مرفوعہ کثر الحال ج ۲ ص ۱۵۹
 میں ہے کہ حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی
 منکوحہ کو ہزار طلاقیں دیں جواب میں ارشاد فرمایا اور یہ فتویٰ دیا ان اباکم لہ سنن
 اللہ فیجعل لہ من امرک مخرجاً بانک منہ بثلاث علی غیر السنۃ
 وتسع مائۃ وسبع وتسعون اشافی عنقہ۔



احادیث مذکورہ سے شمس دہاس کی طرح واضح و نمایاں ہو کہ صورت مسئلہ میں
 مسودہ مذکورہ تین طلاقیں سے مطلقہ مطلقہ ہو کر حرام ہو گئی بدوں تحویل زوج اول پر

نہیں ہو سکتی اور قرآن کریم کا بھی یہی فیصلہ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے الصلح من مرتب
یعنی ایسی صلح جس کے بعد رجوع ہو سکتا ہے، دوہی اور سہمی موالدین نے تین سے
بھی زیادہ طلاقیں دیں جیسے سوال سے پُر ظاہر ہے تو زیادہ لغو اور تین واقع ہو گئے یا اب
رجوع کا حق نہ رہا، نیز ارشاد ہوتا ہے فامسالك بمعروف ونسرتك
یا احسان یعنی دو طلاقیں کے بعد یا معروف سے عطف نام ہے یا احسان کے ساتھ چھوٹی
اور اس نے دو طلاقیں کے بعد تیسری طلاق دی اور فقہ کی کہ حرم کر کے چھوڑ دیا ہے
تو اب اس کا حق کیسے ہو سکتا ہے؟ نیز قرآن کریم میں بالنتہی صحیح موجود ہے فاص
طلقها فلا تحل لہ حتی تنكح سوا جاحضہ یعنی اگر قریبی طلاق
دیدے تو عورت اس کے لئے حلال نہیں ہوتی اس حد تک کہ کسی اور سے نکاح کرے۔
اور اس نے طلاق واقع کر دی تو اس پر حلال بدول تحلیل نہیں ہو سکتی یہ قرآن کریم کا اور
احادیث شریفہ کا متفقہ فیصلہ اور فتویٰ ہے، روئے زمین کی تمام شیطانی طاقتیں اپنے
پورے پورے انتظام سے مقابلہ کریں اور چاہیں کہ اس فیصلہ کو اٹھ یا بدل ڈالیں تو قطعاً
یقیناً نہ بدل سکتا ہے، نہ اٹھ سکتا ہے تو بیچارے عمر الدین کی کیا حقیقت کو اٹھا سکے،
مرت سوراخ ہی نہیں بیکرا شام کو بچھاڑ دے یا جلا دے، دریا برد کرے تب بھی
کچھ نہیں ہو سکتا، حضرت رب العالمین کا فرمان مبین ہے وما كان لمؤمن ولا
مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من
امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضلّ ضللاً مبيناً۔ مائے
تجزیہ کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ فرمادیں تو کسی ایسا نہ مرد اور
ایسا نہ عورت کو اپنے کام کا کچھ اختیار نہیں رہتا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی
کے تو ضرور گمراہ ہوا، مگر اہ ہونا ظاہر۔

پس صاف طور پر ثابت ہوا کہ مسافر راج بی بی باقاعدہ سہمی عمر الدین

پر عام ہے۔



واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ انتہی حکم وصلی اللہ
تعالیٰ علی حبیبہ الکریم الاعظم وکل اصحابہ والہ المکرم وبارک وسلم
عنہ النعمۃ الباقیہ محمد نور الشہداء

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر میں مسئلہ کہ سہمی جمیل اپنی پورت
کو دو بائن طلاق دیتا ہے اور تقریباً آٹھ ماہ کے بعد عورت اور مرد کا اتفاق ہو جاتا ہے
اور اتفاق ہونے کے بعد نکاح کر لیتے ہیں اور ان کے نکاح میں لوگ کچھ اعتراض کرتے ہیں
کہ یہ نکاح جائز نہیں ہے، آیا ان کا نکاح بحکم شریعت جائز ہے یا نہیں؟ کیا حلالہ کی ضرورت
قر نہیں؟

سائل مولوی فضل حق صاحب از پرنسپ آباد، مؤرخہ ۲۲ رذی الحجۃ المبارکۃ ۱۳۸۰ھ



صورت مذکورہ بالا میں بلا شک و شبہہ نکاح جائز ہے، حلالہ کی کوئی ضرورت
نہیں کہ وہ صرف تین طلاقیں سے لازم ہو سکتا ہے اور یہ حصر دو طلاقیں سے مطلق
ہے، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۱۱۱ میں ہے اذا کان الطلاق باسناد دون
الثلاث فلہ ان یتزوجہا فی العدة و بعد انقضاءہا یکہ جب

عورت مرد دونوں اتفاق سے نکاح کرنا چاہتے ہوں تو ایسے نکاح سے روکنے والے
 سنت گناہ اور مومن پر غضب جبار، سزاوارِ عذاب نادر ہو جاتا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ
 فرما کرے، قرآن مجید میں صاف صاف فرمایا، وَاِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلْيُفْلِحْنَ
 اِبْلِهِنَّ فَلَا تَقْضُلُوهُنَّ اِنْ يَكُنَّ حُرًّا وَاَجَلْنَ دَاثِرًا لِّاِصْنَابِهِنَّ
 بالمعروف الایۃ۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ وَاٰلِهِ
 صَاحِبِهِ وَاَبْرَکَ وَاَسْلَمَ۔

مفت الفتح الہدیٰ محمد زکریا الدیمی غفرلہ

الاستفتاء

جناب عالی

علمائے دین کیا فرماتے ہیں کہ زید نے اپنی عورت مشکوٰۃ غیر مرد خود کو روہو گواہوں
 کے ساتھ بار طلاق دے دی کہ تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق، اگر وہ دوبارہ نکاح اس
 عورت سے کرنا چاہے تو کر سکتا ہے یا نہیں؟ نہ رانی فرما کر فتوے دے کہ مشکوٰۃ فرامین
 میں نوازش ہوگی، اور دونوں کسی مکان کیلئے بھی نہیں ہوتے۔

۱۸ سوال ۳۷۳

العبد امام مسجد چک نمبر ۸-۲۸/۲۰۷

العبد : نمبر چک نمبر ۸-۲۸/۲۰۷

تحریر کنندہ : محمد حسین تقی خور





اگر صورت سوال صحیح اور واقعی ہے تو دوبارہ نکاح جائز ہے، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۶۰۔ فان فرق الطلاق بابت بالاولیٰ ولہ تفعہ الثانیۃ والثالثۃ الخ یعنی اگر قبل دخول وغیرت الگ الگ کر کے طلاق دیا تو پہلی کے ساتھ بائن ہو جاتی ہے اور دوسری اور تیسری طلاق نہیں پڑتی اور جب صرف ایک طلاق واقع ہوئی تو بلاشبہ نکاح جدید جائز ہوگا۔
واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ والہ واصحابہ وبارک وسلم۔

فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۶۰

۱۸ سوال المحرم ۱۳۴۳ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں اور اس کی عادت گزر گئی، بعد ازاں ایک اور مرد

اس عورت نے باقاعدہ نکاح کیا اور مہبستری بھی ہوئی، پھر اس نے دوسرے بھی باقاعدہ گواہوں کے سامنے طلاق دے دی ہے اور اس کی عدت بھی گزر چکی ہے تو کیا اس پہلے مرد کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ بیذا تو جہد۔

السائل : حاجی جمال الدین صاحب ازموٹی لکھا



بلا شک و شبہ اس پہلے طلاق دینے والے سے نکاح کر سکتی ہے وَاِنْ كَرِهَ الْمُحَرَّمُونَ فَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ غَيْرَهُ بِعَدَّتِهَا ثَلَاثٌ شَهْرٍ۔
 یہ بھی ثابت ہے اور اسی طرح تمام کتب فقہ حنفیہ وغیرہ میں صرح ہے۔
 واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم وصلى اللہ
 تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا وحبیہنا محمد والہ وصحبہ وسلم۔

عزیز الفقیر ابو یوسف محمد نور اللہ لدھی غفرلہ

الاستفتاء

علمائے دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں جناب مولانا صاحب! آپس میں دو فریق ہیں جنہوں نے آپس میں اپنی لڑکیوں کی شادی آپس میں ایک دوسرے کے رشتہ کیا تھا، عرصہ تقریباً ڈیڑھ سال کے بعد ان کا آپس میں جھگڑا ہو گیا جس کی بنا پر

برہنوں فریقین اب ان رکبوں کو جمع کرنا چاہتے ہیں، ہم ان پڑھند میں جس کو مسموم نہیں، ایک مولوی صاحب نے اس ربح کرنے کو درست بتا دیا ہے۔ اس مسئلہ کو صاف صاف مفصل جواب سے مطلع فرماؤ گے اور سرگام کو شکور فرماؤ گے فقہاء کے مسائل نے زبانی بیان کیا کہ تین تین طلاقیں ہر ایک لڑکی کو دی گئی ہیں اور دونوں خاوندوں کے ساتھ باقاعدہ رہی ہیں۔

سائل . مسمی وریام ولد مخدوم پڑھارا از چک بیدی تحصیل پاکپتن شریک
۲۲ رجب ۱۳۷۹ھ



جبکہ دو دونوں لڑکیاں اپنے خاوندوں کی نزدیکی کر چکی ہیں اور خاوندوں نے تین تین طلاقیں دے دی ہیں تو رجوع نہیں ہو سکتا اور نہ ہی نکاح کر سکتے ہیں جب تک عدت گزار کر نئے خاوندوں سے باقاعدہ نکاح و نزدیکی کے بعد طلاق حاصل کر کے عدت پوری نہ کر لیں پہلے خاوندوں کے لئے حلال نہیں ہیں کسی ناواقف مولوی صاحب کا کہنا حلال نہیں کر سکتا جبکہ قرآن کریم میں آگیا فلا تحلل لہ حتی تنکح نہ وج غیریہ اور حدیث حمید مشہور و معروف ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے صحابہ کرام کے فتوے آفتاب سے بھی زیادہ واضح، سنن بیہقی وغیرہ میں مند و مذکور ہیں، پھر اگر کرام کے فتاویٰ متفقہ موجود ہیں، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۱۱ میں ہے فان کان الطلاق ثلاثاً فی الحرۃ وشتین فی الامتلم لہ حتی تنکح نہ وج غیریہ نکاحاً صحیحاً ویدخل بہا ثم یطلق



واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ و
صحابہ وبارک وسلم۔

عنوا الغیر البرا بحیرة نور اللہ النبی مفرزہ
۱۰ شعبان ۱۳۳۵ھ

الکستفاء

بجھنے اپنی بیوی رشیدہ کو طلاق منعقد دی، بعد ازیں مسمی چراغ دین کے ساتھ نکاح کا
بطور حلالہ کے اور بقول محل اور شاہدین کے کہ جس روز نکاح ہوا اس یوم سے لے کر
۱۴ دن صرف حلالہ کا نکاح رہا، پھر طلاق لی گئی اور محل قرآن مجید کو ہاتھ لگا کر حلفیہ بیان کرنا
ہے کہ نکاح تو بھاریا میں اس کے قریب بھی نہیں بیٹھا یعنی خلوتِ مسمیٰ بھی بقول محل
ثابت نہیں اور شاہد کہتے ہیں اور عوام الناس بالخلع کہتے ہیں کہ محل محل کا نکاح کے
ایام میں چالیس میل کا فاصلہ رہا مگر رشیدہ محل کہتی ہے کہ میرے ساتھ چراغ محل نے
جما لیا ہے، آیا بجز پر رشیدہ حلال ہو سکتی ہے یا نہیں؟ مینواتو جردا۔



شرعاً تحلیل کے لئے کئی دن یا ماہ یا سال نکاح رہنا شرط نہیں بلکہ شرط یہ ہے کہ

نکاح صحیح کے ساتھ صرف ایک مرتبہ جماعت ہو جائے خواہ اس منٹ کے بعد ہی طلاق ہو جائے۔ قرآن کریم نے فرمایا حتی تنکح من وجا غیریہ اور حدیث عید ترمذی میں ہے
 شاید اور عوام الناس رات اور دن کا چودہ دن کا پھر وہ نہیں دیتے رستہ ہوں گے اور
 نکاح کے بعد چالیس میں کاٹا ہری فاصلہ بھی مقرر نہیں۔ خصوصاً تیز رفتار ذرا زیادہ رفت
 کے دور میں۔ سال کی مسافت والا جزئیہ غری و شریقیہ والا در المختار شامی۔ فتح القدیر
 وغیرہ میں موجود ہے۔ در المختار کے لفظ یہ ہیں کہ تزوج المصغر بمشروطیہ
 سببہ سنتہ فوجدت لستہ اشہر مذتزوجہا للتصوہ کراہۃ او استخارہ
 فتح۔ بہ حال شاید عوام الناس کا کہنا اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ رہا چاغی بن محل کا بیان
 شریعہ بھی مقبرہ نہیں کہ اس صورت میں عورت کا قول مقبرہ ہے بشرطیکہ زوج اول عورت
 کی تصدیق کرے اور سچا بنے۔ در المختار شامی ج ۲ ص ۴۶، فتاویٰ مبدیہ ج ۱ ص ۱۰۱
 بحر الرائق ج ۴ ص ۵۵۔ فتح القدیر ج ۴ ص ۳۸ میں ہا غلط متعارف ہے والنظر
 الفتح ولو قلت دخلی الثانی والثانی منکر فاما معتبر قولہا یہ
 معانی یا دینا تے ہے اور ان دونوں میں ایک کا قول مقبول ہے۔ یا یہ وغیرہ
 ہے وانظروا من اشامی ج ۴ ص ۴۷، لانه اما من المذات لکن البعد
 متقوم عند دخول ولدیانات لتعلق الحمل به وقول الواحد
 مقبول فیہما، اور عنایہ شرح براین ج ۴ ص ۴۷ میں ہے انہا منۃ اخبرت
 ہر محتمل فوجیب ہوں۔ فونہا حتی کہ عورت کی مدد تھی شرط نہیں
 شامی ج ۲ ص ۴۷ میں ہے انہا ان علی ظنہا۔ فہا اشارہ بہ
 ان عدا التہا لیست شرطاً ولہذا قال فی المدائع وکافی الحکم وغیرہ
 لا بأس ان یصدقہا ان کانت ثقۃ عنده او فع فی قلب صدقہ
 وخصوصاً اس صورت میں تو چاغی بن محل بھی بت کر سواں میں ہے "طلاق لگتی
 جس کا معنی یہ ہے کہ مجبوراً اسے طلاق دینی پڑی لہذا وہ خوش نہیں ہو سکتی بیکر زوج اول اگر



کے برخلاف

رشیدہ کو اچھا جانتا ہے اور اس کا کھانا مہیا کرتا ہے۔ چھ مہینے تک یہ سب ہو رہا ہے تو
بچہ رشیدہ کا کھانا کھا کر مر جائے گا۔

والله تعالى اعلم ونسبحه جل مجدته است واحكم وصيئله
تعالى على خير خلقه سيدنا ومولانا محمد وآله
اصحبه وبارك وسلم -

عبد الغفور الکاظمی مخدوم نور محمد شمس الدین غفرلہ
س. ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ

الاستفتاء

یہاں تک کہ وہ میاں صاحب دین، سلمونز کو سکے فٹنگ میں نے بھی بھری کو طلاق نہ تمہیں دفعہ رسالہ کی ہے۔

پہلے وفد بہت ظاہر حسین جس پر دو آڑ کے ٹکٹ چسپاں تھے، دوسری وفد بدست بجائی عزیز بلکہ جس پر بس روپے کے شامپریکھی برقی تھی، تیسری وفد بدست خود جس پر دو آڑ کے ٹکٹ چسپاں تھے۔

۳۱. گواہ طلبه قسامه : $\frac{1}{2}$ از تیر بار سده شکاری.

۲۔ اور مجھے اس وقت یاد ہیں۔

۴۱۔ میں نے ہوش و حواس و دماغ مندری سے طلاق دی ہے۔

۱۔ وجہ طلاق : ۱۔ لڑکا اور لڑکی آپس میں نکاح پڑھنے پر رضامند نہیں تھے لیکن والدین کے بھائیوں کی اولاد میں اسی وجہ سے ان کی دومی نے پتے بٹوں کو بچو کر کے زبردستی ان کا نکاح کروا دیا۔

۲۔ جب لڑکی کو گانا باندھا گیا تو لڑکی نے گانا توڑ دیا بلکہ کئی دفعہ باندھا گیا تو
توڑا گیا اور لڑکا بھی بھاگتا رہا۔

۳۔ والدین لڑکے اور لڑکی نے زبردستی ان کا بیاہ کر دیا۔

۴۔ شادی ہونے سے پہلے لڑکی اور لڑکے کے درمیان حالات کی کشیدگی
رہی اور ایک دوسرے کو فضول بچو اس کرتے رہے۔ زبانی محمد فیل۔

۵۔ عزیز بیگم قرآن مجید کے کمرے سے سر ہٹانے کھڑے ہو کر کہتی تھی کہ تم میرے
بھائی ہو اور میں تمہاری بہن ہوں لہذا مجھے طلاق دے دو، عزیز بیگم نے
اپنی خودکشی کرنے کے لئے نازیبا حرکات کیں مثلاً زہریلی گیس، کھلی چوڑا
چوہا سے چھلانگ لگانے تک گئی۔

۶۔ مجھے یہ دھمکیاں دیتی تھی کہ میں خودکشی کر کے تم سب کو قید کرادوں گی۔

۷۔ عزیز بیگم کے حقیقی بھائی محمد اقبال، محمد اکرام نے بھی مجھے دھمکیاں دیں اور چاقو
وغیرہ مجھے مارنے کے لئے دکھائے اور مجھے طلاق دینے پر مجبور کرتے رہے
پہلی رات لڑکے نے زبردستی بیوی سے محبت کی، طلاق کو تقریباً چھ سال کا
عرصہ ہو گیا ہے، لڑکی اور لڑکا بدستور میٹھے ہیں۔

۸۔ عزیز بیگم نے طلاق نامہ لگ میں جلا دیا ہے رد برد اپنی والدہ اور بھوپتی کے
اور کوئی ثبوت اپنے پاس نہیں رکھا۔

۹۔ نکاح، حق مہر اسلامی طریقہ پر پڑھا گیا تھا۔

کیا مذکورہ بالا واقعات کے بغیر طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟
برائے فتویٰ یہ تمام بیانات، حالات یونین نے قلمبند کئے ہیں جو کہ تمام کٹی کے
رو بروئے گئے ہیں (اور بالکل قسمہ درست ہے)

از طرف دی سلاؤتہ یونین شیرگرٹھ صنم سنگری

پاکستان

۲۰۶۰۵۷



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْجَوَابُ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْيُسْرَ وَالْعَافِيَةَ

صورت مذکورہ میں طلاق یقیناً واقع ہوگئی تفصیل ذیل سے اگر کسی تحریری طلاق کی عدت گزرنے پر دوسری تحریر ہوئی تو صرف ایک ہی ہوئی اور اگر دوسری تحریر ہیں کی عدت میں ہوئی اور تیسری بعد از عدت تو دو واقع ہوئیں اور اگر تیسری تحریر بھی عدت میں ہی ہوگئی تو تین طلاقیں واقع ہوئیں۔ بہر حال طلاق ضرور واقع ہوچکی اور نکاح ختم ہوچکا ہے، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۱۳ میں ہے وان كانت مرسومة يقع الطلاق نواہی اولہمینو، نیز ص ۱۰ میں ہے متی کر لفظ الطلاق بحرف الواو او بغیر حرف اسواو بنفد الطلاق وان عنی بالثانی الاول لہ یصدق فی القضاء، تو اگر ایک یا دو طلاقیں واقع ہوئی ہیں تو نئے سرے سے نکاح کر سکتے ہیں اور اگر تین طلاقیں واقع ہوچکی ہیں تو نکاح بھی نہیں ہو سکتا ہاں اگر عزیز بیگم کسی دوسرے خاوند کے ساتھ صحیح طور پر نکاح کرے اور باقاعدہ ہم بستری کرنے کے بعد وہ نیا خاوند طلاق دے دے اور پھر عدت بھی گزر جائے تو محمد طفیل سے نکاح کر سکتی ہے۔ قرآن کریم میں ہے فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوج غیرک ولحدیث العسلیۃ المشہورۃ واللہ تعالیٰ اعلم وعلہم جل مجدہ استموا حکم وصی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ واصحابہ وبارک وسلم۔

عزہ الغفر الابرار الخیر محمد نور اللہ نبی مغفر

الاستفتاء

کہا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص
اپنی زوجہ کے ساتھ جھگڑتے جھگڑتے رو برو گواہاں کے کتا ہے کہ تو میری ماں ہے
اور میں ہے اور میرے اوپر تو حرام ہے، میری طرف سے تجھے طلاق ہے ایک
دفعہ نہیں بلکہ بے شمار دفعہ غصہ میں کتا ہے، ایک ماہ کے بعد ایک آدمی کو اپنی بیوی
کے پاس معافی کے لئے بھیجتا ہے مگر بیوی نے نہیں مانا، انکار کر دیا، اس شخص
میں کسی مقدمہ کی وجہ تین سال قید ہو جاتا ہے، آتے ہی اس مسئلہ کی بابت تحقیق کیے
سوال پیش کر رہا ہے مگر اب عورت بھی رضا مند ہے کہ میں اپنے شوہر کے گھر
آباد ہو جاؤں۔

تحریر کنندہ محمد اسحاق از لدھیوال

نوٹ :

نذیر مداخل بہا ہے اور اس واقعہ سے پہلے کافی مدت تک مرد کے
گھر آباد رہی ہے۔

گواہ شد : الشہدش ولد مولوی عبدالحکیم سکندر محل داخل لدھیوال

گواہ شد : جہانہ چوکیہ اسکندر لدھیوال

گواہ شد : پیر بخش ولد محمد قیوم باجھی

محمد شریف بعلم خود از لدھیوال

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْجَوَابُ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْيُسْرَىٰ وَتُخَيَّرَ

اگر سوال صحیح اور واقعی ہے تو زوجہ پر کیے بد دیگرے میں حد نہیں ہے۔
 ہیں کہ بعد میرے اوپر تو حرام ہے۔ "طریق مزن" ہے کہ فی سامیہ
 والہندیۃ وغیرہما، پیر حمید "میری صفت سے تجھے طلاق ہے" جو یہ
 طلاق ہے، اور جب یہ بعد ایک دفعہ نہیں بلکہ بے شمار دفعہ کہ چکا ہے تو بہن طلاق
 یقیناً واقع ہو گئیں اور جو تین سے زائد کہیں دو دفعہ ہو گئیں، سنہ ہفتی ۷۰ ص ۳۳
 میں ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عرض کی کہ میں نے بی
 ہری کو ہزار طلاق دی ہے تو آپ نے فرمایا ت خذ ثلاثا و سدع سعوا
 و سبعة وتسعين۔ اور یونہی سو طلاق دینے والے کو بھی فریاد بھی کیا
 عصیت سہ بلد و بابت سنت امرأتک، ان سب کا یہی واصل کہ
 تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں تو بلا حلالہ ان کا نکاح اگرچہ عورت رضامند ہو، ہر گز ہرگز
 نہیں ہو سکتا، قرآن کریم میں ہے فان طمقرب فلتحل لہ من بعد
 حتی تنکحہن و جاعلیہ ۱۰ ترجمہ از شاہ رفیع الدین صاحب "پس اگر انہیں طلاق
 دے اس کو پس نہیں حلال ہوتی واسطے اس کے پیچھے اس کے یہاں تک کہ نکاح
 کرے اور ضم سے سوائے اس کے۔"

باقی سائل نے غصہ کا ذکر کیا ہے تو واضح رہے کہ غصہ کی حالت مانع طلاق
 نہیں بلکہ عموماً غصہ کی حالت میں ہی طلاق دی جاتی ہے بلکہ بارے امد و شریح
 عظام نے تو صاف صاف تصریح فرمائی کہ غصہ را دۃ طلاق کی علامت ہے، بدائع



صنایع ج ۳ ص ۱۰۲، ہدایہ ج ۲ ص ۳۴، شریعی ج ۲ ص ۵۹۷ میں ہے (والسہ)
 لست اعلمہ حال الغضب و مذاکرۃ الطلاق و لیس
 ارادۃ الطلاق الخ والتحقیق فی فتاویٰنا بتوفیقہ و فضلہ
 واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ والہ
 واصحابہ وبارک وسلم۔

عزہ الغفر ابو الخیر محمد نور اللہ نعمی غفرلہ
 مؤرخہ ۳۰ جمادی الاخریٰ ۱۲۹۶ھ

الاستفتاء

بخدمت حضرت قبلہ مولانا ابو الخیر محمد نور اللہ صاحب النعمی
 بانی و مہتمم دارالعلوم خفیہ فریدیہ بصیرت و ابرکام النعمی
 السلام علیکم ورحمتہ و بركاتہ،

معروض کہ عرصہ تقریباً چار سال ہوا میری شادی مسماۃ فحاش دختر شاہان ساکن
 چک پڑان کے ساتھ بطور شرعی نکاح بلا اندراج رجسٹر ہوئی تھی اور مسماۃ مذکورہ میرے
 گھر پر گزرا باد نہیں ہوتی اور نہ ہی میں نے آج تک چھوٹا تک ہے اور نہ ہی ہم دونوں
 الگ کمرے میں خلوت پذیر ہوئے ہیں بلکہ نکاح خوانی کے بعد ہی ہماری آپس میں
 ناچاکی شروع ہو گئی تھی اور مسماۃ مذکورہ کے والد شاہان نے مجھ سے اپنی بیٹی کی
 طلاق طلب کرنی شروع کر دی تھی جس پر عرصہ تقریباً تین سال ہوا کہ میں نے اسے
 ایک طلاق دے دی تھی جس کے بعد مسماۃ مذکورہ نے کسی دیگر شخص کے ساتھ
 آج تک نکاح نہیں کیا، لہذا کیا اب مسماۃ مذکورہ کے ساتھ میرا دوبارہ نکاح کرنا



بارجے یا نہیں؟

گواشد

گواشد

دستخط بحروف اردو

نشان گکوٹ

عبدالحق، امام مسجد ٹیلانی

بہادر و مول بخش نزاریہ ٹیلانی

۲۱.۱۰.۶۶

۲۰.۱۰.۶۶

نشان گکوٹ

شمال ولد نظم، قوم کھرکھر
ساکن موضع ٹیلانی

نحمدہ و نصلی و نسلم علی حبیبہ الکریمہ



اگر صرف ایک ہی طلاق دی گئی تو نکاح بلا شک و شبہ و ریب جائز ہے کسی
 دوسرے شخص سے نکاح کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب کہ تین طلاقیں ہو جائیں،
 تب ہے کہ ایسی واضح صورت میں سول کی کیا ضرورت ہے، بہر صورت صرف
 ایک یا دو طلاقیں ہوں تو دوبارہ و بار دیگر نکاح جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم
 والدہ و اصحابہ و بابرک وسلم۔

عزیز الغفران ابو الخیر محمد نور الدین غفرلہ

۶ رجب المرجب ۱۴۳۶ھ ۲۲/۱۰/۶۶



الاستفتاء

موردہ ذیل گزارش ہے کہ:

سائرس خفیہ بنہ سبب مان عورت ہے، یہ کہ ۵ سال کا بوا میرا سہیلی
سہیلی محمد قبیل بنہ سبب مان پولیس کے ساتھ ہوا تھا جو کہ بالکل میری بلا یعنی تھا کہ کچھ
وقت میری عمر ۳۴ سال اور اس کی عمر ۳۴ سال کی تھی اور یہ نکاح محض ۳ ماہ سے ہوا تھا۔
یہ کہ فدویہ نے ایس بی صاحب فنگٹری کی خدمت میں درخواست
کی درخواست دی اور انہوں نے بذریعہ انسپکٹر صاحب پولیس تحقیقات فرمایا
درست ثابت ہوئی،

چنانچہ مذکورہ ۱۹۶۲ء میں مبلغ دو سو روپیہ کے کاغذ پر فدویہ کو تین
طلاق طلاق طلاق رو برو گویاں دے دی، بعد گزرنے عرصہ چھ ماہ کے
ہمارے محققہ محترمہ میں تعینات ہو کر آگیا اور میرے غریب رشتہ داروں پر پھیل گیا
اور کہا کہ ہمارا سابق نکاح جائز ہے اور سابق طلاق ناجائز ہے چنانچہ میں اس کے
ساتھ بطور بیوی رہ کر رہی گئی اور پھر طلاق ۵۵۵ اس کے گھر رہنے کے بعد وہ
افسرت عملتے دین سے استغاثہ ہے کہ فدویہ کو فتاویٰ صادر فرمایا کہ
۱۔ تین طلاق ہو جانے کے بعد اور عدت گزر جانے کے بعد سابق نکاح جائز
ہے یا نہیں؟

۲۔ میرا اس کے گھر بطور بیوی آباد ہونا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

۳۔ اندر میں حالات وہ میرا جائز شو ہے یا نہیں؟



مکرات کے واقعہ پر اعلیٰ قانون نافذ ہونے سے بینہ زمین میں ملاقیں ہونی چاہئیں۔
 سائد : نور بانو دہلوی کی پانچویں جلد کے فہرست میں اس کے بعد پورے مضمون میں مذکور
 دستخط نور بانو دہلوی خود



طلاق اگرچہ ایک ہی ہجرت پوری ہونے کے بعد بقیہ ہجرت میں نہ نکاح حلال
 سابق خاوند کے گھر آباد ہونا حرام کر دیتی ہے تو جبکہ تین حد قیں پر چھپیں جو بغض میں
 پھر کس طرح اجازت ہو سکتی ہے ؟

اگر سائل کا بیان صحیح اور واقعی ہے تو اس پر فرض کہ نفہ خاوند کے گھر
 آباد ہوا ہاں اگر حلالہ کے بعد جائز نکاح حلال کر دیں تو کوئی حرج نہیں۔ یہ فیصلہ قرآن
 کریم اور حدیث شریف اور فقہ حنفی کا فیصلہ ہے۔
 واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وسلم
 وصحبہ وبارک وسلم۔

عزیز خیر و بخیر محمد نور محمد نبی غفرلہ

۳/۵

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی لکڑی والا

دند محمد قوم بلوچ چک ۳۶/۴ - تحصیل اداکارہ نے مسماۃ سکینہ بی بی دختر صاحبہ اور
 بلوچ چک بذکو تین طلاق بذریعہ یونین کونسل رد بروگواہوں کے تحریری و تقریری ذریعہ
 اور تین نوٹس سجدت چیرمین صاحبہ روانہ کئے اور تین نوٹس طلاق مسماۃ سکینہ
 کو بذریعہ سرکاری ڈاک روانہ کئے لیکن برچہ نوٹس یعنی چیرمین صاحبہ اور مسماۃ سکینہ
 واپس اللہ دھایا مذکور کر دئے، آنجناب تحریر جواب بمعصودہ ثبوت قرآن شریف
 احادیث شریفہ کے کریں مسماۃ مذکورہ صمی مذکور کے ہاں دوبارہ بیوی بن سکتی ہے
 یا نہ؟ کیونکہ اس کو تین طلاق ہو چکی ہیں اور عیاد بھی ختم ہے، جواب دیکھئے اللہ اعلم
 اسائل محمد اسماعیل دند سلطان قوم بلوچ چک ۳۶/۴ - لڈاک خانہ ۳۴/۴
 تحصیل اداکارہ



اللہ دھایا کے ہاں مسماۃ سکینہ بی بی دوبارہ بیوی بن سکتی ہے مگر اس شرط پر
 کہ کسی اور شخص کے ساتھ سکینہ بی بی صحیح نکاح کرے اور وہ شخص باقاعدہ پوری طلاق
 ہم بستری کرنے کے بعد طلاق دے اور اس طلاق کی عدت گزر جائے یا مرنے
 اور عدت پوری ہو جائے تو اللہ دھایا کے ساتھ حسب دستور شرع نکاح کر سکتی ہے
 یہ حکم قرآن کریم اور حدیث شریف کا حکم ہے اور فقہ پاک کا مضبوط فیصلہ ہے قرآن کریم
 پارہ دوم ح ۱۳ آیت ۱۳ میں ہے فان طلقها فلا تحل له من بعد
 حتی تنكح زوجا غيره۔ صحیح بخاری شریف ص ۹۱، میں ہے ان رجلا
 طلق امرأت ثلاثا فتزوجت فطلق فمسئل النبی صلی اللہ

علیہ وسلم اتحل للاول فاللاحق یبذوق عسلتها کما ذاق
الاول۔ فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۱۱۱ میں ہے وان کان الطلاق ثلاثی الحرة
وشتین فی الامۃ لم تحل له حتی تنکح من وجاعیہ نکاحا صحیحاً
ویدخل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا کذا فی الہدایۃ اور اسی پر
حضرت اربعہ وغیرہم کا اجماع و اتفاق ہے۔ میزان شعلانی ج ۲ ص ۱۲۹، رسالہ الامم ج ۲ ص ۱
میں ہے والنظر منہا اتفقوا علی ان من طلق نہ وجتہ ثلاثاً انحل له
حتى تنکح من وجاعیہ ویطأ کما فی نکاح صحیح وان المراد بالنکاح
ہنا الرطی وانہ شرط فی جواز حلہا للاول۔

راستہ تقی اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا و مولانا
محمد و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم۔

فرو الفقیر ابو الخیر محمد نور الشافعی غفرلہ خادم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بعبید پور قلعہ خور
۴ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علما نے دین شرع متین مفتیان اس مسئلہ میں کہ ایک عورت بنام
اسما ربی بی دختر رحمان قوم مجتہد چک ۳۶/۳۷۔ ایل تھانہ شامبو تحصیل اوکاڑہ ضلع ساہیوال کی
شادی کسی حشمت علی ولد وریام قوم بلوچ چک ہذا سے عرصہ سات آٹھ سال کا ہوا ہوئی لڑکی
نیک اور پابند صوم و صلوات تھی اور اس کا شوہر مذکورہ زانی یعنی وہ غیر عورتوں سے ناجائز
تعلق رکھتا تھا، اسما ربی بی مذکورہ یا اپنے شوہر کو بار بار روکتی رہی جس پر حشمت علی نے
اسے مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا تو سہمی رحمان والد اسما ربی بی نے چند آدمی بطور پنچایت

حشمت کے پاس بھیجے کہ وہ اپنی سہ ماہی کو اپنی بی بی کو اپنے گھر سے آئے جس پر چڑھ کر
 نے ان آدمیوں کو کہا کہ میں نے اپنی زوجہ سہ ماہی کو طلاق طلاق طلاق طلاق طلاق طلاق
 حلاق سے دی ہیں، میرا اس کا معاملہ ختم ہے، جناب مختیار صاحب عمر ۵ سال
 سے سہ ماہی اپنے باپ کے ہاں بیٹھی۔ آپ کتب فقہ فتاویٰ سے مایل ثبوت دیں پھر
 سہ ماہی بی بی دیگر نکاح کر کے اپنی بقایا زندگی گزار سکے۔
 ابا حنن و گواہان

مہر محمد نیر دار ولد محمد خاں بلوچ
 ایل - ۴/۳۶

العبد
 نوشیر ولد حفید قوم بلوچ
 ایل - ۴/۳۶

گاہر اولد ولد قوم بلوچ
 ایل - ۴/۳۶



اگر صورت سوال صحیح اور واقعی ہے تو سہ ماہی کو سہ ماہی بی بی پر تین طلاقیں پڑ چکی ہیں
 اور اپنے سابقہ حشمت علی پر ایسی تمام ہرجکی ہے کہ اب حلالہ کے بغیر اس سے
 نکاح بھی نہیں کر سکتی لہذا عدت پوری ہونے کے بعد جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔
 اس کے کتب فقہ کے کافی حوالے ہیں مگر یہ ایسا مسئلہ ہے کہ قرآن کریم کی واضح ہدایت
 سے ثابت ہے، دوسرے پارے کے تیسرے پاؤ کے آخری رکوع میں لکھیں۔
 واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ والہ و



الکستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میں مسمی لال دین و لد چرخ دین
قمار میں چک ۹۳ گ ب تحصیل جرن نواز ضلع لاہور پورہ کا ہوں۔ یہ کہ مجھے ایک شرعی مسئلہ
دریافت کرنا ہے جو ذیل عرض ہے۔

یہ کہ میں عرصہ دو ماہ اور دس دن ہوئے یعنی ۲۵ جنوری ۱۳۹۵ء کو اپنی بیوی
سموۃ صابران بی بی دختر محمد شریف چک ۲۱۹ سی۔ بی تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال کو بیک
وقت تین ملاقیں دے کر زوجیت سے علیحدہ کر دیا ہوا ہے۔ ازان بعد مجھے میرے
دارمان و رشتہ داران نے مجھ کو کر کے صلح کرادی ہے اور میں نے اپنی رضی سے رجوع
کر لیا ہے کیونکہ میرا یہی بیوی کے ساتھ کوئی جبراً نہیں تھا، صرف معمولی سی بات پر
میں نے اشتعال میں آکر حلاق بھیج دیا تھا جس پر میں خود غموم ہوں لہذا علمائے دین سے
سوال ہے کہ بوجوہات مذکورہ بالا یہ رجوع میرا شرعاً جائز ہے یا کہ نہیں۔ جواب دے کر
غدار اللہ عاجز ہوں۔ ثبوت موجود ہے کذب بھیکانی بوگی تو میں ذمہ دار ہونگا، تصدیق
فرمائی جاوے۔

۴۰۴۰۴۳

مسمی لال دین مذکور

ابو الحیثمہ محمد نور الرحمن بنی غفرلہ

نوٹ: جواب ذیل بھی سوال کے ساتھ ہی آیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
محمدؐ ونصلى على رسولہ الکریم

الجواب

اما بعد، بشرطیکہ صورت مسئلہ مذکورہ مطلوب الجواب صداقت پر مبنی ہے
تو ایک مجلس میں بیک وقت تین طلاق دینے کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
رجعی طلاق قرار دیا ہے، فرمایا یہ ایک طلاق رجعی کی حیثیت رکھتی ہے جس میں رجوع
جائز ہے اور اگر خاوند طلاق سربار کے بعد اندر سے رجوع کرے تو طلاق کا عدم
برجاء ہے اور نکاح بدستور قائم رہتا ہے۔ دیکھو حدیث وعن محمود
بن لبید اخبر رسول اللہ عن رجل طلق امرأة ثلاث
تطبيقات جميعا فقام غضبان شرا قال ايلعب بك ثبأ الله
عز وجل وانا اظهر كس حتى قام رجل فقال رسول الله الا
اقتله، رواه النسائي، شكة شريف ج ۲ ص ۲۸۴۔

دوسری جگہ حدیث ملاحظہ ہو : عن عبد الله بن عباس قال
طلق سركانه بن عبد يزيد اخو بني عبد المطلب مرأته
ثلاثا في مجلس واحد فحزن عليها حزنا شديدا قال
فسأله رسول الله كيف طلقتها فقال طلقتها ثلاثا فقال
في مجلس واحد قال نعم انما تلك واحدة ارجعها ان
شئت قال فارجعها۔ (مسند امام احمد ج ۱ ص ۲۶۵)

پس اصل کلام کا اہل علم سے منفی نہیں ہے اور جو شخص ایک مجلس میں تین طلاق
دے دے، وہ اگر رجوع کرے تو وہ تین ایک ہی طلاق رجعی تصور ہوگی جس میں
رجوع جائز ہے اور نکاح پہلا ہی بدستور قائم ہے، مزید ضرورت نہیں ہے اور



جو حضرت عورت نے لوگوں کو بطور قبیح فرمایا تھا کہ اب اگر کوئی شخص ایسا کرے گا تو میں رجوع نہیں کرنے دوں گا صرف عورت واسطے ایک سیاسی حکم تھا، شریعت میں تھا کہ یہ صحیح نبی اکرم کا حکم قیامت تک شریعت ہے۔ ہمدانا معندی واللہ اعلم
تورخ ۴۳۰ ۴۰ ۴۰

المؤلف : عبد الغفور خطیب جامع معارف القرآن دار الافتاء رضویہ
گورنمنٹ پک چک ۴۰ گ ب تحصیل جہان آباد لاہور

انفعیہ الیٰ اللہ فی غفرہ



یہ رجوع صحیح نہیں ہے کیونکہ جب تین طلاقیں آجائیں، ایک وقت و ایک مجلس یا ایک طہر یا تین طہروں میں جیسے بھی آئیں تو عورت بان جو جاتی ہے اور رجوع تو رجوع دوبارہ نکاح بھی حلال کے بغیر نہیں ہو سکتا، قرآن کریم میں فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح من زوج غیرہ اور یہی فتویٰ ہے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا، دیکھو سنن بیہقی ج ۳ ص ۳۳۳ سے ص ۴۰ تک حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ، حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم، حضرت عمر بن عاص، عبداللہ بن عمر، مغیرہ بن شعبہ، حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین

کی سند حدیثیں اور فتوے۔ اور یہی مذہب ہے امام مالک، امام شافعی، امام احمد
ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا، رحمۃ اللہ علیہ ج ۲ ص ۸۰، میزان شرفانی ج ۲ ص ۱۲۶
میں ہے و انظر من الرحمة اتفق الائمة الاربعة على ان
الطلاق في الحيض لم يدخل بها او في طهر جامع فيه محرم
الا انه يقع وكذلك جمع الطلاق الثلاث محرم ويقع اور
یہی حمزہ، بل اسلام سلف صالحین کا مذہب ہے، احکام القرآن ج ۱ ص ۲۵۹ میں ہے
و کتاب و السنة و اجماع السلف توجب ابقاء الثلاث معا
اس کی شہادت غیر مقلدین حضرات کے مسلم امام بھی دے رہے ہیں تفسیر فتح القدیر ج ۱
ص ۲۱۲ میں قاضی شرفکافی اور تفسیر فتح البیان ج ۱ ص ۳۴۰ میں نواب صدیق حسن خاں
مہربانی فرماتے ہیں وقد اختلف اهل العلم في ارسال الثلاث دفعة
واحدة هل تقع ثلاث او واحدة فقط فذهب الاول للجمهور
رہی حدیث فتویٰ ملا قاسم میں کوئی ایسی تفسیر نہیں اور حدیث ۲ کے متعلق
امام بیہقی کا ارشاد ہے کہ یہ قابل استدلال نہیں کیونکہ اس کے راوی حضرت ابن عباس
کا فتوے ہے جسے ائمہ راوی روایت کرتے ہیں اس کے خلاف ہے اور خود رکاز کی اولاد
راوی ہے کہ رکاز نے ایک طلاق دی تھی۔ سنن بیہقی ج ۱ ص ۳۳۹ میں ہے و هذا
لا سند له تقوم به الحجة مع ثمانية راو عن ابن عباس
رضی اللہ عنہما ثلثا بخلاف ذلك ومع رواية اولاد سرکانه
ان طلاق سرکانه كان واحدة وباللہ التوفیق۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر یہ اتمام کہ شریعت پاک کے خلاف سیاسی حکم دیا ایک
فسادک چیر ہے جو اس نازک دور میں حکومت کو یہ سبق دینا ہے کہ سیاسی احکام قرآن
خلاف جائز ہیں، یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ ہے، معاذ اللہ معاذ اللہ! حضرت عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو شرعی احکام ہی نافذ فرماتے تھے جس کی شہادت کفار بھی دیتے ہیں۔

الحاصل قرآن کریم اور حدیث شریف میں ہر کلام اور تبصروں میں مسدود صاحبین کے
اثرات کے موافق ہمارے حنفی مذہب پر فتویٰ یہی ہے کہ بیک وقت تین حجابیں
واقع ہوتی ہیں اور رجوع حلال نہیں مگر حلالہ کے بغیر نکاح صحیح نہیں جائز نہیں کہ
فی اسفاس المذہب المہذب۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله على محمد وعلى آله وصحبه وسلم
وعلى آل واصحابه وبارك وسلم۔
عزہ النبی ابو الخیر محمد نور الاسلامی غفرلہ بانی و مستر دارالعلوم دہلی
ضیہ سہیون

۲۷۰۵۰۳

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمایہ کرام ہند میں مسدود کہ ایک عورت کو جس کا وہ نہ پہنچا
دینے کے بعد واپس نکاح میں لانا چاہتا ہے، اس کی کیا صورت ہوگی؟ اور اگر تہہ آدمی
مل کر اس عورت کو اس کے خاوند کے پاس بھیج دیتے ہیں، میںاں بوری کے تعلقات کی
بنیاد پر تو ان آدمیوں کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہوگا؟ درس حالت میں اگر دوبارہ
نکاح کر لیں تو اس بارے میں کیا حکم ہوگا؟ مینو تو حروا۔

س ل



اس کی صورت عذر ہے یعنی عدت پوری ہونے کے بعد کسی اور سے بیعت کرے اور اگر وہ جمع کے بعد طلاق دیدے تو اس کی عدت پوری ہونے کے بعد پہلے خاوند کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے، جو شخص بلا نکاح پہلے خاوند کے پاس بطور بیعت کرے تو وہ شخص بڑے ظالم اور فاسق اور بدکار ہیں، مستحق ناز و سزا و عتاب جبار و قہار ہیں، حکومت اسلامیہ کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں کو سخت ترین سزا دے تاکہ دوسروں کیلئے بھی عبرت ہو۔ بلا حلالہ دوسرا نکاح نہیں ہو سکتا، اگر کرے تو وہ بھی سخت ترین مجرم و ظالم ہیں اور سخت ترین سزا کے مستحق ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

مفت الفقیہ ابو الخیر محمد نور الدین غفرلہ، از بصیر پور

۸/۷

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ شرعیہ کے کہ زید اپنی بیوی کو چھوٹ کے دوران ایک وقت میں تین مرتبہ طلاق دی، تفصیل یوں ہے کہ زید کی بیوی نے

خیز رہا تو اس نے پہلی طلاق دی، اس پر بھی بیوی خاکوش نہ ہوئی تو اس نے دوسری
 مرتبہ طلاق دی، پھر بھی اس کی بیوی چسپ نہ ہوئی تو تیسری مرتبہ طلاق دی جس کا مطلب
 اور آخری تھا، یہ سب کچھ بقاء کی ہوش و حواس ہوا، اب نہ یہ کہ بیوی رجوع جاسکتی ہے
 فقہ حنفی کی رو سے اس کا کوئی صل ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کیا؟ براہِ کرم درجست
 فرمائیں۔

سائل : حاجی بشیر احمد بیٹ مکان ۵۱ بیرون قاضی محمد لاہور چھاونی
 صدر بازار



شرعاً ہرگز ہرگز حلال نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی، اس کا مرتبہ ایک ہی
 صل ہے کہ وہ عورت عدت گزارنے کے بعد کسی اور شخص سے نکاح کرے اور وہ باقاعدہ
 ہم بستری کے بعد طلاق دے اور پھر عدت گزارنے کے بعد زید کے لئے اس کا نکاح حلال
 ہے، ایچم فقہ شریف اور حدیث شریف اور قرآن کریم کا ہے، قرآن کریم میں ہے فان
 طلقها فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح نكاحاً غیرہ۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على سيدنا ومحبوسنا الاعظم
 وعلى آله واصحابہ وبارک وسلم۔

مفت اعظم پاکستان محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ العالی

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی محمدی صوفیہ شاہ شادی شاہ نے چند معزز آدمیوں کے ساتھ اپنی منکوحہ مسماۃ نسیم اختر دختر محمد صوفیہ شاہ کو یہ الفاظ کہے کہ میں نے تجھے طلاق دے دی میری بچی مجھے واپس کر دو۔ میں نے تجھے طلاق دے دی اور طلاق دینے کے متعلق واضح الفاظ میں متعدد بار کہا کہ میں نے تجھے طلاق دے دی کیا شرع کے نزدیک طلاق ہو چکی؟
اسائل محمد صدیق شاہ



شرعاً طلاق ضرور واقع ہو گئی اور الفاظ "میں نے تجھے طلاق دے دی" اگر صرف دو بار کہے تو رجعی ہے یعنی غاوند عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے اور اگر تین بار کہے تو طلاق مغلظہ واقع ہو گئی، یعنی دوبارہ محمدیوسف مسماۃ نسیم کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ وعلى آله
اصحابہ و باسماک وسلم۔

الاستفتاء

بخدمت حضرت مولانا مولوی محمد نور اللہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کے بعد عرض ہے کہ سہمی محمد شریف ولد اکبر قوم پادری
کسی وجہ سے اپنی عورت کو برائے سبب و غصہ میں آکر طلاق ثلاثہ یکبار کہہ چکا ہے اور
اب اپنی ہوش دھوا س کو قائم کر کے دونوں گھر آپس میں صلح کرتے ہیں اور ابھی ایک ۱۰
بہنیں گزرا کہ آیا وہ عورت اس پر حلال ہے یا نہیں، اگر حلال ہو تو کیا بات کر کے
حلال کرنی چاہیے کیونکہ آپ کا فتویٰ ہر ایک کو منظور ہے۔ فقط

گواہ شد

چوہدری سکنہ علی بقلم خود
چوہدری محمد شریف بقلم خود
دونوں چوہدری کہتے ہیں کہ فتویٰ ضرور برقرار رکھ دیوں۔



تین طلاق کے بعد عورت کب حلال ہو سکتی ہے، جب عدت گزار کر کسی اور
کے ساتھ نکاح کرے اور وہ دوسرا خاوند ایک جماع کے بعد طلاق دے تو حسب
متودشع دوبارہ نکاح عدت گزارنے کے بعد ہو سکتا ہے، قرآن کریم میں ہے
فان طلقها فلا تحل له حتى تنكح زوجا غيره اور حدیث

سید بھی شہودِ حدیث ہے اور سب فقہائے کرام اور متابعِ عظیم نے بھی یہی مذہب
 ہے کہ فی ہندیۃ والہدایۃ وغیرہما من اسفار السنۃ
 المہذب۔

وہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبیبہ وعلى
 وصحہ وبارک وسلم۔

(نوٹ) غصہ کوئی عذر نہیں، طلاق ہوتی ہی ناراضگی پر ہے۔

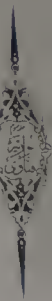
عرہ الغیر یو الغیر محمد نور اللہ انعمی غفرلہ

۹/۹
 ۲۸
 ہر سوال المکرم ۳۹۸

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین و مفتیانِ شرع متین اندر یہ مسئلہ کہ زید اپنی بیوی سے
 کتا ہے کہ میں بقائی ہوش و متواس بلا جبر و اکراہ تجھے طلاق ٹلا شہ دیتا ہوں اور اپنی
 زوجیت سے علیحدہ کرتا ہوں اور یہ الفاظ تحریر بھی کر دیتا ہے، عدت بھی گزر چکی
 ہے، کیا طلاق ٹلا شہ اس طرح مؤثر ہو جاتی ہے اور بدوں حلالہ رجوع کی کوئی صورت
 بمطابق شریعتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتسلیم باقی ہے، مینو اتوجروا۔
 المستفتی :

حافظ محمد یوسف عفی عنہ نکاح رجسٹرار بصیر لوہر ضلع ساہیوال



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْجَوَابُ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْيُسْرَ وَالْقُوتَ

بلاشبک وشبہ وریب زید کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں اور نوثر
 بن گئی ہیں، زید پر اس کی بیوی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو چکی ہے چنانچہ خود زید
 نے بھی تحریر طلاق میں تصریح کی ہے لہذا عللہ کے بغیر اس عورت کے ساتھ نکاح
 جدید نہیں کر سکتا چہ جائیکہ صرف رجوع کرے چنانچہ اگر بعد امام عطاء بن حنیفہ
 امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع کے نزدیک یہ
 متفق علیہ ہے کہ تین طلاقیں کے بعد بلا صلہ بیوی جائز نہیں چنانچہ میزان شریعتی
 ج ۲ ص ۱۲۶ اور رحمة الامم ج ۲ ص ۸۰ میں ہے والنظر من المیزان اتفقوا
 (الی ان قال) وكذلك جمع الطلاق الثلاث يقع اور بہر
 تمام متون و فتاویٰ حنفیہ میں بھی ہے چنانچہ فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۴۶ میں ہے
 فالذي يعود الى العدد ان يطلق ثلاثا في طهر واحد بكلمة
 واحدة (الی ان قالوا) فاذا فعل ذلك وقع الطلاق بکلمة واحدة
 مذہب حنفیہ امام محمد علیہ الرحمہ سے ش ۲ ص ۲۵۵ میں ہے ونصر محمد
 رحمہ اللہ تعالیٰ قال واذا طلق الرجل امرأته ثلاثا جميعا
 فقد خالف السنة واشران دخل بها او لم يدخل سواء بعد
 ذلك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وعن علي وابن مسعود و

ابن عباس وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین اور مجموعہ قوانین اسلام جلد دوم مصنفہ مشیر
 قانون مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی، راولپنڈی کے صفحہ ۳۰ میں ہے "جمہور"

فہم کے نزدیک طلاق بائن کبریٰ یا منغلظہ اس وقت واقع ہوتی ہے جبکہ مرد اپنی
بہری کو بیک وقت یا متفرق اوقات میں لفظ واحد یا متفرق کلمات سے تین طلاق
دیرے اور اس کے پہلے طلاق بائن کبریٰ یا منغلظہ کا یہ حکم بیان کیا کہ ایسی طلاق
مرد ہے جس کے نتیجے میں اس عورت سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا تا وقتیکہ اس کی
مطلقہ ہوئی کسی دوسرے شخص سے نکاح کر کے الخ“

اور یونہی اس کے ج ۲ ص ۲۹۶ میں ہے ”اگر کوئی شوہر اپنی زوجہ کو بیک وقت
ایک کلمہ سے طلاق دے یا متفرق کلمات سے تین مرتبہ طلاق، طلاق، طلاق
کے تو اسی وقت تین طلاق بائن (منغلظہ) واقع ہو جائیں گی اور وہ اپنی زوجہ سے
رجوع نہیں کر سکے گا الا یہ کہ وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کر کے الخ“

اور یونہی کتب حدیث شریعت سنن بیہقی وغیرہ میں کسی متعدد حدیثوں میں صحابہ
کرام سے تشریح ہے۔ بہر حال یہ مسئلہ آفتاب غالب سے بھی زیادہ واضح ہے،
کہ بلا حلاہ نکاح بھی نہیں کر سکتا اور خود قرآن کریم پارہ دوم سے بھی ثابت ہے ارشاد
ہوتا ہے فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ
واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله على سيدنا جيبه وعلى
اله واصحابه وبارك وسلم۔

مفت الفقیہ ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ، حواہی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ ۲۴۹

الاستفتاء

بخدمت جناب حضرت مولانا علامہ الحاج پیر طریقت راہبر شریعت
مفتی اعظم پاکستان ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب النعمی تدری
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی !

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زہر زعفرانی میں اگر اپنی بیوی کو کما طلاق، طلاق، طلاق، اب تو محمد پر حرام ہے، اب وہ رجوع کرنا چاہتا ہے، کیا وہ حلالہ کے بغیر نکاح کر سکتا ہے یا کر نہیں سکتا ہے؟

اسئل : قاری بشیر احمد قرع عرف گٹھی دلدستری نور احمد صاحب
بمقام چک دھرم پور لا تحصیل دیپال پور ضلع ساہیوال



و بسم السلام ورحمة الله وبركاته :-

اب حلالہ کے بغیر کوئی صورت نہیں، حلالہ کے بعد ہی نکاح ہو سکتا ہے۔

فتوہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۲۰۳۰۸۰

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں :
۱۔ ایک میلا خاوند جب بھی میرا اس سے کسی بات پر کوئی تنازعہ ہو جائے تو مجھے
بے ساختہ غمزدوں اور عورتوں کے سامنے طلاق دینا شروع ہو جاتا ہے



۱۔ حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ جو کتاب کسی مرنے والے کے پاس ہو جس کے گھر میں کوئی اور بھی ہو تو وہ کتاب اس کے ہاتھ سے ہٹا لی جائے اور اس کے بعد اس کی تدفین کر لی جائے۔

۲۔ ہمارے یہاں جو کہ جب بھی کسی بات پر بحث ہوتا ہے تو مجھے بات بات پر حقائق دیتے ہیں اور بات بات پر میں کہتا ہوں کہ تم آج سے یہ بات بھول جاؤ۔

۳۔ میرے خاوند کے بار بار طلاق دینے اور ماہرین کہنے کے باوجود بھی یہ غلطی تکرار کرتے ہیں۔

۴۔ میرے خاوند کے بار بار طلاق دینے سے ہمارا نکاح رہ جاتا ہے کیونکہ میرا خاوند کہتا ہے کہ بڑی کو بار بار طلاق دینے اور ماہرین کہنے سے نکاح اور منہ بڑا ہوتا ہے مگر لوگ بھی اس کے برعکس بتاتے ہیں۔

۵۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں بتادیں کہ متذکرہ بالا الفاظ کہنے سے بیک وقت پہلے طلاق دینے سے اور ماہرین کہنے سے ہمارا نکاح قائم رہ جاتا ہے یا ہمارا نکاح ختم ہو گیا تو کیا پہلے عدت پوری کر کے دوسرا نکاح کرنا چاہئے۔

۶۔ مذکورہ بار سوالات میں نے خدا اور رسول کو حاضر نظر جان کر بالکل حرف بحرف کہے ہیں اور میں نے اپنی طرف سے کوئی جھوٹ نہیں کہا ہے جس کا خدا گواہ ہے یا وہ حضرات جنہوں نے میرے خاوند سے متذکرہ بالا سوالات کے متعلق دریافت کئے اور میرے خاوند نے ان کی موجودگی میں ہاں کی ہے کہ میں نے کوئی بات بڑی بڑی کو ماہرین کہنے سے اور کسی مرتبہ طلاق دی ہے۔

نشان، انگوٹھا سماء سیدین زوجہ قاسم علی ولد محمد خالد خیر
معرفت قاری غلام رسول امام مسجد عارف والا



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْجَوَابُ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي انْتِزَاعًا صَوَابًا

اگر سوا صبیح ہے تو جب خاوند نے تین بار غلط طلاق عورت کو یک دفعت
 کئی وقتوں میں کہہ دیا تو عورت اس پر سخت حرام ہو گئی و عورت گزر کر بھی اس فاعل
 سے نکاح نہیں ہو سکتا جبکہ شرعی حلال نہ کیا جائے۔ یہ جاہلیت کے زمانہ میں مذکور کا
 رواج تھا کہ کئی کئی بار طلاق دینے اور رجوع کرتے تو اللہ تعالیٰ سے فرما، صلحو
 مردان کہ صرف دو طلاقوں سے رجوع ہو سکتا ہے اور تیسری مرتبہ حق بننے سے
 ہمیشہ کے لئے عورت حرام ہو جاتی ہے اور حلالہ کے ماسوا اس فاعل سے نکاح
 بھی نہیں ہو سکتا، دیکھو دوسرا پارہ سورہ البقرہ آیت ۲۲۹ اور ۳۰ رکوع ۳ اور
 پہنی حدیث پاک میں آیا ہے اور اس پر ساری امت کا اجماع ہے ہذا بروی واسے
 تعلقات رکھنے حرام ہیں اور سخت ترین گناہ ہے ہاں قانونی طور پر اجازت حکومت سے
 حاصل کر لے تو بہتر کہ حکومت کی پچڑ سے بچے ورنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ عورت آزاد
 ہے اعدت گزار کر شرع کے مطابق کسی اور مرد سے نکاح کر سکتی ہے جبکہ ذہن کریم و
 حدیث پاک اور فقہ کے۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ وَ عَلٰی سَلَمٍ وَصَحْبِهِ
 وَ بَارَكَ وَ سَلَّمَ اَبَدًا اَبَدًا۔

حرره الفقیر الی الخیر محمد نور الدین النعمانی غفرلہ

بانی و منتظم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

ضلع ساہیوال قبلہ خود

۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ ۲/۳/۸۰

الاستفتا

کی فرماتے ہیں علمائے دین وضعتاں شرع متین و دریں صورت کہ ایک مرد نے اپنی بیوی کو طلاق کا نوٹس اول دیا، بعد ازیں ایک ماہ کے اندر ہی دوسرا نوٹس بولے دہرا اور طلاق اپنی بیوی کو بھیج دیا جن کی نقلیں ہمراہ استفتاء میں، دریافت طلب یہ امر ہے کہ باعتبار اس نوٹس کونسی طلاق واقع ہوگی اور رجوع ہو گیا یا دوبارہ نکاح کرنا پڑے گا یا حلالہ کی ضرورت ہوگی؟ فقط

نوٹس طلاق ۷۶-۴-۱۹ کو دیا گیا، نوٹس رجوع ۷۶-۵-۵۰ کو دیا گیا۔

السائل محمد زمان ولد محمد بخش سکے ۹۸/۹-۸ معرفت حاجی محمد باہیم محمد علی رضویان مولوی طارق آباد ضلع بہاولنگر تحریر ۷۶-۷-۹



نوٹس طلاق زیر دفعہ، عائلی قانون آرڈی نینس مجریہ ۱۹۶۱ء

بنام زبیدہ بی بی دختر غلام رسول قوم اراٹیں سکے ۹۸/۴-۸ تحصیل ہارون آباد ضلع بہاولنگر
محمد محمد زمان ولد محمد بخش قوم اراٹیں سکے ۹۸/۴-۸ تحصیل ہارون آباد ضلع بہاولنگر

۱- یہ کہ میری شادی عرصہ تقریباً ۵ سال قبل آپ کے ساتھ سر انجام پائی تھی، کچھ عرصہ تک اپنے درمیان تعلقات بہت اچھے رہے اور بعد ازاں عرصہ تقریباً ۱ ۱/۲ سال سے اپنے درمیان گھریلو اختلافات پیدا ہو گئے اور باوجود بہادری کی کوشش کے کوئی بھی صورت نہ نکل سکی جس سے تعلقات خوشگوار ہو سکیں اور کوئی نرمی ایسی صورت بھی نظر نہیں آئی جس سے ہمارے ازدواجی تعلقات بحال ہو سکیں اور سوائے علیحدگی کے اور کوئی صورت نہ رہی۔

۲- یہ کہ میں آج سے تمہیں طلاق اول دے کر اپنی زوجیت سے علیحدہ کرتا ہوں اور آج

سے بعد تم میری بیوی نہیں ہو تمہیں یا آزادی ہے کہ تم جہاں چاہو اپنی من پسند شاکی۔
۳۔ یہ کہ تم اپنا سامان واپس لے سکتی ہو بشرطیکہ چیز زلیزلات وغیرہ واپس کر دو۔

العبد ۱ محمد زمان ولد محمد بخش قوم اراٹیں سکھ چک ۶۸/۲-۸

تحصیل دارون آباد ۱۹-۴-۶۱
نوٹس منسوخی مطلق

بنام زبیدہ بی بی دختر غلام رسول قوم اراٹیں سکھ ۶۸/۴-۸ تحصیل دارون آباد
ضلع بہاول نگر

یہ کہ میں نے سورہ ۶۱-۴-۱۹ کو آپ کو طلاق اول کا نوٹس دیا تھا جو کہ میں اب
نوٹس ہذا واپس لے کر آپ سے رجوع کرنا چاہتا ہوں، اس امر کی اطلاع چیرمین پمٹنی عدالت
چک ۶۲/۴-۸ یونین کونسل ۵ کو بھی دے رہا ہوں۔

العبد ۱ محمد زمان ولد محمد بخش قوم اراٹیں سکھ ۶۸/۴-۸
تحصیل دارون آباد ضلع بہاول نگر



نوٹس اول مجریہ سورہ ۶۱-۴-۱۹ دیکھا، ظاہر یہی ہے کہ ایک طلاق بائن واقع ہوگی
کیونکہ لفظ طلاق اول سے قبل اس نے لکھا ہے کہ سوائے عیثیہ کی کے اور کوئی صورت
نہ ہے اور بعد میں لکھا ہے ”دیکھا اپنی زوجیت سے عیثیہ کرتا ہوں الخ“ تو روز روشن کی طرح
واضح ہو رہا ہے کہ طلاق بائن دے رہا ہے لہذا یہ ایک طلاق بائن ہے، حسب سطور تشریح
تکاج ہو سکتا ہے مصلحت کی ضرورت نہیں کیونکہ طلاق صرف ایک ہے، تین نہیں کیونکہ بعد کے

ما تكتبه من غير ان يكون من اهل البيت
 ص ۶۳۶ میں ہے۔ لا یلحق البائت، اعداد بالباء الذی لا یلحق
 ما کان یلفظ تکبیراً لانه هو الذی لیس ظاهراً فی التمسک بالصلوة
 و الله تعالی اعلم و صلی الله تعالی علی سیدنا
 محمد و علی آلہ واصحابہ و بارک و سلم۔

فہو عقیقہ محمد نور اللہ تعالیٰ غفرلہ من دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع ساہیوال
 ۲۶ شوال المحرم ۱۳۹۶ھ

۲۱-۱۰-۷۶

الاستفتاء

بخدمت اقدس اعلیٰ حضرت عظیم البرکت جناب قلمی حبیب و است بکا تہم الیہ
 جناب عالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ : مزاج اقدس !

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اندریس گنگہ کہ زید نے اپنی بیوی کو
 دو طلاقیں زبانی ایک ہی وقت میں دی تھیں جس کو عرصہ تقریباً ایک سال ہو چکا ہے اب
 زید فرما کہ اپنی بیوی سے دوبارہ نکاح کرنے کا خواہشمند ہے تو فرمادیں اب کیا صورت
 ہو سکتی ہے جس سے شامل شرع محمدی کے مطابق نکاح کر سکے، فقط والسلام

سلطان محمود ام مسجد اروڑہ اور جاگیر

ہاں یقیناً جائز ہے، قرآن کریم و حدیث پاک اور فقہ کے متفقہ حکم سے پروردگار کے بارہویں رکوع کی آخری آیت منسلاً ہیں و بحولہہن حق مردہن یعنی مطلقہ عورت کا طلاق دہندہ خاوند والپس کر کے کا زیادہ حق دار ہے، حسب دستور شرع باقاعدہ نکاح کر لیں، یہ مطلقہ ایک طلاق والی ہو یا دو والی سب کو غناہت الہیہ اگر تین طلاقیں ہو جائیں تو حلالہ کے بغیر جائز نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الاکرم و آلہ واصحابہ و اہلک وسلم۔

حررہ الفقیر الی الخیر محمد نور الدین غفرلہ از البصیر لورپ شریف

۲۷۰۱۱۰۷۸

الاستفتاء

السلام علیکم : بعد تسلیمات عرض ہے کہ بندہ کو مندرجہ ذیل مسئلہ میں آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے اور بعد التماس ہے کہ جناب والا آپ نے خدا داد علم کی روشنی میں مطابق شرع فتویٰ صادر فرمائیں۔

۱۔ ایک آدمی غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو تین بار (یا اس سے زیادہ

دفعہ) اس حالت میں طلاق دیتا ہے کہ بیوی گھر میں موجود نہیں لیکن چند اہل خانہ مثلاً بیوی کی ساس یا دیور موجود ہیں۔

۲۔ بیوی کو اس طلاق کے متعلق کوئی پتہ نہیں چلتا، نہ ہی خاوند بنا ہے اور نہ ہی ساس یا کوئی اور فرد، بیوی دو تین ماہ گھر میں رہتی ہے اور اس دوران میاں بیوی حقوقِ انسانی بھی ادا کرتے ہیں۔

۳۔ دو تین ماہ بعد میاں بیوی کے درمیان کسی اور مسئلہ پر اختلاف ہو جاتا ہے بیوی ناراض ہو کر میکے چلی جاتی ہے اور اس کے والدین طلاق کی فرائش کرتے ہیں، خاوند بیوی کو عدم موجودگی میں زبانی طلاق دے دیتا ہے حتیٰ کہ وہ دوسری شادی کر لیتا ہے۔

۴۔ ازاں بعد بیوی گھر لوٹ آئی ہے، خاوند اسے بتاتا ہے کہ میں نے تو تمہیں طلاق دے دی ہے لیکن بیوی جواب دیتی ہے کہ مجھے تو اس کا آج تک علم نہیں ہوا۔

براؤ کریم اس مسئلہ میں فتویٰ صادر فرمائیں کہ آیا طلاق ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر طلاق ہوئی ہے تو کونسی طلاق؟

العبد : محمد رفیق از رشید آباد تحصیل بیاقت پور ضلع رحیم یار خاں



اگر فی الواقع خاوند نے تین طلاقیں دے دی ہیں تو عورت پر طلاق منقطعہ واقع ہو گئی ہے جو بغیر حلالہ شرعہ کے خاوند سے نکاح نہیں

ریختی کہانی الفتاویٰ الحنفیہ کلہا۔

واللہ اعلم وصلى الله عليه وسلم

حرره الفقير الراجي محمد نور الدین نعمی غفرلہ

۱۶ رذوالقعدۃ المبارک ۱۴۰۸ھ

۲۶ ۹

الاستفتاء

علامہ زمان سہیقیؒ دوران شیخ الحدیث فقیہ اعظم جناب مولانا

مولوی محمد نور الدین صاحب تعیمی رحمۃ اللہ علیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :- مندرجہ ذیل مسائل کو حل فرمادیں

مربانی فرما کر ان مسائل کو ہم پرچیاں کر دیں :-

۱۔ زانیہ کا ایک بیوہ سے ناجائز تعلق ہے، بیوہ کی پیسے خاوند کی ٹوکریاں

میں، کیا بیوہ کی لڑکی زانیہ کے بھائیوں کے نکاح میں آسکتی ہیں اور زانیہ کی بہنیں بیوہ کے لڑکوں کے نکاح میں آسکتی ہیں؟

۲۔ نکاح خواں ایک نکاح پر نکاح دیدہ دانستہ چھتا ہے اور گواہوں کو

پہلے نکاح کا علم نہیں یا گواہوں کو پہلے نکاح کا علم ہے مگر نکاح خواں کو

علم نہیں، ہر دو صورتوں میں باوجود علم نکاح کے نکاح پر نکاح چڑھنا

یا گواہ بننے والوں کی کیا سزا ہے؟

۳۔ غیرہ بخولہ بالغہ مطلقہ عورت بغیر حلالہ کے طلاق و منہ کے نکاح

میں آسکتی ہے یا نہ؟ زانیہ کے صاحب فتاویٰ نور الدین نے

جائز لکھا ہے لہذا بغیر حلالہ کے نکاح جائز ہے، بعد از خواہ کے



یہ سب سے کہیں بڑھاؤں کا بکواس کی سخت تردید کرتا ہے۔ ان کے لئے
 میں سچا کون ہے۔ اگر نہ یہ جھوٹا ہے تو ان کے لئے شریعت اور
 یہ کیا معاملہ کرنا چاہئے۔

سائل: سید محمد عبد الغفار شاہ وغفرلہ سکنہ نقارہ ساہو کا بقبر خود
 ۴۔ ایک نقشہ اوقات نماز انجمن حزب الاحناف لاہور کی طرف سے
 اس میں لکھا ہوا ہے کہ تمام مقامات کے اوقات کی کمی بیشی کی حکم
 معلوات و مسائل کے لئے رسالہ مبارکہ مؤذن الاوقات ملاحظہ فرمائیے
 اس رسالہ کے بارہ میں انجمن سے سوال ہے کہ رسالہ مذکورہ کس
 صاحب کی تصنیف ہے اور کہاں سے مل سکتا ہے اوقات نماز
 معدوم کرنے کے لئے کوئی مخصوص حساب ہو تو اس بارہ میں گناہ
 سائل: اللہ بخش پوٹل پشیر مسجد بیت الرحمن، نقارہ ساہو کا
 معرفت سید محمد عبد الغفار شاہ وغفرلہ سکنہ ساہو کا،
 ڈاک خانہ خاص تحصیل پورہ لالہ ضلع وٹاری



- ۱۔ اس بیوہ کی لڑکیاں زید کے بھائیوں کے نکاح اور یونہی زید کی بیوہ
 اس بیوہ کے لڑکوں کے نکاح میں آسکتی ہیں۔ قرآن کریم میں ہے
 وَاَحِلُّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ۔
- ۲۔ نکاح خوال کا دیدہ دانستہ نکاح پر نکاح کرنا ایسے ناجائز نکاح ہے

دیدار سنگوہ شاہ سہیل ہے، کچھ مریں گزرتی ہیں
تو کہ فریب، باقی رہی سزا تو دس مریں کو دس ہے
نظم کرنے کی جلد و جہد ہم کر رہے ہیں، غریبوں کی دس مریں تو بد رقعہ
جنا دباؤ ڈال سکتے ہیں، حق کی دس مریں تو جانیں، وہ بھی رہیں
اس بیوہ کو بھی مجھ کو کہیں کہ جسے تعلقات سمجھیں

غیر مدخلہ بالغہ یا نابالغہ کو ایک یا دو صدقین میں طلاق صحیح ہو سکتا ہے۔
 اگر تین طلاقیں ہوں تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ایک ایک ایک
 طلاقیں دے، ایک وقت یا اوقات مختلف میں مثلاً کہے کہ تجھے طلاق
 ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے اور دوسری صورت یہ کہ
 ایک لفظ میں کتنی تین طلاقیں دے مثلاً کہے کہ تجھ کو طلاق داتا ہوں تو یہی
 صورت میں صرف ایک ہی طلاق واقع ہوئی اور باقی جو باقی یہ طلاق
 نکاح ہو سکتا ہے اور دوسری صورت میں تین صدقین واقع ہو جائیں
 لہذا بلا حائل نکاح نہیں ہو سکتا کیونکہ جب تین صدقین ہو جائیں تو نکاح
 قرآن کریم حلال ہے ایہ طلاق و ہر نکاح میں اگر کسے قرآن کریم ہے
 در صمد

۴۔ و در سال ۱۱۰۰ قمری فخر الدین صاحب کشفیه و
انجمن حزب الحنفیہ - بورسہ کو گرا بٹھا و رب میہ کے راجے
و شاہانہ علی بدیع و سحر حسنہ رحمہ

و علی اسم واحد و در هر اسم
 صرده الفقیر بر اخیر محمد و در اسم النعمی غذیه
 صرده مظفر حله

تفریق قاضی

باب تفریق القاضی

الاستفتاء

فاضل اجل مولانا لاکمل

السلام علیکم وعلیٰ امن لدیکم بعد اوائسے سنت اسلام وضع رائے شریفہ بادکہ اس حدیث
خیریت احسن کی مطلوب صورت حوالہ یہ ہے کہ ایک مسد کی آپ کو تحفہ نہ دیتی ہے
وہ یہ ہے کہ ایک بالغ لڑکی و نکاح کیا گیا، ایک یا دو مہنتہ خاوند کے گھر اتفاق سے
رہی، بعد وہ بسبب لڑائی اور فساد کے اپنے والد کے گھر گئی، کچھ مدت کے بعد اس کے
خاوند نے دوسری شادی کر دی جب اس لڑکی کو اپنے والد کے گھر بار دیا بارہ سال
گزر چکے تو اس نے اپنے خاوند پر دعویٰ طلاق اور زچہ لینے کا عدالت میں کیا حکم
فیصلہ کا عدالت نے اس طرح سنایا کہ تو نکاح سے بُری ہے اور جس شخص سے
تو یہاں بغیر طلاق کے نکاح کر سکتی ہے اور زچہ کی ڈگری کا حکم بھی سنایا گیا اب
وہ لڑکی حکم شرع کی طلبگار ہے، آیا وہ لڑکی بغیر طلاق لئے شرع کے حکم سے



نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟
 یہ مسئلہ تحریر فرما کر بندہ کو سر فراز فرمائیں کیونکہ بندہ کے پاس کتابیں کو تو بہت
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الراقم : محمد اسماعیل از سنال سہارن پور



شریت غرائے نکاح خاوند کے قبضہ میں رکھا ہے، قرآن کریم کا مفہوم
 میں ہے اور بعض الذی بیدہ عقدۃ النکاح اور جب خاوند کے قبضہ
 میں ہے تو دوسرا یہ حکم شرعاً نہیں دے سکتا کہ عورت نکاح سے بُری ہے جہاں پہ
 نکاح کرے ایسی صورت میں شرعاً عورت کو یہ اختیار نہیں کہ دوسری جگہ نکاح کرے
 حضرت رب العالمین کا ارشاد متین روز روشن کی طرح موجود ہے والمحصنات
 من النساء یعنی نکاح والی عورتیں حرام ہیں تو لازم اور سخت لازم کہ بلا طلاق نکاح
 عورت مذکورہ نکاح ثانی کا ارادہ نہ کرے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتموا حکمہ وعلی اللہ تعالیٰ
 علی خیر خلقہ و نور عرشہ والہ وصحبہ وسلم۔
 مرد الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ

۲۶ شعبان المعظم ۱۳۶۵ھ

المجیب مصیب

نصیر الدین بقلم خود از رکن پورہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر اس کو بند زوجہ عمرو کو اس کے والد نے عیسائی بنایا تاکہ نکاح عمرو سے بری ہو تو کسی حاکم پر چاہی نہ اسے برائت از نکاح کا حکم دیا تو اس بند کا نکاح بکر سے کیا گیا، نکاح خواں اور گواہوں کو معلوم تھا کہ بند کا نکاح شرعاً عمرو کے ساتھ قائم ہے نہ نہ قانوناً نسخ قرار دیا گیا ہے، پس بند کا پہلا نکاح باقی ہے یا نہیں اور نکاح و گواہان نکاح ثانی کا حکم کیا ہے اور بکر کا باپ امامت کرتا ہے اور بکر کے ساتھ پورے پورے تعلقات رکھتا ہے تو اس کی امامت جائز ہے یا کہ نہیں؟ سیدنا

ماجد، مین من رب العلمین۔

استفتی: محمد رمضان از ٹھکنگنی داخل کوٹہ تحصیل فاضلہ صنع فیروز پور۔

۱۸ رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ



بند کا پہلا نکاح ثابت و قائم ہے، بدستور عمرو کی بیوی ہے، بنا بر قول مفتی بر در الحقا و رد المحتار میں ہے و افقی مشاعر سلخ بعدم الفرقة بدو تہا نرجوا و تیسیر الاسیہ السی تقع فی الکفر ثم تنکر قال فی الزمہ

و لا بد من دو صحیح القدر میں ہے و بعض مشائخ بلغ و بعض
متوفی رہے نہ تھا عدم تفرقة حساب احتیاطاً علی الخلفاء و کما
نکاح و نکاح فی البحر و فتح القدر باب احکام المرتزقین اور
رد المحتار میں ہے و قد افقت الدیوسی و الصفا و بعض اصحاب
سہر قند بعدم وقوع الفرقة بالرد و رداعیہا اور ایک قول ہے
نکاح فسخ تو بواحد پہلے ہی کے ساتھ کیا جائے، دوسری جگہ نکاح کی اجازت
نہیں۔ فتح القدر، بحر الرائق، رد المحتار، فتاویٰ عالمگیری میں ہے
وانص من الفم و عامة مشائخ بخارا افتوا بالفرقة و جبرها
علی الاسلام و علی النکاح مع زوجہا الاول لان الحسم بمذک
یحصل و لکل قاض ان یجدد النکاح بینہما بمهر لیسیر
و لو بدینا سرہ ضیت ام لا تخرخفہ و سبعین۔ بحر الرائق، عالمگیری
رد المحتار شامی میں ہے و النظم من الدرباب التعزیر و لا تستزوج لغيرہ
یعنی ملقط۔

بہر حال ہندو کو نکاح ثانی کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں اور نکاح پر نکاح چڑھنے والا
اور اس نکاح کے گواہ و نامک اس نکاح کو حلال یقینی اور پہلے نکاح کو بدستور قائم سمجھ کر
مماثلہ ایسا کر رہے ہیں تو نہایت گنہگار ہیں اور ان کے نکاح ٹوٹ گئے، از سر نو
تائب ہو کر اپنے اپنے نکاح کریں اور اگر ایسے ہوں کہ ان کی عورتیں نہیں تو کیا
نہایت ہی سخت گنہگار ہونا آسان ہے کہ جہاں ایسے مواقع میں ان لوگوں کو نکاح حلال
اور گواہ بنتے ہیں اور ورت مسکولہ میں یہی ظاہر کہ وہ شبہہ میں ہوں گے
نظاہر الاختلاف و التفوق کما لا یخفی علی خادم الفقہ تھرت توبہ
کافی ہے و رہنمائے تعزیر و حدود اس دارافتق ملک ہند میں متعذر ہے تو
کیا بتایا جائے کہ عورت کو پچھتر کوڑے مارے جائیں اور عیبائی کرانے و لٹکانے



ہوں تو قتل کئے جائیں اور ناکھ اور گواہوں کو یہ یہ تعزیریں ملتی ہیں۔
 وانا الیہ راجعون۔

ہاں یہ ضرور ظاہر کیا جاتا ہے کہ جو عیسائی بندے میں سامعی یا صندھوں
 و دیگر شرع مرتد ہو جاتے ہیں، ان کے نکاح ٹوٹ جاتے ہیں، باہل، سولہ اس کے
 سبب جو کہ کھانا پینا، بیٹھنا اٹھنا، بول چال وغیرہ تمام احوال میں پورا پورا بائیکاٹ
 کریں جب تک تائب نہ ہوں، شرح عقائد نسفی و بحر الرائق میں ہے و لفظ
 من الحد و یکفر بتلقین کلمۃ الکفر لبطلہا و نوحی و حد للعب
 و بامراة امرأة بالامرتداد لتین من زوجہا و بالافتار سدک
 و ان لم یکتفر المرأة بناء علی ان الرضا بکفر غیرہ کفر، قرآن کریم میں ہے
 لیحملوا و ذراہم کاملة یوم القیمة و من اذرا الذس بصلوہم
 بغیر علم الامار مایزدون۔ اور کجبر کے باپ کی امامت جائز نہیں، ہاں اگر
 خالص دل سے توبہ کرے اور اپنے لڑکے سے ہند مذکورہ کو جدا کرے یا
 بجز نہ مانے تو اس سے تعلقات منقطع کرے تو جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ استرحوا حکم و صلی اللہ
 تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و بارک و سلم۔

مروا الفقیر الی الخیر محمد نور الشانی غفرلہ

الاستفتاء

محرم المقام ذوالقعدة والاحتشام سراپا تقدس و احترام سلام اللہ الی یوم القیام
 قبلہ فقیہ اعظم حضرت علامہ الحاج مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب نعیمی
 قادری دامت فیوضہم العالیہ



یہ مندرجہ سلام و محبت مسنون : مزاج شریف، شیریت مطلوبہ، سحر
 کی چند مسائل دریافت طلب ہیں لہذا براہ کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب
 سے سرفراز فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔ سوالات درج ذیل ہیں :-
 ۱۔ بالغہ کنواری اغوار شدہ کا نکاح جو کہ منہوی کے ساتھ ورثا اور دیگر
 کی عدم موجودگی میں ہوا عند الشریع جائز اور صحیح ہے یا نہیں ؟
 ۲۔ اگر مذکورہ نکاح صحیح ہے تو منہوی اگر کسی بھی صورت میں کسی وقت
 اغوار شدہ کو طلاق نہ دے تو عدالتی قانونی طلاق نامہ پر عقد ثانی کر سکتے
 ہیں یا نہیں ؟

۳۔ جس امام پر زانی ہونے کا شک ہو اپنی آنکھوں سے عند الشریع جہاد
 میں سے کوئی بھی جرم دیکھا گیا ہو اور نہ ہی کوئی گواہ ہو، صرف شاہد پر
 شک ہو اس کے چھپے ناز درست ہے یا نہیں ؟

۴۔ مذکور امام عائد کردہ الزامات سے بریت کے سلسلہ میں تین دفعہ حلف
 صفائی دے اور سننے والے محض سیلینہ پارٹی گو و وٹ کی انکاری وغیرہ
 کے ذاتی عبادات کی بنا پر نماز نہ پڑھیں اور مظہر نہ ہوں اور بڑیلوں کہیں
 کہ یہ امام اگر سات دفعہ با وضو مسجد میں سر پر قرآن اٹھائے اور اپنے
 معصوم ہونے کا ثبوت دے تو ہمیں اعتبار ہی نہیں خالا کہ امام اہل سنت
 کے مرکزی ادارے کا مستند اور محقق عالم ہو اور ورولش ہوا گئے
 سننے والے مذکورہ افراد عند الشریع مومن و مسلم ہیں یا نہیں ؟ کاش کہ سیدی
 دسندی استاذی المکرم سید السادات علامہ ابوالبرکات سید احمد رشا صاحب

قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اور واجب الاحترام مولانا صوفی محمد نصر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
 زندہ ہوتے تو ان سے بھی یہ مسائل دریافت کرتے مگر صد افسوس کہ وہ دار فانی
 سے کوچ کرتے ہوئے ہیں ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے گئے، قبلہ



دوسرے سن رہتے جس سے ہر پیاسے سے بقدر ظرف پیاسا، رضا، انصاف رات نعلی۔
 یعنی سولی از مہر اولیٰ، ان کے چپے جمنے سے عدم کو بھران بہا ہو گیا ہے۔

مولہ کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولہ کریم رب العزت صوفیہ اپنے صعب کریم
 رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کی پاک تر بنوں پر اپنی ناز و رحمت کے ہزاروں
 لاکھوں کروڑوں بھپول نچھاور فرمائے اور یہی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق
 عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ فقط والسلام

السائل، خادم العلماء و دعا جواہر الرضا محمد بشیر شیشی نظامی فخری مجددی

حال مقیم گنج آرمی سٹڈ فارم پر دین آباد تحصیل دیپ پور ضلع بیجاں

نوٹ، یہاں کے چند افراد جو ہر دینی دنیاوی جائز و ناجائز مسائل کے جوابات
 اپنی جی مرضی کے مطابق چاہتے ہیں اس سلسلہ میں اور کچھ آپ کی وجہ سے سابقہ
 ایکشن سے لے کر آج تک میرے درپے آزار میں کہ کسی حرج، سکو یہاں سے
 بھالا جائے، چونکہ مجھ کو نہیں رہا، اس کو ہم بھی یہاں نہیں رہنے دیں گے لیکن
 مجدد تھانے آپ حضرات کی دعاؤں کے صدقے ڈھابواہوں اور منجربا حسب
 کرنل سجاد خاں آرمی سٹڈ فارم اور فیڈرل پ کا پورا پورا تعاون حاصل ہے۔
 آپ اپنی رائے دیں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اور مذکورہ چند افراد کا آپ بھی خیال رکھیں،
 ایک طرف آپ کی مخالف کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ سے مسائل کے جوابات
 طلب کرتے ہیں، یہ حیران کن چیز ہے۔



بالہ کنواری اغوا شدہ کا نکاح ورثہ اور وکلاء کی عدم موجودگی میں اغوا کنندہ



کے ساتھ لڑکی کی رضا سے ہوا تو اگر انکار کنند اس کا حکم کفو ہے اور یہی حکم ہے
 اور لڑکی کے ورنہ اگر اجازت ہو حالانکہ وہ اپنے گھروں میں ہیں تو جائز اور
 صحیح ہے کہ مافی عامہ اسنوں اور اگر حکم کفو نہیں تو مختار فی الفتویٰ یہ ہے
 کہ نکاح ناجائز ہے اور صحیح نہیں، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۱۲ میں ہے و
 مروی الحسن عن ابي حنيفة ان النكاح لا ينعقد وبه اشد
 كثير من متابعينا كذا في المحيط والمختار في نهامنا للفتوى
 رواية الحسن، تنویر الابصار اور اس کی شرح در المختار میں ہے (وبعض
 فی غیر الکھور بعد جوازہ اصلاً) وهو المختار للفتوى
 (نفس الزمان) اور یہی فتاویٰ ضویہ کتاب النکاح ج ۵ حصہ دوم کے
 صفحہ ۶۹ میں ہے۔

۲ نکاح مذکور کی صحت کے وقت عدالتی قانونی حاصل کر دو طلاق میں کمی ہو تو
 ہو سکتی ہیں، بعض میں اس طلاق پر نکاح ثانی کر سکتے ہیں اور بعض میں نہیں
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳ جس امام پر زانی ہونے کا شک ہو اور کسی نے اپنی آنکھ سے کوئی جرم بھی
 نہیں دیکھا، عرف شنید پر شک ہے، ایسی قمت لگانی حرام ہے اور اللہ تعالیٰ
 کا فیصلہ ہے کہ ایسی قمت لگانے والے جھوٹے اور فاسق ہیں، ان کو تہذیب
 کے انتہائی کڑے لگائے جائیں، قرآن کریم پارہ ۱۶ رکوع ۸، آیت ۸
 میں ہے ولجاءوا علیہ بامر بعة شہداء فاذا لم یأتوا بالشہداء
 فاولئک عند اللہ هم الکذبون، نیز رکوع ۸، آیت ۸ میں ہے

وہم یأتوا بامر بعة شہداء فاجلدوہم شمانین جلد
 ولا تقبلوا ہم شہداء ابداً واولئک هم الفسقین، پہلی آیت کا
 ترجمہ یہ ہے اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے کہ جب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے



نزدیک جھوٹے ہیں۔ دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے ”خدا پر گواہی دے میں تو انہیں
اسی کو طے لگاؤ اور ان کی گواہی بھی نہ مانو اور وہ بن فاسق ہیں“ اور یوں تکرار تپ
شرعیہ مسترد میں ہے، تو نماز بلا شک و شبہ جائز ہے۔

۵۔ جب ثابت ہو چکا کہ امام مذکور پر ایسے الزامات غلط ہیں اور الزام کا نیولے
جھوٹے اور فاسق ہیں تو امام کو قسم اٹھانے کی ضرورت ہی نہ تھی مگر جب تین دفعہ
غلیظ صفائی بھی دے دی تو ذاتی عنادات کی وجہ سے مطمئن نہ ہونا بالکل غلط ہے
اور بر ملا یوں کہنا کہ اگر امام سات دفعہ با وضو مسجد میں سر پر قرآن پاک ٹھائے
اور اپنے معصوم ہونے کا ثبوت دے تو ہمیں اطمینان نہیں، ایسا کہنا ضد و غلط
ہے اور پیلیز پارٹی کو ووٹ کی اشکاری وغیرہ کے ذاتی عنادات بالکل حرام ہیں
پیلیز پارٹی والوں کا کام ہی یہی ہے کہ کسی شریف پر کچھ چھالتی رہے یہ بالکل
لغواور بیہودہ ہے، اگر وہ لوگ قرآن کریم کے مذکورہ بالا احکام کا انکار کریں
اور نہ مانیں تو وہ مسلم مومن نہیں، ایمانداروں پر لازم ہے کہ ایسے بیہودہ لوگوں
کی بیہودہ گوئی پر کان نہ دھریں، یہ حکم بکثرت آیات و احادیث سے ثابت ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ السلام۔

عزہ الفقیر الی الخیر محمد زکریا اللہ تعالیٰ غفرلہ

۶۔ رد القعدۃ ۳۹ ص ۱۷۸

نظہار

باب الظہار

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر اس کہ زید نے اپنی زوجہ کو عند الغضب بلا نیت کہا کہ ”تو میری ماں میری بہن“ آیا یہ ظہار ہے یا طلاق رجسی یا بئن کنایہ یا مراۃ بافتبار عرف یا محض لغو ہے اور اگر نیت طلاق یا ظہار ہے تو معفو ہے یا نہیں؟ بینوا تو جو و ما جو رہیں۔



یہ کلام مطلقاً لغو و باطل ہے، نہ ظہار بن سکے نہ طلاق، انتفاہ ظہار کی تصریح میں فتح القدیر، بحر الرائق، رد المحتار، فتاویٰ عالمگیری میں ہے والنظم من

ہر سیدۃ مرقال لہا انت می لایکون مظاهرا و سسر
 مایکون مکروہا و مثله ان یقول یا ابنتی و یا اخن و غیرہ
 یجوز فیہ اسے و بنت سمن ابو ادرے مستفاد ثابت فرما یحبث قال لکر
 حدیث مذکور فاد کو نہ لیس ظہار احیث لمرییز
 حکم سوی لکراہت والنهی عنہ و قررہ الشافعی علیہ الرحمہ
 و ذکر نحوه بن نجیم رحمہ اللہ تعالیٰ فی بحرہ و سیاقی مر
 العبارات ما یفید اصل المسئلة ان شاء اللہ تعالیٰ
 ائدام طلاق کنایہ یون کر کنایہ طلاق وہ لفظ ہے جو محتمل طلاق اور غیر طلاق کا ہو کہ
 صرحوا بہ فی اسفار الفقہیۃ اور یہ محتمل طلاق نہیں کہ طلاق موقوف علی الکلام
 اور یہ منافی نکاح ہے تنقیح و توضیح و ترویج میں ہے واللفظ من الاخیر
 و اما التعریر الثابت بہلئے بنتی اعنی التحریم الذی ہر
 من لوازم البتۃ فهو مانع لملك النکاح فالزوج لا یملك
 اثباتہ اذ لبس لہ تبديل محل الحل و انسای ملک التحریم
 القاطع للحل الثابت بالنکاح و هو لیس من لوازم ہذا الکلام
 سل من منافیاتہ فلا یصح استعارتہ لہ والحاصل ان
 التحریم الذی فی وسعہ لا یصلح اللفظ لہ والذی یصلح اللہ
 لہ لیس فی وسعہ فلا یصح منہ اثبات التحریر بہذا اللہ
 و مثله فی المناس و نور الانوار و فیہ تصریح فیلغوا الکلام
 فتاویٰ فقیہ النفس امام قخرالمدین قاضی خان علیہ الرحمہ و بیہ
 و مرقال لامراتہ ان فعلت کذا فانست امی و نوى بہ التحریر
 فهو باطل ولا یلزمہ شیء ولا فرق بین التنجیز و العلق
 مہا حیث میغثہ الطلاق۔



دقيق بين بين نہیں کہ مرتب مجز ہوتا ہے یہ حقیقت کہ صرح رسول
 و صحابہ علیہم سرحمة وفي هذا خلافاً لعذر ان کہ عرفت مس
 سبق واسمہ الا ان نصاً تنقیہ و تزییح میں تیرا او تفریز است مسئلہ دوسرے
 مدعی الحقیقی والمجازی معاً کفر نہ لامر نہ وہی اکبر نہ
 سبب معروفۃ السبب ہذا بنی الخ ومثلہ فی سار و نور و نور
 ولحکم ما مر ولا فرق بین النیۃ وعدمہ لان خصوصیت نہ
 کل واحد منهما هذا،

فان قيل ان هذه الكلمة بفهم العوام منهم ويعنفون
 تحريماً اذا قال قائل لزوجته وغلب استعمالها فيه وعرفهم
 هذا احد الصريح ولذا اعدوا الكلمة أنت على حرم من باعتبار
 العرف وقد نص المتقدمون على انها من اكنيات ومعنى
 العرفي ايضاً معنى حقيقي معتبر عند اهل الاصول قال في
 التنقيح والتوضيح (وان استعمل فيما وضع له يشمل الوضع
 اللغوي والشرعي والعرفي والمصطلحي) فاللفظ حقيقة قال في
 التلويح فالسبب في الحقيقة هو الوضع لشئ من الارضاء
 المذكورة الخ-

وآما ما مر من ان هذه الكلمة متعذرة الحقيقة والمجاز
 فباعتبار حقيقتيها اللغوية كما ينص عليه كلامهم وبالجملة
 فلا اقل من ان تعد مرتجلاً وهو ايضاً حقيقة قال في التوضيح
 فاستعمال اللفظ في غير ما وضع له لا لعلاقة يكون وضعاً جديداً
 فالمرتجل حقيقة في المعنى الثاني بسبب الوضع الثاني وفي
 التلويح لا استعمال الصحيح في الغير بل لعلاقة وضع جديد



فيكون معط مستعملا فيه وصح له فيكون حقيقة الا فينبغي ان
يقع بها اطلاق بان كما هو تحقيق الشامي في الحرام او ربي
حال غيره وهذا باعتبار ما عرف به الاحتياج الى التميز باعتبار
الامتناع بان هو بالنسبة -

اقول لا سبيل الى الامتناع لان العدة باعتبار ما دعى للار
ثاثة وان كانت في نفس الامر منتفية وهو مضمّن انظرهم
الكاسرة القاهرة ولذا قال الامام قاضي خان رحمه الله فبه
باطن لا يلزمه شيء مطلقا ولم يقيد به بعدم الامتناع والمطلق
يحرى على اطلاقه واقتصر في الفتح والبحر والدرج والهيئة
الشامي والهندية على الكراهة اثبتوا في ما عدا الد والهندية
الاقتصار من حديث سنن ابى داود صرح الشامي عليه الرحمة
في اوائل الظواهر ايضا بطلانه واما ما ذكرت من العرف
فالظاهر ان هذا ليس بعرف مستقل صحيح اخلوط
تعرض من جهلهم بحكم الشرع السطحي فنبقى اذ هانهم الى
ما سمعوه من حكم الظاهر مجمل غايته الاجمال والى الار
مثلا محرمة فاذا قال لزوجه انت امة محرمات جهلا
محضا منهم كمن استنقوا في اهل قرية في شاة دبحوها

فقال كافر دبحوا خيرا فكفوا عن الاكل وقالوا يجوز اكلها
ام لا ونظائر هذه كثيرة ومن لم يعرف عرف اهل زمانه فمروا
وابضا فتنة فتوى الجاهلين المتوسمين بالافناء من ان اطعموا
الساكين افترار على الله القهار واجترار على شرعه على المنار
فما يحملهم على اعتقادهم الكاسد فيهم الفاسد ويا ابي الله



وایتم نور و لو کبریا الکفرون قلہ شکرہد فی سعید برکت
 مدجبه الی ما لا یحرم فیہ اصلا
 واللہ ورسولہ اعلم وعلیہما اتم واحکم جل جلالہ ربی ووصی اللہ
 نقالی علی حبی والہ واصحابہ وابنہ الغوث الاعظم و بمرت و محمد
 وکرم و فخر و عظم و سلم۔

حررہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ احلی بقدری
 النبی نور اللہ ربہ و قوله۔

۲۷ محرم ۱۳۶۰ھ مرید پور جگیر

« ما افتی بہ المتقی العلام فهو صحيح وحق وان حق ان
 یتبع ومن ادعی الخلاف فعليه البیان بالتبیین۔
 خدیو علم العلام فقیر فتح محمد حبیبی، حال پیل غلصانہ ریاست بہاولپور

(۲) الجواب صحیح
 عبد القادر حبیبی

(۳) اصاب من احبہ واللہ درہ
 بندہ جلال دین جیون شاہی

۴۔ الجواب صحیح۔ لا ریب فیہ۔

الراجی الی رحمۃ رب البر خدام العلام محمد اکبر محمد پوری

۵۔ الجواب صحیح و خلافہ خراط القتاد۔

محمد یار پیر فانی بقلم خود



الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر میں مسئلہ کہ زید نے اپنے
زوجہ سے بجا ست بجا پانی مانگا۔ زوجہ کے انکار کرنے پر زید نے پکارا "اے میرا
میزن پانی دے" کیا زید کا نکاح ٹوٹ گیا یا کیا زید کو کفارہ ادا کرنا پڑے گا؟ فقط
اسئل: محمد اسماعیل خانی پاکستان

۳۱.۱۲.۵۰



اگر صورت مذکورہ واقعہ اور صحیح ہے تو نہ نکاح فاسد ہوا اور نہ ہی کفارہ پڑا
ہے البتہ یہ مکروہ تحریمہ ہے لہذا اگر حالت ہوش میں کہا ہے تو توبہ و استغفار کے
درجہ کچھ نہیں، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۱۲۶ میں ہے لَوْ قَالَ لَهَا انْتِ امِي
لَا يَكُونُ مَظَاهِرًا وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ مَكْرُوهاً۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ و آلہ و صحبہ
و بارئہ وسلم۔

صدر الفقیر ابو الخیر محمد نور الدین النعمانی القادری غفرلہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرح ستین اندر یہی صورت۔ میں نے اپنی عورت سے لاتے ہوئے غصے میں اگر کہہ دیا کہ تم میری ماں کہن ہے اور تم میرے اوپر حرام ہے اسی وقت میرے گھر سے نکل جاؤ، تمہیں گھر میں نہیں رہنے دوں گا۔ یہ اس کا میں نے طے میں اگر کہہ دیا ہے لیکن میرا اسے طلاق دینے کا ارادہ نہ تھا اور نہ ہی میں اس پر قبل ازیں تا وقت غصہ قبل بد زن تھا اور نہ ہی میری بیوی نے کبھی بے فرنی کی تھی میری عورت حاملہ بھی ہے، اب میں بہوش و حواس میں اگر علمائے دین و محدثین و متقدمین شرع سے معروض ہوں کہ کیا میری عورت میں اپنے گھر رکھ سکتا ہوں یا وہ مجھ پر کس وجہ سے حائل ہو سکتی ہے؟



غصہ اور حمل ماننے طلاق نہیں، یہ حوام کا محض خیالِ خام ہے۔ عورت کو ماں کہن کہنا مکروہ ہے، تو پھر اسے اگر اس سے نکاح کو نقصان نہیں ہوتا اور نہ ہی ظہار بنتا ہے، شامی ج ۲ ص ۹۴ میں ہے وفي انت امی لا یكون مظاهرا الى ان قال ومثله ان یقول یا بنتی او یا اختی، البتہ حرام کہنے سے ایک طلاق بائن جائز، شامی ج ۲ ص ۶۳۸ میں ہے وسیاتی وقوع البائن به بلائیه الخ



باقی انفرادیت نقصان نہیں دیتے اور یہاں تو نسبت بھی اثر نہیں کرے گی۔ مثلاً
ج ۲ ص ۶۳۵ ولا یملکہ البائی اور جب ایک طلاق بائن پڑ گئی تو نئے سرے سے نکاح باقاعدہ کر کے بیوی بنا سکتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتمہ واحکم وصلی اللہ
تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ وبارک وسلم۔

فتوہ الفقیر ابو الخیر محمد نور الدین نمبر ۱۴
۱۴ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسند جہ ذیل مسئلہ کے بارے
میں، زہیر نے اپنی بیوی کو بجا استخصصہ ماں بہن کہا ہے اور کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے
اور تجھے طلاق ہے، کیا کفارہ ظہار ادا کر دے تو نکاح بحال ہو سکتا ہے یا بغیر ظہار
کے نکاح ہو سکتا ہے یا حلالہ کی شرط عائد کی جائے یا طلاق رجعی تصور ہوگی؟ بے نیاز
تو حذروا۔

السائل: محبہ بشر کنہ جیک ۱۴۸۹/۲ ای۔ بی ڈاک نمبر ۱۱۱ گومستطی



ماں بہن کتا بلا تشبیہ ظہار نہیں بنتا بلکہ انہو ہے تو کفارہ نہیں پڑتا کافی

مسند بیت وغیرہا اور تو محمد پر ایم ہے، خلاف بائن اودہ تجھے طلاق جتہ دوتہ
 طلاق ہے لہذا حلال نہیں پڑتا اور نکاح بدرمیر ہو سکتا ہے درچرکندہ ہی صفاق دہندہ
 اویسا جب عدت ہے لیکن عدت اس کے حق کے لئے ہے لہذا یہ عدت کے اندر
 ہی نکاح کر سکتا ہے اور اگر کسی اور شخص سے نکاح کرے تو عدت پوری کرنے
 کے بعد ہی ہو سکتا ہے کما فی کتب المذہب المہذب النحویۃ۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ
 واصحابہ وبارک وسلم۔
 حررہ ابو الخیر محمد نور الشافعی مغرہ

۳۰ ربیع ثانی ۱۲۸۵ھ

۱۶

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ ایک آدمی اپنی بیوی کو
 غصے میں اکراٹنگی سے تین بکریں کھینچ کر ایک دفعہ کہا ہے کہ تو میری ماں بہن ہے بموت
 حاضر ہے اور اس کے بال بچے بھی ہیں، سنہار یو لہ کے نزدیک خشک بیاس چل رہی
 ہے اس کے بدعات میں پندرہ روز سے کام کر رہا تھا اچانک ہی بیوی و خادموں
 لڑائی جھگڑا ہو گیا جس کی وجہ سے اس نے ایسا کیا، اب اس کے متعلق کیا کیا جائے؟

سائل: نور محمد بقلم خود



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الجواب
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْيُسْرَى

اگر صورت مسوہ صحیح و درست ہے تو کچھ بھی نہیں، محض لغو اور بطل ہے۔
 صرف لیکروں سے طلاق بنتی ہے اور نہ ہی ماں بہن کہنے سے البتہ نہ غامد نہ بہن
 کسانگہ ہے لہذا توبہ و استغفار کافی ہے و دامن صراح فی اسفار مفید
 مہذب۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ انعم واحکم وصلی اللہ
 تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ وبارک وسلم۔
 حررہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ انیس غفر اللہ البصیر فری

۲۵ ذی الحجۃ المبارک ۱۳۶۹ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مشرع متین اس مسئلہ میں کہ بندہ کی شادی نہ
 ڈھائی سال سے زید کے ساتھ ہوئی تھی، بندہ ویندار نمازی اور بارپدر کی تعمیری
 زید کے ہاں پردہ کا انتظام نہیں تھا، وہ بندہ کو گھاس زمین سے کھڑچنے کے لئے
 بہ بھیج دیتے، بندہ کی نمازیں بھی فوت ہونے لگیں اور تلاوت بھی چھوٹ گئی، بارہج
 گھاس لاکر پہنچے پھر اسی قدر واپس گھاس کے لئے بھیج دیتے۔ بیچاری گھبرا گئی اور

دل نہ ہٹ جائے کہ پہنچنے کی کوشش کی مگر پھر پیش پر گاہوں سے دوسرے نے
 بچھڑا اور پھر پھر اس کو انہی کے گھر پہنچا دیا، پھر اس کو مارنے اور دیکھنے پر
 سب گھر کے آدمی تیار ہو گئے حتیٰ کہ سب نے دیکھ لیا کہ گھر والوں کے ہاتھ پر
 ایک گاہوں کا آدمی پہنچا اور پھر پھر گھر واپس لے گیا، اور انہی کے گھر پہ جامعہ دینی چھ بکرو
 مارا، بکریوں دیں، زید کو غصہ بہت آگیا، ایک دن بندہ نے اس کے سامنے روٹی رکھی
 مگر زید اس سے کیونکہ مارے ڈرتی تھی، اس نے کہا بس تو میری ماں اور میری
 ہے، میں تجھ کو نہیں رکھتا، میری طرف سے بالکل جواب ہے، تو میرے قاب نہیں
 رہی ہے اندر ہی تجھ سے میری کوئی غرض ہے، جا چلی جا، اپنا بکس سر پر لٹا اور چلی گئی
 میرا اور تیرا گزشتہ شکل ہے۔

زید نے فوراً بندہ کے والد کو بھی خط لے لکھ دیا کہ اپنی پیاری بیٹی کو بھاؤ
 ہمارا اس سے کوئی غرض اور واسطہ نہیں رہا، اگر لے جاؤ ورنہ اس کو گادی پر بٹھا دیں
 خواہ آپ کے پاس پہنچے یا نہ پہنچے، تاکید، بار بار تاکیدی ہے۔

اس کا خط پڑھتے ہی بندہ کا والد وہاں پہنچا، لڑکی کی بری حالت تھی، لوگوں کو
 معاف کیا پوچھا، سب نے کہا کہ واقعی اس نے مارا پیٹا بھی اور ماں مہینہ کر کے اور یہ کہ
 کہ میرے قابل نہیں رہی ہے، میری طرف سے جواب ہے، اپنی نوکری چلی گئی
 کیا اس صورت سے طلاق پڑ گئی یا کہ نہیں؟ کیونکہ اس نے غصہ اور سخت غصہ کی حالت
 میں کہا ہے اور کہا کہ آئندہ تو میری ماں اور مہینہ رہے اور جاتے ہوئے پھر ایک خط
 سخت ہندہ کے والد کو لکھا کہ اگر بندہ کو لے جاؤ تو میرے قابل نہیں رہی ہے
 زید کی طرف سے جواب ہے، اس کو ہرگز میں نہیں رکھوں گا اور وہی اس کے ساتھ
 ہرگز غرض واسطہ ہے۔ سنت الشریع اس صورت میں کی حکم ہے؟ بسوا وجہ۔
 مستفتی :- مولانا قاری سخی محمد حبیب پٹانوی خطیب کراچی دکن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْجَوَابُ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي التَّوْبَةَ الصَّالِحَةَ

اگر صورت سوال صحیح اور واقعی ہے تو اندرونی قواعد مذہب مذہب ہندی
 بندہ بطلاق بائن واقع ہوگئی "بس اب تو میری ماں اور بیٹہ سب" عوام الناس میں
 اپنی بیوی کو کہتے ہیں تو طلاق بائن کے ارادہ سے کہتے ہیں، بنا علیہ یہ لفظ طلاق
 کا بن چکا ہے، تنزیل البصار، در المختار، رد المختار ج ۲ ص ۵۹۰ میں ہے صریح
 ما لم يستعمل الا فيه ولو بالفارسية، شامی علیہ الرحمہ نے فرمایا ای غالباً
 نیز در المختار ج ۲ ص ۵۹۰ میں ہے وانما كان ما ذكره صريحاً لا نه صريحاً
 فاشيا في العرف في استعماله في الطلاق لا يعرفون من صيغ الطلاق
 غيرة ولا يحلف به الا الرجال وقد مر ان الصريح ما غلب في
 عرف استعماله في الطلاق بحيث لا يستعمل عرف الا فيه من
 لغة كانت وهذا في عرف زماننا كذلك فوجب اعتباره
 صريحاً كما فتى المتأخرون في انت على حرام بانه طلاق بائن
 للعرف بلانية مع ان المنصوص عليه عند المتقدمين توقف
 على النية (الى ان قال) الحق الوقوع به في هذا الزمان لا شبهة فيه
 في معنى التطليق بحسب الرجوع اليه والتعويل عليه عملاً بالاحتياط
 في امر المفروج۔ اور ج ۲ ص ۶۱، میں فرمایا والفتوى على العرف الحادث
 من كلام كل عاقد وعالف ونحوه يحصل على عرفه وان خالف
 ظاهر الرواية كما قالوا من ان الحاكم والمفتي ليس لهما



بحکمہ اویسنی بظاہر السروایۃ و سبزلہ بحرف صکان مصر
 ما قالہ شمس الائمۃ، اور قرآن کریم میں ہے وأمر بالعرف
 اور باقی خط کشیدہ کلمات میں بھی کنایات طلاق ہیں اور بعض متنی حلق نہیں کیے بہت
 سے کنایات میں نیت طلاق کی دلالت بنتا ہے کہ ماصرح بسوف کتب
 المذہب کا فتنہ طلاق ہوتی ہی نا واضعگی میں ہے، پھر زید کے دو سخت ترین
 ظہر کلمات بعضہا فوق بعض کے مصداق ہیں، متقاضی طلاق ہیں، قرآن کریم میں ہے
 فامساک بمعروف و تسریح باحسان۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم و صلی اللہ
 تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ واصحابہ و بارک و سلم۔
 رحمۃ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۲۶ محرم الحرام ۱۲۸۵ھ



عَدَّتْ

باب العدة

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ خاوند نے
رائقہ کو بعد مجامعت کے طلاق دی، آیا اس صورت میں عدت کا کیا حکم ہے؟
بینوا توجروا۔



بلاشبک دشبہ وریب عدت واقع ہوگی اور وہ تین ماہ ہے کہ فی
القرآن الکریما اور اگر ان تین ماہ پورے ہونے سے پہلے حیض آگیا تو تین

سے پرستے کرتے سرودی ہیں کہ ذوات حیض کی حالت میں حیض سے
 نہ کرے اور سفر الغفہ لمطهر۔
 واللہ ما علم وعلمہ جل مجدہ استرو حکم وصر
 تہ مدو علی حبیبہ والہ وصحبہ وبارک وسلم۔
 رحمہ الفقیر الی الخیر محمد نور السائغین

الاستفتاء

سائل زبانی منظر کہ غیر بالغہ کا نکاح کیا گیا اور بلوغ سے پہلے ہی دخول
 غلوک سے قبل طلاق دی گئی تو آیا اس مطلقہ کا نکاح بلا عرت ہو سکتا ہے؟
 سائل : امیر امیرانی از بمبھونڈی ریاست بہاولپور
 ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۵ھ



اگر سوال درست ہے تو بلا شک و شبہ و ریب بلا عرت نکاح جائز ہے
 کہ ایسی مطلقہ پر عرت نہیں ہے، قرآن کریم کے بانیوں میں پارے کے قیہ
 رکوع میں ہے شرط مقتموہن من قبل ان تمسوهن حدہ
 علیہن من عداۃ

و لله تعالى الحمد و صلی اللہ علیہ و آلہ
و صحبہ و بارئ و سلم۔
حرمہ بقیہ ربو الغیر محمد نور الشریعہ

الاستفتاء

ایک مطلقہ کم از چالیس برس عمر والی کا حیض دس سال سے بند ہے۔
ب اس کی عدت کیا حیضوں سے ہے یا ماہوں سے؟
(حضرت مولانا، جلال الدین صاحب، حیرن شاہی)



مذہب حنفی میں مفتی یہ ہے کہ اس کی عدت حیضوں سے ہی ہے
نئی کہ سن ایاس کو پہنچے، ہندیہ ج ۲ ص ۱۳۲ میں ہے لو رأت ثلثة
دہ شرا نقطع فعدتہا بالحيض وان طال لی ان تست کذا
لی اعتباریۃ اور سن ایاس پچپن ہے، ہندیہ ج ۱ ص ۱۰ میں ہے ریاس
مقدر بخمس وخمسين سنة وهو المعناه کد فی
حدیثۃ الخ ائبتہ شرح الوبانیہ سے در المختار شامی ج ۲ ص ۱۲۸ اور
بزرگ ج ۲ ص ۱۳۱ میں شرح المنظومہ سے ہے والنظم من سحر

لان ايسر ان عدة الممتد ظهروها تنقض بتسعة اشهر
 كما في الذخيرة معزيا الى حيض منهاجر الشريعة ونفل مثل
 من ابن عمر قال وهذه المسئلة يجب حفظها لاريد
 كثيرة الوقوع وذكر الزاهدي وقد كان بعض اصحابه
 يفتي بقول مالك في هذه المسئلة للضرورة خصوص
 الامام والدم شامي ٢ ص ٨٢٨ : بحر الرائق ج ٢ ص ١٣٠ ، ١٣١
 والنظم من البحر ومن الغريب ما في البزائرية قال العلامة
 والفتوى في زماننا على قول مالك في عدة الايسة من بحر الرائق
 اور در المختارين به مخالف لجميع الروايات فلا يفتي به نفع
 لوقضى مالكي به نفذ ، پھر شامی نے فرمایا قلت لكن هذا ظاهر
 اذا امكن قضاء مالكي به او بحكمه اما في بلاد لا يوجد فيه
 مالكي يحكم به فالضرورة متحققة وكان هذا وجه ما مر عن
 البزائرية والفصولين فلا يرد قوله في الزمر انه لا داعي
 الى الافتاء بقول نعتقد انه خطأ يحتمل الصواب مع امكان
 التراجع الى مالكي يحكم به آه تأمل ولهذا قال الزاهدي وقد
 بعض اصحابنا يفتون بقول مالك في هذه المسئلة للضرورة
 آه شعرايت ما سحتت بعينه ذكره محض مسكين عن السب
 الحموي وسيأتي نظير هذه المسئلة في نروجة المفقود
 حيث قيل انه يعنى بقول مالك انها تعد عدة الوفاة بعد
 مضى اربع سنين -



بہر حال مذہب وہی ہے اور ضرورت شرعیہ کے وقت یہ بھی فرمایا گیا
 جو اوپر مذکور ہوا ، یہ فتویٰ نہیں دیا جا رہا مگر ضرورت شرعیہ کے وقت اس پر

کون عمل کرے تو امید کرے کہ گناہ نہ ہوگا کہ فتاویٰ غیر صحیحہ اس میں بہت اشتباہ
 انداز اقضیٰ مالکی المذہب فی مسند الطہران نقضاً بعدہ
 بیعتہ اشہر بعدہ ولا يجوز نقض لاسم لم بحالف کتب
 ولا السنة المشہورہ ولا الاجماع۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتمر ولحمہ وصلی
 اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ واصحابہ وبارک وسلم۔

عزہ الفقیر الی الخیر محمد نور الشاہ فی غفرلہ

۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۰ھ

بوقت ایک بعد نماز عشاء

الاستفتاء

بخدمت جناب حضرت قبلہ فقیر اعظم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

کہا فرمانے میں علماء دین و مفتیان شرع متین امد میں مسئلہ
 کہ ایک عورت اپنے خاوند سے ناراض ہو کر رخصت کر اپنے پکے آگئی، عرصہ تقریباً
 چار ماہ والد کے گھر رہی، اس عرصہ میں کسی غیر محرم مرد کے ساتھ اس عورت
 کے ناجائز تعلقات ہوئے، آخر اس مرد کے ساتھ چلی گئی، اس کے والدین
 اور سرال گھر ہی تلاش کرتے رہے، تقریباً دو ماہ کے بعد ہاتھ آئی تو
 اس کے خاوند نے تنگ آ کر معاوضہ لے کر طلاق دے دی جو آدمی
 عورت کو لے گیا تھا، اس آدمی نے کچھ رقم دے کر طلاق لی، جو طلاق رقم بھر کر

یہ عذر ہے۔ اس کی عدت کتنی اور کب نکاح جائز ہوگا؟ منیٰ انور
 لکھیں: آپ کا بعد از محمد باقر نوشاہی القادری
 جب ۲۳۹ تحصیل پور پور الہ ضلع و پٹری



یہ جوان عورت یعنی جس کو حیض آتا ہو، اس کی عدت قرآن کریم کے
 حکم سے حیض ہے اور جس کو حمل ہو اس کی عدت بچہ پیدا ہونا ہے و
 المصلقت یتربصن بانفسهن ثلاثۃ فروعاً (البقرة)
 دوسرا پارہ آیت ۳۲ اور سورۃ الطلاق ۳۴ آیت ۴ میں واولدت
 زحماً لاجل من ان یضعن حملہن ہے اور فتاویٰ عالمگیری
 میں بھی یونہی ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ کسی خریدار سے پیسے لیکر
 طلاق دے یا یونہی دے۔

واللہ تعالیٰ علو و علم جل مجدہ اتمو حکم و صلی اللہ
 تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و صحبہ و بارک و سلم۔

عبد الفقیر النجفی محمد نور اللہ النعمی غفرلہ بانی و مہتمم دارالعلوم خفصیہ قزویہ بصریہ
 ضلع سامبرال

۳۱ سوال المکرم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر اس صورت کو مندرجہ
بالغیر حاملہ کو اس کے زوج نے تین طلاقیں دیں اب وہ کتنی مرت کے
بعد کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔
سائل: شیخ محمد



بعد از وقوع طلاق اول تین حیض پورے ہو جائیں تو نکاح کر سکتی ہے
اگرچہ مرت ساٹھ دن میں ہی پورے ہو جائیں، تین ماہ وغیرہ دوسری حد میں اور
مرتوں میں ہے، قرآن کریم میں ہے واسم صلت بدترتص باسعدین
ثلاثة قروء، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۴۳ میں ہے ولھی حرۃ من
حیض فعدہا سلتۃ قراۃ نیز ج ۲ ص ۱ میں ہے ولا تصدق
فاقل من سترہا۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم وصی اللہ
عالی علی حبیبہ والہ وصحبہ وسلم۔

حررہ الفقیر الی الخیر محمد نور الدین الحنفی القادری النعمی نصرہ بالقوی

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندر میں مسئلہ کہ ایک جوان عورت کا جہان
کے ساتھ نکاح ہوا اور ہم بستی یا خلوت صحیح کے بعد چھوڑ کر چلی آئی اور دو مہینے
مرد کے ساتھ ناجائز تعلقات بنا کر رہنا شروع کر دیا تو اس نے روپیہ دے کر
علاقہ حاصل کی اور اس کے گھر آباد ہو گئی اور اس عورت کو حمل بھی نہیں کیا اس عورت
پر عدت ہے؟

المستفتی: مروی محمد یار صاحب امام مسجد چک ۵۷/۸ تحصیل وٹاری ضلع ملتان



بروز خول بہا مطلقہ پر عدت لازم ہے اور غیر حامل جسے حیض آتا ہے اس کی
عدت بعد از طلاق تین حیض پورے کرنے میں، قرآن کریم میں ہے وَالْمَطْلُوقَتِ
يَتَرَبَّصْنَ بَانَفْسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ اور یہی حکم تمام کتب مستندہ معتبرہ
مذہب مذہب تنفیہ میں ہے، یہ مسئلہ حکمت آفتاب سے بھی زیادہ واضح ہے
قرآن کریم کے صاف صاف حکم مذکور رکھنے کے بعد کسی اور حوالہ کی کیا ضرورت؟
تمہارے کہنے پر صرف ایک حوالہ لکھا جاتا ہے، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۱۳۲ میں
اِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ طَلَاً قَبْلَ اَنْ تُنَاوِلَ اَوْ رَجَعِيَا اَوْ ثَلَاثًا اَوْ قَبْلَ



الفرقة بينهما بغير خلاف وهي حرة من نكاح فعد نكاحا ثلاثة اقرار
والله تعالى اعلم وصلى الله تعالى على حبيبنا وارضاه وارضاه وارضاه وسلم
سند قبل ان انقضاه عدت نكاح كونه حرام به اور ليا نكاح شرفا نكاح نهي سعورت
به تقي سابق اس مرد پر حرام ہی ہے، باقی جو بلا وجہ شرعی سکد بتانے پر ناراض ہو
و دخت گنہگار ہے۔ حضرت رب العالمین جل وعلا اپنے بندوں کا نگہبان ہے۔
والله تعالى اعلم وعلمه جل مجدته استرحو حکم وصلى الله
تعالى على حبيبنا وارضاه وارضاه وسلم۔

عقود الفتوى الراية محمد نور الدين
اشمبان المعظم ١٣٨٥

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر میں مسئلہ کہ سہا حنیفا
دختر خلا کو مورخہ ۲۵/۸ کو تین طلاقیں دی گئیں حالانکہ اس کو حمل نہیں اور
نہی اس کا بچہ پیدا ہوا ہے اور بعد از طلاق تین حیض پورے ہو چکے ہیں تو کیا
اس کا نکاح کسی اور خاوند سے شرفاً جائز ہے؟ اور عدت گزر گئی یا نہیں؟
بینوا تو جروا۔
مستفتی :

مسئ را نجھاساکن جھوک خوشال ۲۲ تحصیل سیالپور

بَابُ حَيْضٍ

الْجَوَابُ

اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي التَّوَّابِينَ

جوان عورت جسے حمل نہ ہوا اس کی عدت تین حیض ہیں قرآن کریم میں ہے
وَسَمِعْتُ يَتْرِبْنُ بِنْتِ بَنِي تَمِيمٍ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ، فتاویٰ عالمگیری میں ہے
فعدتها ثلاثه اقراء اور تین حیض ساٹھ دنوں میں پورے ہو سکتے ہیں،
فتاویٰ عالمگیری میں ہے قال ابو حنیفہ لا تصدق فی اقل من ستین
سوم ذہانت حره من حیض، مسماۃ ضیفاں کی طلاق کو آج و جب پوری
ششہ بہتر دن ہو چکے ہیں تو تین حیض پورے ہونے کا دعویٰ معتبر اور عدت
گزر چکی ہے لہذا کسی مردمان سے نکاح جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ حل مجدد التمام واحکم وصلی اللہ
تعالیٰ علی حبیبہ والہ واصحابہ وبارک وسلم۔

مفت الفقیر ابو نعیم محمد نور اللہ رحمہ اللہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندر یہ مسماۃ حست بی بی کو نورۃ ۴۴
کو مس کے خاوند غلام حسین نے تین طلاقیں دے کر فارغ کر دیا اور طلاق کے بعد
اسے تین حیض مکمل آچکے ہیں تو کیا اس کا نکاح کسی اور شخص سے حسب دستور شرع

اسئل : حیرت محمد زکائی پوچھیں وہ کیا پوچھتے ہیں؟

۱۰۱



الزمورت سوال صحیح اور واقعی ہے تو نکاح جائز ہے کہ عدت تین حیضوں سے پوری ہو جاتی ہے، قرآن کریم میں ہے وَالْمَطْلُوقَتِ يَتَرَصَّعُ بِالنِّسَاءِ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ اور آج حسب بیان سائل طلاق کو اثنتون ہونیکے ہیں اثنتون میں تین حیض بخوبی آسکتے ہیں لہذا نکاح ہو سکتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ والہ واصحابہ و سلم۔

عزہ الفقیر الخیر محمد نور الداعی غفرلہ

الاستفتاء

از بومیرال ۶۳-۴-۲۰

مخدمت جناب مولانا مولوی حسب دام قبائ

السلام علیکم : مزاج شریف !



معروض شد پیشتر بھی حامل رقعہ بھیجا گیا تھا مگر نہ معلوم بہر کوئی قریبی
بات نہیں ملی، حاجب رقعہ نے اسی سال سے محمد دین کو کہہ کر یہ قوم کو بھیج کر
لڑکی کی شادی کر دی تھی جو آج تک آباد نہیں ہوئی، وجہ یہ ہے کہ محمد دین اپنے
بزدلوں کے ساتھ رہ کر خوش تھا اور وہ لڑکی کو تنگ کرتے تھے اس لئے
دونوں گھر آپس میں خوش نہ تھے، آخر دونوں گھر آپس میں طلاق دینے اور دینے
پر رضامند ہو گئے جس میں خاندان مذکور نے یونین کونسل ۱۹۴۷ء چئیرمن میاں محمد
صاحب کو درخواست دے دی کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔

دونوں فریقوں سے رو برو پنچایت دریافت کیا گیا تو دونوں نے بخوشی
کہا، محمد دین نے کہا میں طلاق دینا چاہتا ہوں اور مسماۃ شریفاں نے کہا کہ میں
طلاق لیتی ہوں جس میں دو تارخیں میاں محمد یار صاحب نے دیں پھر مزید تسلی
کے لئے پوچھا گیا لیکن محمد دین اور شریفاں دونوں فریقوں نے یہی ظاہر کیا کہ ہم
طلاق دینے اور لینے کو تیار ہیں جس میں دو تارخیں بھی کونسل نے دی ہیں اور
دو دفعہ طلاق بھی ہو چکی ہے، لڑکی کے والد نے بعض اپنی لڑکی، محمد دین سے
مبلغ ۶۰۰/- روپیہ لیا ہوا تھا وہ بھی پنچایت نے محمد دین کو واپس دلوا دیا ہے اب
کسی وجہ سے تیسری طلاق سے انکار ہی ہے۔

حالات پیش خدمت ہیں، شریعت کے مطابق سوچ کر جو فیصلہ بروہہ تحریر کیا
ان وجوہات کے تحت طلاق بائن ہے یا کہ رجعی؟ فقط والسلام

الرازم: میاں شیخ محمد نمبر دار، موضع بوہیوال (تختہ)
نوٹ: سائل حامل رقعہ ربانی مظہر کہ لڑکی مطلقہ کی عدت تین حیض پہل طلاق

کے بعد پورے ہو چکے ہیں اور اس مدت میں طلاق دہندہ محمد دین نے رجوع
نہیں کیا اور یہ بھی تسلیم کیا کہ لڑکی بعد از نکاح حسب دستور خاوند کے گھر گئی۔

السائل: علام قادر قوم موچی کسٹہ بوہیوال ضلع مظفری



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْجَوَابُ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْيُسْرَى وَالصَّوَابَ

اگر صدر میں سوال صحیح اور واقعی یہی ہے کہ کسی محمد دین کے اپنی بیوی کو باقاعدہ
 دو دفعہ طلاق دے دی ہے اور پھر رجوع بھی نہیں کیا اور لڑکی مہلقہ کی عدت
 بعد از طلاق تین حیض سے پوری ہو چکی ہے تو اس لڑکی پر محمد دین کا اب کوئی حق
 نہ رہا، شریعت طلاق جوئے کے لئے یہ شرط ہرگز نہیں کہ تین حلاقیں پوری دے تو
 طلاق بنے ورنہ نہ بنے بلکہ صرف ایک مرتبہ طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی
 ہے بلکہ یہی احسن الطلاق ہے، فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۵۴ میں ہے ما از محس
 ان یطلق امر آتہ واحدہ رجعیۃ فی طہر لیسر عجا معہ افیہ تم بتر کہا
 حتی تنقضى عدتها الخ اور محمد دین جب دو حلاقیں دے چکا ہے تو پھر
 کیا شہرہ رو گیا؟ اور یہ دونوں حلاقیں رجعی ہیں قرآن کریم میں ہے کہ دو صدق جس کے
 بعد رجوع کا حق رہتا ہے، دو مرتبہ ہے، دوسرے پارے میں ہے الطلاق
 مرتین، ہاں طلاق رجعی میں طلاق دہندہ کو رجوع کا اختیار عدت کے غائر اندر
 ہوتا ہے اور نہ کرے تو عدت گزرنے پر یہ حق فوت ہو جاتا ہے اور عدت بالکل
 آزاد ہو جاتی ہے، قرآن کریم میں ساقطہ کلمات پر مرتب فرمایا فامساك بمعروف
 او تسریح باحسان۔

رہا وہ مبلغ -/ ۲۰۰ روپیہ جو لڑکی کے والد نے اپنی لڑکی کے عوض محمد دین سے
 لیا ہوا تھا تو شریعتاً وہ روپیہ رشوت تھا جس کا واپس کرنا لڑکی کے والدین پر ضروری تھا
 طلاق دیتا یا نہ دیتا، لہذا اس کا واپس دلانا طلاق پر اثر انداز نہیں ہو سکتا اور طلاق کا عوض



نہیں بن سکتا، تنویر البصار، در المختار، ج ۲ ص ۵۰۳ میں ہے والنظم
من التنویر والدر اخذ اهل المرأة شیئا عند التسليم فللمزوج
ان یستردک لانه مرتوة۔ شامی میں فتاویٰ بزاز سے ہے وکذا سر
فی ان یشوز بها فللزوجة الاسترداد قاسما او هالکالا لانه مرتوة
الحاصل صحت سوال کی صورت میں مسمی محمد دین کا اس لڑکی پر حق زوجیت نہیں
ہے اور لڑکی کو حق پہنچنا ہے کہ حسب دستور شرعی مظہر جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے
والله تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبنا ورسولنا
محمد وبارک وسلم۔

عقد الفقیر البواکیر محمد نور الشانی غفرلہ
۲۹ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ حاملہ مطلقہ کا حیض ماہ کا
حمل ضائع ہو گیا ہے تو اس عورت کی عدت پوری ہو گئی ہے اور وہ نکاح کر سکتی ہے؟
سبینواتوجروا۔

سائل: ذیل محمد قومی پور، سکس چک، بنواز خان، ۱۲ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ



صورت مذکورہ میں بلاشبہ نکاح کرنا جائز ہے، قرآن کریم میں ہے واولات



الاحسان اجللہن ان یضعن حملہن۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ نعوذ بحکمہ وصلى الله
تعالى على حبيبہ والہ واصحابہ وبارک وسلم۔
حررہ الفقیر الی الخیر محمد نور الدین غفرلہ

۱۲ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے
اپنی عورت کو طلاق سہویں، عدت گزارنے سے پہلے عورت کو زانی کا حمل ہوا کیا یہ
عورت عدت دنوں کی گزارے یا وضع حمل کی گزارے، کتنی عدت کے بعد نکاح کرے؟
بیہوا تو جبراً۔

نمبر ۱۶ وضع شیخوپورہ
نشان انگوٹھا دل محمد

العبد
ولی محمد و گجھا ذات موجی
نشان انگوٹھا گجھا



چونکہ وہ عورت حامل ہو گئی لہذا عدت وضع حمل سے پوری ہو جائے گی قرآن

کریں یہ ہے و اولاد از محال اجلہن ان یصع حملہن بل انہ منانہ
 ج ۳ ص ۲۰۱، ہائیکہ ج ۲ ص ۱۳۵، شامی ج ۲ ص ۸۳۱، بحر الرائق ج ۲ ص ۲۲۲، میں
 ہے والنظم من البحر وان حبلت معتدة عن ثلاث فعدتہا
 سالوضع اور دنوں سے جوان عورت کی عدت نہیں ہوتی، حمل نہ ہو تو عدت ثلاث
 تین حصوں سے پوری ہوگی کما نص علیہ فی القرآن الکریم۔
 واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ وسلم

مترہ الفیہ البراءت الخیر محمد نور الشامی غفرلہ
 ۱۶ ردی العقدہ المبارکہ ۴۳

الاستفتاء

سائل منظرہ کہ بغیر بالغہ کا نکاح کیا گیا اور اب بالغہ ہونے کے بعد شوہر لے
 طلاق دے دی اور اس دوران میں دخول یا خلوت نہیں ہوئی تو آیا اس مطلقہ کا
 نکاح بلا عدت ابھی ہو سکتا ہے؟
 سائل: غلام محمد تعلیم خود از حویلی لکھا ۳۰ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ



اگر سوال درست ہے تو بلا شک و شبہ ابھی نکاح جائز ہے کہ ایسی مطلقہ

پر عدت نہیں قرآن کریم کے ہائیکوی پارس کے نیست رکوع میں ہے سور
طہ نقسموہن من قبل ان تمسوهن فما لکم علیہد من مدۃ۔
واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و
آلہ و صحبہ و بارک وسلم۔

حررہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین امدیں مسئلہ کہ ایک طلاق
جس کے ساتھ خاوند نے ہم بستری نہیں کی اور وہ بھی کسی مکان میں لکھے ہوئے آیا
اس کو عدت پڑتی ہے یا نہیں؟ بسینوا تو جروا۔



ایسی عورت پر کوئی عدت نہیں کسا فی اقراں الکریم و سائر کتب
لعفہیہ۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و
اصحابہ و سلم۔

حررہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر یہ مسئلہ کہ زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا اور تاسخِ رخصتی مقرر کر دی۔ دو برس اشتاء زید کے چند رشتہ داروں نے بکر کو مجبور کیا کہ وہ اپنی لڑکی کو رخصت نہ کرے بلکہ اپنی لڑکی کی طلاق حاصل کرے لیکن زید کے دادا نے طلاق دینے سے انکار کر دیا۔ انکار طلاق کے بعد زید نے اپنی لڑکی کو اپنے بھتیجے کے گھر ناجائز طور پر بٹھادی، کچھ مدت گزر جانے کے بعد عورتِ مذکورہ کو طلاق ہو گیا، طلاق کے وقت عورتِ مذکورہ زید کے بھتیجے سے حاملہ ہے، اندر یہ صورت جبکہ مذکورہ بکر سے غیر مدخول ہے، اس کی عدت کیسے؟ اور بلا انفصائے عدت زانی جس سے وہ حاملہ ہے، نکل کر سکتی ہے یا نہیں؟ بینوایا جو رین من رب العالمین۔

المستفتی: لال خاں دلخیا نمبر دار، بوریاوالہ ضلع ملتان



شرعاً وہ حمل بکر کا ہی ہے، حدیثِ پاک میں ہے الولد للفراش و للعاہر الحبر و رأیتِ پاک و اولاد الاحمال اجلھن ان یصعن حملھن، اپنے اطلاق سے تمام حمل و الی عورتوں کو شامل ہے اگرچہ حمل زنا کا ہی ہو، بحر الرائق ج ۴ ص ۱۳۵، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۱۳۵ میں ہے

والظمن البحر في البدائع وقد تعصى العدة بوضع الحمل
والزنا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ واصحابہ وبارک وسلم
عنہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ انعمیٰ مغفر

الاستفتاء

ذیل کے مسئلہ کا استفتاء فتاویٰ نوریہ کے علمی نسخہ میں درج نہیں ہے۔



میاں بیوی نکاح کے بعد ایک دوسرے کے نزدیک نہ ہوں اور سمبستری
کر لی یا کیلے مکان میں نہ ہوں اور طلاق ہو جائے تو عورت پر کوئی حدت نہیں،
پس ذرا نکاح ہو سکتا ہے، دیکھو قرآن کریم پک سے آیت ملا۔
واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ واصحابہ
و بارک وسلم۔

عنہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ انعمیٰ مغفر

الاستفتاء

نقل طلاق نامہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و عظام اس مسئلہ کے بارے میں، ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق ان نغضوں میں دی، وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو شرعی و قانونی طور پر طلاق دیتا ہوں اور اس کو اپنی زوجیت سے آزاد کرتا ہوں، اب میرا اس کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں، اب شخص دوبارہ اپنی اسی بیوی سے نکاح کر لیا ہے، اب اس کی عدت بھی ختم ہو چکی ہے، یہ کون سی طلاق واقع ہوگی؟ کیا دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے؟ فتویٰ درکار ہے۔

السائل: منور علی خاں ازہر ریو



ایک طلاق بائن واقع ہو چکی اور چاہے تری محلج ہو سکتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ و بإسماک وسلم۔

حررہ الفقیر الی الخیر محمد نور السراہمی غفرلہ بقلہ از العلم مخفیہ فیہ الی الخیر
ضلع سامبیل



الاستفتاء

حافظ شریعت مجاہدہ طریقت منبع معرفت جناب حضرت مولانا محمد نور الرحمن صاحب

نفسی دامت برکۃ تعالیٰ

مرد بانہ گزارش ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو دو طلاق ان کے گھر یعنی
سیر بند ریلوے مینی آڈیٹ پیس دے اور ان کو مل گئے، اب وہ بیرونی اور دوست وغیرہ
کے سمجھانے سے سمجھ گیا ہے کہ میرا نکاح کر دو، آپ سے دریافت کرنا چاہتے
ہیں کہ جو شریعت کا اصول جو تحریر کریں۔

دعا گو: محمد امین دار سے کاؤٹو، مکنا، صن مصر، بسند



اگر صرف دو طلاق ہی لکھی ہیں اور عورت پہلے خاوند کے گھر آباد رہی ہے،
جیسے سائل نے زبانی بیان کیا ہے تو خاوند عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے نئے نکاح
کی کوئی ضرورت نہیں اور عدت پوری ہو گئی ہے تو نیا نکاح ہو سکتا ہے مگر مردوں
صورتوں میں اگر تیسری طلاق خواہ کب ہی دے عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہو چکی
اور پھر باقاعدہ حلالہ کے بغیر نکاح بھی نہیں ہو سکے گا، جو ان عورت کی عدت حمل ہو تو
کچھ ہونے پر پوری ہوتی ہے ورنہ تین حیض پورے آنے سے عدت ختم ہوتی ہے



جسے کہ قرآن کریم اور حدیث شریف اور فقہ حنفی سے واضح ہے۔
 واللہ تعالیٰ علّمہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلى آله
 وصحبه وبارک وسلم۔

مستم دارالعلوم ہذا الفقیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ البصیر پور
 ارزوی القعدۃ المبارکۃ ۱۴۵۸ھ ۱۴۵

الاستفتاء

مسی محبت علی ولد محمد نواز سکس متبر و اگر تحصیل دیپال پور ضلع ساہیوال نے
 باہوش و حواس خمسہ اپنی بیوی سماء سکینہ بی بی دختر مانگو سکس جسو کے گوردہ تحصیل
 دیپال پور ضلع ساہیوال کو عرصہ قریباً پونے تین سال قبل رو برو گواہان حاشیہ حق مہر
 ادا کرنے کے بعد ایک طلاق دے دی ہے، اس عرصہ سے آج تک علیحدہ علیحدہ
 رہ رہے ہیں، آیا دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں؟

سائل : مانگو ولد سوداگر کمبود ساکن جسو کے گوردہ ۶۰۳۰۷۶



ایک طلاق کے بعد جب عدت گزر جائے تو نکاح بلا شک و شبہ جائز ہے
 اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلْيُفْنِ اجْلِهِنَّ فَلَا تَقْضُلُوهُنَّ

ان میں کچھ اس وجہ سے ادا تراصوا بینہم بالمعروف پاره ۲ رکوع ۴۴،
اور دوسری طلاق بائن ہو تو عدت کے اندر ہی جائز ہے اور طلاق بائن میں تو نکاح کی
مذہبت ہی نہیں ویسے ہی رجوع ہو سکتا ہے، الحاصل اگر صورت سوال صحیح ہے تو
بلاشبہ نکاح جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على سيدنا وعلينا محمد
وعلى الو اصحابہ وبارک وسلم۔

مفت الفقیر الدین محمد نور الدین عفی عنہ از بصیر پور

۲ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۴/۲

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں :

- ۱۔ یہ کہ ایک آدمی نے اپنی عورت کو عرصہ دو سال سے بائن طلاق بذریعہ جبری
بھیجا دی لیکن اب اس عورت نے عدالت فیملی کورٹ میں دعویٰ مان و نفقہ کیا ہوا
ہے اور طلاق بذاکو بے معنی مبلے بنیاد ظاہر کر کے مان و نفقہ وصول کرنا چاہتی
ہے لہذا برائے شرع محمدی اس عورت کے لئے کیا جواز و سزا ہے۔
- ۲۔ یہ کہ اس عورت کی گواہی دینے والے گویا کہ جھوٹی گواہی دینے والے کی سزا
کیا ہے؟

- ۲۔ ایسی بے دین عورت سے دیگر مسلمان کو اس کے ساتھ کیے بتانا چاہئے؟ لہذا
اس کا جواب مدلل دے کر ممنون فرمائیں، مہربانی ہوگی۔

سائل : غلام قادر ولد میاں رکن دین سکے بھٹہ راء عارنوالہ

منبع ماہیوال ۲۶.۸.۷۷



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الجواب
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْيُسْرَى وَالصَّوَابَ

گر برائے صحیح ہے تو اس عورت پر طلاق بائن واقع ہو چکی ہے اور نکاح سے
 سبب ہے اور عدت بھی مابینا پوری ہو چکی ہو گی تو اب اس کا دعویٰ یا مطالبہ مانا
 نفقہ ہے یعنی ور بے بنیاد ہے، اس عورت کو گناہ سے توبہ کرنی چاہیے اور عدت
 پوری ہونے پر حسب استویر شرع نکاح کر لینا چاہیے اور یونہی جھوٹی گواہی دینے والے
 بھی توبہ کریں اور ایسی بے دین عورت سے دور رہنا چاہیے اور اسے ہدایت کرنا چاہیے
 قرآن پاک سو کہ الذی بیدہ عقدۃ النکاح فرماتا ہے اِذَا طَلَّقَ الْمَرْءُ امْرَأَتَهُ
 یَرْثِیْ حَدِیْثَ شَرَفِیْ مِیْ بَعِ الطَّلَاقُ لِمَنْ اخَذَ بِالسَّاقِ لِهَذَا وَهُوَ طَلَقٌ بَاطِلٌ
 وَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَیْ حَبِیبِہِ الرَّعْظَمِ
 وَغَیْ لہِ وَاصْحَابِہِ وَبَارِئٌ وَسَلَامٌ۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور السامی نعمرہ
 فی عاشور رمضان المبارک سنۃ الف و ثلاث مائۃ و سبع و تسعین

ذبح

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ
الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ
وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ
وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ

_____ المائدة

حرام کیے گئے ہیں تم پر مُردار، خون، سور کا گوشت اور جس پر ذبح کے
وقت غیر خدا کا نام پکارا جائے اور جو گلا گھونٹنے سے مرا ہوا اور (کڑی وغیرہ)
چوٹ سے مرا ہوا، اوپر سے نیچے گر کر مرا ہوا، جو سینک لگنے سے مرا اور جسے کھایا کسی
دندے نے مگر جسے تم نے (اللہ کے نام پر) ذبح کر لیا۔

إِذَا ذَبَحْتُمْ
فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ — الحديث

جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کیا کرو۔





اللہ رب العزت جل جلالہ و علم نوالہ، حکیم مطلق ہے اس نے جو احکام بندوں کو دیے ہیں
نہیں ان کی حکمت سمجھ میں آئے یا نہ، وہ بہر حال ان کے لئے مفید اور مصلحت پر مبنی ہیں۔ ایسے
ی احکامات میں سے جانوروں کے گوشت کا معاملہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ان
جانوروں کا گوشت حلال کیا ہے جو انسانی صحت کے لئے مفید ہے اور جو جانور انسانی صحت کے لئے
مضر ہیں ان کا گوشت حرام کر دیا ہے۔ اسی طرح اگر حلال جانور طبعی سوت مر جائے تو خون رگوں
اور شریانوں میں جم جاتا ہے جس سے جسم میں فاسد مادہ پیدا ہو جانے کے باعث وہ مضر صحت ہو جاتا
ہے لہذا ہمیں جانوروں کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ رگوں کا سارا خون بر سر کر گوشت صاف
ور تمام مضر صحت اثرات سے پاک ہو جائے۔ پھر نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ و فیرو عبادات اور دیگر
عبادات کی طرح ذبح کا بھی ایک باقاعدہ شرعی نظام وضع کر دیا گیا تاکہ ذبح کے عمل میں بھی دنیا بھر
کے مسلمانوں کے درمیان وحدت عمل اور اتحاد و یکا نکت کا رنگ پیدا ہو جائے اور وہ جہاں کہیں
ہے ہوں ایک ہی مخصوص طریقے سے جانوروں کو ذبح کریں۔

ذبايح جمع ہے ذبیحہ کی۔۔۔ اور ذبیحہ ایسے جانور کو کہتے ہیں جسے شرعی طریقے کے مطابق ذبح
یا بایا ہو۔

کتاب الذبائح فقہی کتب کی ترتیب کے مطابق دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ابتدائی اختتامات

میں ذبح کے حقیق مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں جبکہ اس کے بعد کے فصول میں طرارہ جانوروں کا ذکر ہے۔

پھلی اور ہڈی کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان کے سوا باقی تمام جانور ذبح کے قابل ہیں البتہ اونٹ کو غر کرنا مستحسن ہے۔

مطلق کے آخری حصے میں نیزہ و فیوہ جو تک کر رگیں کاٹ دینے کو غر کہتے ہیں جبکہ ذبح کرنے کے گردن کو اس کی ابتدا سے لے کر سینے کی ابتدا تک کسی جگہ سے اس طرح کاٹنا جائز ہے کہ چاروں رگیں کٹ جائیں۔

۱۔ حلقوم: یہ وہ رگ ہے جس میں سے سانس آتی ہے۔ اسے زرخہ بھی کہتے ہیں۔

۲۔ مری: جس سے خوراک نچے اترتی ہے۔

۳۔ دوہین: حلقوم اور مری کے دونوں طرف ایک ایک رگ ہے جنہیں شہ رگ بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں رگوں میں خون گردش کرتا ہے۔

ان چار رگوں میں سے تین کاٹ جانا ضروری ہے اس سے کم رگیں کیسے تو جانور حلال ہو گا۔ البتہ غیر پالتو جنگلی جانوروں کے شکار میں یہ رعایت رکھی گئی ہے کہ اسے بکھیر دیا کر کے چلائے یا نیزہ و فیوہ کوئی دھار دار آلہ جو تک دینے سے زخمی کر دیا جائے تو وہ حلال ہو جاتا ہے۔ اسی طرح پالتو جانور اگر بے قابو ہو کر بھاگ جائے تو وہ بھی جنگلی جانور کے حکم میں ہے اور چنگا اس کی گردن پر چھری پھیرنا ممکن نہیں رہا لہذا اس کے جسم کے کسی حصے کو زخمی کر دینا کافی ہے۔ اور اس صورت کو فقہی اصطلاح میں ذبح اضطراری کا نام دیا گیا ہے۔

ذبح سے جانور حلال ہونے کے لئے درج ذیل شرائط کا لحاظ ضروری ہے:

(الف) ذبح کرنے والا مجتہد اور ہو، مجنون اور بے سمجھ بچے کا ذبیحہ درست نہیں۔

(ب) ذبح کرنے والا مسلمان ہو۔ (البتہ بعض شرائط سے کتابی کا ذبیحہ بھی درست ہے)

(ج) اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔ اسی طرح ذبح اضطراری میں شکار یا بھاگ جانے والا پالتو جانور پر تیر یا دھار دار آلہ پھینکتے وقت بھی بکھیر کسی ضروری ہے۔

(د) جس جانور کو ذبح کیا جائے وہ ہوت ذبح زندہ ہو، یعنی چھری پھرنے کے بعد خون نکلے یا جانور میں حرکت پیدا ہو۔



حلال و حرام جانوروں کی پہچان کے بارے میں کوئی قاعدہ کلیہ تو نہیں تاہم درج ذیل روشنی
 مندرجہ ذیل قاعدہ ذہن نشین کر لینے سے کافی حد تک وضاحت ہو جاتی ہے۔
 جانور دو قسم کے ہیں۔
 درمیانی - خشکی

پھل کے بغیر تمام دریائی جانور مکروہ و حرام ہیں۔ نیز وہ بھی جو خود بخود پانی کی سطح پر اٹ مٹی
 ہو یا تازہ ہے۔
 خشکی والے جانور بھی دو قسم کے ہیں۔

پرندے اور درندے — پرندے پھر دو قسم میں: خون والے 'بلا خون' —

ایسے پرندے جن میں خون بالکل نہ ہو یا دم مسنوح (بننے والا خون) نہ ہو ماسوائے مڈی کے
 سب حرام و مکروہ ہیں جیسے 'مچھر'، 'بکھی'، 'بھڑو' وغیرہ۔

ایسے پرندے جن میں دم ساکل ہو اور پنجے سے شکار کر لے والے یا موزی اور حرام خور
 ہوں جیسے باز، چیل، گوا وغیرہ سب کے سب حرام ہیں، باقی حلال۔

واضح رہے کہ طوطا اگرچہ پنجے سے پکڑ کر کھاتا ہے مگر شکار نہیں کرتا لہذا حرمت کے اس
 حکم سے خارج ہے۔

درندے یعنی زنی جانور دو قسم کے ہیں: خون والے 'بے خون'۔

وہ تمام جانور جن میں دم مسنوح نہیں، حرام ہیں جیسے حشرات الارض، بچھو، سانپ، کبوترے،
 کڑے وغیرہ۔

ایسے تمام جانور جن میں بننے والا خون ہو ان میں سے درندے یعنی کیلے سے شکار کرے
 والے جانور مثلاً شیر، چیتا، کتا وغیرہ حرام ہیں، ان کے علاوہ سب حلال ہیں۔ (اؤنٹ اگرچہ کیلے والا
 ہوتا ہے مگر وہ شکار نہیں کرتا، لہذا اس حکم حرمت میں داخل نہیں)

اہمستہ الانعام یعنی بے زبان مویشی جن کی حرمت شریعت میں وارد نہیں ہوئی سب
 حلال ہیں مثلاً اؤنٹ، گائے، بھیڑ، بکری وغیرہ۔

باغداد کے بارے میں ایک استقرائی اکثری قاعدہ یہ بھی ہے کہ جن کی چوچ مزی ہوئی ہے



طوطے کے سوا سب حرام ہیں جیسے بازو وغیرہ۔ اور جن کی چونچ سیدھی ہے وہ کوسے بغیر
 کے سب حلال ہیں جیسے کبوتر، فاختہ، گھری، لالی، تلیر وغیرہ۔
 کتاب الذبائح میں اکیس استثناءات ہیں۔ جن میں کوا حرام ہونے کے موضوع پر ایضاً
 تحقیق رسالہ "حرمت زارغ" بھی شامل ہے۔



کتاب الذبائح

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین تین صورت میں کہ ایک عورت نے رت کے وقت
بیماری کے کوڑھ لگا دیا اور دوسری قسم کی کہتی ہے کہ اس وقت وہ بیلا زخم تھا، بخد اور
پاؤں مارا تھا اور تین مرتبہ بخیر برکت کوڑھ لگا دیا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسے مرے ہوئے
کوڑھ لگا دیا مگر گواہ نہیں یہ صرف زہن کا سبب ہے۔ ہمیں اس عورت کی قسم کی بنا پر سب سے
اس نے زخم ہی کوڑھ لگا دیا اور عورت کوڑھ لگا دیا ہو کھانا جائز ہے یا نہیں؟ بینو اور

المستفتیان والاسئالان از منچریاں

دستخط
انگوٹھ نذر محمد قصاب جمال بن قصاب غلام حسین قصاب

پیر طالب علی حسب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الجواب
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْيُسْرَى وَالصَّوَابَ

اگر ضرورت سوال صحیح اور درست یہی ہے جو سالکان مندرجہ بالا نے بیان کی تو ان کا جواب یہ ہے کہ یہ نعمت لگائی کہ مرے ہوئے کو ذبح کیا، محض غلط ہے، قرآن کریم اور حدیث شریف میں سخت ممانعت آئی ہے، بانی ربانی مسئلہ کہ عورت کا ذبح جائز ہے یا نہیں تو حدیث شریف میں یہ کلمات موجود ہے کہ جائز ہے، مشکوٰۃ ص ۳۵ میں ہے عن کعب بن مالک انہ کان لہ غنم ترعى یسلم فابصرت جاسریۃ لنا بشاة من غنمنا فکسرت حجرا فاذبحتها بہ فسال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامرہ بالکھار واک البخاری، اور ایسے ہی مذہب مبارک حنفیہ میں مصرح کما فی الشامی والہدایۃ وغیرہا من الاسفاس، البتہ ذبح کے لئے سمجھدار ہونا ضروری ہے کہ کتب فقہ میں تفصیل سے مذکور ہے اور آئندہ کے لئے سخت احتیاط کی جائے کہ اور نماز و ذکاؤۃ وغیرہ کی پابندی کا عمل دیا اور گذشتہ سے توبہ کروائی اور ایسے ہی عورت سے بھی توبہ کرائی جائے اور عمل دیا جائے کہ سائلوں نے نہ بانی ان کی غامی ذکر ہے۔۔۔۔۔ یہ بھی ہر ایت کر دی ہے کہ صدقہ و خیرات بھی کر دے کہ بعض حقوق کی ادائیگی ہو جائے

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ وصحبہ وسلم

عزیز الفقیر البراۃ الخیر محمد نور الدین النعمی غفرلہ

الاستفتاء

محرم محترم قبلہ مولوی نور الدین صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

خاکسار کو ایک فتویٰ کی ضرورت ہے، واپسی فتویٰ لکھ کر بھینس، مشکور ہو گیا

واقعتہ ہے :-

(۱) ایک خاتون نے ایک لیلیٰ جو کہ قصدے الٹی سے رات کو مرچکی تھی (گوہ حرام ہو گئی تھی) اس خاتون نے اس کی گردن کاٹ کر باہر پھینک دی، اب ایک اور آدمی گزرا اور اس آدمی نے اس عورت سے وہ لاش مبلغ تین روپے میں خریدنے کا مطالبہ کیا (اس وقت وہ عورت مردہ لیلیٰ کی کھال اتار رہی تھی) آخر قصہ مختصر اس آدمی نے اس عورت سے تین روپے میں وہ مردہ لاش یعنی حرام گوشت مول لے لیا، یہ آدمی راستے میں حرام گوشت لئے جا رہا تھا، راستے میں ایک اور آدمی ملا جس نے کہ دریافت کیا کہ میاں یہ آپ کتنے کی خرید کر لئے جا رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا تین روپے میں تو پھر اس آدمی نے پوچھا کہ آیا یہ حلال ہے یا حرام، اس نے کہا کہ میں فلاں عورت سے خرید کر لایا ہوں، اس عورت نے مجھے حلال کہہ کر بیچی ہے، اس آدمی نے اگلے گاہوں جا کر گوشت فروخت کر دیا جو کئی اشخاص نے مول لے کر کھایا جو آدمی راستے میں ملا تھا اس نے شام کے وقت فروخت کرنے والی عورت سے پوچھا کہ تم نے یہ گوشت تین روپے میں بیع کھال کیوں ستا بیچا (حلال) اب عورت نے جواب دیا کہ بھائی وہ حرام تھا، اس بات کا ۵/۶ دن بعد خریدنے والے نے مدد لیا کیا کہ جو آدمی مجھے خرید کر کے جاتے وقت راستے میں ملا جس نے مجھے پوچھا کہ کتنے کی خریدی ہے؟ میں نے کہا کہ تین روپے میں، اس نے کہا کہ حرام ہے یا حلال؟

تو میں نے کہا کہ حلال ہے۔ میں نے تو حلال سمجھ کر خریدی تھی اس لئے اس کا کدو نہ فروخت کر دیا، اس خریداری کے وقت سوائے خریدنے والے اور بیچنے والی کے کے کوئی اور گواہ موجود نہ تھا جس سے واقعات کا پتہ چلے۔

اب عورت بیان کرتی ہے کہ اس نے حرام کہہ کر ۳/۰۰ روپے میں دینے مرد خریدنے والا کہتا ہے کہ اس عورت نے مجھے حلال کہہ کر فروخت کی ہے اور کہا ہے کہ اس کے سر پر کیڑے پڑ گئے تھے، جب مرنے لگی تو اسے ذبح کیا گیا ہے خریدار نے جب دھڑکے ساتھ میری کا مطالبہ کیا کہ اس کا سر بھی دے۔ "خاتون نے کہا کہ اس پر کیڑے تھے اس لئے پھینک دیا ہے (وہ کھانے کے قابل نہ تھا) خاتون کے خاوند سے خریدار نے دریافت کیا کہ تمہاری عورت نے مجھے حرام لہی دے دی ہے، خاوند نے جواب دیا کہ میں گھر موجود نہ تھا، مجھے صحیح علم نہیں، اگر حرام ہوتی تو وہ خود کھال کیوں اتارتی؟ ایسے حالات میں خسریاؤں کے وقت کا کوئی گواہ موجود نہیں، اب عورت بیان کرتی ہے کہ اس نے حرام کہہ کر بیچی ہے، خریدار کہتا ہے کہ اس عورت نے حلال کہہ کر مجھے فروخت کیا۔ آپ فتویٰ تحریر کریں کہ ایسے حالات میں عورت گنہگار ہے یا مرد اور وہ کیسی سزا کا مستحق ہے؟ ان کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے؟ اب جن لوگوں نے گوشت مول لے کر کھایا، ان بیچاروں کو تو کوئی علم نہ تھا کہ گوشت حرام تھا اس لئے وہ کھا گئے، اب ان گوشت کھانے والوں کے متعلق بھی تحریر کریں۔

آپ مفصل فتوے لکھ دیجیں کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ یہ تمام باتیں مجمع عام میں میرے ڈیرہ میں ہوئیں جو کہ ادھر بیان کی گئی ہیں۔

از طرف :

سردار محمد صدیق چیمبرین شاہیہ تحصیل دیپالپور ضلع مظفر



حضرت فتیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سائل نے : ہم درج ذیل گرامی نامہ
تحریر فرما کر حقائق و واقعات کی مزید وضاحت طلب فرمائی۔

۶۸۶
۹۲

محترم المقام جناب سردار محمد صدیق صاحب پریس میں تھوہیک
علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ : مزاج گرامی !

مسجد کے متعلق قتلہ لکھ دیے مگر دوسرا معاملہ ذرا پیچیدہ ہے
ہذا ذیل کے استفسارات کا جواب دیں تو کچھ لکھا جا سکتا ہے :-

- ۱۔ اس بلی کی عمر کیا تھی ؟
 - ۲۔ موٹی تھی یا دہلی ؟
 - ۳۔ اس قسم کے گوشت کا دباؤ کیا نرخ ہے ؟
 - ۴۔ خریدنے والے آدمی نے فروخت کنندہ خاتون کے سامنے ہی کھال تار کر
گوشت بنایا یا گھس لیا کر ؟
 - ۵۔ ایسی کھال کی قیمت وہاں کیا ہے ؟
 - ۶۔ قیسرے آدمی نے اتری ہوئی کھال اور بنا ہوا گوشت دیکھا اور سوال کیا
یا کھال سمیت بلی تھی ؟
 - ۷۔ اگر گوشت دیکھا تھا اور فروخت کنندہ عورت نے حرام بتایا تو اس شخص
نے فوراً کیوں نہ اظہار کیا ؟
- آپ اسی کاغذ پر سوالات کے سامنے یا نیچے واضح جواب دیں مگر
عورت ضرور مجرم ہے کیونکہ حرام جانور کو حرام کہہ کر فروخت کرنا بھی حرام ہے
البتہ اگر حلال کہہ کر فروخت کیا تو یہ دہرا جرم ہو گا۔ والسلام
- دعا گو : ابو الخیر محمد نور اللہ نسیمی غفرلہ

پ کے سوالات کا جواب حسب ذیل ہے :-

۱۔ یلی کی بھر تقریباً ۶۵۰ ورن تقریباً ۸ سیر۔

۲۔ قدمے کمزور تھی۔

۳۔ گوشت کا بھاد تین روپے فی سیر ہے۔

۴۔ سر جسم سے مٹھدہ تھا اور باقی کھال بمعہ جسم خریدارا اپنے گاؤں لے گیا، اپنے گاؤں میں جاکر کھال اتاری اور گوشت فروخت کیا۔

۵۔ اس قسم کی کھال کی قیمت تقریباً سات روپے ہے۔

۶۔ کھال سمیت یلی تھی مگر سر نہیں تھا۔

۷۔ تیسرا آدمی دن کے دس بجے اپنے مویشی چرانے باہر جا رہا تھا، اسے پس

خریدار ساکیل پر سوار بھیچے لیلی باندھی ہوئی ملا، یلی بمعہ کھال تھی، تیسرے آدمی نے

دریافت کیا کہ یہ کتنے کی خریدی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ تین روپے کی

خریدی ہے، اور فلاں عورت سے خریدی ہے، فروخت کنندہ عورت تیسرے

آدمی کی قریبی رشتہ دار ہے، تیسرا آدمی گوشت فروخت کرنے کا کام کرتا ہے

خریدار کو رکھتی تیسرا آدمی کھالیں وغیرہ فروخت کرتا رہتا ہے، تیسرا آدمی

جب گھر واپس آیا یعنی مغرب کے وقت تو تیسرا آدمی فروخت کنندہ خانوں کے

گھر گیا اور اس سے دریافت کیا کہ یہ یلی تین روپے کو کیوں فروخت کی؟

اس نے کہا کہ حرام تھی، تیسرے آدمی نے کسی سے ذکر نہیں کیا کہ یہ یلی

حرام تھی۔

تا بعد از

محمد صدیق بلقلم خود، شاہ یکہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الجواب
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْيُسْرَى حَسْبًا

شرعاً و محدث اور خریدار مرد اور تیسرا آدمی تینوں گناہ میں، محدث کا
 گناہ یہ ہے کہ اس نے حرام لیلیٰ فروخت کی اور خریدار کا گناہ یہ ہے کہ اس نے حرام
 لیلیٰ خریدی اور پھر حرام گوشت خریداروں کو کئی مرتبہ فروخت کیا، جسے خریداروں
 نے اس سے یہ حرام گوشت خریدا اتنی ہی تعداد میں اس کے گناہوں میں اضافہ
 ہو گیا اور یہ لیے سنگین گناہ ہیں کہ ایک ایک گناہ کی سزا ہی بہت زیادہ ہے کیونکہ
 اس نے دیدہ دانستہ حرام گوشت مسلمانوں کو حلال اور خوردنی بنا کر دیا لہذا
 حرام کو حلال کہنا کفر ہے تو واضح ہوا کہ وہ خریدار مرد سب سے زیادہ سخت گناہ
 ہے اور تیسرے آدمی کا یہ گناہ ہے کہ جب اسے حرام کا پتہ چلا تو لوگوں کو یا کسی
 دہم دار کو اطلاع دیتا، رہا خریدار کا یہ دعویٰ ہے کہ اس فروخت کنندہ خاتون نے
 حلال بنا کر فروخت کیا، یہ بظاہر بالکل غلط ہے کیونکہ آپ کی تحریر کے مطابق اس
 لیلیٰ کا گوشت اور پوست تقریباً ۳۱ روپے کم بنتے ہیں تو اتنی قیمت کی لیلیٰ
 تین روپے میں فروخت کرنی واضح کر رہی ہے کہ اس عورت نے حلال نہیں بتایا ہوگا
 اور پونی خریدار بھی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ اتنی سستی حلال نہیں ہو سکتی خصوصاً
 جبکہ اس کا پیشہ ہی یہی ہے لہذا وہ خریدار سب سے زیادہ سخت سزا کا مستحق دنیا میں
 ہے اور آخرت میں اس کے لئے جہنم کی سخت سزائیں تیار ہیں جبکہ نائب ہو کر دوسرا
 اب تک چونکہ پاکستان میں اسلامی قوانین جاری نہیں ہوئے لہذا ہم پوری
 سزا نہیں دے سکتے بناؤ علیہ آپ اپنے اختیارات کی رو سے مٹنی سخت سے سخت



سزا سے دے سکتے ہیں، دین اور اخلاقی دباؤ سے اسے مجبور کیا جائے کہ صحت مند
میں تو یہ کہے اور اہل اسلام سے گرو گڑھا کر معافی طلب کرے اور اس عورت اور
تیسرے مرد کو بھی تو بہ کرائی جائے اور سخت تنبیہ کی جائے کہ آئندہ ایسی بری حرکت نہ کرے
بلکہ عورت تو سزا کی بھی مستحق ہے جو غریبہ کی سزا سے گناہ کے مطابق کم ہوئی چاہئے
باقی عوام اہل اسلام جو بھول حرام کھا بیٹھے ہیں تو وہ کسی سزا کے مستحق نہیں مگر ان کو
کو دوسرے مسلمانوں کی طرح احتیاط سے گوشت خریدنا ضروری ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبیبہ الاعظم والحمد لله

عزہ النعیر البرا کیم محمد زور الشامی غفرلہ

۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ ۶۶-۹-۱۶

الاستفتاء

بخدمت جناب مولوی محمد نور الرحمن صاحب

السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ جناب کی طرف ایک شخص کو روانہ کیا جاتا ہے
کہ ایک شخص نے کتا ذبح کرنے کے واسطے کسی غیر شخص کو بلا کر ذبح کر دیا ہے، کتا کو ذبح کرنا
ایک نماز فجر کی پڑھتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ چارہ پانچ کی نماز پڑھتا ہے
اس نے ذبح کیا ہے اور جو مسلمان ہیں انہوں نے کہا ہے کہ کھانا ٹھیک نہیں
اگر جائز نہیں، پیر شاہ محمد نے ذبح کیا ہے۔

الاستفتی: مولوی غلام حسن نشان گوٹھ سرگین پتی دار

۲۹ رجب المرجب ۱۴۲۷ھ

معاملے نے یوں ہی لکھا ہے۔ (مرتب)



پیشاد محمد اب خود میرے پاس آئے ہیں، حاجی ندیم رسول حسب منشی محمد شیر صاحب اور محمد میر درد وغیرہ کے رو برو کہا اور تسلی سے کہا کہ میں اس مسئلہ اور منفی ذریعہ ہوں اور صحابہ کرام اور ازواج مبارکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہوں اور یہاں تک کہ البتہ پیدہ مجلس شیعہ میں چل جاتا تھا اب ہرگز ہرگز نہیں جاؤ لگا اور شرح خاہر سب نور اندریں حالات اس کٹا کا کھانا جائز ہے، وہ حنفیہ بیان کرتے ہیں۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَعَلِمُ جَلَّ مَجْدُهُ اَسْمُوْا وَحْكْمُوْا وَحَسْبُ لَكُمْ نَعْمَانِ
عَلٰی حَبِیْبِهِ وَالْاَصْحَابِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

عقدہ الفقیر الی الخیر محمد نور الدین النعمانی غفرلہ

۲۹ رجب المرجب ۱۳۷۰ھ

الاستفتاء

از پیرو عاشق خان
۵ - ۵ - ۵

جناب واجب الاخرام حضرت مولانا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ : الما بعد



کب دمے میں مٹے کرام اس بارے میں کہ ایک جانور بر جبر یا بر اختیار
 ہے اس کا تک اسے ذبح کرنے کے لئے تیار ہے لیکن وہ جانور بالکل سا قہر
 اور کوئی حرکت نہیں کرتا۔ چند منٹ بعد اس جانور نے دوبارہ حرکت شروع کی
 تک نے سے فوراً ذبح کر دیا۔ ذبح کرنے کے بعد وہ جانور حرکت تو نہیں کرتا
 اس کا خون پھوارے کی طرح نکلتا ہے، آپ سے استدعا ہے کہ اندر دیکھیں
 مسدود کور کے متعلق بتائیں کہ مذکور جانور حلال ہے یا حرام احقر از حد ممنون ہوگا
 فقط والسلام

احقر عبدالحمید شریف ام سجد چاہ عاشق خاں داخل چیک قدرت اللہ
 ڈاک خانہ چیک بیری تفصیل پاکستان شریف ضلع ساہیوال



ایسی صورت میں اگر خون اس طرح نکلے جیسے زندہ جانور کے ذبح کرنے
 کے وقت نکلتا ہے تو حلال ہے، درالحقار کے متن و شرح میں ہے (ذبح مشافہ)
 مریضہ (متحرکت اوخرج الدم حلت) شامی میں ہے ای کما یخرج من
 لحم الخنزیر۔ واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مفت ابو الفتح محمد نور اللہ انصاری غفرلہ بانی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر لوہ
 ضلع ساہیوال بقل خود

۱۴ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

۱۰-۵-۷۱



الکستفتاء

(کرٹیں سینٹر)

گرامی القدر حضرت مولانا نور اللہ صاحب

السلام علیکم، مزاج گرامی! خیریت بخیریت -

ہم یہاں تقریباً چار ہزار کے قریب پاکستانی ہیں، خاص کر گوشت کے معاملہ میں یہاں گونا گوں مشکلات کا سامنا ہے کیونکہ یہاں پر حلال و حرام کی تمیز نہیں ہوتی کی تقریباً ۱۰٪ آبادی سور کا گوشت کھاتی ہے اس لئے ہمیں خاص طور پر محتاط رہنا پڑتا ہے، پہلے تو ہم صرف مچھلی پر گزارہ کرتے تھے لیکن اب تقریباً چار ماہ پہلے اسلو (صدر مقام) (OSLA) میں ایک دکان پاکستانیوں نے کھولی ہے جس میں حلال گوشت کا انتظام ہے لیکن یہ حلال گوشت اس طرز پر ہے کہ انکو اجازت نہیں ہے کہ جانور کو باہوش حلال کریں بلکہ یہاں کے رولز کے مطابق اس کے سر پر بوب کا ہتھوڑا جو کہ اوپر سی کے ذریعے لٹک رہا ہوتا ہے، جانور کو صین و وسط میں کھڑا کر دیا جاتا ہے اور رتی کھول دی جاتی ہے اور وہ ہتھوڑا اچانک جانور کے سر پر لٹکتا ہے جس سے وہ بے ہوش ہو جاتا ہے، اس کے بعد اس کو حلال کرنے کی اجازت دیتے ہیں، وہاں اسلو میں کوئی مولوی صاحب ہیں، انہوں نے فتویٰ دیا ہے کہ مجبوری کی حالت میں جائز ہے لیکن یہاں ایک صاحب ہیں، انہوں نے کہا ہے کہ یہ جائز نہیں، اب ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جائے، اسلو (صدر مقام) یہاں سے ۴۴ کلومیٹر ہے، میں ان صاحب کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا جنہوں نے اس کو مجبوری کی حالت میں جائز قرار دیا ہے، آپ براہ کرم اس معاملہ میں ہمیں صحیح

جائزہ اور جائزہ سے مطلع فرمائیں۔ فقط والسلام۔

QADIR BUKHSH
HOLBBRG GATA 41
4600 KRISTIAN SAND 5
NORWAY



اگر وہ جانور بہوش ہو جانے کے بعد زندہ رہ جاتا ہو اور زندگی میں شریعت کے مطابق ذبح کیا جاتا ہو تو اس کا گوشت حلال ہے اور کھانا بلاشبہ جائز ہے اور اگر ذبح کرنے سے پہلے ہی مر گیا تو ذبح کرنے پر حلال نہیں ہو سکتا، یہ مسئلہ قرآن کریم میں صراحتہ موجود ہے، دیکھئے پارہ ششم سورۃ المائدہ شریف کی تیسری آیت میں ہے والمنخنقة والموقوذة والمتردية والنطيحة وما اكل السبع الا ما ذكبتہ یعنی حرام جانوروں میں یہ بھی داخل ہیں المنخنقة یعنی وہ جانور جو گلوٹنے سے مرے اور الموقوذة یعنی وہ جو بے دھار کی چیز سے مارا ہو الا ما ذکبتہ مگر جنہیں تم ذبح کر لو، تو اس طریقہ سے بہوش کیا ہو جانور الموقوذة ہے اور شرعاً ذبح کی شرط ہے کہ جانور زندہ ہو۔

بہر حال یہ مسئلہ بڑا واضح اور صاف ہے اور ہمارے مشائخ کرام نے بھی نہایت صاف بظہر بیان فرمایا ہے، فتاویٰ عالمگیری ج ۴ ص ۷۳ میں ہے المتردية والمنخنقة والموقوذة والشاة المنيضة والنطيحة ومشقة

صلی اذا دعت (الی ان قاموا) فحل بالسوا عاس ولا یبیس
عندای حنیفة وهوالصحبة وغیا مفتوی کدانی محبہ لیسرحی
اور یمنی شامی ج ۵ ص ۲۶۹ اور ج ۵ ص ۲۱۶ میں ہے اور یمنی فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۰
میں کافی ہے بھی ہے اہل معتبر کتب شرعیہ فقہیہ میں بھی یہی ہے۔

باقی رہا وہاں دوسرے صاحب کایہ کہنا یہ جائز نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ
جائز کہ جھوٹا مار کر بہوش کرنے کے متعلق ہے کہ یہ جائز نہیں اور پہلے مولوی صاحب
کایہ لکھی کہ مجبوری کی حالت میں جائز ہے، ان کا بھی یہی مطلب ہے کہ جب حکومت
کا قانون ہے تو ہمیں مجبوراً ایوں کر ناچار ہے، بہر حال اس گوشت کے حلال ہونے
میں کوئی شبہ نہیں جبکہ حلال قسم کے جانور کو بہوش ہونے کے بعد زندگی میں ہی ذبح
کیا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ وعلىٰ واصحہ
وبارک وسلم۔

فوالفقیر الخیر محمد نور الدین غفرلہ

۲۹ رجب المرجب ۱۴۰۷ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں :-

سوال (۱) : ذبح فوق العقدہ کے بارے میں بہت جھگڑا ہے، اس میں سختی بقول
معاذ لکھنوی زماکر ثواب حاصل کریں۔

(۲) کو احلال ہے یا کہ حرام؟ واضح طور پر تحریر فرمادیں۔

(۳) طوطا حلال ہے یا کہ حرام؟
 اس مسئلہ: نعمت اللہ بقیام فتح پور ڈاک خانہ خاص تحصیل ریاضی مظفر گڑھ
 بمعرفت مولوی محمد اسحاق صاحب



۱۔ اگر تین رگیں ان چار سے کٹ جائیں جن کا ذبح میں کٹنا ہوتا ہے تو جائز ہے
 ورنہ نہیں، یہ علماء راشدی وغیرہ نے قول فیصل کے رنگ میں لکھا ہے لہذا فیجہ ماہر کو درکار
 عمل کیا جائے یا مشاہدہ پر عمل ہو، شامی ج ۵ ص ۲۵۷ میں ہے اقول والتحریر
 للمقام ان يقال ان كان بالذبح فوق العقدة حصل قطع ثلاثة
 من العروق فالحق ما قاله شراح الهداية تبعاً للبرستغنى (امی
 الحل) والا فالحق خلافه اذ لم يوجد شرط الحل باتفاق اهل
 المذهب ويظهر ذلك بالمشاهدة او سوال اهل الخبرة
 فاغتنم هذا المقال ودع عنك الجدال انتهى واقرا العلامة
 الرافعی فی التحریر المختار۔

۲۔ : مکملہ تحریری ہے تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ ”حرمت زناغ“ دیکھیں
 جو دفتر انجمن حزب الرحمن شعبہ تبلیغ وایہ العلوم خفیه فریدیہ بصیرت پور سے دو آنہ میں
 ملتے، بیس نئے پیسے کے ٹکٹ ارسال کر کے منگواسکتے ہیں (جمع ڈاک خرچہ)۔

۱۔ ہاں حلال ہے کما فی المیزان السعرائی ج ۲ ص ۶۲ ورحمة
الامة ج ۱ ص ۱۴۱ علی حاشیة المیزان، فتاویٰ برہنہ ج ۲ ص ۵۵ احسن
جانوروں کے بیان میں ہے وچھپیں طوطی وعلیہ السقوی، اور یہی قواعد
تفسیرات کتب مذہب کا تقاضا ہے والتفصیل فی المقائس السوریة
(قلمی سوکلا) ج ۱ ص ۱۶۰ و ۱۶۱ - ملہ

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ
و اصحابہ وبارک وسلم۔

فتوہ الفقیر الہدایہ محمد نور الدینی غفرلہ

۱۲ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ
۶۰۱۲۰۶۵

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین مشرع مبین اس مسئلہ میں کہ ایک بٹی نے ایک
مرغی کو سر سے پکڑ کر مضروب کر دیا، مالک سہمی احمد یار نے بٹی سے مرغی کو چھین کر
سہمی گاندھ کے حوالے کی جو اس وقت وہاں موجود تھا، اور خود چھری تلاش کرنے
کے لئے اندر دوڑا، سہمی گاندھ بھی مرغی کو لے کر اندر پہنچا، جب احمد یار چھپری
تلاش کر کے مرغی کے پاس پہنچا تو مرغی حرکت کرنے سے بند ہو چکی تھی اور گاندھ
اسے زمین پر پھینک چکا تھا، گاندھ نے کہا کہ مرغی مر چکی ہے۔ احمد یار نے کہا
سہمی ہے مر نہیں چکی اور چھری مرغی کی گردن پر چلا دی، خون بغیر حرکت کئے تقریباً

چھٹا تک ڈیڑھ چھٹا تک کے برابر ہو گیا، خون کا رنگ تقریباً سرخی اور سیاہی کے
بین میں تھا، اس کے علاوہ مرغی نے کوئی حرکت نہیں کی، صرف ایک چرچہ تھا
مرغی نے بیٹے یعنی (پاخانہ) با حرکت نکالی، کیا بیٹ کا نکلنا آثار زندگی میں شامل
ہے، مندرجہ بالا حالات کے تحت مرغی حلال ہے یا حرام؟

۲۔ یہی مرغی چند مسلمانوں کے منع کرنے کے باوجود مالک احمد یار نے چکا کر
مرغی حرام ہے تو کھانیوں کے لئے شرعاً کیا تعزیر ہے؟ جواب مع حوالہ کتب شرع
آیات قرآنی و حدیث پاک عربی عبارات با ترجمہ ہونا چاہئے؟ مینو و توجہ دار
العارض: عبد المجید، مدرس پرائمری سکول سیٹھیانوالہ سنٹر نوالہ کورٹ
تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ



۱۔ ظاہر سوال یہ ہے کہ بی نے مرغی کو سر سے پکڑا اور گردن کو نہیں پکڑا اور گر نہیں
کاٹیں، اگر یہ صورت ہے اور خون تیزی سے زندہ کی طرح نکلا تو حلال ہے اور اگر تیزی
اور دھار سے نہیں نکلا تو زندگی کی دلیل نہیں، شامی ج ۵ ص ۲۶۹، فتاویٰ عالمگیری ج ۲
ص ۲، میں ہے والنظم من الشامي مال في البزانية وفي شرح الطحاوی
خروج الدم لا يدل على الحيوة الا اذا كانت يخرج كما يخرج
من الحي عند الامام وهو ظاهر الرواية استاور پاخانہ کا کھنا
مترغلے موت سے بھی ہو سکتا ہے لہذا اگر بی نے سر نہیں کاٹا اور شہ رنگ بھی
نہیں کاٹی اور خون تیزی اور دھار سے نکلا جیسے زندہ ذبح کرنے سے نکلا



ہے تو حلال ہے ورنہ مشکل ہے۔

۲۔ اگر مالک نے حرام شدہ غنمی کھالی تو کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا، منکرہ حق ہے جو حاکم شرع من سب طریق پر لگا سکتا ہے۔ آپ لوگ اپنے اخلاق اور دباؤ کے اسے مجبور کر سکتے ہیں کہ غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے توبہ کرنے قرآن کریم میں ہے کہ ستم خیرامتہ اخرجت مناس الایۃ اور عیش پاک میں ہے من رأى منکم منكرا فلیغیرہ بخدیث رسولہ وسلم۔ مع مجھے ترجموں کے لکھنے کی فرصت نہیں، مسئلہ کھو دیا ہے اور زیادہ سمجھنا ہو تو یہاں تشریف لائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ تعالیٰ علیٰ حسبہ وعلیٰ
الہ واصحابہ وبارک وسلم۔
عزہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ العینی غفرلہ بقلم خدو

۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ ۲۶/۴

الاستفتاء

میں مسمیٰ ارث بیسچ اپنک یوسف مستری کی دکان پر گیا۔ وہاں ایک بھری بیار قریب الگ تھی اور کوئی بھی نہ کچ کرنے والا نہیں تھا۔ بل خانہ میں سے، سوئے ایک عورت کے کوئی بھی نہ تھا۔ عورت کے مجبور کرنے پر میں نے اپنے مذہب کے مطابق یہ الفاظ پڑھے اور زبح کیا "باپ بیٹے روح القدس کے نام پر آمین۔"

خداوند کے نام پر میں نے اس کو ذبح کیا۔ ارشاد مسیح۔

کیا یہ بکری حلال ہے یا حرام؟

السائل: محمد باغ علی نورانی، محمد حسین ۱۹



یہ بکری حلال نہیں ہوئی بلکہ حرام ہے، کیونکہ مسلمان کی ذبح نہیں کی ہوئی بلکہ مرتد کی ذبح کی ہوئی ہے۔ اگر اصل کتابی بھی یوں ذبح کرے تو حرام ہے۔ وہ باپ بیٹے روح القدس کا نام لے کر ذبح کرتا ہے جو حرام ہے، فتاویٰ مالگیری ص ۳، منہا ان یکون مسلما او کتابیا اور یہ جو انگریزوں کے وقت اسلام چھوڑ کر عیسائی بنے مرتد ہیں کتابی نہیں کہنا صراحہ بعد علمائنا الکرام اور اگر کتابی بھی ہو مگر یہ الفاظ کہہ کے ذبح کرے تو وہ درست نہیں فتاویٰ مالگیری اسی سفر میں ہے اندھ سی المسیم علیہ السلام وحده او سی اللہ سبحانہ و سی المسیم لا توکل ذبیحہ نیز اسی سفر میں ہے منہا تجرید اسم اللہ تعالیٰ عن غیرہ فان کان اسم النبی علیہ السلام۔ بہ حال ان کفریہ الفاظ سے ذبح کی ہوئی حلال نہیں ہو سکتی۔ اگر وہ عورت خود ذبح کرتی اللہ کے نام پر تو جائز ہو جاتی کما فی البخاری وغیرہ۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ



ذیقعدہ المبارکہ ۱۲۷۰ھ - ۱۹

الاستفتاء

بخدمت اقدس قبلہ و کعبہ سیدی و سندی شیخ رشید غوثی و بیانی شعبان
 فقیہ اعظم دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد منوڈ بانہ عرض یہ ہے:

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام ان مسائل میں:

۱۔ شیعہ بد مذہب رافضی کا ذبح کیا ہوا جانور جائز ہے یا نہیں اور اس کی
 دعوت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس کے ورثہ میں ایک لڑکی اور تین لڑکے اور
 چار حقیقی بھائی ہیں۔ ترکہ اذروئے شرع کس طرح تقسیم کیا جائے۔

۳۔ غلام فرید نے اپنی دس مربع زمین محمد رمضان کے پاس وٹل ہزار روپے
 کے عوض رکھی، اس ترکہ پر کہ جب دس ہزار روپے دے گا وہ اپنی زمین چھڑا
 لے گا اس عرصہ میں جو زمین سے آمدنی ہوگی وہ محمد رمضان کی ہوگی۔ کیا یہ
 صورت مشروعاً جائز ہے؟

۴۔ زید اعتکاف کی حالت میں حقہ نوشی کے لیے مسجد سے باہر گیا کیا اس کا
 اعتکاف ٹوٹا یا نہیں؟ مولوی رشید احمد اپنے فتاویٰ میں لکھتا ہے کہ

معتکف باہر جا کر حقہ نہ پیتا ہے



۵۔ کرنے۔ ورنہ کی حالت میں حمد اُحقر نوشی کی کیا اس پر قضا ہے یا نہ؟
مولوی عبدالحی اپنے فتاویٰ میں لکھتا ہے صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔
مربانی ذرا کراں سوالات کا جواب قرآن و حدیث و فقہ حنفی کی روشنی میں دیں۔
آپ کا غلام سائل: الفقیر الحقیر سید محمد عبدالغفار شاہ
تھانہ ساہوکار تحصیل بوسہ والا، مورخہ ۸



۱۔ جب یہ بد مذہب ہے، رافضی ہے تو دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟
ایسے شخصوں سے ایمان ہی مجبور کرتا ہے کہ پرہیز کر جائے اور رافضی تبرائی ہونے
پس جو کفر کی حد تک پہنچتے ہیں تو ایسے لوگوں کا ذبیحہ مردار ہے، حرام ہے۔ کما
فی جمیع کتب الفقہ الحنفی من القرآن الکریم والاحادیث
الشریفہ و اللہ اعلم۔

۲۔ اگر صرف بی وراثت ہیں تو ثمر با لڑکی کا ایک حصہ ورتین لڑکوں کے حصے
میں یعنی گال کے سات حصے بنائے جائیں، ان میں سے ایک لڑکی کا اور دو
بریک لڑکے کے حصہ رتہ فکدا

یک شخص مسئلہ از د، مع استیع

لڑکوں	لڑکا	لڑکا	لڑکا	چار حقیقی بھائی
$\frac{1}{4}$	$\frac{2}{4}$	$\frac{2}{4}$	$\frac{2}{4}$	$\frac{2}{4}$
				x

چاروں بھائی محروم ہیں کہ اولاد ان سے قریب ترین عصبہ ہے کذا

فی لفظ الحنفی و احدیث و الفرائض و سیر و املاہ اسلم
 یہ صورت نابا تر ہے کہ یہ قرض منافع کے ساتھ جوہر میں درج بہت خضر
 قرض جوہر منفعہ فہو و بنویری مشہور حدیث ہے و ذ صاھر جب
 واللہ اعلم۔

۴۔ متکلف جب مسجد سے باہر چلا گیا تو اعتکاف نہ تھا۔ نہ غلوک نزدیک
 فاسد ہو گیا جبکہ مخصوص شرعی عذر سے نہ ہو تو اور شرعی عذروں میں حد فوضی نہیں
 ہے۔ رہا رشید احمد تو وہ دہلانی دیوبندی ہے جس کے نزدیک کوئی کھانا بھی حرام
 ہے۔ ایسے کا کتنا کوئی شرعی دلیل نہیں۔ برمی باتیں بنانے سے کچھ نہیں بنتا، کمی کتاب
 مستند میں ہے تو باتیں عجیب بات ہے۔ جو وہی مفتی بنتے ہیں وہ قرآن و
 حدیث سے جواب دیتے ہیں مگر رشید احمد کے قول کو منہ جاتے ہیں۔ کہانی ہو۔
 جب بلا دلیل شرعی بات کرے اس کو اعتبار نہیں۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ میں
 کوئی کھانا ثواب لکھا، کوئی اور دلیل نہیں فقط رشید احمد لکھے۔
 سب کتب فقہ حنفی میں عذر لکھے ہیں۔ وہ دیکھ لیں۔ واشرا غم۔

۵۔ اس پر قضا و کفارہ لازم ہے۔ طحاوی ج ۳ ص ۵۰ میں ہے لایبہ
 لزوم الکفارة سنعة و استدوی و کذا۔ خان خاں
 شریبہ و ابستہ عنہما۔ لزمان۔ شامی ج ۲ ص ۲۴ میں حضرت
 شیخ شرنبلالی کی مشرت و ہر نہر ہے و یسر مہ لتکفیر بوظن
 نافعا۔ کذا۔ دھ شہوات بطن فقر و۔ مولانا عبدالحی کبداہلی
 لکھا بھی کوئی دلیل نہیں بلکہ وہ سراج منیر کا حوالہ دیتے ہیں جس میں نہ لایسنہ ذی
 بد عادیہ لکھا ہے۔ حالانکہ حقہ بھی مادہ پایا جاتا ہے تو اس دلیل کا تقاضا بھی ہے
 کہ کفارہ پڑے۔



و بعد از آن صلوات شد بر حبیب
و علی و صاحب و یاسر و مسلم
و سید ابوالخیر محمد نور اللہ الیغی غفرلہ

استقامت دار عموم حنفیہ فریہ یہ بصیر پور ضلع ساہیوال
۲ صفر ۱۲۸۰ھ ۱۱-۱۲-۸۰

الاستفتاء

بخدمت جناب محترم مرشدی و استاذی جناب فقیر اعظم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ : معروض ہار بعد ازیں صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک
بھینس گجین یعنی عادی بقضائے الہی قریب المرگ ہو گئی ، مالک نے ذبح کر دی اور اس
بھینس مذکورہ کا گوشت دو پوست بانٹ دیا ، بعد ازیں ایک مولوی صاحب نے یہ فرمایا
کہ اس بھینس کا گوشت حرام ہے کیونکہ اس کے پیٹ سے بچہ مراد نکلا ہے ، یہ
بالکل حرام ہے ۔ اس مسئلہ میں بہت جھگڑا ہو گیا ہے ۔ آپ جناب پوری پوری تفسیر فرما کر
مطمئن کر دیں ، بہت فائدہ نش ہوگی ۔

آپ کا خادم : بندہ فضل الحق بقلم خود چک جعفر علی شاہ ۱۲۸۰ھ



اگر مالک مسلمان ہے اور اس نے بھینس زندہ کو ذبح کیا ہے اللہ تعالیٰ کے

ہم پر تو وہ حلال ہے، قرآن کریم میں واضح فرما ہے فکرو مساو کر سر اللہ
 علیہ ان کنتم بائیتہ مؤمنین بعد ۱۱ آیت میں اگر اللہ تعالیٰ کی
 زمین ماننے پر تو کھاؤ ان جانوروں سے جو اللہ کے نام پر ذبح کئے گئے، اور اگر آیت
 میں ہے و ما لکم الاہیۃ یعنی تمہیں کیا ہوا کہ اس جانور سے رکھو جس پر اللہ تعالیٰ نہ
 یا گیا ہو اور یہی بکثرت حدیث میں اور کتب فقہ میں مدلل ہے۔ فتاویٰ عالمگیری ج ۳
 ص ۳۲ میں ہے و اذا علمت حیوۃہما یقیناً وقت اذ ذبح کلت بک
 حال یعنی جب جانور مرخص کی زندگی یقیناً معلوم ہو ذبح کے وقت تو وہ ہر حال میں مدلل
 ہے، کہا جائے تو واضح ہوا کہ اس مولوی صاحب سے غلطی ہو گئی ہے، اصل مسئلہ یہ ہے
 کہ حاملہ جانور کو ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے ماہوا بچہ نکلے تو وہ بچہ حرام ہے
 کہ اس پر اللہ تعالیٰ کے نام پر چھری چلی نہیں تو یہ اور مسئلہ ہے کہ ماں حرام ہو گئی، اس مولوی صاحب
 مطالبہ کریں کہ دلیل لاؤ، حرام کتنا سخت گناہ ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدۃ استرواحکم وعلیہ تعالیٰ
 علی حبیبہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔
 حررہ الفقیر ابو الخیر محمد زور الشرائعی عفرلہ

۲۰ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب
 السلام علیکم، مزاج گرامی! حسب الحکم حضرت قاضی صاحب مدظلہ تعالیٰ ایک

سود خد مت ہے۔ سید ہے کہ جلدی جواب سے نوازیں گے۔

مرفیوں ذبح کر کے پڑا تار کے لئے سخت گرم اپنی میں ڈالتے ہیں۔ انگریزوں
وغیرہ سب اس کے بیٹ میں ہی ہوتی ہیں۔ کیا اس سے مرغی مکروہ ہو جاتی ہے؟
کھایا جلتے نہیں۔ تفصیل کے ساتھ جلدی تحریر فرما دیں۔ نیز صحت کے مسئلہ پر فرما دیں۔
نقطہ والسلام

عیب الرحمن مسترشی اہلہم



بعض صورتوں میں پاک تو بلا کر است جائز اور بعض میں پلید تو ناجائز ہے
دارالعلوم کا اجلاس دستار بندی کل صبح شروع ہو رہا ہے، ہمارے ہمارے ہیں لہذا تفصیل
خود حضرت قاضی صاحب فہم کتب مندرجہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

فتح القدیر ج ۱ ص ۱۸۹، غنیۃ المستمل ص ۲۰۵، بحر الرائق ج ۱ ص ۲۳۹، مظاہر
اور حاشیہ مطاویہ ج ۹۲، در المختار اور حاشیہ شامیہ ج ۱ ص ۳۰۹، حاشیہ مطاویہ
ج ۱ ص ۱۶۳ نیز حاشیہ طحاویہ ج ۱ ص ۱۶۴ کا ارشاد فلا ولا لی قبل وضعها
فی اسماء المسخن ان یخرج ما فی حروفها۔ یجسل محل الذبح
مما علیہ من دم مسفوح تجمد بھی قابل غور ہے اور غنیہ۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ الاکرم
والہ، صحبہ وبارک وسلم۔

حضرت قاضی صاحب قبلہ سے بعد از سلام محبت و نیاز معروض کر صحت
لے حضرت علامہ قاضی غلام محمد ہزاری علیہ الرحمہ جو ان دنوں جہلم میں قیام پزیر تھے۔ (ترجمہ)



بجائے دیکھ کر تعالیٰ بہت اچھی ہے البتہ جو اس دست اندازی کی وجہ سے وجہ سے
اور کہ ہو گئی ہے۔ بیرون ملک مبارک نہ ہو کہ دورہ مبارک ہو۔

فتاویٰ نواریہ جو بحوالہ مطبوعہ اور صرف ایک ایک نسخہ ہی سب سے زیادہ چھپنا
شکل ہے، امید کر معذور تصور فرمایا کریں گے۔ رقم سہ سو چوبیس روپے نقد و قرضہ کے اندر میں معذور
ہے ضرورت کے وقت انشاء اللہ قرضے استعمال ہوگا۔ ہاں بھی خیال باکرہ جو کچھ
آپ بیرون ملک تشریف لیجا رہے ہیں اور دلیلی کی تاریخ سند رسیدیں لکھاؤ اور تحریر فرمائیے
و اسلئے ان لکھام
دعا گو:

عزیز الفقیر الی الخیر محمد نور الدینی مفتی
"رشیدان الحرمین" ۳۰۰۰

الاستفتاء

میں نے آج ہی سنا ہے کہ اندر غور نہیں تو دیکھ سکتی اور وہی اندر توڑتے
وقت تکیر پڑھے تو وہ کھانا ہار نہیں یہ کہاں تک درست ہے بحقیق کا شکر ہے
جہاں خاص اسٹیشن مائٹ از اسٹیشن بصیر یوہ ۲۰۰۰



و علیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ : یہ محض جملہ لکھنؤ کا افترا ہے کہ اندھے کو جانور

وہ کہتے ہوئے بھی درد بھی مرد کی زبان سے ضروری تصور کرتے ہیں چہ عورت کی
 سکا خدشہ بھی کرتے ہیں ورنہ دھارہ دار آمد اور دگوں کا کاٹنا بھی شرط کرتے ہیں
 عقدہ عرفا شرفا بجان شے ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے تحریم السور
 من السبت وتخرج السبت من السحی (پارہ سوم) اس بے جان سے اور
 بی غیر ادبے اور بے جان کے لئے ذبح نہیں تو بھی ضروری نہ ہی اور یہ بھی لازم
 جمال ہے کہ عورت کا ذبح جائز نہیں کتب فقہیہ و حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کی حدیث شریفہ سے ثابت ہے اور ثابت بھی نہایت نمایاں طور پر ہے کہ
 عورت ایسا نماز باقاعدہ ذبح کرے تو جائز ہے، صحیح بخاری شریف ج ۲ ص ۲۷ وغیرہ
 میں بھی کافی حدیثیں موجود ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ
 وصحبہ وبارک وسلم۔

مردہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ
 ۲۲ شوال المحرم ۱۳۶۷ھ



حلال و عرام جانور

باب مایحل اکلہ وما لا یحل

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر یہ کہ زہیرا نام مسجد نے جو کچھ
حلال سمجھتے ہوئے کھالیا، اب گاوٹں واسے کہتے ہیں، چونکہ طوطا حرام ہے، مگر ازہر کی اہمیت
جائز نہیں اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ طوطا بچے سے کھانا ہے اور چونکہ سے کھائے
وہ حرام ہے اور دوسری دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ ہم نے معاملہ سنا ہی نہیں، تو کیا طوطا
واقعی حرام ہے اور زہیرا کی اہمیت جائز نہیں۔ بینا انصروا۔

سائل: ولی محمد ازہر کیسے منع فرمائی



ترجمہ: وضو بطریق شریعت وغیرہ کی دوسرے طوطا حلال ہے کہ اب پرندہ جس میں
ہے والا خون جو اس کی حرمت ان دو چیزوں سے ثابت ہوئی ہے چنگی سے شکا کرنا یا
لا زہر ہونا، فتاویٰ عالمگیری ص ۵، ج ۴ مالدہ دم سائل کے بیان میں ہے وکل ذی

محب من الطیر نیز می میں ہے وکن ذی محب من الطیر و ما کی
 الحیف و صاحب و حوہ فی الخانیة ص ۲۷۵ و الدر المختار
 و رد المحتار للثامی ص ۲۶۵ و ۵۷ و تکتة البحر ج ۸ ص ۸۱
 و مرزحقات ص ۳۲۰ و هو المفهوم من المتن الموضوع لفظ
 المذاهب کاکثر و غیرہ، بخلاف شرح برایہ ج ۶ ص ۳۱۹ میں ہے واصل ذلك
 ان کی مایا کل الحیف فلحمہ نبت من الحرام فیکون خبیثا عاده
 بکذا ثلاثہ اہم علم امام شافعی، امام احمد عیلم رحمہ کہ جمع علیہ مذہب یہی ہے نیز شری
 ج ۶ ص ۹۱، حرمہ الامر ج ۱ ص ۱، ایضاً و النظر من ذی الرحمة و اتفقوا
 الثلاثۃ ابو حنیفہ و الشافعی و احمد علی تحریم ذی غلب من
 الطیر یعد و بہ علی غیرہ کالعقاب و الصقر و البانی و الشاہین
 و کذا ما لا مغلب له الا انہ یا کل الحیف کالنسر الخ و رطوط و چنگر
 شکار کرتا ہے اور نہ مردار خورد ہے لہذا اصل ہے، عوام کا کہنا کہ پرندہ چبے کھانہ
 حرام ہے، بعض غلط ہے، وہ بچہ اسے ذی غلب کا معنی نہیں سمجھنے، ذی غلب کا معنی ہے
 غلب والا اور غلب اس دھار دار ناخن کا نام ہے جس کے ساتھ جانور شکار کرتا ہے
 ص ۲۷، منتہی الارب ج ۱ ص ۵۳۸، منتخب اللغات علی النیث ص ۳۸، منتہی
 اللغات ص ۳۵۰ میں ہے و النظر من الغیاث غلب بکسر ميم و کون غلے
 بمعروف فتح لام و بائے موہدہ چنگال مرغ شکاری الخ

ہمارے نقل کے کرام شکرا اللہ تعالیٰ سعیم الحمید نے ایسے بہترین انداز
 سے مسائل شرعیہ کا بیان فرمادیا کہ بعضہ نقلے ادنیٰ فیم ستقیم والا بھی نہیں ہو سکتا
 ذی غلب کی تفسیر در المختار و قریرہ الثامی ج ۵ ص ۲۶۵، خلاصۃ الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۳
 میں ہے و النظر من الدس یصید بمغلبہ و نحوہ فی مجمع البحار
 ج ۱ ص ۳۶۳۔ مرزحقات ص ۳۲۶، تکتة البحر ج ۸ ص ۱، ایس ہے و المراد



سہی محلب مالہ محلب ہو سلا ح لہ و معولہ فی سحر ج ۷ ص ۴۳
 شرح اوقایہ ج ۲ ص ۳۳۵، فتاویٰ قاضی خان ج ۲ ص ۵۰، مسودہ و خوشی ج ۱۱
 ص ۲۰، فتحی الظہر من التہجد و المحلب طارخ غنط با سحلب
 اور مسودہ ج ۱۱ ص ۲۲۵، کفایہ ص ۴۱۸، عنایہ ص ۴۱۸ میں ہے و مراد مستغف
 ما یحتطت بمخلب من الہواء کالبانری والعقاب و لساہین
 رمز الحقائق ص ۳۴۶، نکتۃ البحر ج ۸ ص ۱۴۱، ہدایہ ج ۲ ص ۴۲، شامی ج ۵ ص ۲۶۵
 میں ہے والنظر من الرمن ان المراد ببذی محلب ہوسباء بطبر
 و مثله فی دستور العلماء ج ۳ ص ۲۳۱ اور کتبہ کی تعریف ہدایہ ج ۲ ص ۴۲، ۴۳،
 دستور العلماء ج ۲ ص ۲۳۲، شامی ج ۵ ص ۲۶۵ میں ہے والنظر من ہدایہ
 والسبع کل مختطف منتہب جالہم قاتل عادیۃ فتاویٰ قاضی خان ج ۲
 ص ۵۱، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۷۵، والنظر للامام و نصیر سہی سیرہ
 مخلب کالدجالہ و الحمام الخ۔

پڑھا کر مرغی، کبوتر وغیرہ کا پنجہ ضرور ہے مگر اس سے شک نہیں کرتے
 لہذا ذی مخلب نہ ہوئے اور اگر عموم المجاز سے مخلب کا معنی پنجہ یا جبت تب بھی
 وہ ثابت کہ شایع گرام نے تفسیرت مذکورہ سے عقیدہ فرمادیا اور یہ ج ۲ ص ۴۲
 کفایہ ج ۲ ص ۴۱۸، نکتۃ البحر ج ۸ ص ۱۴۱، رمز الحقائق ص ۳۴۰، دستور العلماء
 ج ۲ ص ۲۳۲ میں ہے والنظر من الرمن و نکتۃ المراد ببذی
 مخلب ہوسباء الطیر لکل مالہ مخلب۔

رہا ان عوام کا حلال نہ سنا تو یہ کوئی دلیل نہیں، ان بیجا روں نے تو بہت
 سے فرائض کا نام نہیں سنا ہوا، تو کیا وہ فرائض فرائض نہ ہونگے اور ہم نے تو
 بہت سے عوام کے سنا ہے کہ طوطا حلال ہے، عام عوام کی رسائی انواع و اقسام کے

تک ہے اور اس میں حلال لکھا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۵، حلال جانوروں کے بیان میں ہے الحما

والنہی ج ۲ ص ۲۶۵، کافیہ ج ۴ ص ۱۸۱ میں ہے کالحمامۃ اور عربی میں حمام اور حمامہ کہتے

اور ہر طوق دار پر بندے کو کہتے ہیں۔ منتخب اللغات مع الغیات ص ۴۲، غیث اللغات

بحوالہ منتخب اللغات و کنز و کشف و تشریح نصاب و بحر الجواہر، زبدۃ القوائد ص ۵۰،

۱۷۸، ہشتی الارباب ص ۲۴۹، طرح ص ۲۶۶ میں ہے و النظم من الغیات

حمامہ بلخ کہتے و قری و فاختہ و ہر مرغ طوق دار، اور طوطا بھی طوق دار ہے

تو حلال ہوا، فتاویٰ برہنہ ج ۲ ص ۱۵۲ میں حلال جانوروں کے بیان میں ہے

وہ چھپیں ہر طوق دار کما فی خزائن المفتیین بلکہ صریح طور سے کی تفسیر بھی ای

صفحہ میں ہے و چھپیں طوطی و علیہ الفتاویٰ، بلکہ ہمارے امام اعظم علیہ الرحمۃ کے ہاں

امام اربعہ سے حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل علیہما الرحمۃ بھی متفق ہیں

بلکہ ایک قول میں امام شافعی بھی متفق ہیں، میزان شجرانی ج ۲ ص ۶۲، رحمۃ الابرار

ص ۱۷۱ میں ہے والنظم من المیزان من ذلك قول الامۃ الثلاثة

فی المشہور عنہم انہ لا کراہۃ فیما نہی عن قتلہ کالخطاف

(ایں اں قال) والبیفاء کما فی الغیات والصریح ومنہ ہی الامر ب

منتحب اللغات والطاوس مع قول الامام الشافعی فی اسچ القلوب

انہ حرام ای والقول الامحرانہ حلال و کذا عند فی کتاب الفقہ

المذاهب الامر بعة البیفاء فی الطیور والحلال فی ج ۲ ص ۲۷۰

الامۃ الثلاثة، اور جب طوطا حلال ہے تو زیادہ نیچا رہے کا کیا جرم کہ

اسے امامت سے روکا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتحر و احکم و صلی اللہ



مَدَنی عَلٰی حَبِیْبہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم -
مَوْلَا الْفَقِیْرِ الْوَالِیِّ مُحَمَّدٍ نَوَازِ الْاَبِیِّ خَمْرِی

۲۲ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ

ذَلْكَ كَذَلِکْ وَاَنَا مُصَدِّقٌ لِّذَلْکِ

الْفَقِیْرُ زَہِیْرُ اَحْمَدِ غُفْرَہُ اللّٰہِ اَلَا ہَدٰی

ہٰذَا الْجَوَابُ عِیْنَ الصَّوَابِ وَالْمَجِیْبُ بِفَضْلِ اَمْرِہٖ
مُصِیْبٌ وَمُثَابٌ -

الْبَوَاضِیَا بِمُحَمَّدٍ قَرْنَہُمَا الْقَادِرِیْنَ اَلَا تُشْرِفِ
مَدْرَسَہُ الْعِلْمِ بِذَا

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین دریں مسئلہ آیا طوطا حلال ہے یا
حرام؟ مزید توضعوا۔



طوطا حلال ہے، قرآن کریم میں ہے حَلَقَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ حَمِیْجًا
اور یہی احادیث شریفہ اور قواعد و ضوابط شرعیہ سے ثابت ہے اور پھر اس کی

صاف صاف تصریح ہے میزان شرف ج ۲ ص ۶۲ اور رحمۃ الامم ج ۱ ص ۱۵۲ میں ہے و بیضا یعنی طوطا حلال ہے، فتاویٰ برصہ ج ۲ ص ۱۵۲ میں ہے ”و مجنب طوطا و علیہ الفتویٰ“
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علی سیدنا و محبوبنا الاعظم و علی اہلہ
 و اصحابہ و بائعہ و سلم۔
 علامہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ ۱۴ صفر المظفر ۱۳۹۵ھ ۲۹۔۵۔۳۰

الاستفتاء

بخدمت جناب قبلہ و کعبہ حضرت مولانا فقیر اعظم مدظلہ العالی
 بعد از آداب عرض ہے، مزاج شریف!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! یہاں موضع کھجور والا میں دو آدمیوں کے درمیان طوطا کے متعلق جھگڑا ہے، ایک شخص کہتا ہے کہ طوطا ذبح کر کے کھانا حرام ہے لیکن دوسرا شخص دعویٰ کرتا ہے کہ طوطا کھانا حلال ہے، اذرا و کرم نوازی اس مسئلہ سے مطلع فرمائیں، مہربانی ہوگی، تحریری جواب لکھ بھیجیں۔

محمد شریف بقلم خود



جناب سردار صاحب زید یطفع
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :- مزاج گرامی!

طوطا شرعاً حلال ہے، فتاویٰ برہنہ و جمعہ میں کافی غلطی ہے و تمام مذہبیوں سے بھی یہی ثابت ہے۔ پنجہ سے شکر کر کے دار پر مرد حلال نہیں مگر تھپکا رہیں کرتا اور حلال ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ علی نبی علیٰ حبیبہ الامور و بہ دبارک و مسلم۔

عزیز الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ البصیر لہ
۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۷ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر یہ مسئلہ کہ موصیٰ حلال ہے یا حرام؟

سائل: شیخ غلام محی الدین از منظمی البصیر لہ ۲۷



طوطا، تو عدو و ضلالت و شرعیت پاک کے رو سے بلاشبہ حلال ہے اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بکثرت دیگر ائمہ کرام کے نزدیک بھی حلال ہے۔ نیز ان شغرافی ج ۲ ص ۶۲، رحمۃ الامہ ج ۱ ص ۱۷۱ میں ہے و لنظر من المیزان



من ذلك قول الامامة الثلاثة في المشهور عنهم انه لا كراهة فيه
 نهى عن قتله كالخطاف (الى ان قال) والسبغار - فتاوى برينج ج ۲ ص ۴۵
 میں ہے ”وچھین طوطی وعلیہ الفتوی“ بکو فقہ کی مشہور پنجابی کتاب افواجِ مبارک
 کے ص ۳۸۵ میں بھی جائز لکھا ہے اور یہ بڑا مشہور مسئلہ ہے کہ طوطا حلال ہے
 اس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ یہ مختصر جواب ہے اور پوری تفصیل فتاویٰ نور پر
 میں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و اصحابہ
 و بارک و سلم۔

الفقیر الذلیل الخیر محمد نور انصاری النعمی غفرلہ

۳۰۶۰۶۲

۱۲ حیات وغیرہ من



عُرمَتِ زانغ

مسنی بہ اسم تاریخی

الجواب لا یحل کباب الفراب

۱ ۳ ھ ۸ ۱

تعارف

کو ایک موذی اور خبیث جانور ہے۔ جس کا کھانا حرام ہے امارت مبارکہ سے یکتابت ہے اور اسی پر امت کا عمل ہے۔ مگر بعض لوگوں نے نہ صرف اسے حلال کہا بلکہ اس کا گوشت کھانا بابت ثواب قرار دیا۔

قیام پاکستان کے بعد جب مفتی محمد شفیع صاحب اور احتشام الحق تھانوی صاحب نے کوئے کی ملت کے بارے میں فتویٰ صادر کیا تو کراچی سے آمدہ ایک استفتاء کے جواب میں حضرت فقیر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۸۱ھ میں ایک رسالہ تحریر فرمایا جس کے دو تاریخی نام العجوب لا یحل کتاب الغوامہ اور "باب غراب الممتع" تجویز فرمائے۔ یہ رسالہ جمعیت عالیہ اسلامیہ لاہور کی جانب سے ۱۳۸۱ھ میں "حرمت زاغ" کے نام سے شائع ہو کر ملک کے طول و عرض میں پھیل گیا اور نظر احسان دیکھا گیا۔

یہ مسئلہ دوبارہ اس وقت موضوع بحث بنا جب دیوبند کتب فکر سے تعلق رکھنے والے جمیع علماء اسلام ہزار دی گروپ کے چند علماء نے کو ا حلال ہونے کا فتویٰ دیا اور اس کا عملی ثبوت پیش کرتے ہوئے کوئے کی دعوت سے لطف اندوز بھی ہوئے (تفصیل کے لئے ۷/ اگست ۱۹۷۸ء کا لاہور نوائے وقت لاہور ملاحظہ ہو۔)



اس موقع پر مسکن کی شرفی نوعیت سے آگاہی کے لئے ہم نے انجمن حزب الرحمن شعبہ تبلیغ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بھرپور کے ماہانہ جریدے ”نور الحییب“ میں اشاعت کا ارادہ کیا تو حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز نے ہماری درخواست پر اس میں قابل قدر اضافہ فرمایا جو شامل ۱۳۴۶ھ / اکتوبر ۱۹۲۷ء کے ”نور الحییب“ میں تاریخ اشاعت کی مناسبت سے ”کوا کا خبث و فتن“ کے عنوان سے شائع ہوا۔ یہاں بھی اضافہ شدہ فتویٰ شامل کیا جا رہا ہے۔

(ترجمہ)



عُرْمَتِ زَاغ

الاستفتاء

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں ؟
۱ : ہمارے علاقہ میں چند لوگوں نے کو اکھا لیا ہے، ان کے متعلق کیا حکم ہے؟
۲ : کو اکھا ناجائز ہے یا ناجائز ہے؟

نوٹ : سائل نے استفتاء سے الگ ایک اور جھٹی میں لکھا کہ مولانا
اقسام الحق صاحب اور مولانا محمد شفیع صاحب نے بھی شہری کو تے کو حقیقی بنایا
ہے اور جائز بتایا ہے۔

نوٹ : سائل کی جھٹی سے واضح کہ یہ سوال اس کو تے سے متعلق ہے
جر ہمارے ملک میں بکثرت پایا جاتا ہے اور کائیں کائیں کرتا ہے۔

مرسلہ : جناب محمد معین الدین صاحب، اکراچی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعل حبيب رسولنا محلاً للمؤمنين
الطيبات ويحرم عليهم الخبائث المستخبثات فالخبائث للخبثين
والخبثون للخبثات والعصاة للطيبين والطيبون للطيبات
يأثم بقتل الفاسق ومنها العراب فاجتنبه الأمة والأصحاب
أى احتتاب وعاب الأكلة المسلمون أشد معاب صلى الله تعالى
عليه وعلى آله الأطهار وأصحابه خير أصحاب وبأمرك وسلم ملحق جراب
وتحرى صواب ما بعد فالجواب



- ۱۔ توبہ واستغفار کریں اور آئندہ کسی ایک آدمہ مفتی کے جہرے میں اگر کسی ایسی چیز کو جسے عام مسلمان ناجائز جانتے ہوں، جائز سمجھیں۔
- ۲۔ اس کو کھانا جائز نہیں کیونکہ یہ خبیث ہے حالانکہ ہمارے ہادی برحق حضرت پرنسپل سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ خصوصی خداداد شان ہے کہ خبیث چیزوں کو حرام کرنے والے ہیں، قرآن کریم میں ہے ویحرم علیہم الخبائث ۹۷۰ سورۃ الاعراف۔ یہ ایسی نفس جلیل ہے جس سے بالاجماع سب خبیث چیزوں کی حرمت ثابت ہوتی ہے، شامی ص ۲۰۶ ج ۵ میں ہے قال فی معراج الدراریۃ اجمع



مفسر علی ان المستحبات حرام ما یمن وهو فہد لغای و یحرم
 علیہم الحباثۃ اور اس کوئے کا خبیث ہونا حضرت پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کے خصوصی مرتبہ ارشاد پاک سے ثابت ہے جس کو ائمہ و محدثین نے اپنے
 پاس و اسنادوں سے بیان فرمایا ہے۔ اتنی حدیث کی سند کتابوں میں یہ حدیث
 ہے کہ تمام کا ذکر باعث تطویل ہے لہذا بھیج مسلم کی مرث ایک ہی حدیث پر لکھ
 ہے۔ صحیح مسلم شریف ص ۳۰۱ ج ۱ میں صدیقہ بنت السدیق رضی اللہ عنہا
 سے ہے کہ حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خمس من اسق
 بقتل فی النحل والحرم الحیۃ والغراب لا یقع الحدیث یعنی پانچ جانور
 فاسق (خبیث) گندے ہیں جو رحل اور حرم میں مارے جاتے ہیں، سانپ و غراب
 افعیٰ، تم، سن، بیقی ص ۳۱۰ ج ۱ میں ہے کہ حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے
 فرمایا انی لاعجب من باکل مغراب وقد اذن رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم فی قتله للمحرر و سماء و اسقا و اللہ ص ۳۱۰ ج ۱ میں ہے
 یعنی بلا شک میں ضرور تعجب کرتی ہوں ایسے شخص سے جو کو گھائے حالانکہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم حج کا احرام باندھنے والا جو شکار نہیں کر سکتا (کو اس کے
 مارنے کی اجازت دی ہے) اس کا نام فاسق (ناپاک) رکھ ہے، اللہ کی قسم وہ حیثیات
 پاکیزہ و محال چیزوں سے نہیں ہیں نیز بیقی کے ہی صفحہ اور ابن ماجہ ص ۲۴۱ میں حضرت

سیدہ ام سلمہ سے مراد ان جانوروں کا کھٹ اور زیادہ ضرر دینے والا ہر نامراد ہے چنانچہ حدیث کی تائید سے
 کتاب تہذیب ص ۲۰۴ میں ہے لغشون اور بھیج اسی ص ۲۰۴ ج ۱ میں ہے اور کھڑائی ص ۲۰۴ ج ۱ میں ہے
 ومن الغسق فیہ (المحدث) غشون و کثرة الضرر، قسیر القاری شرح ابوری ص ۱۵۵ ج ۲ میں ہے فاسق
 طرب اذان صحت کو کا کوشے کے پشت پر حروف دو اب را "یسی کوئے کا ذن ہر یوں ہے کہ چہ یوں کی و خمی
 یوں کو گندہ رہتا ہے ۳۰ مغرور



عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے من باکل الغراب وقد سماہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فاسقاۃ ماہو من، طہیبت یعنی کو اکون کھا سکتا ہے
حارث بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام فاسق رکھا ہے؛ اللہ کی قسم وہ طہیات
سے نہیں، اور یہ سنون بہیقی کے اسی صفحہ میں حضرت عمرو بن زبیر (جو جلیل القدر تابعی
مجتہد، حضرت ابو بکر صدیق کے نواسے اور امام المؤمنین کے بھائی تھے اور شاگرد بھی تھے)
عنہم ہے کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ کو طہیات سے ہے؛ تو فرمایا صغیر
میکون من الطہیبت وقد سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاسق
یعنی کو طہیات سے کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے
فاسق قرار دیا ہے، اور یہی سنن بہیقی ص ۳۱۶ ج ۹، ابن جریر ص ۲۴۱ میں حضرت
امام قاسم (جو حضرت ابو بکر صدیق کے پوتے اور حضرت صدیقہ کی پاک گرد میں تربیت
پانیا لے، جہان کے اور دوسرے صحابہ کرام کے شاگرد و رشید تابعی جلیل القدر ویریز
کے سات مشہور ائمہ میں سے ایک ممتاز فرد ہیں) رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمیعین سے
بالفاظ متعارفہ ہے کہ ایک شخص نے ان سے سوال کیا اکل الغراب تو نسیء
ومن یا کل الغراب بعد قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسق
ثلبی علی الزبیری ص ۲۹۵ ج ۵ میں ہے قال لقد ویری فی شرحہ والاصل
فی تحريم الغراب الا ببقع والغدات ماروی ہشام بن عروۃ عن ابیہ
انہ سأل عن اکل الغراب فقال من یا کل ذلک بعد ان سماہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فاسقا یعنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس من
النفوس یقتلن فی الحل والحرم، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام قدوری نے غراب
کی تحریم کا اصل یہ قرار دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فاسق فرمایا ہے لہذا
ہمارے فقہائے کرام نے بھی اس کو سے کہ فضیلت و مستحبیت قرار دیا ہے، مہبوط ص ۳۵
ج ۱۱، فتاویٰ عالمگیری ص ۲۷۵ ج ۲ میں ہے الغراب الا ببقع مستحب طبعاً

جزائہ ابانہ ص ۲۱۸۰ ج ۲ ص ۲۱۸۲ میں بھی رژی نفیس سے ہے جس میں یہاں
 و منها الحيوانات المجبولة علی ائیداء الناس و احتیاط
 منهم و انتہائنا الفرس للاغارة علیہ و فصول الہام بستہیں ۳
 ذلک كالغراب الخ یعنی حرام جانوروں سے وہ جانور بھی ہیں جن کی ضرورت ہی
 لوگوں کو تانا اور ان سے چیزیں اچک لیجنا اور ان کے ہر رونے کے موافق تانا
 اور اس بارہ میں شیطانوں کے شور سے اور دوسرے قبول کرنا ہے جسے کو
 ص ۱۸۲ میں فرمایا وہی بعضہا فاسقا فلا یحوز تناولہ و مکروہ ما باکی
 الجیف و النجاستہ و کل ما یتخبث العرب لقولہ تعالیٰ و یحرم
 علیہم الخبث یعنی بعض کا نام فاسق رکھا تو ان کا کھانا جائز نہیں اور مردہ ہیں
 وہ جانور جو مردار اور گندگی کھاتے ہیں اور وہ جانور جن کو عرب گندہ جتنے میں
 کیونکہ کلام الہی میں ہے و یحرم علیہم الخبث اور ضعیفی علی الکفر ص ۲۲۶
 والختارہ ص ۶۸۲، درالمتن ص ۵۱۳ ج ۲ میں ہے ملحق بالخبث
 اور اسی خبث طبعی کی بنا پر بلاستائے ستارہ ہوتا ہے مبسوط ص ۲۷۹ ج ۲
 ص ۲۶۲ ج ۱ وغیرہ میں ہے انہ یبتدئ بالاذنی کہ بے شک یہ کڑا سنہ
 میں پہل کرتا ہے۔ زطعی علی الکفر ص ۲۹۵ ج ۵ میں ہے فصار کسباع الطیر
 کہ یہ کوئی اپنی مردار خوری کے سبب درندہ پرندوں کی طرح بن گیا ہے، اور فتنائے
 کرام نے یہ بھی تصریح فرمادی ہے کہ یہ کوئی مردار کھایا کرتا ہے اور پاک چیز بھی کھایا کرتا
 ہے، مبسوط ص ۲۷۹ ج ۲، ہر یہ ص ۲۶۲ ج ۱ میں ہے یا کی المحبف و یخلط
 مظاہر حق ص ۲۹۴ ج ۲ میں ہے وہ کوئی سیاہ و سفید ہے کہ اکثر مردار، نجاست کھاتا
 ہے بلکہ یعنی شرح الباری ص ۸۲ ج ۵، زطعی علی الکفر ص ۲۶۶ ج ۲ میں ہے لا یبتدئ
 بالاذنی الا الغراب الا بقعہ کہ کوئی کے تمام اقسام میں سے بلاستائے
 غراب البقع کے علاوہ کوئی اور کڑا نہیں سکتا۔



ذوی شرح سلم ص ۳۸۱ ج ۱ میں ہے فی ظہرہ و بطنہ بیاض اور اشارہ
 ج ۲ ص ۳۷ میں ہے "در پشت شکم و کمر سفید باشد" یعنی اس کے پیٹ اور
 پشت پر سفیدی ہوتی ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے پیٹ اور پیچ پر سیاہی
 ہوتی ہے۔ عینی علی بخاری ص ۸۰ ج ۵ میں ہے السدی فی بطنہ و ظہرہ
 سواد۔

ان تصریحات سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ اس کے پیٹ اور پیچ میں
 سفیدی ہوتی اور سیاہی بھی ہوتی ہے، شرارتی ہے، ستانے کے بغیر ستا رہتا ہے
 خصوصاً زخمی پشت جانور میں کڑ اور مرغی وغیرہ کے چھوٹے بچے شکار کیا کرتا ہے حالانکہ
 یہ عقنق میں نہیں پائی جاتیں بلکہ عقنق کو عرفاً غراب (کوا) کہا ہی نہیں جاتا اور
 عقنق کی آواز عین اور قاف کے مشابہ ہے۔ مہا یہ ص ۲۶۲ ج ۱، خضیر ذوی الکلام
 ص ۲۵۱ ج ۱ میں ہے "انہ لایسعی غراباً، زلیعی ص ۶۶ ج ۲ میں ہے لایسعی
 غراباً عرفاً اور مخطاوی علی الدر ص ۵۳۲ ج ۱ اور شامی ص ۲۹۸ ج ۵ و شامی ص ۴۰
 ج ۲ میں ہے ویعقنق بصوت یشبہ العین و القاف، فایہ الاوطار
 ص ۱۷۷ ج ۲ میں ہے "اس کی آواز میں عین اور قاف معلوم ہوتا ہے۔ قانوس اور
 قن العروس ص ۱۸ ج ۱ میں یشبہ صوتہ العین و القاف اذا صات و بہ
 سسی لسان العرب ص ۲۶۰ ج ۱۰ میں ہے وصوتہ العنقۃ، منتی الارب
 میں ہے "آواز میں عین و قاف است، نیز شامی ص ۳۰۰ ج ۲، مخطاوی ص ۵۳۲ ج ۱
 میں ہے طائر اسین فیہ سواد و بیاض یعنی عقنق سفید پرندہ ہے جس میں سیاہی
 اور سفیدی ہوتی ہے۔ اس سے واضح ہوا ہے کہ اس پر سفیدی غالب ہوتی ہے
 اس لئے ابھن کا، نیز مہا یہ ص ۲۶۲ ج ۱، زلیعی ص ۶۶ ج ۲ میں ہے لایبندی
 بالادی، مبسوط ص ۹۲ ج ۲ میں غالباً کا اضافہ فرمایا جو موضح مراد ہے یعنی عقنق
 کو ستیانہ جائے تو کسی انسان یا جانور کو عموماً ستا نہیں تو روز روشن کی طرح واضح ہوا



یہ تو اگر جاسے ملک میں بکثرت پایا جاتا ہے، اور کوئیں کو نہیں کرتا، رہتا ہے، غفلت نہیں کہ یہ حقیقت بلا تائید ستا نہیں اور اس کی عادت ہی ستا ہے، اور حقیقت شرارتی نہیں اور یہ سخت شرارتی ہے حقیقت پر سفیدی غالب ہوتی ہے، اور اس پر یہ بھی غالب، اس کی آواز کا میں کامیں ہے، اور اس کی آواز عین و وفات کے مشابہ ہے، اس کو کوٹا کہا جاتا ہے اور حقیقت کو کوٹا نہیں کہاں تا تو اس شخص کو حرج نایاں ہو کہ حقیقت نہیں بلکہ غراب البقع ہے جو بیکہ حدیث و روایت فاسق ہے اور فتنے کرام نے بھی اس کے فتنے اور شب کو نہایت وضاحت سے بیان فرمایا ہے لہذا اس کا کھانا جائز نہیں۔

سب سے پہلے اس کے کھانے کے جوڑ اور ثوب ہونے کا فتویٰ موری رشید احمد صاحب گنگوہی نے دیا جس پر امام اب سنت و جماعت عیضت بی بی نے بکثرت سوالات گنگوہی صاحب کے نام بصیفہ جبریمی ارسال کئے اور گنگوہی صاحب وصولی سے انکاری ہوئے تو اہل سنت والجماعت نے وہ سوالات چسپا کر شائع کئے جو نسخہ سے آج تک لا جواب ہیں جن کا نام "ذریعہ زرع" اور "مخفی ام" نامی ذراغیاں ہے۔

بہر حال جائز بنانے کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ وہ اس کو حقیقت بنا کر کھانے کے حال کے حقیقت نہیں بلکہ شاید یہاں بھی نسبتاً کچھ بکھڑا کتب فقہ میں ہے اس کے کہ من الطیر مال الا یہاں رحیف کہ پرندوں میں سے وہی مکروہ ہیں جو نہ رب مردار ہی کھاتے ہیں، اور چونکہ یہ تو صرف مردار ہی نہیں کھاتا بلکہ دانہ و جلال گوشت بھی کھایا کرتا ہے تو شاید اس غارت مذکورہ کی بنا پر اس کو کھانے کو حلال و طیب سمجھنے کے حال کے یہ قاعدہ سب پرندوں کے لئے نہیں بلکہ صرف ان پرندوں کے لئے ہے جو طبعاً بالجنائت نہیں اور اگر عام ہی مانا جائے تو لازم کہ یہ صاحبان شکر، باز، ستا، بین، چل، گدھ وغیرہ کو بھی حلال بنا دیں، یہ بھی ایسے پرندے ہیں کہ حلال گوشت بھی کھاتے



جس خصوصاً ایسی صورت میں کہ ان کو پنجرہ میں بند کر کے حلال گوشت بھی کھلایا جائے
 حالانکہ یہ پرندے کبھی حلال نہیں ہو سکتے تو صاف صاف ثابت ہوا کہ یہ حکم عام نہیں
 بلکہ اس عبارت میں "الطیر" کا لفظ لام عہد خارج ہے اور مراد وہ پرندے ہیں جو
 حرمت شرعاً ثابت نہیں، چنانچہ فقہائے کرام نے اس قاعدہ کی کالبد جاس یہ ہے
 مرغیاں، فرا کر وضاحت کر دی کہ جیسے مرغی کبھی کبھی نجاست کھانے کے باوجود جو حلال
 ہی رہتی ہے یونہی یہ پرندے بھی اور جو مرغی صرف نجاست ہی نجاست کھانے کے باوجود
 کھائے کہ گوشت میں بدلہ پیدا ہو جائے تو ایسی مرغی جسے فقہائے کرام "جذالہ" فرماتے
 ہیں مکر وہ ہو جاتی ہے تو یونہی یہ پرندے بھی جب صرف مردار ہی مردار کھائیں ان میں
 بدلہ پیدا ہو جاتی ہے اور مکر وہ ہو جاتے ہیں اور جس طرح مرغی جذالہ کو بند کر کے پاک
 خوراک دی جائے اور بدلہ زائل ہو جائے تو کراہت زائل ہو جاتی ہے یونہی دوسرے حلال
 پرندوں کی کراہت بھی زائل ہو جاتی ہے اور جب حرام پرندوں میں یوں ہرگز نہ ہرگز نہیں
 ہو سکتا کہ پاک خوراک سے اگرچہ کچھ بکھر کھائیں، حلال ہو جائیں تو ثابت ہوا کہ یہ قاعدہ
 عام نہیں، سب پرندوں اور سب کو دل کو شامل نہیں، ان صاحبان سے پہلے قسمتی
 بیچارے کو کبھی ہی اشتباہ لگا کہ جامع الرموز میں لکھ بیٹھے لو اکل کل من الثلاث
 الجیف والحب جسیعاً حل ولحدیک کر، یعنی اگر غراب، البقع وغیرہ سب کو
 مردار اور دانا کھا کھائیں تو بلا کراہت حلال ہو جاتے ہیں۔

یہ صاحبان بھی اگر اسی اشتباہ میں ہیں تو قسمتی کی طرح کھل کر یہ فتویٰ کیوں نہیں دیتے
 کہ غراب، البقع، چیل گدھ وغیرہ سب پرندے اصل میں حلال ہیں، کھانا چاہیں تو دانا اور پاک
 گوشت کھلا کر ذبح کر کے کھا سکتے ہیں، والاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ تعظیم اور ایک یہ اشتباہ

لہ: بیچارے غت غیر معتد ہیں ان کے کسی ایسے قول کا کوئی اعتبار نہیں کما حدیث الشامی فی
 مرد المحتاس والرسائل الثلاثین وغیرہ وغیرہ فی غیرہا ۱۲ منہ غفرلہ



جی ہر کتاب الذبائح میں بعض مباحات کے لئے کھڑا کر غراب تین قسم ہے، ایک قسم کھانے
 جو صرف مردار کھاتا ہے اور وہ نہ کھایا جائے، دوسرا قسم وہ کھانے جو صرف داند کھاتا ہے اور وہ بھی
 نہ کھایا جائے اور ایک قسم وہ ہے جو مردار اور داند دونوں کھاتا ہے اور وہ بھی
 حضرت امام عظیم علیہ الرحمہ کے نزدیک کھایا جاتا ہے اور وہ قسم عقن ہے۔ اس سے
 کہ وہ مرغی کی طرح ہے۔ زمینی ص ۲۹۵ ج ۲ میں ہے والعیاذ باللہ
 نوع یا کل الجیف فانه لا یؤکل ونوع یا کل احد
 فقط فانه یؤکل ونوع یخلط سینہما وھو ایضا یؤکل احد
 ابی حنیفہ وھو العقق لانہ کالذاجاج۔ ترو و حضرت اس حصہ
 وھو العقق سے شاید یہ سمجھ بیٹھے کہ ہر وہ کو جو مردار اور داند کھاتا ہے،
 عقق ہے اور حلال ہے، بناءً علیہ اس کو سے کہ بعض عقق سمجھ بیٹھے حالانکہ وہ
 عقق ہرگز ہرگز نہیں بلکہ غراب البقع ہے۔ ان حضرات نے وھو عقق
 تو دیکھ لیا مگر یہ نہ دیکھا کہ والغراب ثلاثۃ انواع میں حصہ نہیں اور نہ ہی غنط
 بینہما میں حصہ ہے بلکہ یہاں تو مردار اور داند دونوں کھانے والے کو سے
 کا صرف ایک نوع بیان کیا گیا ہے جس کا نام عقق ہے اور خوردنی ہے مگر
 دوسرے نوع کا یہاں ذکر نہیں جو غراب البقع ہے اور خوردنی نہیں جس کا ذکر
 کتاب الذبائح کے کتاب الحج میں گزر چکا چنانچہ زمینی ص ۲۹۶ ج ۲ میں ہے و
 المراد بالالبقع سدی سا کل الجیف او یخلط اور مبسوط ص ۴۲ ج ۲
 و ہر ای ص ۲۶۲ ج ۱، الجوبہۃ النیر ص ۲۱۵ ج ۱ میں ہے و لنظم من الھدایۃ
 المراد بالعراب الذی یا کل الجیف ویخلط لانہ یتدی
 مالا ذی اما العقق فعر مسننی لانہ لا یسمی غرابا ولا یتدی
 بالاذی۔

ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ عقق کے علاوہ بھی ایک ایسا کو ہے جو



مرد اور انہیں کھایا کرتا ہے اور نصیحت ہے، خود بھی نصیحت غراب۔ البتہ کے ذکر
 کے بعد اسے ذکر و صبح کرے جس میں کہ غراب البتہ عقیق کے علاوہ ہے البتہ
 عقیق نہیں ہوں ان بعض شرح کی اس تقسیم مذکور میں ایسے کتے کے متعلق
 بظاہر یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ وہ عقیق ہی ہے تو معلوم ہوا کہ یہ تاویل جو بیان کی گئی
 ہے، ضروری ہے تاکہ کلام متون کے مخالفت نہ ہو بلکہ خود بعض شرح ہی کا
 یہ کلام اپنے اس کلام (جو کتاب الحج میں ہے) کے مخالفت نہ ہو، متون میں تو اس
 خلاف کا قطعاً ذکر ہی نہیں بلکہ کتوں کے الگ الگ نام و احکام مذکور ہیں چنانچہ
 ان جانوروں میں جو خوردنی نہیں، غراب البتہ کا ذکر لفظ غراب البتہ کے ساتھ ہے
 جو اپنے اطلاق سے اپنے تمام افراد کو شامل ہے عام ازیں کہ وہ صرف مرد اور
 ہی ہوں یا مردار کے ساتھ دانہ بھی ملائے ہوں البتہ بعض متون میں غراب البتہ کے
 بیان میں ہے الذی یا کل الجیف مگر اس سے صرف مردار خود ہی مراد لیا
 درست نہیں کہ اس میں کوئی کلمہ حصہ نہیں جو مضید صراحت ہو لہذا غراب البتہ کے وہ
 افراد جو مردار اور دانہ دونوں کھاتے ہوں، ان پر بھی یا کل الجیف صادق
 ہے تو وہ بھی خوردنی نہیں ہوں گے چنانچہ الجہود النیرہ ص ۲۷۹ میں قدوری
 کے قول ولا یوکل الا بقع الذی یا کل الجیف کی شرح میں فرمایا وکذا
 کل غراب یخلط الجیف والحب لا یوکل، اور قبل ازیں روزی و روشن
 کی طرح ثابت ہو چکا کہ وہ بھی مکرم حدیث صحیح اور آیت پاک خوردنی نہیں، ان کے
 خبث کے اعتبار کے لئے مردار خوردی کا ذکر کیا گیا ہے اور چونکہ وہ خوردنی نہیں لہذا
 دانہ کی ملاوٹ کا کوئی اعتبار نہیں کہ حرام جانور دانہ کھانے سے حلال نہیں ہو سکتا،
 خنزیر وغیرہ کافی حرام جانور ہیں جو دانہ وغیرہ پاک چیزیں بھی کھاتے ہیں اس پاک
 کھانے سے وہ حلال نہیں ہو سکتے بناءً علیہ اس ملاوٹ دانہ کے ذکر میں کوئی فائدہ تھا
 لہذا یا کل الجیف پر ہی اکتفا کیا گیا بخلاف عقیق کے کہ وہ خوردنی ہے تو اس کا



کونی فو بھی جو صرف مردار ہی کھاتا ہو کہ گوشت میں بد بو پیدا ہو جائے تو جسد -
 خفاہت خور کی طرح خور و فی نہیں رہے گا لہذا اس کے بیان میں در طے و
 ذکر بھی ہو کہ اس ملاوٹ کی صورت میں گوشت بد بو دہ نہیں ہوگا جس طرح کہ اکثر
 مریض پید خور اک کے ساتھ وائے بھی کھاتی ہیں اور ان کا گوشت بد بو دہ نہیں ہوتا
 لہذا یہی وغیرہ میں لاندہ کا لہذا جاجہ کہ وہ مرغیوں کی طرح ہے، فرما کر وقت است
 فزادی۔ بہر حال متون سے روز بروز روشن کی طرح یہ ثابت ہے کہ مغرب بقع وائے
 کی ملاوٹ کی صورت میں بھی خور و فی نہیں تو اس تفسیر بعض شرح کی یہ دلیل مذکور اگر
 تسلیم نہ کی جائے تو وہ خود اپنے ہی بیان کتاب الحج کے ساتھ تعارض کی وجہ سے
 ساقط الاعتبار رہنے گی اور حکیم متون اپنی جگہ قائم رہے گا، دوسرے بالفرض اگر کوہم
 شرح متعارض نہ بھی ہو تا تب بھی متون کے مقابل اعتبار نہیں کہ متون چوبھ
 بیان مذہب کے لئے موضوع ہیں لہذا اشروح سے مقدم ہیں۔ شامی ص ۶۶ ج ۱

میں ہے ان مافی المتون مقدم علی مافی اشروح خصوصاً یہاں تو س حکم
 متون کی تائید حدیث صحیح مشہور و مسند و مرفوع سے ہو رہی ہے جس کا ذکر مسلم شریف
 سے سن چکے اور ہمارے امام اعظم کے ساتھ اس کی تحریم میں امام شافعی اور امام احمد بن
 حنبل وغیرہ بھی متفق ہیں چنانچہ میزان شغرافی ص ۶۱ ج ۲، رحمتہ الامم ص ۱۷۱ ج ۱ میں ہے
 والنظر منها اتفق الاثنتا الثلاثة ابو حنیفۃ والشافعی واحمد علی
 تحريم کل ذی مخلب (الی ان قال) والغراب لا یقع۔

الاصل یہ کہ یہ کو اخصیث ہے اور حکیم آیت و حدیث اس کا کھانا حجاز نہیں جہل
 صحابہ اور تابعین تعجب کرتے ہیں کہ ایسے گندے پرندے کو کون کھا سکتا ہے مائے و
 دش گج کرام کے نزدیک بھی خور و فی نہیں تو قاتل کا کام نہیں کہ کسی شقیہ کے ایسے
 متکلم کلام سے جو محتمل اور ماذول ہو، دھوکا کھائے یا کسی نابل کے کلام کو دلیل بنائے
 اور ایسے گندے اور موزی جانور کو منہ لگاتے ہوئے نہ شرمائے۔

تغیب کہ دیوبندی حضرات کے نزدیک اس گندے پرندے کا کھانا صرف
مازہی نہیں بلکہ باعثِ ثواب ہے چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۱۳۰ میں ہے :-

(سوال)

مسئلہ جس شخص نے مرغِ معرودہ کو حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو بُرا کہتے ہوں
تو ایسی جگہ اس کو کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب؛
الجواب

ثواب ہوگا۔ فقط

رشید احمد

افسوس کہ اس کے کھانے کا عدمِ جواز تو قرآنِ کریم، حدیث اور صحابہ کرام و ائمہ کرام
حدیث کے بکثرت اقوال اور فتوؤں سے ثابت ہے مگر جواز کی دلیل فقط رشید احمد
ہے۔ تو انھیں بند کر کے کوسے کے کباب اور شورو بے سے لطف اندوز ہو رہے ہیں
حالانکہ انصاف کا تقاضا یقیناً یہ ہے کہ انسان اس کے نزدیک ہی نہ جائے چنانچہ
دیوبندیوں میں سے جو محتاط ہیں وہ عدمِ جواز کے قائل ہیں، چنانچہ ان کے مشہور استاد
کبیر مولوی ابوسعید غلام مصطفیٰ مدھی قاسمی اپنے حاشیہ قدوری مطبوعہ اصح المطبعین کراچی
کے ص ۲۲۰ میں لکھتے ہیں :

اعلم ان الغراب الہدی یقال لہ کوا فی الہندیۃ و "کال"
فی السندیۃ فص علی حرمتہ سراسر المحققین المذہب
محمد ہاشم السندی السندی السندی فی رسالہ فاکرۃ البستان۔

و ان کے نہایت ہی ہندو پائسلہ محقق مولوی محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی، فیض ابراہیم شرح
صحیح بخاری کے ۷ ص ۱۳ میں فاسق جانوروں کے بیان میں کہتے ہیں :-

وہر عندی قید اتفاقا فان الغراب من الموزیات
شرعاً کیف کان۔



بہر حال ماہِ فہیم ماہ اور سہریر روزے بھی زیادہ واضح ہو کہ اس کو سہ ماہ کا
جائز نہیں اور حقیقت تو خبر غلط پر واضح ہے کہ ناجائز کام کرنے پر ثواب نہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب وصلی اللہ علی
سیدنا محمد وآلہ واصحابہ کلمافہ رسول رحمہ خیر۔
عزہ الفقیر الی الخیر محمد نور الدین غفرلہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین شرح مبین وریں مسئلہ کہ شہری زید نے بکر کو کہا
کہ بی بی فاطمہ الزہراؑ تو تن جنت نے بوجہ ایامِ مہواری اپنی چادر جو کہ خونِ نودوحیٰ کی چھٹی ٹٹو
دیکھ کے بعد جب اٹھائی تو خرگوش بھاگ نکلا، خرگوش بی بی صاحبہ کے حیض کے خون
سے پیدا ہوا، ازیں وجہ ہم اہل شیعہ سے حرام سمجھتے ہیں بکر نے کہا کہ میں اپنے
علمائے کرام اہل سنت سے دریافت کروں گا، پوچھ کر معلوم نہیں کر سکتا، پھر بکر جو کہ اہل سنت
الجماعت کا آدمی ہے، اٹھ بکھڑو دوسرے آدمی کو کہا، پھر دوسرے نے زید سے تین بار
دریافت کیا کہ کیا تو نے ایسے الفاظ کہے ہیں؟ زید نے کہا ہاں کہے ہیں، پھر بکر
کہ اس اشارہ میں تین گواہ بھی موجود تھے اور خود زید بھی اپنی زبان سے اقرار کرتا ہے
کیا ایسے آدمی کے لئے سچے متول بی بی پر یہ دلائل لگائے کوئی تعزیر ہے یا نہ؟ اگر ہے
تو کیا؟ بینوا اتو حروا۔

۲۔ اگر کم مکان نیار ہو یا مٹھا، راج اور مزدور کام کر رہے تھے، اس نے اگر کہا
کہ اگر کم بھی کسی کی روٹی کا خرچ برداشت نہیں کرتا تھا، آج موقعہ دیا ہے، اگر کم نے
نہیں کر جواب دیا کہ اگر کم ہے، رمضان شریف ہے، اب بھی ایک وقت کا کھانا



ہوں، سارے بچہ کرک تیری روٹی کے بد فہمی کروں اور ۔۔۔ ۔۔۔ اگر ہنس جاؤں
 سم کے منہ پر ہتھ دیا اور کہہ اے جاہل! یہ کیا کہا! چند گواہ بھی موجود ہیں۔ مگر ان
 شریعت کے حکم سے سرفراز فرمائیں۔

کتب اکروٹ : لاشی محمد المجید مدرس پرائمری سکول سمیع نواز سندھو اکروٹ
 ڈاک خانہ چوبارہ تفصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ،

برادر خورہ حاجی رشید احمد صاحب اور میر محمد انوار



خرگوش شرعاً حلال ہے، رب العالمین جل وعلا نے فرمایا خلق لکم مما فی
 الارض جمیعاً یعنی بتارے نفع کے لئے پیدا کیا ان سب چیزوں کو جو زمین میں ہیں
 درچونکہ خرگوش بھی ارضی جانور ہے تو جائز ہو اس کیونکہ اس آیت سے تمام ان چیزوں کا
 حلال ہونا ثابت ہے جن کی ممانعت قرآن کریم یا حدیث شریف میں نہیں آئی پھر حدیث
 شریف میں ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خرگوش کا گوشت قبول فرمایا صحیح بخاری
 ج ۲ ص ۹۳۱ تو روشن کی طرح واضح ہوا کہ حلال ہے۔

رہا کسی زہر شمیعی کا وہ چادر والا افتراء کہ خرگوش خون سے پیدا ہوا ہے، یہ یحس
 بے اصل اور بہرود بات ہے، انھوں نے عقلمند کو یہ معلوم نہیں کہ بھیر بکری دنبہ وغیرہ جانور

سہ یا اس حیث نے وہی گالی ادا کس دی کہ محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانِ ارفع و اعلیٰ میں کیسا گستاخ
 اور شر غمزدہ کھنسنے لگا، اس نے جگہ عبور دی ہے ۱۱ منہ غفور



مادہ سورت سے پیدا ہوتے ہیں اور مادہ متوہنوں سے پیدا ہوا ہے سو یہ جہاں سے ناسم جانور ہی حرام ہونے چاہئیں۔

ہمارا اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ قتلاہل بیت پاک ہیں اور جس چیز پر ان کے نسبت ہو جائے وہ ہمارے لئے تبرک ہے۔ ہم خون کی نسبت کرنا اور یہ انداز سے بیان کرنا ادب کے خلاف ہے بلکہ بعض حضرات کے نزدیک تو حضرت علیہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم اس خون سے ہر احمق، افسوس کہ یہ لوگ محبت کے منہ بانگ، عودوں کے باوجود محبت اور ادب کے خلاف حرکتیں کرتے ہیں، ایسے مغربی کذاب پینٹیا تھنڈر عامہ ہوتی ہے جو واقعات کے مطابق حاکم شرع کی تجویز اور صواب دید پر موقوف ہے بغیر علم کا بگاڑنا اور بجا بدترین شرارت اور کفر و ارتداد ہے جس میں کسی مسلمان کو قطعاً کوئی شک و شبہ نہیں، جو ایسے بدگو کے کفر یا عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے شفا

شریف ج ۲ ص ۱۸۶ میں ہے واجتمعت الامة على فعل منقصة من المسلمين وسأله قال الله تعالى ان الذين يؤذون الله ورسوله لنعمه الله في الدنيا والاخرة واعد لهم عذابا مهيبا وما من الله تعالى والذين يؤذون رسول الله لهم عذاب اليم، پھر اسی کے ص ۱۹۰ اور درغریہ ج ۳ ص ۳۰۰، فتاویٰ خیر یہ ج ۱ ص ۱۰۳، درالمنہاج اور شامی ج ۳ ص ۴۴ میں ہے اجتمع المسلمون على ان شاتمہ کافر وحکمہ القتل و من شک فی عذابہ وکفرہ کفر۔

ان سب عبارات کا حاصل یہ ہے کہ شمشاد کو کون و مکان جیب پر چل کر محض مصلحت علی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں نازیبا الفاظ اور گالی بجنے والا انسان تمام مسلمانوں کے نزدیک کافر ہے اور کافر بھی ایسا سخت کہ جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے اور اس کی سزا یہ ہے کہ حاکم اسلام اسے قتل کر دے، یہ سزا اسلامی حکومت کا فرض ہے، عوام انسان کا کام نہیں، البتہ اپنا پورا اثر و رسوخ

درستی رحمت سے جس کو مجھ سے کہے یا اب سہ دور صلوات کیا ہو کہ مسلمان
 جس سہ دور میں وہ عاصی ہے یہ بھی حق ہے کہ حکومت کو متوجہ کیا جائے
 بدخواہان ملک و ملت کے لئے زمینی سہولتیں لکائے اور پاکستان کے پاک و جبر
 سے گدے اور اپنی عاصی سے پاک فرماتے۔

و اللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيب و المرسلين
 اصحبہ و آلہ و سلم
 قزو نقدر بولغیر محمد و آلہ و سلم غفرلہ

۱۲ شوال المکرم ۱۴۳۲ھ
 ۲۰۱۲

الاستفتاء

السلام علیکم کے بعد عرض یہ ہے کہ ایک آدمی نے سادہ کلام
 تھا، وہ آدمی ام مسجد ہے، ایک آدمی کتبے یہ سادہ و متاعرام ہے، وہ آدمی حلال
 کتبے اور یہ حلال ہے یا کہ حرام ہے، اس کو ورتے باک نہ ہ
 موضع ابدال کے



ساز حرام ہے، شامی میں ہے کالفاہمة والوزغة ج ۵ ص ۲۱۵ تو
 ورتے (استعمال کرنے) سے پرہیز کریں الا بشروط معلومة۔

والله اعلم بالصواب
واعصا به و بارت وصلى الله على محمد وآل محمد

(مؤلف المقيار ابو يحيى محمد بن محمد بن عبد الوهاب)

۴۔ مہج الدولہ علیہ

الاستفتاء

کی فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع تین اندر ہمیں سہ کرید چاہیے
 پہلے، حکیم صاحب نے ایسی دوائی تجویز کی جس میں گٹے کا گوشت پڑتا ہے، زہر
 مٹنے کے کام مسجد کے یاس و دوائی کے لئے ذبح کرانے گیا، امام سبزوئی نے بچہ چڑھ کر
 ذبح کر دیا۔ لوگ امام پر اعتراض کرتے ہیں کہ گٹہ حرام ہے اس پر کیوں تکبر و معی، امام
 صاحب کہتے ہیں گٹہ آبی جاو رہے اور آبی حاضر و پاک ہوتا ہے اور بوقت ضرورت
 دوائی میں استعمال ہو سکتا ہے اور ضرورت مند بیمار کے سوا دوسروں کے لئے حلال
 ہیں اور حرام ہے اس کا شرع حکم جان کریں، جیسا اترجوا۔

سائل: رسد علی میر احمد دارم وضع کلمه شاه
نشان بگو تو سائل: دشوال لکرت مشعر



شرعاً دائمی وہ جانور جو خالص آبی ہیں، پاک ہیں، پانی میں سرجائیں تو بھائی ملیں

نہیں ہونا مگر بھیجی کے سوا سب حرام ہیں، ان کا کھانا جائز نہیں، یہ سمجھنا کہ ہر ایک چیز حلال
 ہے، غلط ہے۔ سم اندر پاک ہے مگر کھانا حلال نہیں، ہالہ تیار کے لئے شرعاً مباح
 میں جائز ہے جب مسلمان، شرع کا پابند، بڑا عاقل اور ماہر حکیم یا داکٹر کے پاس کہے کہ
 سو اس مرض کا کوئی علاج نہیں، اگر نہ بد اس شرط مذکور کے ساتھ استعمال کرے تو اگر نہ
 مگر کسی نیم حکیم یا نیم داکٹر یا بے علم حکیم کے بتانے سے حلال نہیں، یہ خیال رہے کہ
 لوگ بے پرواہی سے کسی غیر شرع بلکہ عیسائی وغیرہ کافر داکٹروں کے کہنے یا نیم حکیم
 دیکھے بازوں کے پیچھے پڑ کر حرام چیزیں کھانا شروع کر دیتے ہیں، یہ ہرگز ہرگز جائز نہیں
 • بہر حال شرط مذکور کے ساتھ ذہر بھی استعمال کر سکتا ہے اور بھرتیگر کے ساتھ ذبح بھی
 کر سکتے ہیں کہ جان جان پیدا کرنے والے کے نام پر بآسانی نکلے، یہ جائز بھی ہے، کسی
 مخلوق اور اس کی تسبیح پڑھنے والے میں، شرعاً حرج نہیں، جو منع بنائے، دلیل لئے
 اور سند دکھائے، اگر ذبح نہ کریں، جھکے کے طور پر ڈنڈا وغیرہ مار کر اور تکلیفیں دے کر
 ہلاک کریں تو یہ مسلمان پندہ میں گئے، ہرگز نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ والہ
 واصحابہ وبارک وسلم۔

حرمہ الفقیر ابو الخیر محمد نور الدین النعمانی القادری مغفرہ

۵ سوال المکرم ۳۷۷



تربانی

فضلِ ربانی

اکثر

پس آپ نماز پڑھیں اپنے رب کے لیے اور قربانی دیں



يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذِهِ الْأَضَاحِي؟
قَالَ سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ

_____ الحديث

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ قربانیاں کیا ہیں؟۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہ تمہارے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی سنت ہیں۔



مخصوص جانور کو مخصوص ایام میں متعلقہ شرائط کے ساتھ بہ نیت قرب ذبح کرنے کو شریعت میں اضحیٰ یا قربانی کہتے ہیں۔۔۔۔۔

قربانی سنت ابراہیمی ہے جسے اسلام میں باقی رکھا گیا ہے۔۔۔۔۔ قربانی میں اصل چھ چیزیں ہیں اور تقویٰ پر ہیز گاری ہے۔۔۔۔۔ قرآن مجید میں صاف صاف فرما دیا گیا

لَنْ يَنْفَالَ اللَّهُ لُحُومُهَا وَلَٰكِنْ بِمَا فِيهَا وَلَكِنْ يَمَالُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ

(سجہ - ۳)

”اللہ تعالیٰ کو تمہارے گوشت، پوست اور خون کی ضرورت نہیں بلکہ اس کی بارگاہ میں تو تمہارے تقویٰ پر ہیز گاری کی قدر ہے“

قربانی ہر ایسے آزاد، متمتع اور صاحب نصاب مسلمان پر واجب ہے جو رہائش، لباس اور ضروریات زندگی سے زائد ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی کے برآمدہ مالیت رکھتا ہو اور اس پر سال گزرنا ضروری ضمیمہ بلکہ قربانی کے ایام میں صاحب نصاب ہو جانے سے قربانی واجب قرار پائے گی۔۔۔۔۔

صاحب نصاب نہ ہونے کے باوجود اگر کوئی شخص قربانی کے لئے جانور خریدے تو اس پر قربانی لازم ہو جائے گی۔۔۔۔۔ اسی طرح نذر مان لینے سے بھی قربانی واجب ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ اگرچہ خدا سے والا فقیر ہی کیوں نہ ہو۔۔۔۔۔

قربانی کے جانوروں میں سے لونٹ پانچ سال۔۔۔۔۔ گائے، بھینس دو سال۔۔۔۔۔



اور۔۔۔۔۔ ہر ایک سال سے تم مرتے ہو۔۔۔۔۔ وہ بحر طویل فرما رہا ہے وہ بحر
 ہے۔۔۔۔۔ جن جانوروں کی ہر جنس کے زوردار کی قربانی کی جاسکتی ہے۔۔۔۔۔ الغرض یہ ہے کہ قربانی
 جانور خصوصاً قربانے والے میں ہو۔۔۔۔۔ معمولی میں ہو تو قربانی ہو جائے گی۔۔۔۔۔ جس سے
 میں نقصان نہ آئے یہ نکتہ میں فرمایا ہے کہ میرا میں جو منفعت کو بالکل زائل کر دے اسے اقبال
 بکر غنم کروے قربانی سے منع ہے۔۔۔۔۔

صاف نصیب کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر سال قربانی کرے۔۔۔۔۔ اور اسے سمجھ
 حضور ﷺ کا یہی طریقہ مبارک تھا۔۔۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
 قام رسول اللہ ﷺ بالمدينة عشر سنين يصحى۔۔۔۔۔

(ترمذی)

رسول اللہ ﷺ یہ منورہ میں دس سال قربانی کرتے رہے۔

قربانی (خیر) کے لئے تین ایام مخصوص ہیں

دس مہینہ، نور بدھ، ذوالحجۃ المبارک۔۔۔۔۔ قربانی کے دنوں میں قربانی کرنا ہی

دوسری چیز اس کا تہوں میں ہو سکتی۔۔۔۔۔

ادھر شریعہ سر امر حکمت پر مبنی ہیں۔۔۔۔۔ قربانی کا نفسیاتی اثر یہ ہے کہ اس سے

کے دل میں حرمت پائی پیدا ہوتی ہے اور لو خدا اس اہمی عزم سے عزم متعام کا سینہ کا صبر

ہوتا ہے۔۔۔۔۔

کتاب الخیر کے آخر میں باب المعیود کے عنوان سے حقیقہ کے مسائل بھی شامل

کئے ہیں اس طرح مجموعی طور پر کتاب الخیر میں جو اس مسئلہات شامل ہیں۔۔۔۔۔

(مرف)

-----☆☆☆-----



کتاب الاضحیۃ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین نامہ میں کہ سال سے کمر
میڈیا میڈیا قربانی کے قابل ہے یا نہیں؟ بسبب اس وجہ سے۔
اسائل: مختار احمد از قسطنطنیہ



متن و شرح و فتاویٰ فقہ حنفیہ میں مصرح کہ سال سے کم عمر ضان کا جذہ جو
حکم پر سنہ کی وجہ سے سال بھر والوں میں مل جائے، جائز ہے اور ضان کا بطلان

منسب میر اور دہرہ دونوں پر آتا ہے مگر در المختار ج ۵ ص ۲۸۱ اور شرح الوتار ج ۳
مع چھی مجتبیٰ میں ہے والنظر للصدر والضان مالہا لیسۃ یعنی ضان
سے مراد وہ ضان ہے جس کی چھلکی ہوتی ہے، تو ثابت ہوا کہ وہ کلمہ خاص دہرہ
میں ہے۔ بجیر اور مینڈھے میں نہیں، مفتاح الحائق علی البحر الرائق ج ۱ ص ۲۳۵، شاہ
ج ۱ ص ۲۹۷ میں ہے اذا صرح بعض الاسماء بقید لیسر عن
غیرہ منہم تصریح بخلاف یجب ان یعتبر، شامی ج ۲ ص ۱۰۶
ان الاخذ بالاحتیاط فی باب العبادات واجب اور یہ پُر ظاہر احتیاط
اس میں ہے کہ بجیر اور مینڈھا سال سے کم عمر قربانی نہ کیا جائے کہ خروج عن الحد متیقن ہو
فانہ تعالیٰ اعلم وعلیہ السلام والحمد للہ تعالیٰ علی
حبیبہ والہ واصحابہ وسلم۔

عنہ الفقیر الوبخیر محمد نور الدین النعمانی غفرلہ

الاستفتاء

سائل نے زبانی سوال کیا کہ چیتراکشٹماہ قربانی بن سکتا ہے اور ایک مولوی صاحب
کا فتویٰ جواز بھی پیش کیا۔ (اور وہ یہ ہے)

سوال

دہرہ اور مینڈھا یعنی چیتراخواہ مذکر تو یا مونث، یہ ہر دو اصناف چھ ماہ کے قربانی
جائز ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب

دہرہ اور مینڈھا ہر دو چھ ماہ کے قربانی کرنے جائز ہیں، اس میں حنفی مذہب کے



وہ کسی قسم کا اختلاف نہیں جو حصہ حصہ میں ہوتا ہے
 متعلقہ لکھنا مشورہ دیتا ہے قربانی کرنی بیٹوں سے ہدیہ کی
 اور جنت کی تفسیر خود صاحب شرح وقایہ لکھتے ہیں۔ جہاں کہہ کر جائز ہے۔
 عبدالرحمن بن عوف بن مسعود و دیگر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْجَوَابُ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْبُورَ وَالْفُتُورَ

حسب تصریحات فتاویٰ و ترمذی و معتبر و مذہب منہج حنفی سے
 کم ہر جائز قربانی کے قابل نہیں، ماسوائے ان کے کہ اس کا جذبہ بھی جائز ہے بشرط فہم
 خاصہ مگر جنت کی تفسیر میں اختلاف ہے، محدثین اور اہل لغت کے نزدیک سال سے
 پہلے جرح نہیں ہو سکتا کما بین فی فتح الباری والعیبی شرح بخاری
 وغیرہما من اسفار الشرح واللغات المعتمدہ اور ہمارے
 احاف کے ترکیبی مختلف اقوال میں کما بین الشامی وغیرہ اور ضان کا اہل حق
 گوئی پر بھی ہو سکتا ہے مگر اس ضان شتشی کو فقہائے کرام نے مخصوص مقید فرمایا
 تو یہ حقیر کے کو شامل نہ ہو گا چنانچہ شرح الوقایہ ج ۲ ص ۳۳۰ منہج سے شامی ج ۲ ص ۲۸
 طحاوی علی الدر ج ۲ ص ۱۶۲ منہج و مفتیح الجنان شرح شریعۃ الاسلام سے فتاویٰ مولانا
 عبدالحی ج ۲ ص ۳۱۷، حکمہ سلطان الفقہ ص ۱۴ میں شامی اور غایۃ الاوطار سے ہے
 والنظم من شرح الوقایۃ والضمان ما استکون له الیۃ یعنی ضمان سے
 مراد وہ ہے جس کی چکی ہوئی ہے تو بھیر حقیر کا استثناء نہ ہو کہ ان کی چکی نہیں ہوتی،
 تو اگر جنت کی تفسیر احاف پر اعتبار ہے تو ضمان شتشی کا معنی بھی احاف ہی سے دریافت



کریں ورنہ اہل لغت و محدثین تو جذع سال سے کم عمر کو نہیں کہتے۔

منایت تعجب ہے کہ مولانا صاحب نے جذع کی ایک تفسیر تو شرح الوقایہ سے نقل کی اور اس کے بالکل ساتھ ملی ہوئی تفسیر الضان کی چھپوڑ دی، یہ تداخل یا شاکل یا تامل وہ بھی عند الافکار کب جائز ہو سکتا ہے، پھر اس پر دعویٰ عدم اختلاف جو وسعت نظر پر مبنی موجب ازدیاد تعجب ہے اور ایسے ہی شاہ کا ترجمہ بھیجی محض الجملہ فی اللغۃ ہی ہے، الحاصل احتیاط و تحقیق یہ ہے کہ بھیڑ یا چیتر اسال سے کم عمر کا ترجمہ نہ کیا جائے ومن ادعی الخلاف فعلیہ البیان بالبرہان۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ وعلى السوہلہ وسلم
مولا الفقیر ابو الخیر محمد نور الدین النعمی غفرلہ

۳۰ ذوالقعدہ ۱۳۷۰ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قربانی کا کیا حکم ہے
دنبہ عمر کتنی کا ہوئے اور بھیڑ کی عمر کیا ہوئے اور بکری کی عمر کتنی ہوئے (اجواب اُجڑے گا،
مولوی غلام صابر بقائم خود سکے پھیلوان
ذوالحجہ ۱۳۷۰ھ ۱۹۰۹ء)

نوٹ) سائل نے اس سوال کے متعلق سید محمد احمد شاہ صاحب خطیب دہلوی
کا فتویٰ جوا: بھیڑ ششماہ بشرط اختلاط بالحوالہ خاصہ بھی پیش کیا اور ربانی بھی بیان کیا کہ
بھیڑ اور چیتر ششماہ کے متعلق جھگڑا ہے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب
 اللہم اجعل لی انیوتوا لصوت

بحوری بھٹرونبہ قربانی کے لئے سال یا سال سے زیادہ عمر کے چاہئے البتہ
 دنہ کا بچہ جو پوجہ فرمے ہی سال والوں میں مختلط ہر جیسے اور چھ ماہ یا زیادہ کا اعلیٰ اختلاف
 الا قول کا ہو تو جائز ہے، بعض احباب زماں بھٹرو اور چترے کے متعلق بھی یہی سمجھ گئے
 مگر انہیں غور کرنا چاہئے کہ گو لفظ ضنّان از روئے لغت بھٹرونبہ دونوں پر بولنا جاتا ہے
 مگر اس مسئلہ میں ہمارے حضرات احناف نے لفظ الضنّان معروف بلکہ المعروف سے
 تعبیر فرمایا ہے کما فی عامۃ المعتبرات، بلکہ یہی تفسیر صحیحہ فرمادی کہ معروف و
 معروفہ ضنّان ہے جس کی جھکی سوتی ہے، شامی علی الدرر ج ۵ ص ۲۸۱، جھناوی علی
 الدرر ج ۴ ص ۱۶۴، شرح الوقایہ ج ۴ ص ۳۳، منہج اور مفتاح الجنان سے مولانا
 عبدالحی مرحوم کے فتاویٰ ج ۲ ص ۳۱، میں ہے الضنّان ما تكون له الیہ
 اور یہ بھی قابل غور ہے کہ ضنّان جذخ زروئے لغت وہ ہے جو پورے سال کو
 ہر چکا ہو، عنایہ علی الہدایہ ج ۷ ص ۳۵، شامی علی الدرر ج ۵ ص ۲۸۱ میں ہے فی
 اللغة ما تمت له سنة، بلکہ صراح ص ۸، منہج الدرب ج ۱ ص ۱۰ وغیرہ
 میں ہے والنظم من الصراح انچہ بال دوم درآمدہ باشد از گو سپند و مثله
 فی المغرب ج ۱ ص ۸، والکفایۃ علی الہدایہ ج ۸ ص ۲۵۵ اور یہی جہوں کا
 قول ہے۔ فتح الباری علی البخاری ج ۱ ص ۴، صینی علی البخاری ج ۱ ص ۱۱ میں ہے من
 الضنّان ما اکمل السنة وهو قول الجمهور البتہ ہمارے اور بعض دیگر
 حضرات کے نزدیک جذخ سال سے کم ہوتا ہے مگر کساکم، اس میں متقدم قول چاہئے



و ما تمک جن کس ابط الشاعی و غیر کا تو اگر مسئلہ معبرہ میں غیر بقدر حضرات
مناک کے متعلق ہمارے حضرات احانت کی قید نام عہد اور مالہ البتہ کا اعتبار رکھتے
ہوئے و نہ اور بھی دونوں کا حکم ایک ہی سمجھیں تو جذع کا معنی بھی وہاں لیں جو لغوی اور
جمہور کا قول ہے یعنی سال بعد کا تو اس صورت میں بھی ہمارا مدعی احانت ثابت ہے کہ
بغیر اور چھتر سال کا چلیے اور یہ جائز نہیں کہ مناک کے متعلق تو ہمارے حضرات کی
قید نہ مانیں اور جذع کے متعلق مانیں کہ یہ تفسیق اور بعد از تحقیق ہے و من ادع
اخلاف فعلیہ البیان بالبراہین والا نصاب -

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ
و صحبہ و بارک و مسلم -

عزہ الغفر البواخیر محمد نور الشانی غفرلہ
۸ رذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۳۷ھ

الاستفتاء

- ۱- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں :
قربانی کا جانور بکری اور بھیڑ اور دنبہ چکی والا تینوں کے لئے مفند الحنفیہ شکر اللہ عظیم
ایک سال کا ہونا ضروری ہے یا کہ ان تینوں سے کسی کا سال سے کم ہونا بھی کافی
ہے، اگر سال سے کم ہونا کافی ہے، تو کیا بھیڑ مسئلہ قربانی میں بکری کے حکم میں
داخل ہوگی یا کہ دنبہ کے حکم میں۔
- ۲- ریڈیو کا اعلان جبکہ حکومت اسلامی کی طرف سے کرایا جائے تو کیا رویت ہلال
میں یہ اعلان معتبر ہو گا یا نہیں ؟



۳
 ہر نام و نسب کا سیکر فون سامنے رکھ کر قرآن پڑھ کر جیروں و غیرہ اس میں
 ادا کرے تو کیا مقتدیوں کی نازاقت اور دست بستہ نہیں؟ مینا تو خبردار
 اساکل: محمد عبد العزیز مغیرہ خادم مدرسہ عربیہ اسلامیہ علیہ السلام
 ضلع فٹان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْجَوَاب
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْبُخْلَ وَالصَّوْلَةَ

۱۔ بخمی بیختر و نبی قربانی کے لئے سال یا سال سے زیادہ مکر کے چاہے مگر و نبی کا
 وہ بچہ جو بوجہ فرہی سال والوں میں مل جائے اور جو بھی چھ ماہ یا زیادہ کا غلو احتلاف
 الاحوال تو جائز ہے اور چونکہ از روئے لغت کلمہ صُان و نبی دونوں پر بولا جاتا
 ہے لہذا بعض احباب عموم سمجھ گئے حالانکہ ہمارے مشائخ احسان شکر اللہ علیہم اجمعین
 اس مسئلہ کو الصُان معرفت بلام العہد سے تعبیر فرمایا ہے کما فی عامۃ المعتبرات
 بلکہ نص فرمادی کہ اس معرفت و معہود سے مراد و صُان ہے جس کی چکی ہوتی ہے شامی
 علی الدر ج ۵ ص ۲۸۱، طحطاوی علی الدر ج ۲ ص ۱۶۲، شرح الوقایہ ج ۳ ص ۳۲، منع
 اور مفتاح سے قناری عبدالحی ج ۲ ص ۳۱، میں ہے ما ستکون لہ الیۃ بلکہ
 جنہ صُان لغت میں ہے جو پورے سال کا جو چکا ہو، عنایہ علی الہدایہ ج ۸ ص ۴۳۵
 شامی علی الدر ج ۵ ص ۲۸۱ میں ہے فی اللغۃ ما تمت لہ سنۃ بلکہ صراح قس
 منتہی الارب ج ۱ ص ۲۵۱ میں ہے والنظر من الصراح انہ بید سال دوم درآمد

باشراؤ گوپیٹہ و مثلاً فی المغرب ج ۱ ص ۸۷ و الکفایت علی الهدایہ
 ج ۸ ص ۴۰۵ اور وہی بارے علاوہ جمہور فقہار کا قول ہے۔ فتح الباری علی البخاری
 ج ۱ ص ۴۰۲ یعنی علی البخاری طبع قدیم ج ۱ ص ۱۶۱ اور طبع جدید ج ۲ ص ۱۴۶ میں ہے
 من الضأن ما اكمل السنة وهو قول الجمهور ثم سئل عن
 اگر بارے احناف کی قید لازم عہد اور نص مالہ الیہ کا اعتبار نہیں تو جہد کی تفسیر
 بھی وہی مانیں جو لغت اور جمہور کے نزدیک ہے یعنی سال بھر کا جو روزہ بغیر بغیر
 از تحقیق کا از کتاب مختصر نہیں واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ
 والہ وصحبہ وسلم۔

۱۔ ہاں معتبر ہے جبکہ یہ معلوم ہو کہ بقاعدہ ثبوت شرعی کے بعد اعلان کیا جاتا ہے،
 فتاویٰ عالمگیری ج ۴ ص ۸۶ میں ہے خبر منادی السلطان مقبول عدلا
 کان او فاسقا، شامی علیہ الرحمہ نے توپوں کے فار سے معتبر مانتے ہوئے فرمایا
 وان کان ضاربہ فاسقا ج ۲ ص ۱۴۵۔ علامہ کرام نے علامات ظاہرہ کا اعتبار
 بلکہ موجب عمل قرار دیا، منہج الخالق ج ۲ ص ۲۴۰ رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۵ میں ہے
 لانه علامة ظاهرة تفيد غلبة الظن وغلبة الظن حجة موجبة
 للعمل اور غائبین عن المصر کے حق میں بالخصوص بھی اعتبار فرمایا جبکہ سن میں منہج الخالق
 کے اسی صفحہ میں ہے والظاهر وجوب العمل بها علی من سعه
 ممن کان غائباً عن المصر کاهل القرى وخوها كما يجب العمل
 بها علی اهل المصر الذين لم يروا الحاكم قبل شهادة الشهود
 اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت و جماعت نے بھی اسے قابل اعتبار و
 اعتماد قرار دیا، رسالہ طریق اثبات السلال ص ۲۲ میں ہے حاکم شرع کے حضور



شہادتیں گزرناس کا ان پر حکم نافذ کرنا ہر شخص کے لیے واجب تھا۔ یہاں تک کہ اسلام
 اعلان کے لئے ایسی ہی کوئی حد نہ تھی۔ مست معہود و معروفہ قائم کی جاتی ہے جسے توہین
 کے نافرمانی و غلط فہمی تو نہایت ہی مفید ہے و اللہ تعالیٰ اشد تدریج
 تفصیل سے غیر مفتوی و ضلالت میں شائع ہو چکا ہے من شاء فلیطالع و لیصف
 ولا یتعسف فان المتعسف لا یفیدہ شیء مفید۔
 وصلى الله تعالى على حبيبہ والہ واصحابہ وبارک وسلم۔
 ۲ واللہ تعالیٰ اعلم

عزیز الغفران ابو نعیم محمد نور اللہ انیسوی غفرلہ
 ۱۴ فروری القدر المبارک ۱۳۸۷ھ

الاستفتاء

محذومی و محترمی حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ:- خیریت مابین نیک مطلوب!
 یہاں بین العلماء نزاع واقع ہے کہ بھڑکا چھ ماہ کا بچہ قربانی کرنا جائز ہے یا
 نہیں؟ بہار شریعت ص ۳۵ میں جائز کیسے اور زیور شریعت میں پہلے جائز لکھ کر
 دوسرے ویشی میں مشکوک قرار دیا، رد المحتار میں فرمایا الجذعة من الضأن
 وهو ماله الیہ، بلکہ کرم واپسی جو اک تحقیق نہیں فرما کر مشکوک فرمائیں، ہمارے
 ائمہ کرام متقدمین اور ظاہر الرویت میں سے اگر کوئی تشریح ہے، لغت میں اور

۵۵
 اس وقت اس مسئلہ کی تحقیق نہیں ہوئی تھی لہذا یہ جواب دیا گیا بعد ازاں پوری تحقیق ہوئی تو حوازی کا مفصل
 رسالہ کبرا الصورت ۲ شائع ہوا اور وہی حق ہے ۱۲ منہ غفرلہ (یہ رسالہ فتاویٰ نوریہ جلد اولیٰ میں شامل کر دیا گیا)
 و باریک

فقر احناف میں کوئی فرق ہو، مانجھڑ میں ہے یحوز الجدة من الصغار
 حاصلہ ورد تھا میں ہے کہ یحوز الجدة من الصغار وغیرہ، اس دفعہ
 سے کیا مراد ہے، بھڑشاہ معز و رمضان میں سے کس میں شامل ہے اور پھر چندی میں
 چکی دار نہ مخصوص ہے یہ کیسے ہے؟

عجبت میں ٹکڑ میسر نہ ہوئے لہذا تکلیف نظر انداز فرماتے ہوئے یہی ذکر
 میں جواب ارسال فرمائیں، والسلام۔ جملہ احباب کو السلام علیکم۔
 محمد علم الدین مکان مہنہ نزدیک ڈاکخانہ اوکاڑہ



مکرمی و محترمی حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم
 وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ، - عافیت دارین مطلوب!

آج جناب کا مسدہ عنایت نامہ موصول ہوا، جو ابامعروض کہ بھڑشہ کم از کم ایک
 سال کی ہوئی چاہئے کہ گو لفظ ضائع اندر دوسرے لغت بھڑشاہ و دنبہ دونوں پر لولاجا تا ہے
 مگر ظاہر یہی ہے کہ مسدہ معمودہ میں دنبہ ہی مراد ہے کہ کتب معتبرہ فقہیہ میں صرح
 ہے کہ اس سے مراد وہ ہے جس کی چکی ہوئی ہے، وشرح و قایہ ج ۴ ص ۳۳۱۔
 طحطاوی علی الدر ج ۴ ص ۱۶۴، شامی علی الدر ج ۵ ص ۲۱۱ میں ہے مالہ الیہ
 مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمہ نے اپنے فتاویٰ ج ۲ ص ۳۱۴ میں منع اور مباح الجنان
 سے نقل فرماتے ہوئے اسی پر اعتماد فرمایا اور جن اصحاب متون و شروح و فتاویٰ
 نے کوئی قید نہیں لگائی وہ بھی الضان معوف بلام العہد ذکر فرما رہے ہیں کہ لا یمس

کا شمار تینوں کے ہوتا ہے بلکہ فقہ جازع کی تفسیر میں ہر ایک کے حضرات کے قواعد مختلف ہیں اور دوسرے جمہور فقہاء اور ارباب لغت کے نزدیک تو جازع ننان سال سے کم ہو سکتا ہی نہیں، غنی علی الحداد یہ کفایہ علی الحداد یہ ج ۸ ص ۴۵۵، شانی علی الحداد ج ۲ ص ۲۰۸، مغرب ج ۸ ص ۱۰۸، اصرح ص ۳۰۸، مفتی العرب ج ۱ ص ۲۰۸ میں ہے والنظر للشامی فی اللغة ما سمت له سنة، فتح الباری شرح البخاری ج ۲ ص ۲۰۸، یعنی شرح البخاری ج ۱ ص ۲۰۸ میں ہے ما اکمل السنة وهو قول الجمہور اور اس تفسیر سے ہی مدعی واضح ہے کہ اس کی بنا پر تو دوسرے بھی سال ہی کا ضروری ہے اور اگر جذبہ کی تفسیر ہمارے فقہائے کرام سے لیں اور الضان کے لام عمدا و تفسیر مائدہ الزیتر (جس کی ہمارے حضرات نے تصریح فرمائی) کا اعتبار کریں بلکہ لغت پر اعتماد کریں تو یہ یقین بعید از تحقیق ہے مگر مسئلہ میں زیادہ الجنا بھی نہیں چاہئے کہ ایک ایسا فرد ہی مسئلہ ہے جس میں ہمارے علمائے عمر کا اختلاف آرہا ہے ولکل وجهہ تھو مولیہا فاستبق الخیرات کو احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ بالاتفاق بری الذمہ ہو جائے کہ اگر سال کا ہو کہ اس کے جواز پر سب متفق ہیں ولا اعتبار لمن خالف من غیرنا مع قلمہ صمد۔ واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

عزہ الفقیر الی الخیر محمد نور الدینی غفرلہ بصیر پور

الاستفتاء

مکرمی مولوی محمد نور الدین صاحب دارم قبائلہ
السلام علیکم، مؤدبانہ التماس ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ کا فتویٰ بھیج دیں، آپ کے



پس یہ بھی دودھ و غسنے سے منہ پر جب ذیل مسئلہ پر ارسال کر چکے ہیں لیکن جواب سے محروم رہ گئے۔ دوبارہ نوازش نامہ ارسال ہے، وہ مسئلہ یہ ہے کہ بچہ یا بزرگ چھ ماہ کا کیوں نہیں جائز؟ اس جگہ ہمارے چک میں چچہ مینے کا جائز کر کے ہم سر ہائی کر کے اس کا فتویٰ بھیج دیں، فتویٰ باحوالہ واضح کر کے اور پورا صحیح طور پر بھیج دیں تاکہ ہم ان کو سمجھا سکیں۔

جواب جلد از جلد مطلوب ہیں، قربانی نزدیک ہے (نقطۃ السلام)
السائل: حافظ علی محمد، امام مسجد چک نمبر ۱/۱ ایل



حدیث شریف صحیح مسلم وغیرہ و اکثر کتب فقیہیہ میں مصرح ہے کہ جذع من الفضل جائز ہے یعنی ضآن کا جذع جائز ہے اور لغت عرب میں ضآن دنبے اور بچڑوں کو کہا جاتا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ اس ضآن سے مراد کیا ہے تو شرح الوقایہ ج ۴ ص ۳۸ طحاوی علی الدر ج ۴ ص ۱۶۴، شامی علی الدر ج ۵ ص ۲۸۱ میں ہے سالہ الیتہ یعنی اس ضآن سے مراد وہ ہے جس کی چھلی جوتی ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمہ نے بھی اپنے فتاویٰ ج ۲ ص ۳۱۷ میں صخ اور مفتاح الجنان سے یہی نقل فرماتے ہیں اس پر اعتماد کیا، بناءً علیہ مسئلہ واضح ہو گیا اور ظاہر یہ ہے کہ احضان کے لام عمدہ کا اشارہ بھی اسی طرف ہے، اب جذع کے معنی پر بھی غور کرنا چاہیئے تو اس میں ہمارے حضرات احناف کے بھی کئی قول ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شتاہ کو کہا جاتا ہے حالانکہ لغت عرب میں جذع ضآن کا اطلاق سال



اس کے کم پر پہنچ نہیں سکتا، بنا علی الدار یہ ج ۸ ص ۳۵۳، کنایہ علی الدار یہ ج ۳۲۵،
 نامی ج ۲۸۱، صراح ص ۳۰۸، ہشتی الارب ج ۱ ص ۱۵۵ میں بت و سحر
 سنائی فی اللغۃ ماتمت لہ سنۃ، فتح الباری شرح البخاری ج ۱ ص ۳۴،
 جی علی البخاری ج ۱ ص ۱۱ میں ہے ما اکمل السنۃ وھو قول المسند
 و اگر جذع کا معنی شتاہد لیا جائے جو بارے فقہائے کرام کے کئی اقوال سے
 یک قول ہے تو اللسان کا معنی بھی ویسا ہی لینا مناسب ہے جو فقہائے اصناف
 نے ہی متعین فرمایا ہے یعنی دنبہ کہ چکلی والا وہی ہوتا ہے اور اگر اللسان کا معنی عام
 پیچائے کہ لغت میں بھینڑ اور دنبہ دونوں پر بولا جاتا ہے تو جذع کا معنی بھی لغت
 کا ہی لینا چاہیے یعنی سال بھر کا اور یہ نامناسب ہے کہ ایک ہی سکہ میں فقہائے
 کہ اس کی ایک بات مان لی جائے اور دوسری کا انکار کیا جائے کہ یہ غفیق ہے اور
 میدان تخت ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتحدوا حکم و صلی اللہ تعالیٰ
 علی حبیبہ و آلہ وسلم۔

عزہ الفقیر الی الخیر محمد نور الشرایعی مغفرہ

یکم ذو الحجہ ۱۴۳۰ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مؤدبانہ التماس ہے کہ چھ ماہ کا
 چھڑا یعنی لیلہ بھیر کا، قربانی کے لئے جائز ہے یا کہ نہیں؟ ثبوت مع کتب حدیث دینا ہوگا
 ان کے مطالب، چھڑا اور دنبہ میں فرق ہے یا کہ نہیں؟ یا یہ ایک ہی نسل میں سے ہیں؟

بہت جلدی جواب فرمائیں نہایت ہی ضروری تاکید رہے آپ کی عین و زور سے
 زیادہ آداب سادہ۔
 السائل: الحقیقہ الفقیہ کا کس طرح محرم و قریبی



اس کا جواب بھی کھینچا جواب ہے مگر یہ اس سے زائد ہے تو ثابت ہوا کہ کھینچنا
 ضائع جس کی قربانی جائز ہے ونبہ کا بچہ ہے اور بھڑک بھڑکی کا بچہ کم از کم سال بھر کا چلے جائے مثلاً
 ج ۵ ص ۲۸۱ میں ہے مید لاند لا يجوز المجذع من المعن وغین کا بدلہ خاڑو
 کسائی المسوط والختار میں ہے وحول من الشاة والسعن۔
 واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ انتم واحکم وصلی اللہ علیہ
 علیٰ حمیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم۔
 ومن ادعی الخلف فعلیہ البیان اور ایسے فروعی مسائل میں زیادہ شہ
 بھی مناسب نہیں وہو الہادی۔

فتوہ الفقیر الہ الخیر محمد نور السامعی غفرلہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر میں مسئلہ کہ قربانی کے لئے
 چتر کی گنتی عمر چوبیس ہے، بعض لوگ شہادہ کا جائز کہتے ہیں، بیڑا تو جروا۔
 سائل: محبوب عالم صاحب لوسن پوری



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْجَوَابُ
 اللَّهُمَّ جَعَلْ لِي الْيُسْرَ وَالْيُسْرَ

سال یا سال سے بڑا ہونا ضروری ہے کہ شکی ہونا شرط ہے کما فی عامہ
 معتبرات المذاهب المہذبہ اور استثنائے جہد و ضامن و نہ کے ساتھ
 خاص ہے۔ شرح الوقایہ ج ۲ ص ۳۳۰ اور مخترع شامی ج ۱ ص ۲۰۱ جو مختصر علی ۲۰
 ج ۲ ص ۶۲ نیز منہج و مفتاح الجنان شرح شریعت الاسلام سے فتاویٰ عبدالحی ج ۲ ص ۳۰
 جمرۃ القادسی علی ہمیش الخلاصہ ج ۲ ص ۳۰ میں بالفاظ متعارف ہے
 مالہ الیہ کہ یہ ضامن جو ششماہہ جائز ہے وہ ہے جس کی چکی ہوئی ہے
 شامی میں مزید افادہ فرمایا قید بہ لائنہ لا یحور احدہ من معسر
 وغیرہ بلا خلاف کما فی المبسوط قستانی یعنی یہ قیہ سنے حانی
 کہ کسی اور قسم کا جذع بلا خوف جائز نہیں تو جب جہد و ضامن یعنی کشنہ بہ کچیلے
 کے ساتھ خاص ہوا تو حقیقتاً ششماہہ جائز نہیں کہ دوسرے قسم سے ہے چکی و نہ
 نہیں اور چونکہ عربی میں حیض سے کو بھی ضامن کہہ لیتے ہیں ہند بعض احباب کو
 اشتباہ ہو گیا اور دونوں کو جائز کہہ دیا حالانکہ ذرا تدریج و غور سے دیکھنے تو قہحیات
 مندرجہ بالا سے حق واضح ہو جاتا ہے تو مناسبت نامناسب ہے کہ جذع کا معنی
 تو وہ لیا جو فتنے کے مر احصاف نے بیان فرمایا و ضامن چنی طرف سے
 مطلق ہی رکھا بعض کتاب کا ماننا اور بعض کا نہ ماننا برابر ہے، اگر ضامن مطلق ہی
 رکھنا تھا تو جذع کا معنی بھی وہی کرتے جو جمہور نے کیا کہ پورے سال کا ہوتا ہے
 حق واضح تھا بلکہ بعض صحابہ کرام کے نزدیک تو اب مطلقاً جائز نہیں و مبدل

علیہ ظواہر احادیث سواہا مسلم وغیرہ اور بعض حضرات کے نزدیک
مقید بالفزورۃ ہے کہ مایدل علیہ حدیث جابر من فوعا عنہ
وغیرہ کذا فی فتح الباری وغیرہ، تو اتنے اختلافات کے ہوتے ہیں
احتیاط ضروری خصوصاً ان حضرات کے نزدیک جو عمل بالمحدث کے مری ہیں
الحاصل چتر ایک سال کا ضرور ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم علما جل مجدہ اتم واحکم وصلى الله تعالى على حبيبہ
والله وحجہ وبآلہ وسلم۔

منا العقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۲۱ راجہ رمضان المبارک ۱۹۷۷ء

ذلک کذلک انا مصدق بذلک

المدت ابو الرضا محمد حسن علی عفی عنہ

جواب من جانب حضرت مولانا نصیر الدین صاحب نیر وارکن پورہ

(نقل مطابق اصل)

”چتر ایک عمر ایک سال ہونی چاہئے اور دنیہ کی عمر چھ ماہ ہے، اس سے کم عمر کی قربانی
جائز نہیں ہے اور جو عام رواج ہے کہ قربانی میں چتر چھ ماہ کا جائز، یہ غلط ہے،
صرف دہشت شاہہ جائز ہے، چتر اگر یکہ کما ہے صاحب خیر الابصار و در المختار
نے ویصح الجذع و دستہ اشہر من الضان مال صاحب الطحطاوی
الضان مال الیۃ یعنی جس کے واسطے چکی ہو اور چتر کے کی جکی نہیں ہوتی چتر
مطبوعہ مصر ۱۶۲-“

نصیر الدین تعلیم خود از رکن پورہ



الاستفتاء

بخدمت جناب فقہ و کتب سیدی جناب عالی قبلہ کا حضرت فقیر اعظم پاکستان
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، - مزاج شریف !

خلاصہ آنحضرت جزدع من الضان کے متعلق عرض ہے کہ آپ کا فتویٰ اس
بارے میں
فتویٰ بعدم جواز کی بغیر النیۃ مہارت شریعت میں درالختار کے حوالے سے بندہ نے
ہاؤں دیکھا ہے ، النیۃ کی شرط نہیں پس بندہ نے خود مندرجہ ذیل کتب میں النیۃ کی
شرط نہیں دیکھی لہذا مجھے شبہ ہوا کہ میرا معاملہ نہ ہو ، قدوری ، کنز الدقائق ، ہدایہ ،
شامی ، عالمگیری ، فتاویٰ قاضی خاں ، فتاویٰ سرحدیہ (غیاث السلفاء میں ضان کا
معنی پیش ہے) ، ان تمام کتابوں میں النیۃ کی شرط نہیں اور کئی علماء کرام جواز کے
نائل ہیں البتہ فتاویٰ عبدالحی میں صخ الفغار شرح تنویر البصار شرعۃ الاسلام ،
مناجیح الجنان کے حوالے سے والضان مالہ النیۃ ہے حدیث شریف میں
لو کوئی النیۃ کی شرط نہیں الا اذ حذع من الضان اور ضان کا معنی لغت میں
میش ہے اور میث لغت میں بھی ہے کہ کہتے ہیں یہ تو بندہ کی رائے ہے واللہ اعلم
بالصواب -

فتاویٰ عبدالحی میں فقہاء کا اصطلاحی معنی تحریر ہے جو مذکور ہوا ، بالذات ضائع
اور مبسوط میں نہیں مل سکی ، جواب جلد ارسال فرمائیں تاکہ یہ مسئلہ غلط مشہور نہ ہو جائے
تاحال تو ہم بالغین سے ہیں حالانکہ ظاہر کتب مستند سے کوئی شرط مذکور مستفاد نہیں -

سعید احمد فیاضی فاضل طہوی مدینہ





فرزند عزیز مولانا صاحبزادہ فضل حسب فضلہ اللہ بتحقیق الانیق
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

مولانا صاحب بتحقیق یہ ہے کہ اس جذع من الضأن سے من الغنار
ناتہ الیہ مراد ہے، رہا آپ کی تحقیق تو یہ بچپن ہی سے کہ چونکہ شرح التواریخ جلد چہارم
اور درر الحکام شرح الغرر ج ۱ ص ۲۶۹، شامی ج ۵ ص ۲۸۱، طحاوی علی الدر ج ۴
ص ۱۶۴، غایۃ الاوطار ج ۴ ص ۱۸۶ اور ترجمہ در المختار میں ہے مالہ الیہ اور
شامی و طحاوی نے حوالہ من الغنار کا دیا ہے جو تنویر الابصار کی شرح خود مصنف علیہ السلام
نے کی ہے جو در المختار کا متن ہے حالانکہ در المختار میں صرف الضأن ہی ہے تو آپ نے
در المختار کا کیوں ذکر کیا جبکہ الضأن بھڑا اور دنبہ دونوں پر ہی بولا جاتا ہے تو الغنار
کے لام عمد خارجی کا کیوں نہ خیال کیا حالانکہ سب فقہاء الضأن معروف باللام کی ہے
میں، بلکہ مبسوط ج ۱۲ ص ۱۰، بلل الحسنائے ج ۵ ص ۷۰، عامیگی ج ۵ ص ۲۹، میں
من الضأن خاصہ ہے تو آپ عام کیوں کر ہے میں، در المختار شرح ہے
تنویر الابصار کی اور تنویر الابصار کے مصنف علیہ الرحمہ سے اس کی شرح من الغنار
فرمایا مالہ الیہ تو اگر در مختار کے مصنف کو یہ پسند نہ تھا بلکہ حکم عام تھا تو وہ فرماتے
تو معلوم ہوا کہ ان کی نظر میں یہی صحیح ہے کہ یہ حکم مالہ الیہ کا ہے، اب اسکی دلیل
کہ یہ من الغنار میں ہے یہ کہ علامہ شامی علیہ الرحمہ ج ۵ ص ۲۸۱ اور علامہ طحاوی علیہ الرحمہ
ج ۴ ص ۱۶۴، حاشیہ در المختار میں حوالہ من الغنار سے لکھتے ہیں مالہ الیہ اور خود آپ نے



خداوندی کا حوالہ بھی دیا ہے اور یونہی در حکم کے ۲۰۰ ص ۱۰۰ اور غرض وہ
 ج ۲ ص ۳۰۰ میں یہ تصریح کی ہے کہ ماہ الریہ منکر ہے کہ غرض نہیں یہ تو یہ ہے نہ
 نزدیک ہے، مسئلہ پر اثر نہیں پڑتا۔

پھر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ جذع کی غرضش ماہ صفت لغات سے لے کر لغت
 بانی جمہور اور اہل لغت تو وہ کہتے ہیں کہ جذع من الضان سال بکھر کا ہونا ہے یہاں
 شامی ج ۵ ص ۲۸۱، طحاوی ج ۲ ص ۱۶۳، علی ہریر ج ۱ ص ۴۵، کنز الدین ج ۱ ص ۴۵
 ج ۸ ص ۲۳۵، عینی علی ہریر ج ۲ ص ۱۰۴، والمظاہر للسیاحی رشتی لغت
 ما تمت له سنة، انما یہ اور عینی شرح البخاری ج ۲ ص ۱۶۱ میں ہے مراد
 ما اكل السنة وهو قتل الجمہور اور یونہی فتح باردی ج ۱ ص ۴۰۔ تو
 اگر جذع من الضان کی تفسیر میں ماہ الریہ پسند نہیں تو جذع من الضان کی تفسیر میں
 قتل کرام کی تفسیر کا کیوں اعتبار کرتے ہیں؟ یہ بھی اہل لغت اور جمہور کی تفسیر نہیں کہ سال
 کا ہر تو یہ ہمارے لغت بزرگ کرام کے نزدیک بال اتفاق درست ہے و تحقیق بزرگ زکری
 کعبیہ از تحقیق ہے اور یہ بھی سوچیں کہ گزشتہ لغت کے حاطے ضان عام
 مراد ہے کہ حیوان کہ جسے قوت ہونی بال اتفاق اور نہ ہوگی جبکہ چھپر کی عمر سال نہ ہو تو شک میں
 بزرگ زکری، انواع بارگتہ ص ۵۸ میں خوب فرمایا ہے

بھیڈ قیاس و شبہ تے کر دے کٹر شع مہ بھائی
 بعضے شکار کن مک سالہ احوط ایسا، بھائی

بدام از میں ہے آنچہ لباس و در آمد شد و ریونی منتی رب میں ہے پھر
 بکرا حیرتوں حکم کہ میں بھد میں کہنے میں کہاں تک صحیح ہے؟ منجد ضاد میں ہے
 ضان خلاف السنہ عمر من السنہ و ریونی سورۃ النمل کے اخیر میں الضان ہے
 وہاں تفسیر دیکھو ذوات السوف ہو گا یعنی ضان اُون واسے ہا نور کو کہتے ہیں اور یہ تو



آپ کو مسوم ہی ہو گا کہ دُنبہ کی بھی اون ہوتی ہے جو اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے اور اس
 فتاویٰ نورانی جلد دوم میں ص ۴۰، ۸۲، ۸۳، ۱۰۵، ۱۱۱ تا ۱۱۲، ۲۰۹، ۲۱۰ میں
 بالتفصیل ہے آپ کئی سال یہاں رہے اور اتنا بڑا مغالطہ
 واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و علی آلہ
 و صحبہ و بارکات و سلم۔
 فقہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النیسری غفرلہ

۱۵ ار ذی الحجۃ المبارک ۱۳۹۹ھ ۶/۱۱/۹۹

الاستفتاء

جس جانور کی پیدائشی دُم نہ ہو، قربانی کے لئے اس کے جواز و عدم جواز
 کے بارے میں کوئی جزئیہ حضور کے پیش نظر ہو تو تحریر فرمائیں، فقیر نے موجود کتب
 میں کافی تتبع تلاش کی ہے مگر کہیں نہیں پایا ہے۔

وانا العبد الضعیف ابوالبیان غلام علی غفرلہ خادم الطلبہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ
 جامع مسجد تاج کاٹن ملز، اوکاڑہ

۱۲ مزہ غفرلہ
 مع غیث الثبات میں موت کے متعلق ہے، موئے دُنبہ و میث ۱۲ مزہ غفرلہ
 للہ یہ تمام فتوے اسی جلد میں شامل کر دیے گئے ہیں۔ (مرتب)





پیدائشی دم نہ ہونا ہمارے امام الائمہ علیہ الرحمہ کے نزدیک ماننے میں ہے۔
 شامی ج ۵ ص ۲۸۳ میں ہے ذکر فی الاصل عن ابی حنیفہ انہ بیجوز
 خائنیہ اور قاضی ثناء علیہ الرحمہ ج ۴ ص ۴۰۰ میں فرماتے ہیں ولشاة اذا لم یکن لها
 اذن ولا ذنب خلقة بیجوز قال محمد لا یمکن لهذا ولو کان
 لا بیجوز و ذکر فی الاصل عن ابی حنیفہ انہ بیجوز اور قاضی ثناء
 علیہ الرحمہ کا تقدیم بیجوز دلیل ترجیح و اختیار ہے کہ خطبہ میں تفریق نہ رکھیں یہی وقت میں
 ماہوالاظہر وافتحت بساھوالاشہر ولا یخفی ما فی حصر
 الاظہریۃ والاشہریۃ من التقویۃ وکلمۃ الشاکۃ فی موضع
 المسئلۃ لیست بقید بل علی دأب المشاکخ فی سر والمائل
 وذا ظاہر جدا علی خادم کلماتہم الطیبۃ طرا۔
 واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ
 وصحبہ وبارک وسلم۔

مفت الفقیہ ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی قادری خفی بصیر پوری ۲ ذی الحجہ المبارکہ ۱۳۷۸ھ

الاستفتاء

از طرف حافظ شاہ محمد

جناب مولانا نور اللہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-



گزارش ہے، بجز اب سے ایک مسئلہ ذبح قربانی بابت فتویٰ طلب ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ایک بچہ جس کو مالک نے ختنہ کیا ہوا ہے اور اس کی اہل یعنی خاتہ جڑا چیر کر بدن سے علیحدہ کر کے پھینک دئے گئے۔ اب آپ سے اس طلب یہ ہے کہ وہ بچہ اب قربانی کے لائق ہے یا نہیں؟ البتہ حوالہ کتب جواب سے مشکور فرمائیں۔

یعنی کئی علماء کرام سے پوچھا ہے سب علماء کرام اس مسئلہ قربانی کو جائز قرار دیتے ہیں مگر اسلام کی ساتویں کتاب میں مولانا مولوی غلام قادر مجیدی ایسی فتویٰ کو بالشریح ناجائز یعنی منع فرماتے ہیں کیونکہ ختنے بدن سے علیحدہ کئے گئے ہیں اس واسطے ناجائز ہے، آپ قربانی فرما کر پوری پوری تشفی مع حوالہ کتب کے تحریر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں، فقط

میرا پتہ ہے :

ریاست بہاولپور ضلع بہاولنگر ڈاک خانہ فقیر والی چک ۱۳۷۱ دن ایل پاس حافظ شاد محمد امام مسجد کو ملے۔



ایسا بچہ اجروال میں مذکور ہے قربانی کے لائق ہے، کنز الدقائق لاہوری ص ۳۲۸، شرح الوفاہ ج ۲ ص ۳۳۷، ہدایہ ج ۲ ص ۱۲۶، در المختار مع الشی ج ۵ ص ۲۸۲، مبسوط ج ۱۲ ص ۱۱، فتاویٰ خیرہ ج ۲ ص ۱۷۶، خلاصۃ الفقاوی ج ۲ ص ۳۱، فتاویٰ عالمگیری ج ۴ ص ۸۰ والنظر من الخلاصۃ والذکر منها



اصل اذا كان حسياً، یعنی مجید کنز سے تر بہتر ہے جبکہ غرضی ہو کہ یہ غرضی گوشت
بہتر ہے مہر میں ہے وکان ابراہیم بفضول ما بسنہ فی لحمہ
بالخصار النفع للمساکین معایضت بالاسنیین اذا مسعت
لفقرہ فی ذلک اور ایسے ہی اور بہتر میں بھی ہے اور نسبت عرب میں غرضی
کئے ہی اسے میں جس کے فائے نکالے گئے ہوں بہتوں اور بے جس ۲۳ د
میں ہے: بخشی خایہ کشیدہ، من، خصا و خصا، بالکسر و لغوی کہ درانی میں سے
غرضی کشیدہ، مارح ص ۴۷ میں ہے، خصا، بالکسر و لغوی کہ کشیدہ، مارح ص ۴۷
غرضی لغت منہ، دستور العمارج ص ۲۴ میں ہے من کانت لہ الہ قائمہ و سعت
خصیلا، حاشیہ شرح الوقایہ ص ۱۷ میں ہے هو الذی حرجت خصیلا، یعنی
شرح کنز الدقائق میں ہے المخصی منزع الخصیتین، اور یہ تو پُر خاہر کہ
خایہ کھانے کے کام تو آتا نہیں پھر ان کا کمال دنیا یا مل وینا یک ہی معنی میں ہے غلام
یعنی فراتے میں المرجوع الذی بیدری غرق حصبة یصیر کالخصی
سوط سے سن چکے اذا مسعت الخ

واللہ ورسولہ عر حل جلد لہ نعان و صلی علی محمد و آلہ علی
والد و صحبہ النقی۔

قرۃ النقیہ البوخی محمد نور الدین غفرلہ

۴ ذوالحجۃ المبارک ۱۲۸۹ھ

الاستفتاء

جناب حافظ محمد سعید صاحب کجیر زادت عنایت تم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: مزاج گرمی!



آپ کی طرف سے سستی محمد حسین قلی نے دریافت کیا کہ ایسی گائے جس کے
تین تھنوں سے دودھ آتا ہے اور ایک تھن سے دودھ نہیں آتا اور مقدار میں بھی چھوٹا
ہے، پیالہ انٹی ایسا ہے، کتا برا نہیں اور کوئی بیماری بھی نہیں تو کیا ایسی گائے کی
قربانی ہو سکتی ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے :-



ایسی گائے کی قربانی شرعاً جائز ہے، خلاصۃ الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۲۱ میں ہے
والتي لا يئذل لها لبن غير علة اور شامی ج ۵ ص ۲۸۳ میں ہے وذكر
فيها جواز التي لا يئذل لها لبن من غير علة، نیز فتاویٰ عالمگیری ج ۴
ص ۸۰، ۸۱ میں ہے ومن الابل والبقر اذا ناقض اللبن من ضرعيها
بعد ازال فرمايا كل عيب يزيل المنفعة على الكمال او الجمال على الكمال
يسنم الا ضحية وما لا يكون بهذه الصفة لا يسنم ثم ثابت ہوا کہ
وہ گائے جائز ہے البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ مستحب یہ ہے کہ کوئی ایسا چھوٹا
عیب بھی نہ ہو۔

والله تعالى اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ وآلہ وصحبہ
وبارک وسلم۔

مولانا الفقير ابوالخیر محمد زور السمانی غفرلہ



الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اندر میں مسئلہ کہ ایسی گواہی
بجری جس کا سینگ مینگ تک ٹوٹ گیا یا مینگ بھی قدرے ٹوٹ گیا ہو کہ وہ قہراً
منکرتی ہے ؟ کہا جاتا ہے کہ جائز نہیں کیونکہ بعض کتب فقہیہ میں ہے کہ سینگ
مناش تک ٹوٹ جائے تو جائز نہیں اور مناش کا معنی سینگ ہے کما فی
لسان العرب و تاج العروس۔

نوٹ: میٹک میٹک کا وہ اندرونی حصہ ہے جس پر سیٹک غلاف کی طرح ہوتا ہے۔ مینو تجربہ دار۔

السائل: محمد جميل مدرس دار المعلمين حنفية في مدينة الجبيل
مؤرخه ٩ ذو الحجة ١٤٢٩هـ



ینگ ہاں معنی سبک ہی ہے جس کو عربی میں قرنِ داخل یعنی اندرونی سینگ اور اس کا خلاف بیرونی سینگ سمجھے قرنِ خارج کہا جاتا ہے، لسان العرب ج ۷ ص ۵۵ اور ج ۱۲ ص ۴۹۵، قاموس اور اس کی شرح تاج العروس ج ۹ ص ۲۹، نفۃ اللغه ص ۵، ہیں بالفاظ متعارف ہے والنظم من اللسان القصائد المکسوة

نفرین الخایج والعضبار المسکورة القرن الداخل ص ۱۰۳ ج ۱ ص ۱۰۳
 لسان العرب ج ۱ ص ۶۰۹ فانوس اور تاج العروس ج ۱ ص ۳۰۰ مذهب ج ۱ ص ۱۰۳
 میں ہے اعضبار الشاة المسکورة القرن الداخل ان عبارات سے
 وزیر روشن کی طرح عیاں ہو کر میگ بھی میگ ہی ہے اور میگ کے متعلق لفظ
 کتب معتدہ مذہب مذہب قہار روایت وغیرہ میں ہے کہ پیدا کنشی بے میگ یا ٹوٹے
 ہوئے میگ والا جانور جائز ہے کافی، مبسوط الشریح اور شرح ج ۱ ص ۱۱۱ اور کافی ج ۱
 فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۸۰، بالکھائن ج ۵ ص ۷۶، فتاویٰ امام قاضی خان ص ۴۹
 مایہ ج ۷ ص ۳۳۲ میں بغاوت متعارف ہے والنظم من الهندیة ویموجز بالجمہار
 النی لا قرن لہا وکذا مسکورة القرن کذا فی الکافی حالانکہ کافی غلط روایت
 کا مجریہ معتدہ ہے اور مبسوط اس کی وہ بند پائیر شرح ہے کہ اسی پر فتویٰ دینا اور اعتماد
 کرنا چاہئے اور اس کے خلاف پر عمل نہ ہو، شامی ج ۱ ص ۶۳ میں ہے واعلم ان
 من کتب مسائل الاصول کتاب الکافی للحاکم الشہید وھو کتاب معتد
 فی نقل المذہب شرحہ جماعة من المشائخ منهم الامام شمس الامنة
 السجسی وھو المشہور بمبسوط الشریح لا یعمل بہا مخالفہ
 ولا یرکن الالیہ ولا یفتی ولا یعول الالیہ اور بدائع، حانیہ مایہ اور مہند
 کاغذ شان بھی منہا نہیں تو اس شمس کی طرح واضح ہو کہ ایسی گائے بحری قہار کی
 ہے، بلکہ مشائخ عظام نے تو یہ تصریح بھی فرمادی کہ پیدا کنشی بے میگ کی بہ نسبت
 ٹوٹے میگ والا جانور بطریق اولیٰ جائز ہے۔ تمییز الفقہ ج ۵ ص ۵ یعنی علی الکفر
 ص ۳۴۸، مجمع لا مہرج ص ۱۵، طحطاوی علی الدر ج ۲ ص ۱۶۴ میں ہے والنظم
 مندبل ھو اولیٰ منہ، یعنی جہاں جائز ہے تو شکستہ شاخ بطریق اولیٰ جائز ہے کہ



اس میں سینگ کا کچھ تو نشان ہوتا ہے پھر فہمائے کرام نے اس کی تفسیل و توجیہ
 میں یہ فرمایا کہ قربانی کا قصہ واصل یعنی گوشت سینگ سے متعلق نہیں تو اس کا ہونا
 ہونا بابر ہے۔ مبسوط، ہدایہ، عینی، طحاوی کے انہی صفحات میں ہے

والنظم من المبسوط فلان ما فاست منها غیر مفسود من ریحہ
 من الامبل افضل ولا قرن لہ اور ایسے جانور کی قربانی کا ہونی دو فتوے مبارک
 ہے جسے حضور باب العلم مولائے مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ و شہدہ الحکمہ نے صادر فرمایا
 تو صحیح اسنادوں سے بلا شک و شبہ و ریب ثابت ہے کہ سینگ کا ٹوٹنا نفعیان
 نہیں دیتا اور اس میں کوئی طہ نہیں سنن الترمذی بالتصحیح ج ۱ ص ۱۵۴ مستدرک مع الصحیح
 و تقریر الذہبی ج ۲ ص ۲۲۵ میں ہے والنظم من الترمذی کے سائل کے سوال
 منکسورۃ القرن کے جواب میں حضور والہ نے ارشاد فرمایا لا بأس امرنا
 او امرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان نستحب العینین
 والاذنین اور شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۲۹۷ سنن دارمی ج ۱ ص ۱۱۱ مستدرک ج ۳
 ص ۲۲۵ مع تصحیح الحاکم و تقریر الذہبی ہے والنظم من الطحاوی
 انی رجل علیہ رضی اللہ عنہ فسألہ عن مکسورۃ القرن فقال لا یضرک
 قال عز جبار قال ذالعت المنک، امرنا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ان نستحب العینین والاذن۔ بدائع صنائع میں فرمایا اساری
 ان سیدنا علیاً رضی اللہ عنہ سئل عن القرن فقال لا یضرک
 امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث، اور بدائع میں دوسری روایت
 میں لا یضرک کے عوض لا یضر ہے اور یونہی حضرت برابر بن عازب رضی اللہ عنہ کا
 بھی یہی ارشاد ہے مسند امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۲۸۷، شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۲۹۶
 سنن نسائی ج ۲ ص ۲۰۲، دارمی ج ۲ ص ۲، مستدرک ج ۱ ص ۲۸ میں بالفاظ متقاربہ
 ہے قلت للبراء فانی اکرہ ان یکون فی السن نقص وفي الاذن



نقص وفي الفہم نقص قال فما کرہت فندعہ ولا تقرمہ علی احد
قال الحاکم ولہذا الحدیث شواہد کثیرة متفرقة باسانید
صحیحة وقال الذہبی صحیح ولہ شواہد، اور ایسے ہی حضرت
عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے بھی جواز مرئی ہے، بمسوط خرسی میں فرمایا وقد روی

فی ذلک عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور یہ صرف ہمارے ہی نزدیک
نہیں بلکہ حضرت امام شافعی جمہور ائمہ و علماء اسلام کا یہی مذہب ہے کہ ایسے جائز
کی قربانی جائز ہے، حضرت امام محی الدین نووی علیہ الرحمہ شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۵
میں فرماتے ہیں جوزۃ الشافعی وابو حنیفۃ والجمہور سواء کان یدعی
ام لا اور یہی عنوان المہمود شرح البدایہ ج ۲ ص ۵۵ میں ہے ذہب ابو حنیفۃ
والشافعی والجمہور الی انہا تجزی التضحیۃ بمکسورة القرن
مطلقا اور حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کا بھی یہی مذہب ہے البتہ اگر خون جاری ہو
تو چونکہ خون کا جاری ہونا ان کے نزدیک مرض ہے اور مرض کی قربانی جائز نہیں،
لہذا جائز نہیں اور فرماتے ہیں کہ خون بند ہو جائے تو جائز ہے، مذہب مالکیہ
کا معتقد ترین اور قدیم ترین فتاویٰ المدونۃ البکری ج ۲ ص ۲ میں ہے قلت
سأیت ان کانت مکسورة القرن هل نحزی فی الہدایا والضحایا
فی قول مالک قال قال مالک نعم ان کانت لاسدی قلت ما
معنی قوله ان کانت لاسدی امرأیت ان کانت مکسورة القرن
متدبدا ذلک وانقطع الدم وجفت ایصح هذا ام لا فی قول
مالک قال نعم اذا برأت انما ذلک فی ما اذا کانت تدعی
بعده ذلک قلت لما کرہہ مالک اذا کانت تدعی قال لانه



ان اثنی عشر حدیث و فقہیہ وغیرہ میں قرآن مطلقاً سبے جوف منع و داخل دونوں
 قرون کو شامل ہے والاطلاق حجتہ کا لنص، پھر ان سب نصوص میں مکسوفۃ القدر
 ہے یا ایک میں لفظ نقص بھی آیا ہے مگر تقاریر یا بعضاً نہیں آیا جس کا مترجہ مفاد
 یہ ہے کہ یہ حکم صرف قرن خارج یا صرف قرن داخل سے خاص نہیں ورنہ تقاریر یا
 مضار سے تعبیر کرتے و ذامعاً لا یخفی۔ پھر شایع عقول کا مسلک تھا کہ اس اور
 مکسوفۃ القرن کو اسی پر بنا کر مانا بھی دلیل عموم ہے کہ جہاں دونوں قرون سے
 خالی ہے اور تعلیل مبسوط ہدایہ وغیرہ کا بھی یہی تصریح مفاد ہے کیوں کہ قرن خارج
 کی طرح قرن داخل بھی خوردنی نہیں اور یونہی اونٹ و دونوں قرون سے عاری ہے
 حالانکہ اس کی قربانی افضل ہے۔ پھر حضرت تسلیم المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
 الکریم کا فتوئے مبارکہ میں لا بأس اور لا یضر فرما کر متصل ہی یہ فرمانا امرنا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نستشرف العین والاذن
 بھی عموم کی دلیل اول ہے اور تحفیطی دلیل یہ کہ علامہ نووی علیہ الرحمہ تے مذہب
 ہر دو کے بیان میں بیدمی اور لا بیدمی فرمایا حالانکہ جہاں خون قرن داخل
 کے انکسار سے ہی ہو سکتا ہے اور ساتویں دلیل عموم یہ کہ فقہاء کو مانے یہ تصریح
 بھی فرمائی ہے کہ یہ جواز تب ہے کہ انکسار دماغ تک نہ پہنچے ورنہ جائز نہیں
 فتاویٰ بزاز علی ہاشم النبیۃ المصریہ ج ۱ ص ۲۱۲ میں سبے و لقی لا قرن

سواء بقر ما بین لانه و مرضاً للعنف الوقتین والتماقہا فان لانه فی اخره و مرضاً فی اوله
 والغافل ما بینہما کلمۃ صائر او حدة او ما بمعنی احدهما والله تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

عہدین علی الہدایہ ج ۴ ص ۱۸۲ طبع نوکثر میں ہے وقال مالک ان کان قرنہ یدمی کثیر الم یجوزہ لان بالذما
 تعبیر الموصوفۃ ۱۲ براہین لیس فی غفرہ ۵ مریج الاول شریف ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱۷۰۶ ۱۷۰۷ ۱۷۰۸ ۱۷۰۹ ۱۷۱۰ ۱۷۱۱ ۱۷۱۲ ۱۷۱۳ ۱۷۱۴ ۱۷۱۵ ۱۷۱۶ ۱۷۱۷ ۱۷۱۸ ۱۷۱۹ ۱۷۲۰ ۱۷۲۱ ۱۷۲۲ ۱۷۲۳ ۱۷۲۴ ۱۷۲۵ ۱۷۲۶ ۱۷۲۷ ۱۷۲۸ ۱۷۲۹ ۱۷۳۰ ۱۷۳۱ ۱۷۳۲ ۱۷۳۳ ۱۷۳۴ ۱۷۳۵ ۱۷۳۶ ۱۷۳۷ ۱۷۳۸ ۱۷۳۹ ۱۷۴۰ ۱۷۴۱ ۱۷۴۲ ۱۷۴۳ ۱۷۴۴ ۱۷۴۵ ۱۷۴۶ ۱۷۴۷ ۱۷۴۸ ۱۷۴۹ ۱۷۵۰ ۱۷۵۱ ۱۷۵۲ ۱۷۵۳ ۱۷۵۴ ۱۷۵۵ ۱۷۵۶ ۱۷۵۷ ۱۷۵۸ ۱۷۵۹ ۱۷۶۰ ۱۷۶۱ ۱۷۶۲ ۱۷۶۳ ۱۷۶۴ ۱۷۶۵ ۱۷۶۶ ۱۷۶۷ ۱۷۶۸ ۱۷۶۹ ۱۷۷۰ ۱۷۷۱ ۱۷۷۲ ۱۷۷۳ ۱۷۷۴ ۱۷۷۵ ۱۷۷۶ ۱۷۷۷ ۱۷۷۸ ۱۷۷۹ ۱۷۸۰ ۱۷۸۱ ۱۷۸۲ ۱۷۸۳ ۱۷۸۴ ۱۷۸۵ ۱۷۸۶ ۱۷۸۷ ۱۷۸۸ ۱۷۸۹ ۱۷۹۰ ۱۷۹۱ ۱۷۹۲ ۱۷۹۳ ۱۷۹۴ ۱۷۹۵ ۱۷۹۶ ۱۷۹۷ ۱۷۹۸ ۱۷۹۹ ۱۸۰۰ ۱۸۰۱ ۱۸۰۲ ۱۸۰۳ ۱۸۰۴ ۱۸۰۵ ۱۸۰۶ ۱۸۰۷ ۱۸۰۸ ۱۸۰۹ ۱۸۱۰ ۱۸۱۱ ۱۸۱۲ ۱۸۱۳ ۱۸۱۴ ۱۸۱۵ ۱۸۱۶ ۱۸۱۷ ۱۸۱۸ ۱۸۱۹ ۱۸۲۰ ۱۸۲۱ ۱۸۲۲ ۱۸۲۳ ۱۸۲۴ ۱۸۲۵ ۱۸۲۶ ۱۸۲۷ ۱۸۲۸ ۱۸۲۹ ۱۸۳۰ ۱۸۳۱ ۱۸۳۲ ۱۸۳۳ ۱۸۳۴ ۱۸۳۵ ۱۸۳۶ ۱۸۳۷ ۱۸۳۸ ۱۸۳۹ ۱۸۴۰ ۱۸۴۱ ۱۸۴۲ ۱۸۴۳ ۱۸۴۴ ۱۸۴۵ ۱۸۴۶ ۱۸۴۷ ۱۸۴۸ ۱۸۴۹ ۱۸۵۰ ۱۸۵۱ ۱۸۵۲ ۱۸۵۳ ۱۸۵۴ ۱۸۵۵ ۱۸۵۶ ۱۸۵۷ ۱۸۵۸ ۱۸۵۹ ۱۸۶۰ ۱۸۶۱ ۱۸۶۲ ۱۸۶۳ ۱۸۶۴ ۱۸۶۵ ۱۸۶۶ ۱۸۶۷ ۱۸۶۸ ۱۸۶۹ ۱۸۷۰ ۱۸۷۱ ۱۸۷۲ ۱۸۷۳ ۱۸۷۴ ۱۸۷۵ ۱۸۷۶ ۱۸۷۷ ۱۸۷۸ ۱۸۷۹ ۱۸۸۰ ۱۸۸۱ ۱۸۸۲ ۱۸۸۳ ۱۸۸۴ ۱۸۸۵ ۱۸۸۶ ۱۸۸۷ ۱۸۸۸ ۱۸۸۹ ۱۸۹۰ ۱۸۹۱ ۱۸۹۲ ۱۸۹۳ ۱۸۹۴ ۱۸۹۵ ۱۸۹۶ ۱۸۹۷ ۱۸۹۸ ۱۸۹۹ ۱۹۰۰ ۱۹۰۱ ۱۹۰۲ ۱۹۰۳ ۱۹۰۴ ۱۹۰۵ ۱۹۰۶ ۱۹۰۷ ۱۹۰۸ ۱۹۰۹ ۱۹۱۰ ۱۹۱۱ ۱۹۱۲ ۱۹۱۳ ۱۹۱۴ ۱۹۱۵ ۱۹۱۶ ۱۹۱۷ ۱۹۱۸ ۱۹۱۹ ۱۹۲۰ ۱۹۲۱ ۱۹۲۲ ۱۹۲۳ ۱۹۲۴ ۱۹۲۵ ۱۹۲۶ ۱۹۲۷ ۱۹۲۸ ۱۹۲۹ ۱۹۳۰ ۱۹۳۱ ۱۹۳۲ ۱۹۳۳ ۱۹۳۴ ۱۹۳۵ ۱۹۳۶ ۱۹۳۷ ۱۹۳۸ ۱۹۳۹ ۱۹۴۰ ۱۹۴۱ ۱۹۴۲ ۱۹۴۳ ۱۹۴۴ ۱۹۴۵ ۱۹۴۶ ۱۹۴۷ ۱۹۴۸ ۱۹۴۹ ۱۹۵۰ ۱۹۵۱ ۱۹۵۲ ۱۹۵۳ ۱۹۵۴ ۱۹۵۵ ۱۹۵۶ ۱۹۵۷ ۱۹۵۸ ۱۹۵۹ ۱۹۶۰ ۱۹۶۱ ۱۹۶۲ ۱۹۶۳ ۱۹۶۴ ۱۹۶۵ ۱۹۶۶ ۱۹۶۷ ۱۹۶۸ ۱۹۶۹ ۱۹۷۰ ۱۹۷۱ ۱۹۷۲ ۱۹۷۳ ۱۹۷۴ ۱۹۷۵ ۱۹۷۶ ۱۹۷۷ ۱۹۷۸ ۱۹۷۹ ۱۹۸۰ ۱۹۸۱ ۱۹۸۲ ۱۹۸۳ ۱۹۸۴ ۱۹۸۵ ۱۹۸۶ ۱۹۸۷ ۱۹۸۸ ۱۹۸۹ ۱۹۹۰ ۱۹۹۱ ۱۹۹۲ ۱۹۹۳ ۱۹۹۴ ۱۹۹۵ ۱۹۹۶ ۱۹۹۷ ۱۹۹۸ ۱۹۹۹ ۲۰۰۰ ۲۰۰۱ ۲۰۰۲ ۲۰۰۳ ۲۰۰۴ ۲۰۰۵ ۲۰۰۶ ۲۰۰۷ ۲۰۰۸ ۲۰۰۹ ۲۰۱۰ ۲۰۱۱ ۲۰۱۲ ۲۰۱۳ ۲۰۱۴ ۲۰۱۵ ۲۰۱۶ ۲۰۱۷ ۲۰۱۸ ۲۰۱۹ ۲۰۲۰ ۲۰۲۱ ۲۰۲۲ ۲۰۲۳ ۲۰۲۴ ۲۰۲۵ ۲۰۲۶ ۲۰۲۷ ۲۰۲۸ ۲۰۲۹ ۲۰۳۰ ۲۰۳۱ ۲۰۳۲ ۲۰۳۳ ۲۰۳۴ ۲۰۳۵ ۲۰۳۶ ۲۰۳۷ ۲۰۳۸ ۲۰۳۹ ۲۰۴۰ ۲۰۴۱ ۲۰۴۲ ۲۰۴۳ ۲۰۴۴ ۲۰۴۵ ۲۰۴۶ ۲۰۴۷ ۲۰۴۸ ۲۰۴۹ ۲۰۵۰ ۲۰۵۱ ۲۰۵۲ ۲۰۵۳ ۲۰۵۴ ۲۰۵۵ ۲۰۵۶ ۲۰۵۷ ۲۰۵۸ ۲۰۵۹ ۲۰۶۰ ۲۰۶۱ ۲۰۶۲ ۲۰۶۳ ۲۰۶۴ ۲۰۶۵ ۲۰۶۶ ۲۰۶۷ ۲۰۶۸ ۲۰۶۹ ۲۰۷۰ ۲۰۷۱ ۲۰۷۲ ۲۰۷۳ ۲۰۷۴ ۲۰۷۵ ۲۰۷۶ ۲۰۷۷ ۲۰۷۸ ۲۰۷۹ ۲۰۸۰ ۲۰۸۱ ۲۰۸۲ ۲۰۸۳ ۲۰۸۴ ۲۰۸۵ ۲۰۸۶ ۲۰۸۷ ۲۰۸۸ ۲۰۸۹ ۲۰۹۰ ۲۰۹۱ ۲۰۹۲ ۲۰۹۳ ۲۰۹۴ ۲۰۹۵ ۲۰۹۶ ۲۰۹۷ ۲۰۹۸ ۲۰۹۹ ۲۱۰۰ ۲۱۰۱ ۲۱۰۲ ۲۱۰۳ ۲۱۰۴ ۲۱۰۵ ۲۱۰۶ ۲۱۰۷ ۲۱۰۸ ۲۱۰۹ ۲۱۱۰ ۲۱۱۱ ۲۱۱۲ ۲۱۱۳ ۲۱۱۴ ۲۱۱۵ ۲۱۱۶ ۲۱۱۷ ۲۱۱۸ ۲۱۱۹ ۲۱۲۰ ۲۱۲۱ ۲۱۲۲ ۲۱۲۳ ۲۱۲۴ ۲۱۲۵ ۲۱۲۶ ۲۱۲۷ ۲۱۲۸ ۲۱۲۹ ۲۱۳۰ ۲۱۳۱ ۲۱۳۲ ۲۱۳۳ ۲۱۳۴ ۲۱۳۵ ۲۱۳۶ ۲۱۳۷ ۲۱۳۸ ۲۱۳۹ ۲۱۴۰ ۲۱۴۱ ۲۱۴۲ ۲۱۴۳ ۲۱۴۴ ۲۱۴۵ ۲۱۴۶ ۲۱۴۷ ۲۱۴۸ ۲۱۴۹ ۲۱۵۰ ۲۱۵۱ ۲۱۵۲ ۲۱۵۳ ۲۱۵۴ ۲۱۵۵ ۲۱۵۶ ۲۱۵۷ ۲۱۵۸ ۲۱۵۹ ۲۱۶۰ ۲۱۶۱ ۲۱۶۲ ۲۱۶۳ ۲۱۶۴ ۲۱۶۵ ۲۱۶۶ ۲۱۶۷ ۲۱۶۸ ۲۱۶۹ ۲۱۷۰ ۲۱۷۱ ۲۱۷۲ ۲۱۷۳ ۲۱۷۴ ۲۱۷۵ ۲۱۷۶ ۲۱۷۷ ۲۱۷۸ ۲۱۷۹ ۲۱۸۰ ۲۱۸۱ ۲۱۸۲ ۲۱۸۳ ۲۱۸۴ ۲۱۸۵ ۲۱۸۶ ۲۱۸۷ ۲۱۸۸ ۲۱۸۹ ۲۱۹۰ ۲۱۹۱ ۲۱۹۲ ۲۱۹۳ ۲۱۹۴ ۲۱۹۵ ۲۱۹۶ ۲۱۹۷ ۲۱۹۸ ۲۱۹۹ ۲۲۰۰ ۲۲۰۱ ۲۲۰۲ ۲۲۰۳ ۲۲۰۴ ۲۲۰۵ ۲۲۰۶ ۲۲۰۷ ۲۲۰۸ ۲۲۰۹ ۲۲۱۰ ۲۲۱۱ ۲۲۱۲ ۲۲۱۳ ۲۲۱۴ ۲۲۱۵ ۲۲۱۶ ۲۲۱۷ ۲۲۱۸ ۲۲۱۹ ۲۲۲۰ ۲۲۲۱ ۲۲۲۲ ۲۲۲۳ ۲۲۲۴ ۲۲۲۵ ۲۲۲۶ ۲۲۲۷ ۲۲۲۸ ۲۲۲۹ ۲۲۳۰ ۲۲۳۱ ۲۲۳۲ ۲۲۳۳ ۲۲۳۴ ۲۲۳۵ ۲۲۳۶ ۲۲۳۷ ۲۲۳۸ ۲۲۳۹ ۲۲۴۰ ۲۲۴۱ ۲۲۴۲ ۲۲۴۳ ۲۲۴۴ ۲۲۴۵ ۲۲۴۶ ۲۲۴۷ ۲۲۴۸ ۲۲۴۹ ۲۲۵۰ ۲۲۵۱ ۲۲۵۲ ۲۲۵۳ ۲۲۵۴ ۲۲۵۵ ۲۲۵۶ ۲۲۵۷ ۲۲۵۸ ۲۲۵۹ ۲۲۶۰ ۲۲۶۱ ۲۲۶۲ ۲۲۶۳ ۲۲۶۴ ۲۲۶۵ ۲۲۶۶ ۲۲۶۷ ۲۲۶۸ ۲۲۶۹ ۲۲۷۰ ۲۲۷۱ ۲۲۷۲ ۲۲۷۳ ۲۲۷۴ ۲۲۷۵ ۲۲۷۶ ۲۲۷۷ ۲۲۷۸ ۲۲۷۹ ۲۲۸۰ ۲۲۸۱ ۲۲۸۲ ۲۲۸۳ ۲۲۸۴ ۲۲۸۵ ۲۲۸۶ ۲۲۸۷ ۲۲۸۸ ۲۲۸۹ ۲۲۹۰ ۲۲۹۱ ۲۲۹۲ ۲۲۹۳ ۲۲۹۴ ۲۲۹۵ ۲۲۹۶ ۲۲۹۷ ۲۲۹۸ ۲۲۹۹ ۲۳۰۰ ۲۳۰۱ ۲۳۰۲ ۲۳۰۳ ۲۳۰۴ ۲۳۰۵ ۲۳۰۶ ۲۳۰۷ ۲۳۰۸ ۲۳۰۹ ۲۳۱۰ ۲۳۱۱ ۲۳۱۲ ۲۳۱۳ ۲۳۱۴ ۲۳۱۵ ۲۳۱۶ ۲۳۱۷ ۲۳۱۸ ۲۳۱۹ ۲۳۲۰ ۲۳۲۱ ۲۳۲۲ ۲۳۲۳ ۲۳۲۴ ۲۳۲۵ ۲۳۲۶ ۲۳۲۷ ۲۳۲۸ ۲۳۲۹ ۲۳۳۰ ۲۳۳۱ ۲۳۳۲ ۲۳۳۳ ۲۳۳۴ ۲۳۳۵ ۲۳۳۶ ۲۳۳۷ ۲۳۳۸ ۲۳۳۹ ۲۳۴۰ ۲۳۴۱ ۲۳۴۲ ۲۳۴۳ ۲۳۴۴ ۲۳۴۵ ۲۳۴۶ ۲۳۴۷ ۲۳۴۸ ۲۳۴۹ ۲۳۵۰ ۲۳۵۱ ۲۳۵۲ ۲۳۵۳ ۲۳۵۴ ۲۳۵۵ ۲۳۵۶ ۲۳۵۷ ۲۳۵۸ ۲۳۵۹ ۲۳۶۰ ۲۳۶۱ ۲۳۶۲ ۲۳۶۳ ۲۳۶۴ ۲۳۶۵ ۲۳۶۶ ۲۳۶۷ ۲۳۶۸ ۲۳۶۹ ۲۳۷۰ ۲۳۷۱ ۲۳۷۲ ۲۳۷۳ ۲۳۷۴ ۲۳۷۵ ۲۳۷۶ ۲۳۷۷ ۲۳۷۸ ۲۳۷۹ ۲۳۸۰ ۲۳۸۱ ۲۳۸۲ ۲۳۸۳ ۲۳۸۴ ۲۳۸۵ ۲۳۸۶ ۲۳۸۷ ۲۳۸۸ ۲۳۸۹ ۲۳۹۰ ۲۳۹۱ ۲۳۹۲ ۲۳۹۳ ۲۳۹۴ ۲۳۹۵ ۲۳۹۶ ۲۳۹۷ ۲۳۹۸ ۲۳۹۹ ۲۴۰۰ ۲۴۰۱ ۲۴۰۲ ۲۴۰۳ ۲۴۰۴ ۲۴۰۵ ۲۴۰۶ ۲۴۰۷ ۲۴۰۸ ۲۴۰۹ ۲۴۱۰ ۲۴۱۱ ۲۴۱۲ ۲۴۱۳ ۲۴۱۴ ۲۴۱۵ ۲۴۱۶ ۲۴۱۷ ۲۴۱۸ ۲۴۱۹ ۲۴۲۰ ۲۴۲۱ ۲۴۲۲ ۲۴۲۳ ۲۴۲۴ ۲۴۲۵ ۲۴۲۶ ۲۴۲۷ ۲۴۲۸ ۲۴۲۹ ۲۴۳۰ ۲۴۳۱ ۲۴۳۲ ۲۴۳۳ ۲۴۳۴ ۲۴۳۵ ۲۴۳۶ ۲۴۳۷ ۲۴۳۸ ۲۴۳۹ ۲۴۴۰ ۲۴۴۱ ۲۴۴۲ ۲۴۴۳ ۲۴۴۴ ۲۴۴۵ ۲۴۴۶ ۲۴۴۷ ۲۴۴۸ ۲۴۴۹ ۲۴۵۰ ۲۴۵۱ ۲۴۵۲ ۲۴۵۳ ۲۴۵۴ ۲۴۵۵ ۲۴۵۶ ۲۴۵۷ ۲۴۵۸ ۲۴۵۹ ۲۴۶۰ ۲۴۶۱ ۲۴۶۲ ۲۴۶۳ ۲۴۶۴ ۲۴۶۵ ۲۴۶۶ ۲۴۶۷ ۲۴۶۸ ۲۴۶۹ ۲۴۷۰ ۲۴۷۱ ۲۴۷۲ ۲۴۷۳ ۲۴۷۴ ۲۴۷۵ ۲۴۷۶ ۲۴۷۷ ۲۴۷۸ ۲۴۷۹ ۲۴۸۰ ۲۴۸۱ ۲۴۸۲ ۲۴۸۳ ۲۴۸۴ ۲۴۸۵ ۲۴۸۶ ۲۴۸۷ ۲۴۸۸ ۲۴۸۹ ۲۴۹۰ ۲۴۹۱ ۲۴۹۲ ۲۴۹۳ ۲۴۹۴ ۲۴۹۵ ۲۴۹۶ ۲۴۹۷ ۲۴۹۸ ۲۴۹۹ ۲۵۰۰ ۲۵۰۱ ۲۵۰۲ ۲۵۰۳ ۲۵۰۴ ۲۵۰۵ ۲۵۰۶ ۲۵۰۷ ۲۵۰۸ ۲۵۰۹ ۲۵۱۰ ۲۵۱۱ ۲۵۱۲ ۲۵۱۳ ۲۵۱۴ ۲۵۱۵ ۲۵۱۶ ۲۵۱۷ ۲۵۱۸ ۲۵۱۹ ۲۵۲۰ ۲۵۲۱ ۲۵۲۲ ۲۵۲۳ ۲۵۲۴ ۲۵۲۵ ۲۵۲۶ ۲۵۲۷ ۲۵۲۸ ۲۵۲۹ ۲۵۳۰ ۲۵۳۱ ۲۵۳۲ ۲۵۳۳ ۲۵۳۴ ۲۵۳۵ ۲۵۳۶ ۲۵۳۷ ۲۵۳۸ ۲۵۳۹ ۲۵۴۰ ۲۵۴۱ ۲۵۴۲ ۲۵۴۳ ۲۵۴۴ ۲۵۴۵ ۲۵۴۶ ۲۵۴۷ ۲۵۴۸ ۲۵۴۹ ۲۵۵۰ ۲۵۵۱ ۲۵۵۲ ۲۵۵۳ ۲۵۵۴ ۲۵۵۵ ۲۵۵۶ ۲۵۵۷ ۲۵۵۸ ۲۵۵۹ ۲۵۶۰ ۲۵۶۱ ۲۵۶۲ ۲۵۶۳ ۲۵۶۴ ۲۵۶۵ ۲۵۶۶ ۲۵۶۷ ۲۵۶۸ ۲۵۶۹ ۲۵۷۰ ۲۵۷۱ ۲۵۷۲ ۲۵۷۳ ۲۵۷۴ ۲۵۷۵ ۲۵۷۶ ۲۵۷۷ ۲۵۷۸ ۲۵۷۹ ۲۵۸۰ ۲۵۸۱ ۲۵۸۲ ۲۵۸۳ ۲۵۸۴ ۲۵۸۵ ۲۵۸۶ ۲۵۸۷ ۲۵۸۸ ۲۵۸۹ ۲۵۹۰ ۲۵۹۱ ۲۵۹۲ ۲۵۹۳ ۲۵۹۴ ۲۵۹۵ ۲۵۹۶ ۲۵۹۷ ۲۵۹۸ ۲۵۹۹ ۲۶۰۰ ۲۶۰۱ ۲۶۰۲ ۲۶۰۳ ۲۶۰۴ ۲۶۰۵ ۲۶۰۶ ۲۶۰۷ ۲۶۰۸ ۲۶۰۹ ۲۶۱۰ ۲۶۱۱ ۲۶۱۲ ۲۶۱۳ ۲۶۱۴ ۲۶۱۵ ۲۶۱۶ ۲۶۱۷ ۲۶۱۸ ۲۶۱۹ ۲۶۲۰ ۲۶۲۱ ۲۶۲۲ ۲۶۲۳ ۲۶۲۴ ۲۶۲۵ ۲۶۲۶ ۲۶۲۷ ۲۶۲۸ ۲۶۲۹ ۲۶۳۰ ۲۶۳۱ ۲۶۳۲ ۲۶۳۳ ۲۶۳۴ ۲۶۳۵ ۲۶۳۶ ۲۶۳۷ ۲۶۳۸ ۲۶۳۹ ۲۶۴۰ ۲۶۴۱ ۲۶۴۲ ۲۶۴۳ ۲۶۴۴ ۲۶۴۵ ۲۶۴۶ ۲۶۴۷ ۲۶۴۸ ۲۶۴۹ ۲۶۵۰ ۲۶۵۱ ۲۶۵۲ ۲۶۵۳ ۲۶۵۴ ۲۶۵۵ ۲۶۵۶ ۲۶۵۷ ۲۶۵۸ ۲۶۵۹ ۲۶۶۰ ۲۶۶۱ ۲۶۶۲ ۲۶۶۳ ۲۶۶۴ ۲۶۶۵ ۲۶۶۶ ۲۶۶۷ ۲۶۶۸ ۲۶۶۹ ۲۶۷۰ ۲۶۷۱ ۲۶۷۲ ۲۶۷۳ ۲۶۷۴ ۲۶۷۵ ۲۶۷۶ ۲۶۷۷ ۲۶۷۸ ۲۶۷۹ ۲۶

بہ من رموز یحوز فان انقطع وانکسر یجوز الا اذا بلغ اندسہ
 خلاصۃ الفتاویٰ ج ۲ ص ۳۲۰ کتاب نفقہ ج ۱ ص ۵۹۵ فتاویٰ برہنہ ج ۱ ص ۵۳۰
 جامع الرموز ص ۴۵۲ شامی ج ۵ ص ۲۸۲ میں ہے ان بلغ الکسر المصحح
 لا محذور لسان العرب ج ۲ ص ۵۲ قاسموس اور اس کی شرح تاج العروس ج ۲
 ص ۲۴۴، منجد ص ۲۵۰ میں ہے والنظم من اللسان المصحح السد ماغ
 علائکہ روزہ روشن کی طرح واضح ہے کہ قرن داخل نصف سے زائد بھی کرے جائے
 جب بھی کٹاؤ داغ تک نہیں پہنچا البتہ اگر جڑ سے اکھڑ جائے چونکہ جڑ اور کھوپڑی
 کی دہر کی بڑی کا خفۃ اتصال ہے لہذا یہ کٹاؤ داغ تک پہنچ سکتا ہے جو حقیقتہً
 نقلا عن القرن یا اتصال قرن ہے اور ایسے جانور کو مستأصل کہا جاتا ہے جس کی
 ماغت ایسی حدیث مرفوعہ و سند میں آئی جس کی تصحیح حاکم نے فرمائی قدردانہ الذہبی
 نضا و سکت علیہ ابوداؤد و معلوم ان سکوت دلیل الرضا
 بوداؤد ج ۲ ص ۳۱، مستدرک ج ۲ ص ۲۲۵ میں ہے والنظم لابی داؤد
 انما نلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المصفری والمستملة
 (لی ان قال) والمستأصلة التي یستأصل قرنہا من اصلہ
 اور ہر صورت میں عدم جواز اس لئے نہیں کہ قرن داخل ٹوٹ گیا ہے بلکہ اس لئے
 کہ اس کے اکھڑنے سے کھوپڑی ٹوٹ گئی اور جانور ہمارے جو گیا جس کی بیماری بن
 ہے یا اس لئے کہ شدت درد سے دُبا ہو جائے گا تو عارض فی المقصود بن گیا
 اور پُر ظاہر کہ یہی صورت انقلاب مراد ہے اس عبارت سے جو بدائع ج ۵ ص ۶۱،
 ورسعی سے ہندیہ ج ۴ ص ۸۰، شامی ج ۵ ص ۲۸۲ میں ہے ان بلغ الکسر
 الشاش لا یجوزی سیتضع ان شاء اللہ تعالیٰ اور آٹھویں دلیل یہ کہ
 قرن داخل ٹوٹے ہوئے جانور کے متعلق کتب حدیث میں ایک ایسی حدیث
 مرفوعہ مروی ہے جس کے راوی حضرت مولائے مشکل کثاکرم اللہ وجہہ الکریم



ہی اور اس حدیث سے جو جواز ثابت ہوتا ہے جو شرح معانی ج ۲ ص ۲۹۷، سنن ترمذی ج ۱ ص ۱۹۴، نسائی ج ۲ ص ۲۰۳، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۳، ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۳۴، مستدرک ج ۲ ص ۲۶۹، سنن ترمذی ج ۲ ص ۲۰۳ میں ہے جس کی تصحیح و تحجین ترمذی نے فرمائی و کتبہ اب عن زید بن اسلم عن عمار بن ابی بکر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عتبات القرن والادب ما لا یحکم عتبات القرن کہ تعلق قرن و قرن سے ہی ہے کما مر عن اللسان والفاہوس و تاج العروس وقت للغاب والمغرب تو اگر مکتوبۃ القرن کا جو زقرن خارج کے ساتھ ہی خاص ہوتا تو ہمارے ائمہ و شائخ بلکہ جمہور علماء و مفتا مکتوبۃ القرن الخراج فرماتے مگر یوں نہیں کہا بلکہ اس حدیث کی ہی تاویل وغیرہ کرتے ہیں چنانچہ ہر قات ج ۲ ص ۲۱۰ میں اسی حدیث کی شرح میں حضرت موصی قدس فرماتے ہیں فیکر الیہ سیریا اور یہ تو مہربن و مہربن ہی ہے کہ نہی تنزیہی سے کہ مبت تنزیہیہ ہی ثابت ہوتی ہے جو جواز کے محض ہیں بکافادۃ جواز کرتی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس حدیث سے راویوں سنن عبدالقرن و سورۃ ہے یعنی ابی جریج سے نکل جیسے حتی کہ ۱۰۰۰ سنن کے لئے یناچے ابوداؤد کی شرح عون مکتوبۃ قرن میں اسی حدیث کی نسبت میں سے قال فی بحر ان عصب بقرن منہو عہ ہوالذی کسودہ ۱۰۰۰ سنن من صد حتی بیری سدا مغرودہ ذلک فیکرۃ فقط اور پھر ہی وہی حدیث نے فرمایا کہ یہ حدیث ہے ہی منسوخ اور نہ حضرت علی کہ فرماتے وہ یہ کہ جو اس حدیث کے راوی ہیں اس کے خلاف مکتوبۃ القرن کا فتوے ہرگز نہ دیتے۔ شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۲۹۸ میں ہے

فان قال قائل فانت لا تذكره عضباء القرن وفي حديث
جری بن کلب عن علی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم النہی عنہا قیل لہ انما ترکنا ذلک لان علیا رضی اللہ
عنہ لم یربذ لک بأسا فیا قدس ربنا عنہ فی حدیث حجیۃ بن
عدی فعلما بذلک ان علیا رضی اللہ عنہ لحدیقل بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم خلاف ما قد سمعہ من رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الا بعد ثبوت نسخ ذلک عنده،

تو واضح ہوا کہ مکسورۃ القرن میں قرن عام ہے داخل و خارج دونوں کو شامل
ہے ورنہ کوئی سوال ہی نہ پڑتا بلکہ اس حدیث کا حکم قرن داخل کے ساتھ ہی مختص
ہوتا اور مکسورۃ القرن کا جواز قرن خارج سے ہی خاص ہوتا تو تاویل وغیرہ کی ضرورت
نہ پڑتی۔ رہا سائل کا لسان العرب اور تاج العروس کے حوالہ سے متنازعہ کلمتی
قرن داخل کہنا تو وہ معتبر نہیں کیونکہ جن کتب فقہیہ میں متنازعہ کا ذکر آیا ہے ان میں
وہیں متنازعہ ہی متنازعہ کا وہ معنی بیان کیا ہے جو لسان العرب وغیرہ کتب لغت
وغیرہ میں بھی مذکور ہے تو وہی معتبر ہے۔ بدائع، مہندیہ، شامی میں ہے ان
سلب المتنازعہ لا یجوز وہی رؤس العظام جمع البھارج ص ۲۰۲
اور مہندیہ، والنشر ج ۴ ص ۱۰۲ میں ہے والمظہر من الدر المتنازعہ
رؤس العظام کالمرفقین والکتفین والرسکتین نیز مجمع ومہندیہ میں
دوسرا قول بھی بیان کیا ہے کہ رؤس العظام اللیۃ التي یسکن مضغہا
لسان العرب ج ۶ ص ۳۴۷ اور تاج العروس ج ۴ ص ۳۵۱ میں مادہ متنازعہ میں یہ
دونوں معنی بیان کئے اور ساتھ ہی اور بھی کئی معانی بیان کئے مگر قرن داخل
کا ذکر ہرگز نہ کیا، اس کا ذکر تو صرف مادہ مضغ میں یعنی عضباء میں تھا
ہے، بہر حال معتبر وہی معنی ہے جو خود فقہائے کرام نے بیان فرمایا کہ



البيت ادمی بسافیه اور پھر نعمتائے کرام کا معنی سن دو توجہ دے جس
 دیکر کہ ہے میں تو اس کے خلاف کا اعتبار کیجئے ہو اور یہ تو فی ہر جی ہے کہ
 شش مشائش کی جمع ہے تو مشائش کا معنی رہا اس لعظم یا سحر حیرات ضحاکے
 قرون جمع ہے لہذا المشائش فرمایا تو روس العظام سے تفسیر کی اب دیکھنا ہے
 کہ روس لعظم سے مراد یہاں کون سا حصہ ہے تو ظاہر ہے قرن داخل کا بال فی حصہ
 مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ روز روشن کی طرح واضح ہو چکا کہ قرن داخل کا ایک یا نہ
 نہیں تو اس کی صرف بالائی طرف کا انکسار کیسے مانع بن سکتا ہے اور وہ کلٹیفین
 والکٹیفین والکبستین بھی نہیں اور نہ ہی ایسا نرم کہ چبٹنے اور کھانے کے
 قابل ہو لہذا وہ مراد نہیں البتہ قرن داخل کا حصہ ذریل یعنی اس کی جڑ جو سر کی
 کھوپڑی میں ہی پیوست ہے مراد ہو سکتا ہے کہ وہ بھی راس یعنی طرف ہے اور
 وہی جڑ کھوپڑی کے لئے بمنزلہ راس ہے کیونکہ کھوپڑی کا وہ حصہ جو ترن
 کے ساتھ مشترک ہے دائرہ مذکور ہے کھوپڑی کی ٹہری ہر طرف سے
 وہیں اگر ختم ہو جاتی ہے اور اس کا ٹوٹنا سر کی ٹہری کا ٹوٹنا ہے جس سے انکسار
 داغ داغ تک پہنچ جاتا ہے اور وہی صورت پیدا ہو جاتی ہے جس کا ذکر کنون
 سے گندرا اور اس کا مانع ہونا بھی اس لئے نہیں کہ یہ وہ انکسار القرن ہے
 بلکہ اس لئے کہ یہ انکسار اعترن ہے اور انجراح الراس ہے جو ایام مرض
 ہے کہ مہلک بن سکتا ہے درد شدید کے باعث مقصود کہ بھی نقصان
 پہنچا تا ہے تو نعمتائے کرام کی وہ مختلف عبارات جن میں بلوغ الی المنع والذراغ

سہ بیجے کہ عوارث میں کہتا ہے یا راس میں ہنسی کہانی قولہ نقانی فلکم رؤوس عداکم ووف

البحر المحيط ج ۲ ص ۳۳۹ رؤوس الاموال اصولها دکناف الحلالین ۷ من غفر له

او لٹا کر کا ذکر ہے، سب متفقہ المعنی بن گئیں اور مسکوۃ القرن کا مضمون پڑھیں
 بھی برقرار رہا کہہ بخیر الخیال الخ غیر فرمایا ہی اس مضمون کو ظاہر کر کے ہا سب کے لئے
 الخ غیر کی صورت میں کسر القرن مانع نہیں کہ وہ مطلقاً نہ ہو یا نقصان پہ متفق نہ
 نہیں کہ مانع جو نہ نقد الخ القرن یا انخراج الرأس ہے جو کسر القرن پر موقوف نہیں
 بلکہ صحیح و سالم ہے سے قرن کا قع بھی یہ صورت پیدا کرتا ہے تو مانع و نسیم مانع نہ ہو
 کی طرح نہ ہوں جو کہ کسر القرن مانع جواز نہیں اگرچہ قرن داخل سے بن سکتا ہو
 البتہ اس میں شک نہیں کہ کسر القرن ایک عیب یسیراً چھوٹا ضرر ہے تو جملہ
 اس قسم کے دوسرے چھوٹے عیوب سے متبرک ہونا مستحب ہے اسی طرح اگر
 بڑی ہونا بھی مستحب ہے شامی ج ۵ ص ۲۱۲ میں ہے واعلم ان الكل
 لا یخلو عن عیب والمستحب ان یکون سلیمًا عن العیوب
 صاہرۃ نما جواز ہونا جواز مع الکراہۃ ص ۲۱۲ میں فرمایا لانه
 خلاف المستحب هذا ما استفيد من نصي ص اسفا للمذهب
 المذهب والله اعلم فان كان حقا فمن الله العليم الحكيم الهادي
 السنان وان كان خطأ فمعي ومن الشيطان ولا حول ولا قوة الا بالله
 الرحمن الحكيم وصلى الله تعالى وسلم على سيدنا و مولانا محمد و



مع لفظة قلے اس قوی کے پورے تین ماہ بعد ۱۰۰۰ ہجری میں عید الفطر صبح اوارہ نماز پڑھنے کے
 کے کتب خانہ سے منی علی الدایہ میں نہایت ہی واضح نص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل گئی
 دہرہ و قال محمد بن الاصل لو کسر بعض قرنها او جمیعہ احرأت یعنی علی الدایہ ۲۸۱
 میں برکت و اصل ہوا اصل فاعلم هذا ۱۲۰۰ ہجری ۱۵۰۰ میں الاول رابع ۱۲۰۰

لعمدہ ہی التخریج ہے فانہا ہی خلاف الاولی و خلاف المستحب کا حق و میں فی محلہ ۱۲۰۰ ہجری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الجواب
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْتَوْبَةَ وَالصَّوَابَ

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ ۱۔

ایسی گائے کی قربانی شرعاً جائز ہے کیونکہ سینگ کا ہونا ہی شرط نہیں
 تو بھرنے سے کیا حرج ہے البتہ اگر بچہ سے نکل جائے تو معیوب ہے نہ
 شے کا تو اعتبار ہی نہیں اگر واقعی حاملہ ہے تو قربانی اس کی بھی جائز ہے شرعاً و
 یہ شرط برگز نہیں کہ حاملہ ہو فتاویٰ عالمگیری ج ۴ ص ۸۰ میں ہے وینحرز الجوار
 وکذا مکسورة القرن کذا فی الکافی نیز اسی میں ہے الغنم والابل والفرار
 واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ و آلہ وصحبہ
 و بارک وسلم۔

عزہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ التیمی غفرلہ

۵ رذی الحجۃ ۱۳۸۶ھ ۱۷۶۷

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و فضیلان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں
 کہ ایک میل جس کی انول کا پتہ دیکھا گیا لیکن اب اس کی جہالتی ہو چکی ہے فقط فیض
 سفید نشانات موجود ہیں، اس کا کلمہ کا نشان موجود ہے، اس پر بھی ہال اگے ہوئے

ہیں یہی کی عمر جوان ہے خوب موٹا تازہ ہے، دیکھنے میں قزاور خوبصورت بھجی گئی ہے
سپاہیل قرانی کے لئے جائز ہے ؟

السل

مولوی غلام مرتضیٰ امجدی ریڈنگ ایجنٹ

۲۰۱۰ء



بصورت صحت سوال وہاں شرعیاً قرانی کے قابل ہے کہ یہ چیزیں مانع
نہیں کما فی اسفار مذہب مہذب الحنفی۔
واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبنا
صلى الله عليه وآله وسلم

۶ رزق الحج المبارک ۲۰۱۰ء

الاستفتاء

محرم موعود نورانہ حساب دام اعتبار
السلام علیکم کے بعد واضح ہو کہ خیریت طرفین دام نیک مطرب ہے صورت احوال
یہ ہے کہ علمائے دین اس مسئلہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ دو شخصوں نے ایک بھینسا



پنی گھر سے ۵۰ روپے میں خریدیا اور دس بارہ روز اپنے گھر رکھا پھر انہوں نے
 قربانی کے لئے ستر روپے میں فروخت کیا اور وہ بکھرے اپنے گھر سے
 درست جے یا کر نہیں؟ اور اس کے بعد ان کو مجبور کیا گیا، یا تو منافع نہ لو اور
 یا اپنے بکھرے نہ رکھو۔ جب ان کو مجبور کیا گیا تھا اس وقت آٹھ دن گزر چکے
 تھے اور وہ علیحدہ کئے گئے تھے اور ان کی جگہ دو اور بری شامل کیے گئے
 اور جن کو مجبور کیا گیا تھا انہوں نے دوسری جگہ کہیں بکھرے لے لئے
 مسد کا مکمل تشریح سے فیصلہ نکھیں۔ حامل رقعہ ہذا سلوی محمد دین نے زبانی
 بیان کیا ہے کہ وہ دو شخص تجارت پیشہ ہیں اور وہ ہمیشہ بھی فروخت کرنے
 کے لئے ہی خریدتا اور جب انہیں مجبور کیا گیا تو بھینے کے حصہ مجبور کر کے
 میں دو حصے پالے جو ایک سو چالیس کی بنے اور آخر وہ دو حصے بھینے کے
 رضا سے چھوڑ دئے۔ فقط والسلام

السائل : وزیر علی شاہ، چک بسنت پورہ



شرعا وہ ہمیشہ تجارت کا ستر روپے کا خریدتا جو ستر روپے میں فروخت
 کرنا جائز ہے اور اپنے حصے بھی رکھ سکتے ہیں، قرآن کریم میں ہے احل الله
 البيع، نیز ارشاد ہے الا ان تكون تجارة عن سراض اور مجبور کرنا
 نے غلطی کی ہے، انہیں ایسا کرنا جائز نہیں تھا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مجبور کرنے
 کے بعد وہ دو شخص اپنی رضا سے حصے چھوڑ گئے ہیں تو سب کی قربانی جائز ہے

اور بعض زبردستی کی اور بالکل رضائی نہ تھے، وکیل کر کے لے گئے تو جائز نہیں،
 دہقان کریم کا حکم الا ان سکون تجاسرۃ عن تراض اور رضا سے بچے
 نہ دوسرے سے پہلے حصوں سے چونکہ قیمت میں نام نہ ہیں تو ان کے حق میں
 بھی کوئی حرج نہیں، مسبوط ج ۲ ص ۱۲ میں ہے واذا اشتری اضعیۃ
 شعر باعها فاشترى مثلها فلا بأس بذلك۔
 واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وعلی آلہ

وامصابہ وسلم۔
 مرہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ امین غفرلہ

۸ رزی الحجۃ المبارک ۱۴۲۷ھ

الاستفتاء

السلام علیکم : اس مسئلہ کے متعلق علمائے دین کیا ارشاد فرماتے ہیں ایک
 شخص مثلاً زید نے قربانی کے لئے ایک گائے بعت کر لی جس کو
 تقریباً بیس یوم پہلے جب اسی بوم سے زید نے عمر کے ساتھ یہ وعدہ کیا ہے کہ
 اس تاریخ ذی الحجۃ تک اس گائے کو اپنے من میں رکھو اور ہر طرح کی حفاظت
 رکھو اور اس کو اپنے من کے ساتھ یہ بھی ڈلو تو آپ کو دو روپے دے جائیں
 زید کی شرط عمر نے منظور کر لی اب زید اپنے حصار برائے قربانی مقرر کر رہا ہے
 اور ہر ایک حصار سے مبلغ ۱۶ روپے لے رہا ہے اگر زید سے پوچھا جائے
 کہ اس طرح جائز ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں نے منطی حویلی سے خریدی
 ہے اس مفرغ خرچ پر سب راہ کیا کر ایہ وغیرہ اور گائے کا خرچ اس رقم میں ہے اب



صرت جواب بہ درکار ہے کہ آیا وہ میرے قلم سے سکتا ہے یا نہیں خود بھی محسوس دار
سے مثلاً : ۱۔ قلم ۹۵ روپے

پرورش گئے : ۲۔ روپے کل میزان خرچ : ۸۔ ۹۰ روپے
اب جو قلم وصول

مزدور جس نے گلے کو پہنچایا : ۸۔ آنے کر رہا ہے : ۱۲۔ ۱۱۲ روپے
بہنہ اپنی بیٹی کے زائد قلم : ۸۔ ۱۲ روپے

اس کی وجہ یہ ہے کہ جس شخص سے گلے خریدی گئی ہے اس نے ذرا لکھا
تھا کہ میں آپ کو گائے بھیر لو پہنچا دوں گا، کیا یہ قربانی اس طرح پر جائز ہے یا نہیں؟
جواب کے شکور ہوں گے، جواب بھی ثبوت کے ساتھ ہو۔

نور محمد حسد دار روٹری بٹلم خود



قرآن کریم کا ارشاد ہے احل اللہ البیعہ اللہ تعالیٰ نے بیع حلال قرار
دیا ہے اور دوسرا ارشاد ہے لا ان سکون محاربات عن سراض کہ تجارت
ایک دوسرے کی رضا مندی سے ہو تو اگر زیادت و دوائے نیت نفع سے
خریدی ہے تو خریدا بھی جائز اور دوبارہ فروخت کرنا بھی جائز، جس قیمت پر لینے والے
رضی ہو جائیں حسب ارشاد قرآن کریم اور اگر گھر کی گائے جو تو ہر ایک ہی کا نفع
اٹھاتا اور اپنا حصہ مفت رکھنا جائز مانا جاتا ہے مگر طرز سوال کی بنا پر لازم کہ وہ بھی
جائز نہ ٹھہرے اور زید مذکور فی السوال نے خود مجھے بیان کیا تھا اول الامر کہ



جس نے نفع کی غرض سے تجارت تو خریدی ہے اور اس نے جو خدمت مہربان
 نیکی کی ہے اس میں زیادہ کے قیمتی وقت کو نظر انداز کر دیا ہے۔ ہر روز
 صیغہ ہے، اس کے وقت کی قیمت بھی مصارف میں شامل کر کے حساب
 کریں حقیقت روشن ہو جائے گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جلال مجدہ اللہ وکرمہ وعلیہ صلی اللہ علیہ
 علی حبیبہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔
 حضور الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ العزیز

۵ ذی الحجۃ المبارک ۱۴۰۵ھ

الاستفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وعلی علیہ وسلم لکرمہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان خطام اس مسئلہ کے بارے میں
 کہ قربانی کی کھالیں مانتے ہوئے اس حالت میں دے سکتے ہیں جبکہ قلت مرنی
 کی وجہ سے گزرتا ہے مرنے والی عیہ ورنہ اس کا خطرہ ہو، اگرچہ وہ میت کی اکثر
 مساجد میں بغیر تغویہ ہے۔ یہ مسجد کو مقرر کیا جاتا ہے۔ سالانہ کچھ غنہ بمشکل بسر
 اوقات ملتا ہے، اٹھانا نہ نہیں پوری نہیں ہو سکتی، مذیشہ ہے کہ سخت نفسی
 کی حالت میں ایسا کہ سخت ذلت و منہیت میں گرفتار ہونا پڑے گا لہذا
 فقہ حنفی کے مطابق تفصیل جواب دیں، عین نواز شہرگی، مینو، توجروا۔

سائل: حافظ محمد ایوب، امام مسجد حک آئی اریاں
 ڈاک خانہ خاص تحصیل و ضلع شیخوپورہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الجواب
 أَنَّهُ اجْعَلْ لِي التَّوْبَةَ الصَّوَابَ

ہاں جائز ہے جبکہ بطور ادا و خیرات ہو یا بدیہ و تحنہ کی صورت میں
 ہو یعنی بطور خواہ نہ ہو، چام اور گوشت کا ایک ہی حکم ہے تو جس طرح قرمانی کا
 گوشت فقیر ادغنی و دونوں کو دے سکتا ہے یونہی چام بھی دے سکتا ہے اور
 غنّت و مزدوری میں گوشت اور چام و دونوں جائز نہیں، فتاویٰ عالمگیری
 ج ۴ ص ۸۲، تكملة البحر ج ۸ ص ۷۸، وغیرہا کتب مذہب حنفی میں صاف صاف
 لکھا ہے واللحم بمنزلة الجلد نیز فتاویٰ عالمگیری ج ۴ ص ۸۱ میں ہے
 ویجب منها ما شاء للغنی والفقیر، فتاویٰ عالمگیری ج ۴ ص ۸۳، تنویر الایضاً
 والختار، رد المحتار شامی ج ۵ ص ۲۸۷، وغیرہا میں ہے والنظر من
 الهندیة ولا ان یعطى اجرا الجزاء والذایح منها۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا
 محمد وعلى آله واصحابه وبارک وسلم۔
 عفو الفقیر البائس محمد نور الشانعی غفر له مستم دار العلوم حنفیہ دیرہ یسیر پور ضلع بنارس
 بقلم خود

۲۸ رد المحتار المبرک ۳۹۱

۱۶ ۷۲

الاستفتاء

جناب الحاج حضرت مولانا نور الدین صاحب بصیر پور شریف
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں :
کیا قربانی کی کھالیں امام مسجد کو امداد کے طور پر دی جا سکتی ہیں جو کہ
تخواہ کے طور پر نہیں ؟

مولوی عبدالحق ساکن بیروا تحصیل دیپالپور ۳۰/۹/۷۶



بال بطور امداد دینا بلاشبہ جائز ہے، قرآن کریم میں ہے و تعاونوا علی
البر والنقۃ ای کنسجی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ امام مسجد کی
خدمت بلا تخواہ کرتا ہے جو نیکی ہے تو اس کی امداد میں کوئی حرج نہیں جبکہ قربانی
کا گوشت پوست غنی اور فقیر دونوں کو دینا جائز ہے تو مسجد کی خدمت معاذ اللہ
کوئی شرعی عیب نہیں کہ جو چیز عام مسلمانوں کے لئے جائز ہے وہ امام و خادم
مسجد کے لئے ناجائز ہو جائے، فتاویٰ عالمگیری ج ۴ ص ۸۱ طحاوی علی الدرر
۴۶ ص ۱۶۶ میں ہے ویبب منها ما شاء للغنی والفقیر۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا



محمد و علیؑ اہل و اصحابہ و بہرک وسلم۔
 حررہ الفقیر الی الخیر محمد نور الدین النبی غفرلہ

۳۰/۹
 ۳۰۹۶

الاستفتاء

بخدمت جناب قبلہ مفتی صاحب

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :- سلام سنون، مزاج شریف، خیریت و نعمت۔
 عرض یہ ہے کہ میں خیریت سے ہوں اور آپ کی خیریت خداوند کریم
 سے نیک مطلوب ہوں اور عرض یہ ہے کہ ایک مسئلہ دریافت ہے، اگر ریڈیو پر
 تلاوت قرآن کریم ہو رہی ہے تو سجدہ تلاوت فرض ہے یا نہیں؟
 اور قربانی کی کھالیں صدقہ زکوٰۃ وغیرہ مسجد پر لگانا جائز ہے یا نہیں؟

دیکھی منڈے کے چھپے نماز جائز ہے یا نہیں؟
 اگر کوئی نمازی نہ ہو امامت کے لئے دھڑھی منہ نماز پڑھا سکتا ہے،

ببینوا توجروا

احقر محمد جمیل الرحمن سعیدی غفرہ قادری رضوی ۱۱/۸



۱۔ ریڈیو سے سنی گئی اگر بولنے والے کی اصل کلام ہی ہوتی ہے تو سننے والے

سجود واجب ہو جاتا ہے اور اگر اصل کو ہم نہیں دیکھ سکتے تو اسے
اسی میں ہے کہ سجود کر لیا جائے، سجود بہر حال جائز ہے۔

۲۔ قربانی کی کھال مسجد پر جائز ہے مگر زکوٰۃ جائز نہیں کھانا صرف
مشائخنا علیہم الرحمۃ فی کتاب المذہب مہذب
الحنفیۃ کافیۃ۔

۳۔ داڑھی منڈانے والے کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے کدائی معینہ وغیرہ
البتہ اگر سارے ہی داڑھی منڈانے والے ہوں تو امیر گنجائش ہوگی۔
واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ ارعظمہ
وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ بانی و مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ لیسٹریٹ
ضلع ساہیوال

۴، ردی الحجۃ المبارک ۱۳۹۲ھ ۸/۱۱



عقبة

مع الغلام عقیقتہ فاہر یقوا عند ما

_____ الحدیث

بچے کے ساتھ عقیقہ ہے لہذا تم اس کی طرف سے خون بہاؤ۔



بچہ پیدا ہونے پر بطور شکرانہ جو جانور ذبح کیا جائے اسے "نسیہ" اور عرفہ نام میں "عقیقہ" کہا جاتا ہے۔ عقیقہ "عن" سے مشتق ہے جس کا معنی ہے علیحدہ کرنا اور کاٹنا۔ پھر نومسود بچے کے سر کے بالوں کو عقیقہ کہا جاتا ہے کیونکہ انہیں مونڈ کر سر سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ اسی لئے اس موقع پر ذبح کئے جانے والے جانور کو بھی عقیقہ کہتے ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں عقیقہ کے جانور کے خون سے بچے کا سر آلودہ کر دیا جاتا تھا۔ اسلام نے جاہلیت کی یہ رسم ختم کر دی اور جانور ذبح کرنے کو برقرار رکھا جیسا کہ سنن ابوداؤد کے "باب فی العقیقہ" میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے مستفاد ہے۔

عقیقہ ایک مباح و مستحب فعل ہے جسے وجوب قربانی کے حکم کے باوجود باقی رکھا گیا۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسوس حضرات حسنین کرمین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ وجوب قربانی کے بعد کیا کیونکہ قربانی ہجرت کے ابتدائی سال شروع ہوئی اور حسنین کرمین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ تین ہجری ۱۰ھ میں کیا گیا۔

مذہب اربعہ نے ... فقہاء کا عقیقہ کے جواز و استحباب پر اجماع ہے۔

بعض لوگ یہ تاثر دیتے ہیں کہ عقیقہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہیں مگر یہ تاثر جہنی بر حقیقت نہیں۔ مشہور حنفی عالم اور محدث علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کی طرف عقیقہ کو خلاف شرع کہنے کی نسبت محض افتراء اور بہتان ہے۔۔۔ آپ نے عقیقہ کی مطلقاً نفی نہیں بلکہ اس کے سنت مؤکدہ ہونے کی نفی فرمائی

ہے۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج ۲۱ ص ۸۳)



عقیدہ میں لڑکے اور لڑکی کے لئے ایک ایک بکرا یا بعض روایات کے مطابق لڑکے کے لئے دو بکرے ذبح کئے جائیں۔ قربانی کی گائے وغیرہ بڑے جانور میں عقیدہ کا حصہ بھی رکھا جاسکتا ہے۔ عقیدہ کے جانور کے لئے بھی انہی شرائط کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے جو قربانی کے جانور کے لئے مخصوص ہیں۔

عقیدہ میں اصل یہ ہے کہ ساتویں دن کیا جائے یا ساتویں کا لحاظ رکھتے ہوئے چودھویں، اکیسویں یا اٹھائیسویں دن کر لیا جائے۔ ورنہ جب چاہیں کیا جاسکتا ہے۔

باب العقیدہ میں چار استثناءات شامل ہیں۔۔۔۔۔

(مرتب)



بَابُ الْحَقِيقَةِ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس میں کہ عقیقہ میں کس عمر کی گائے ذبح کر سکتے ہیں اور اگر کھانے کے لئے گائے خریدی جائے اور اس میں عقیقہ کے لئے حصہ مقرر کیا جائے اور ذبح کی جائے تو عقیقہ ہو سکتا ہے یا سالم گائے کرنی چاہئے؟ بینوا ماحور میں من رب العالمین۔

سید شاہ ازٹبی ساہیوالی



کم از کم دو سال کی گائے عقیقہ کے لئے صحیح ہے کہ اس میں وہ جانور کفایت کر سکتا ہے جو قربانی میں جائز ہو تو عقیقہ کے لئے کم از کم گائے کا ساتواں حصہ ضروری ہے اور حصہ داروں سے کسی کی نیت عبادت کے سوا گوشت کھانے وغیرہ کی نہ ہو تو یہ بھی معلوم ہوا کہ سالم گائے کا ذبح کرنا ضروری نہیں شامی ج ۵



۲۸۵ میں ہے و شمل ما لو كانت القربة واجبة على امر
او بعض اتفقت جہاتہا اولاً کا صحیحہ و احصاء وجہہ
صيد و حلق و متعة و قرآن خلافاً لفرلان المقصود
من سئل القربة و كذا الراي اد بعضہا المقيقة عن و لنقدہ
لہ من قبل لان ذلك جهة التقرب بالشكر على نعمة الرب
ذكرہ محمد رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ہاں اگر سالم گائے کی جائے تو جائز
مستحب تر ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتحدوا حکم و صلی اللہ علیہ
علی المحبوب و باریک و سلم۔
حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور الدین النعمانی الحنفی القادری الفریدی
نورہ اللہ ربہ و قواہ
۲۰ رجب المرجب ۱۳۷۱ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اندریں کہ عقیقہ ساتویں دن
نہ ہوا تو بعد میں کرنا جائز ہے یا نہیں ایک صاحب کہتے ہیں کہ منع ہے سبب
ما حیرین من رب العلمین۔



جواز مقابل منع بلاشبہ ہر حال میں ثابت ہے، حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مع الغلام عقیقہ



فانہ یقیناً عندہ ما و امیطر عندہ ارذی و زبرہ رزق کے ساتھ عقیدت
 پس بہاؤ اس کی طرف سے خون اور دور کرو اس سے تکفیر ہر روز
 البخاری و الترمذی وابن ماجہ و عند النسائي بخبرہ ایک اس
 حدیث شریف میں مطلقاً خون بہانے کا احتیاجی اس سے باقیہ سابع، اسے تم کی
 احادیث مطلقہ بجز ہر میں اور بعض احادیث میں جو قیاسی ہو جو وہ ہے وہ احتیاج
 فی الاستحباب ہے، پس اگر ایک احتیاج فہم ہو جائے یعنی سابع نیز جائے
 تو دوسرا کیوں ترک کیا جائے، علامہ شامی حلیہ الحرمہ عقود اندریہ فی تحقیق الفتاوی
 الحامدیہ میں فرمایا ہے و فی فصول العلمی المسمی بالکراہیۃ والاستحسان
 فی الفصل ۳۶ و یعلق عندہ فی الیوم السابع من ولادۃ النبی قال
 قد یعن نفسه علیہ السلام بعد ما بعث نبیا لینی ساتویں دن عقیقہ کرے
 اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد مبعوث ہونے کے عقیقہ فرمایا و فی شرح العباب
 للعلامة ابن حجر الناصبی و هو کتاب معتبر عندہم و وقتہا بعد تمام
 الولادة الی السورۃ فلاحری قبلہا و ذخیرا فی یوم السابع یس
 الی ان قال و یس رابع عن نفسه من بعد و ما یعلق عندہ یعنی وقت
 عقیقہ پورے پیر ہونے سے لے کر بانج ہونے تک ہے پس پورے پیر ہونے
 سے پہلے جائز اور ساتویں دن زوج کرنا سنت ہے اور جو بانج ہوا اور اس کا عقیقہ
 نہ ہوا ہو تو مسنون ہے کہ خود کرے، شرح التحفہ میں ہے و قد علق النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم بعد ما بعث نبی کہ ضرور عقیقہ کیا ہے نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر طرف سے بعد مبعوث ہونے کے نیز احادیث طیبہ
 اسی طرف ناظر کہ سابع خوب تقرب ہے کہ ما یدل علیہ مع لغام فی الحدیث
 السامی عن البخاری و الترمذی وابن ماجہ و فی حدیث النسائي
 عن ام کرز علی الغلام و علی الجارمۃ، بلکہ وہ حدیث جس میں ذکر سابع ہے



اسی سے بھی مستفاد ہے وہو هذا کل غلام رہیں بعقیقہ سزا دینے
 وہ سابعہ و یحییٰ و سلم و یحییٰ رواہ البخاری عن مسروق بن حذافہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اس حدیث و نحو کے معنی ہرگز کا گروی رکھا گیا ہے پہلے
 اپنے عقیدے کے ذبح کیا جائے دن ساتویں اس کے اور مؤثر اجائے سر اس کے
 اور نام رکھا جائے تو کیا وقت گزرنے کے بعد اسے گروی ہی رہنے دیا جائے
 اور ایسے ہی اگر ساتویں دن سر نہ مؤثر اجائے یا نام نہ رکھا جائے تو کیا تمام عمر
 سر منڈانا اور نام رکھنا منع ہو جائے گا؟ فتبین الامر ولله الامر لعلہ
 بالغرض پر ہم سابعہ کے بعد استحباب ہر جہ عقیدہ ہونے کے شبہ تو عدم استحباب ہے
 نفی جواز و اباحت سمجھنا سر سر بے خبری ہے کہ عدم جواز و اباحت کے لئے دلیل
 خاص کی ضرورت ہے ورنہ قاعدہ فقہیہ مستنبطہ از احادیث و آیات طبریہ ہے کہ
 اصل اشاء اباحت ہے یعنی جب تک دلیل کراہت و حرمت ملے مگر وہ حرام
 نہیں کہہ سکتے، قرآن کریم میں ہے عفا اللہ عنہما ترمذی شریف میں ہے وما
 سکت عنہ فہو معاف عنہ و نحو عنہ ابن ماجہ و نص علی هذا
 الشامی علیہ فی رد المحتار و غیر ذلک فی الاستفسار اور جب اباحت
 ثابت ہوئی تو منع زائل ہوتا ہے بلکہ نیت صاحب سے عبادت بن جائے گا کہ نیت
 صحیح میں ہے انما الاعمال بالنیات شامی میں ہے علی اندہ وان قلنا
 انہا مباحۃ لکن بقصد الشکر نصیر قریبۃ فان انصبہ لصبر العادات
 عبادات والمباحات طاعات (ترجمہ علاوہ اس کے اگر ہم کہیں کہ نفیقہ
 مباح ہے بجز بقصد شکر عبادت ہو جائے گا اس لئے کہ نیت موقوف کو عبادت
 اور مباحوں کو طاعت بنا دیتی ہے ہاں حکم ان اللہ و مترجح الوتر ساتویں
 کا لحاظ کیا جائے کہ چودھویں یا کسیوں دن یا ساتویں مینے مثلاً کیا جائے تو
 استحباب و راستحباب اس لحاظ سے ثابت ہو جائے گا ورنہ نفس استحباب تو حاصل



ہی ہے پس مانع پر لازم ہے کہ دلیل منع آیات و اس و مکتوبات و اقوال ائمہ رضی اللہ عنہم سے
بیان کرے ورنہ تحریم حلال کے وبال سے ڈرے قرآن کریم کا ارشاد ہے ولا
تقولوا انما نضع المسنک الکذب هذا حلال و هذا حرام
مفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ کذب
لابعد احون مناع قليل و لهم اجر عذاب الیم۔
واللہ و رسولہ اعلم و علمہما مترو حکما حلالا و حراما
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدود الفقیر ابو الخیر محمد نور الدین العینی الحنفی القادری نور اللہ ربہ و نور علی کا غیبی بیوی
۱۸ ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ

الاستفتاء

مکرمی و شفقی مولانا مولوی نور الدین صاحب دارالشفق ان فکر
السلام علیکم : معدوم کی حقیقہ کے متعلق روئے کے لئے دیکھنے کی کہنے
ایک بکرا بزرگان عظام و علماء کرام سے اور کتب معتبر میں سے اسی طرح بچھا گیا
ہے یہ عام مشہور سند ہے، چونکہ کسی صاحب نے آپ کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا
آپ نے ایک بکرا کا رے کے لئے جو زفر یا ہے اس لئے متمسک ہوں کہ
اگر ایک عدد بکرا لڑکے کے لئے جائز ہے تو واپسی کا رو میں مع حوالہ تحریر فرمادیں
آپ کا دعا گو : محمد فاضل خلیب جامع مسجد حویلی

محبی اخی فی لدین مولوی محمد فضل حسد دوم بانی مکتب

وَمِنْهُمْ سَلَامٌ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ : آپ کا مسئلہ استفادہ موصول ہوا جو اہل بیت
 پیر نے روکے کے لئے ایک بکرا و مانی معنہ ضرور جائز کہا ہے سن ۱۱۸۵
 ج ۲ ص ۳۶ . سن ہجری ۹۷۷ ص ۲۹۹ و ج ۹ ص ۳۰۲ سیدنا ابن عباس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما سے مروی ہے جنور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت امام حسن
 حسین سے عقیقہ میں ایک ایک دنبہ یا مینڈھا ذبح فرمایا . ایسے ہی ہجری ۹۷۷
 میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اور ج ۹ ص ۳۰۲ میں حضرت علی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت حسن کے متعلق ہے ولفظہ عن الحسن
 بشاة . فتاویٰ عالمگیری ج ۴ ص ۱۱۵ ، شامی ج ۵ ص ۲۹۳ میں عقیقہ کی تصریح
 یوں ہے والنظم من سہد المحتار وہی شاة تصلح للانحیة
 سذبہم للذکر والانشی .

والمولى تعالى اعلم وصلى الله على حبيبہ والہ وصحبہ وسلم۔
 بواپسی ڈاک اطلاع دیں، آپ نے کتب معتبرہ میں سے کس کس کتاب
 میں یہ دیکھا کہ لڑکے کے عقیقے میں ایک بکرہ جائز نہیں اور علماء کرام و وزراء کا بغض
 جو درحقیقت بہت بُنڈا یا بیعتہ علیہم حضرات کا عنوان ہے، ان میں کون کون حصہ
 اس عام جواب کے قائل ہیں۔ دلائل تحریر فرمادیں، والسلام
 منتظر الجواب الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعمی مغفرہ

الاستفتاء

کیا دانتے میں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر ایسا مسئلہ حقیقہ میں جب
 گائے تین لڑکوں اور ایک لڑکی کے لئے کفایت کر سکتی ہے یا کر نہیں کر
 قربانی کی گائے میں عقیقہ والا شامل ہو سکتا ہے یا نہیں؟
 جو عوام میں مشہور ہے کہ قطب ستارے میں حضور علیہ صلوٰۃ والسلام کا
 زیہ مبارک رہا ہے اس لئے اس طرف پاؤں نہیں کرنے چاہئے اور اس
 سمت کا بہت زیادہ ادب کرنا چاہئے، کیا صحیح ہے یا کہ عوام میں ہے
 بینوا توجروا۔

فقط والسلام مع اکرام
 السائل : غلام تفضی نوری خطیب چک ۲۲۳/۵ تحسین اکبر ضلع مظفر



اس تین لڑکوں اور ایک لڑکی کے عقیقہ ایک گائے سے ہو سکتے ہیں اس لئے
 کہ عقیقہ قربانی کی طرح ہے، فتاویٰ عفتو والدیریہ ج ۲ ص ۲۳۳ میں ہے
 مراۃ دم شرعاً کالاضحیۃ نیز اسی میں ہے وحکمہ کا حکام
 لاضحیۃ یعنی عقیقہ کے حکم قربانی کے حکموں کی طرح ہیں اور جبکہ قربانی میں

گھٹے کا ساواں حصہ بائیں ہے تو سبیاں بھی جائز ہو گا اور حقیقتہ میں ایک
 روکے کے لئے ایک بکری یا گائے کا ساتواں حصہ بائیں ہے اور دوسرے
 کو ایک روکے کے حقیقتہ میں دو بکریاں یا گائے کے دو حصے چاہئے تو اس
 حساب سے بھی کافی ہے کہ تین روکوں کے چھ حصے بنے اور ایک روک کا
 ایک حصہ اسی مقدار اللہ کے ج ۲ ص ۲۳۲ میں ہے ولو ذبح عن
 انذار شاتین وعن الجارية شاة جائز لان النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم عن الحسن والحسین کبشا کبشا اور قربانی کرنے والے کے
 ساتھ حقیقتہ کرنے والا شامل ہو سکتا ہے شامی ج ۵ ص ۲۸۵ فتاویٰ عالمگیری ج ۸ ص ۱۸
 میں ہے والنظر من الهندیة وكذلك ان اسراد بعضهم العقیقة
 عن ولد ولد من قبل کذا ذکرہ محمد رحمۃ اللہ علیہ۔
 ۲۔ یہ عوام ہی کا خیال ہے کسی آیت پاک یا قابل اعتماد حدیث شریف میں
 ہرگز ہرگز ثابت نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ والہ
 وصحبہ وبارک وسلم۔
 مؤلف الفقیر ابو الخیر محمد نور الدین نعمی نغفر لہ

۱۸ جمادی الثانیہ ۱۳۶۵ھ



تفسیر

بِئْسَ الْإِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ
وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

(المحجرات)

کتنا ہی برا نام ہے ایمان کے بعد فاسق کہلانا اور جو لوگ (اس روش سے) باز نہیں آئیں گے تو وہی ظالم کرنے والے ہیں۔

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ
فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ
فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ

_____ الحديث

تم میں سے جو کوئی بُرا کام دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے بدلائے اور اگر یہ
طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے روکے اور اگر یہ طاقت بھی نہ ہو تو اپنے دل کے
ساتھ (بدلنے کی خواہش رکھے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے



تغزیر کا اصل عذر ہے۔۔۔ یہ زہد و توبخ اور تادیب کے معنی میں مستعمل ہے۔ شرما تغزیر ایسی سزا کو کہتے ہیں جو کسی گناہ پر بغرض تادیب دی جائے اور شارع علیہ اسلام نے اس کی کوئی حد معین نہیں فرمائی۔ اور جن جرائم کی سزا شریعت میں متعین کردی گئی ہے اور ان میں کی یہی ممکن نہیں انہیں حدود کہتے ہیں۔ یہ سات جرائم کی سزا ہے۔

۱۔ قتل ۲۔ ارتداد ۳۔ ڈاکہ ۴۔ چوری ۵۔ زنا ۶۔ نذف (تست لگانا) ۷۔ شراب نوشی۔

تغزیر میں سزا قاضی کی صوابدید پر موقوف ہے۔ بعض اوقات صرف ذانت ذہن یا گوشمال کافی ہوتی ہے جب کہ بعض صورتوں میں قید و بند یا کوڑوں کی سزا دینی پڑے گی۔

آج کے دور میں جرائم کی انت نئی شکلیں سامنے آ رہی ہیں۔ معشرے کے ہوسر شہینہ عامر انتہائی بیچ، گھناؤنی اور شرمناک حرکات کا ارتکاب کر کے امن و سکون کو تہ و بربا کر دیتے ہیں۔ ان کے سدباب کے لئے سخت سے سخت سزا کی ضرورت ہے جرائم کی روک تھام بجرم کی رسوائی اور انہیں مرقع عبرت بنانے کے لئے قاضی (شرعی جج) اپنی صوابدید پر کوئی مجس سنا سرفیقہ بلائے کار لا سکتا ہے اور اس کے لئے تغزیر کا دائرہ وسیع ہے۔

تغزیر کا اختیار صرف حاکم اسلام یا قاضی ہی کو نہیں بلکہ بعض مخصوص صورتوں میں شوہر بھی کہ۔ ماں باپ اپنی اولاد کو اور استاد شاگرد کو تغزیر کر سکتا ہے۔

تغزیر کی متعدد صورتیں ہیں جو شخص کسی مسلمان کو کسی طرح ایذا دے۔ مثلاً اسے گالی

رے یا اسے ماسق، کاجر، حبیث، نوحی، شراب خور، خائن، چور، حرام زادہ وغیرہ کہہ کر پکارے اور اسے
الواقعہ وہ شخص ایسا نہ ہو تو کہنے والے کو تفسیر لگائی جائے گی۔ ایسے ہی کسی چوپائے کے ساتھ
کام کیا یا سرمازار کسی کی گجڑی اچھالی تو مستحق تفسیر ہو گا۔
کتاب احقر میں آٹھ اختلافات شامل ہیں۔

(مرتب)



کتاب التَّعْزِیر

الاستفتاء

حضرت مولانا مولوی محمد نور اللہ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعرض یہ ہے کہ آج مورخہ ۵۹-۱۱-۴ مئی
جلال ولد ماچھیا قوم مرانہ ساکن ۱۸۶۲-۱۸۶۳ تقاضہ شاہ معیور تحصیل اڈکاروہ نے
چارپہر پانی کے لالچ پر گئے کے ساتھ ایک ہی برتن میں گئے کی طرح زبان
کے ساتھ پانی پیا ہے، آپ کی طرف عریضہ ارسال ہے کہ آپ باشرعیت
اس کا فیصلہ تحریر کریں، نوازش ہوگی۔

پُرسندگان : ہشندگان چک ۱۸۶۲



اس شخص نے ایک حقیر لالچ میں آکر نہایت بے حیائی کا ثبوت دیا ہے
 اس پر تعزیر عامہ ہوتی ہے، شامی ج ۲ ص ۲۵۱ میں ہے الحاصل وجوبہ
 بلجماع الامۃ لکل مرتکب معصیۃ لیس فیہا حد مقدرا لہ
 اور تعزیر میں کوئی خاص سزا مقرر نہیں بلکہ حاکم شرع مجرم و جرم کی نوعیت کے کفو
 سے جو سزا مناسب سمجھے دے سکتا ہے اگرچہ نہایت سخت ہو، یہ معاملہ حاکم
 شرع کے سپرد ہے، دارالمختار اور اس کے متن میں ہے (و) التعزیر
 لیس فیہ تقدیر بل هو مفروض الی ہر ائی القاضی، و علیہ
 مشاخذنا (نہیلیں) اور چک والوں پر بھی لازم کہ دائرۃ قانونیت کے اندر
 رہتے ہوئے اپنا اثر و رسوخ پورا پورا استعمال کرتے ہوئے اس مجرم کو مجبور
 بنا دیں کہ صدقِ دل سے توبہ کرے اور آئندہ وہ یا کوئی اور ایسی بے حیائی کا
 اعادہ نہ کر سکے کہ حدیثِ پاک میں ہے من لم یمنک منک افلیغیرہ بیدہ
 فان لم یستطع فلبسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف
 الایمان رواک مسلم۔ (مشکوٰۃ شریف) ۳۶

وانتہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ والہ و
 اصحابہ وبارک وسلم۔

مفت الفقیر الی الخیر محمد نور النعمانی غفرلہ مستم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور
 ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ



الاستفتاء

سپہ فراتے ہیں علمائے دین ندین سکد :

مسیحی محمد صدیق عرف سیتا نے ایک منکوحہ عورت مسماۃ سرداراں بی بی کو اپنے ہاں ناجائز تعلقات کی بنا پر بسایا۔ ایک سال بعد مسماۃ سرداراں بی بی کی رکن حشمت بی بی جو اس عورت کے پہلے خاوندہ تھی۔ محمد صدیق نے اس سے عقد کر لیا، عقد کیلئے کے بعد بھی مسماۃ سرداراں بی بی سے ناجائز تعلقات مستور رکھے۔ جب سرداراں بی بی کو میتہ چلا کہ محمد صدیق نے میری رکن حشمت بی بی سے حیض طور پر نکاح کر رکھا ہے تو سرداراں بی بی مارے شرم کے فرار ہو گئی۔ ایسے شخص کے ساتھ ازدواجی شرع کھانا پینا یا رہنا سہنا، اس کا مسجد میں اگر شریف لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے تفصیل کے ساتھ جواب سے مشرق فائین

المون : میاں شرف الدین، الفت دین، اشیر دین، محمد رفیق

منڈی حاصیل کو ضلع بہاول پور زاہری دواخانہ۔

مولانا احمد یار صاحب، یہ فتویٰ جمعرات کو لکھوا کر یا لکھ کر ساتھ لے کر آویں۔

نزدی تاکید ہے، اختلاف بہت پڑ چکا ہے۔



شرعاً کسی کی منکوحہ عورت کا دوسرے سے نکاح شرعی بھی نہیں ہو سکتا
تو اس منکوحہ سرداراں بی بی کو مسی سیتا کا ناجائز تعلقات سے گھر آباد رکھنا اور

بہا محض حرام تھا و مردوں کی کوئی شے کی یا چوٹی اس کے لئے حرام نہ رہا
 حست بی بی کا کاح کرنا حرام اور فریب کے علاوہ کچھ بھی نہیں پھر یہ ہے
 مردوں کا اسے شرم کے فرہ ہونا بھی فریب ہے اگر اسے شرم تھی تو ہونا
 کہوں کرتی رہی۔

بہر حال سوا مال بی بی اور سیتا دونوں بے شرم حرام کا رہیں۔ قرن دوم
 میں ہے و لمحضنت من النساء اور مذہب مذہب حنفی کے تہم قائل
 متون و شروح و حواشی میں سکھو حنفی کی حرمت اور مرنیہ کی لڑکی وغیرہ کی حرمت کی دفعہ و شریعت
 سے زیادہ روکش نفوس و تصریحات گونج رہی ہیں چنانچہ فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۸۰
 میں ہے القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير
 اور ص ۲ میں ہے القسم الثاني المحرمات بالصهرية (التي ان
 قالوا فمن نفي بامرأة حرمت عليها ما وان علت وابستها
 وان سفلت الخ بدایہ، فتح القدیر ج ۲ ص ۳۶۵ میں ہے والنظر من الهدية
 و من نفي بامرأة حرمت عليها ما وابستها الخ تخویر الابصار و المختار
 اور رد المحتار شامی کے ج ۲ ص ۳۸۱ وغیرہ صفحات میں بھی ہے و منتہا و لو
 من نفي الخ۔

بہر حال یہ مسئلہ بالکل بے غبار ہے کہ مسمی سیتا حرام کا اعلان یہ فاسق الہ
 فاجر ہے اہل اسلام پر لازم کہ اس کے ساتھ میل جول نشست و برخاست نہ کریں
 صحیح مسلم شریف ج ۱ ص ۵۰ میں ہے حضرت ابو السعد رضی اللہ عنہ سے ہے
 سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من سرائى منك
 منك فليعبره بیده فان لم يستطع فليسانه فان لم يستطع
 فليقلبه وذلك ضعف الايمان یعنی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی بُرا کام دیکھے تو اس کو اپنی ہمت سے روک دے اور اگر
 حاجت نہ ہو تو اپنی زبان سے بد لکے اور اگر یہ حاجت بھی نہ ہو تو چشمہ دل کیلئے
 دیرِ مہیا درجہ ایمان ہے کہ اس کے بعد ایمان کا کوئی حصہ نہیں زمینیں جہاں ہے
 غلہ نیلہ عالم و فاجر کے ساتھ کس طرح جائز ہو سکتا ہے اور اس منہ کے بارے میں
 قرآن کریم کی آیات مبارکہ اور احادیث شریفہ اور قول ویا وراثتِ عظیمہ
 و زبور و شمس سے زیادہ واضح طور پر ثابت ہے، لہذا مسجد میں نماز پڑھنے سے
 روکا جائے، قرآن کریم پارہ اول میں ہے وَمَنْ ظَلَمَ مَنًّا
 سَجَدَ لِلّٰہِ اِنْ مِّنْ ذِکْرِ فِیْہَا اِسْمٌ اور سیدنا ذی النورین عثمان غنی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان بدکار باغیوں فاسقوں فاجروں کے متعلق ہے
 جنہوں نے ہزار ہا سخت ظلموں کا ارتکاب کیا تھا، فرمایا الصلوٰۃ احسن
 مَا یَعْمَلُ النَّاسُ فَاِذَا احْسَنَ النَّاسُ فَاَحْسَنَ مَعَهُمْ وَاَدَّ السُّبُو
 حَ فَاَجْتَنَبَ اَسْلَہُ تَمَّ صَیْحُ بَخَّارِی جہاں ۹۶ یعنی نماز انسان کے بہترین کاموں
 میں سے ہے تو جب لوگ اچھا کام کریں تو ان کے ساتھ اچھا کام کرو اور
 جب بُرا کریں تو ان کی برائی سے بچو لہذا نماز سے نہ روکا جائے۔
 وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَصَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ اَعْمَر
 و سلم۔

مرقۃ المفقیر ابو الخیر محمد نور الشافعی غفرلہ بقلم ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی

نے سجدہ کر دیا۔ وہ سپیکر اتار کر عیائیں کو تقریر کے لئے دے دیا۔ اس پر ان
 س بات پر مصرحی کہ سپیکر اب مسجد میں استعمال نہیں ہونا چاہئے، بعض کے
 کہ سپیکر استعمال کیا جا سکتا ہے جنہوں نے سپیکر اتار کر دیا ہے، انہیں سب
 ہونا چاہئے، جس طلب امر یہ ہے کہ جرمانہ کتنا ہونا چاہئے، جج لاؤ سپیکر اتار دینا
 نے نص مزبح کی خدمت و رزی کی ہے و من اظلم من من منع عبدا
 جرم اشد ہے۔ بیوا توجروا۔

(مسؤل علیہ المدارس)

اسئل بشیر احمد نذرانہ موضع فتح پور تحصیل فیروز والا نزد مرید کے (شیخ پورہ)



واقعی اس شخص نے ظلم کیا ہے لہذا با اثر افراد اس شخص کو سمجھائیں کہ خیرات اور صدقہ کا
 سکینڈل کو کچھ کھلا پلا دے اور مسجد کی بھی کچھ خدمت کرے، ویسے جرمانہ کے طور پر پشیم
 هذا كان في اول الاسلام ثم نسخ كما في الدس والشامي، والله تعالى اعلم
 وصلی اللہ علیہ وسلم۔

مفت الفقیہ الاسلامی محمد نور احمد النعمانی غفرلہ از البصیر پور شریف ضلع ساہیوال

الاستفتاء

بسم الله الرحمن الرحيم محمد بن الفضل بن رسولہ لکریہ

مکرمی جناب حضرت مولانا غلام احمد جی پور خان پور صاحب

السلام صلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :- میں ایک فتویٰ کی سخت ضرورت میں ہوں
لہذا فتویٰ عنایت فرما کر شکر کا موقع بخشیں۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک گاؤں کی مسجد کے امام صاحب کے بھائی تھے
جن کا انتقال قریب چار سال ہوئے، بوجھ چکا ہے، مرحوم کی بیوہ اور بچی مرحوم
کے بعد اپنے والدین کے گھر چلے گئے ہیں، امام صاحب مذکور نے برہنہ
عکس کی کہ بیوہ ہمارے گھر آجائے تاکہ بیوہ کا نکاح ثانی اپنے چھوٹے بھائی سے
کر دیا جائے مگر اس پر نہ تو بیوہ رضا مند ہوئی اور نہ اس کے والدین وغیرہ رضی ہوئے
اب اس بیوہ کے عزیز بیوہ کا نکاح ثانی اس کی مرضی سے کیوں اور کرنا چاہتے ہیں
اور تادیب بھی مقرر کر دی گئی ہے لہذا امام مذکور نے یہ فریب کیا کہ اس بیوہ کا خونی
نکاح نامہ مکمل کر لیا ہے اور اپنے بھائی سے جھوٹا نکاح ہونا دکھایا ہے جبکہ
دو بیوہ ان کے گھر چار سال سے آئی ہی نہیں اور دو ان پچھو آدمیوں کے انگوٹھے
بطور گواہ لگوا لئے ہیں اور مجب طریف کی عدالت میں استغاثہ دائر کر دیا ہے جس سے
بیوہ کا نکاح ہونے میں رکاوٹ ڈال دی گئی ہے اور یہ راز ہر آدمی پر عیاں ہو گیا
ہے، دھوکہ، فریب، جھوٹ ظاہر ہو گیا ہے اور چند آدمیوں نے امام سے جب
یہ کہا کہ آپ امام مسجد ہیں، آپ کو ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیے یعنی تو انہوں نے
جواب دیا کہ میرا نجی معاملہ ہے، اپنے فائدہ کے لئے جھوٹ بھی جائز ہے وہ

اپنا حق سمجھتے ہیں اور اس دھوکہ کو جائز قرار دیتے ہیں، مہربانی سے آپ فرمائیے
صادر کریں کہ ان کے پیچھے ہماری نماز جائز ہے یا نہیں اور شریعت ایسے فریب
پر کیا حد لگاتی ہے کیونکہ کافی آدمی ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں اس لئے
پسند نہایت ضروری حل طلب ہو گیا ہے۔ فقط

خیرانیش : ماذہیل الرحمن خاں، چک ۲۰۰ تحصیل اڈکارہ ضلع ساہیوال ۱۹۱۰



اگر یہ سوال صحیح اور واقعی ہے تو وہ امام فاسق و فاجر ہے، اس کو امام بنانا
جائز نہیں، وہ اس پاک منصب کے ہرگز ہرگز لائق و قابل نہیں، اس کی اقتدار میں
نازک و نہ تحریمی ہے کما فی شرح السنیۃ للحلبی و الشامیۃ لفظاً و
امام بنانا جائز نہیں اور نہ اس کے پیچھے نماز جائز ہے، شرعاً وہ مجرم ہے، اس کی
تقریر لگائی جائے جو حاکم شرعی کا کام ہے، آپ کا صرف یہی کام ہے کہ اس کو
الگ کر دیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ
و اصحابہ و بارک و سلم۔

حررہ الفقیر الی الخیر محمد نور الداعی غفرلہ از دارالعلوم خفیہ فریدیہ بصیر پور
ضلع ساہیوال ۲۶ شوال المکرم ۱۳۹۴ھ



الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک چودہ سالہ لڑکے نے رات کو ۹ بجے شیردار گائے کے ساتھ بیغی کی جگہ پر ایک ۱۸ سالہ نوجوان نے رنجیدہ کیا۔ مزہم کے باپ سے قسم پاشی مگر اس نے انکار کر دیا کہ میں اپنے لڑکے کی قسم بوجہ اس کی کم سنی کے نہیں دیتا ہوں اس لئے لازم تو مقرر ہو گیا، اب گائے اور بچہ پڑے کے متعلق تفصیل سے علوہ معتمدہ حکم دیا جائے کیونکہ بچہ پڑا دودھ پی رہا ہے، جواب سے مشکوٰۃ فرمائیں۔

تحریر: حکیم عبدالحکیم ڈولہ ساکن ڈولہ وال تحصیل دیپال پور ضلع ساہیوال تقیم خود

۱۸



شرعاً یہ فعل بد ثابت نہیں کیونکہ شرع میں دو مردوں کی گواہی ہوتی ہے ایک کی گواہی معتبر نہیں، قرآن کریم میں ہے و استشهدوا بشہدین من سراجا لکم الی ان قال حبیل و علام معن ترضوت من الشہداء اور یہ حکم حدیث شریف کا بھی ہے پھر سائیکس و گکزار محرم حبیل ڈولہ ملا محمد شعبان صاحب ڈولہ ملا محمد حسین صاحب ڈولہ از ڈولہ وال ضلع ساہیوال

سے مانتا ہے بیان کیا کہ وہ گواہ کبھی نماز پڑھتا اور کبھی نہیں پڑھتا تو وہ محض سر
 - صوں سے نہیں لہذا وہ گواہ ہے ہی نہیں اور لڑکے کے باپ کا قسم
 نکال کر یا بھی حرم نہیں بنایا جاہوں کا خیال ہے لہذا وہ گائے پرست و رماں
 دو دھرمین بھی جائز ہے اور رکھنا بھی جائز ہے اور کچھ پڑے کا بھی کوئی حرج نہیں
 اور وہ لڑکا بھی بری ہے۔

واللہ نفعالی اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و علی آلہ
 و صحبہ و بارک وسلم۔

عہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ ایم غفرلہ

۵-۶-۷۸

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے
 عمرو کو تالاب میں بھینس کا دم پکڑے ہوئے آدھ جسم پر ہنہ دیکھا تو زید نے اپنے
 ساتھی سے کہا کہ دیکھو یہ عمرو کیا کر رہا ہے؟ اس کے بعد عمرو سے پوچھا گیا
 کہ تو نے یہ فعل کیا ہے؟ عمرو نے صاف انکار کر دیا اور صاف انکار کر رہا ہے
 زید نے تمام قریہ میں عمرو پر عذا قذف پھیلادیا کہ عمرو نے بھینس کے ساتھ
 بد فعلی کی ہے اور یہ تمام واقعہ امام مسجد قریہ ہذا کے پاس ذکر کیا عمرو کے
 گھروالوں کو جب اس معاملہ کا پتہ چلا تو زید کو پنچایت میں بلایا گیا پنچایت
 جب زید سے بیان لئے، زید نے کہا میں نے غلطی سے یہ تمام واقعہ قذف
 قریہ میں پھیلادیا ہے، اس کے بعد زید کا آخری بیان ہے کہ مجھے یقین نہیں

جہاں نے محض مذاق کے طور پر یہ اتنا لکھا یا جسے کہ قاذب پر شرمی کا خط سے حد تک کہتی ہے، برائے مہربانی کتب معتبرہ سے تحریر فرمائیں۔
سائل : حافظ محمد امدیس چک ۲۱ یو پی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْجَوَابُ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْيُسْرَىٰ وَالصَّوَابَ

زید تے نہایت بُرے جرم کا ارتکاب کیا اپنے مسلمان بھائی پر بہتان باندھا
اس کا دل دکھایا، قرآن کریم میں ہے وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيٍ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَلُوا بِهٖتَانٍ وَاثْمًا مِّمَّا
يَكْسِبُ قَوْمٌ ۚ تُوَسَّوْا عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِي عَذَابٍ مُّهِينٍ
من ارتکب منکر اور حدِ قذف اس پر لازم نہیں کیونکہ قذف اس پر لازم ہے جب نہ انکی
تتمت لگائے، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۳۳ میں ہے الْقَذْفُ فِي شَرِّ
الْهَمِّ بِالزَّوْنِ اور تعزیر کا معنی یہ ہے کہ مجرم کو ادب سکھانے اور گناہ سے باز رہنے
کے لئے ایسی سزا دینی جو مفید ہو کما فی الہندیۃ وغیرہا، اس میں کوئی
حد مقرر نہیں بلکہ حاکم شرع جتنی سزا مناسب سمجھے، دے سکتا ہے، فتاویٰ عالمگیری
ج ۲ ص ۲۳۶ میں ہے فَالتَّعْزِيرُ مَقْضُوعٌ اِلَى الزَّمَامِ۔

والله تعالى اعلم وصلى الله تعالى على حبيبنا وآله وصحبه
وابارک وسلم۔

عن الفقير الوالحير محمد نور السديقي غفر له ٣٠-٤-٦٣

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک
نوجوان آدمی ایک شیردار بھینس بیچی ہوئی کے ساتھ حرام کاری کرتا ہوا پکڑا گیا،
اس کے لئے کیا سزا ہونی چاہئے از روئے شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مفصل
تحریر فرمائیں۔

السائل: عبد الحکیم دولہ ممبر یونین کونسل پٹی پٹہ ۹۹ ساکن دولہا تحصیل دیالپور

۲۵ ۱۱
۱۳



اگر فعل شیعہ شرعاً ثابت ہو جائے بائیں طور کہ وہ پکڑنے والے مسلمان
منازمی اور نیک، عاقل، بالغ کم از کم دو مرد ہوں یا طرم بلا جبر و اکراہ اقرار کرے
تو اس شخص پر تعزیر عائد ہوتی ہے، جو سزائے موت کی صورت میں بھی ہو سکتی
ہے مگر یہ ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہے تو اسے اپنے اختیارات کے
محافظہ سے ذرا کوب وغیرہ سے ایسی سزا دیں کہ آئندہ وہ اور اس جیسے دوسرے
لوگ اس گندے کام سے رُک جائیں، رہی وہ بھینس تو ائمہ مکرم فرماتے
ہیں کہ ایسے جانور کو ذبح کر دینا چاہئے اور یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ایسے جانور



سے نفع اٹھانا زندہ ہو یا مردہ، محروم ہے اور یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اگر وہ جانہ کسی دوسرے کا ہو تو وہ قیمت وصول کر کے بدکاری کرنے والے کے ذمہ لگا دے کہ فرج کیا جائے، درالحقار میں ہے یعنی روتنہ شہر تحرق و یکرک الانتفاع بہا حیتہ او میتہ شامی میں ہے فان كانت الدابة لغير الراطی يطالب صاحبها ان يدفعها اليه بالقيمة شہر تذہم ہکذا قالوا ولا یعرف ذلك الا الله عا فیحل علیہ، (نہ یلعن و نہر)

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ واصحابہ و
بہائم و مسلم۔

عن الفقیر الوبالخر محمد نور السامی غفرلہ

۶۲ - ۱۲ - ۲

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی تقریباً ۱۵ یا ۱۶ سال گائے کے ساتھ وظی کی اور وظی کا بمقر اس طرح سے ہوا کہ میں نے اپنا ذکر گائے کے فرج میں داخل کیا اور دو دفعہ حرکت کی لیکن منی انزال کچھ نہیں ہوا: یہ اقرار اس کا چار گواہوں کے رد پر ہے اور ایک شاہد مرقع کے کی شہادت ہے جو کہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ فاعل نے ذکر گائے کے فرج میں داخل کیا اور دو مرتبہ حرکت کی تو میں نے پیچھے سے لاکھی لگائی تو وہ گر پڑا اور اس کے آگے اور گائے کے فرج پر منی وغیرہ کچھ نہیں دیکھی تو

اس سدا میں گائے کا کی حکم ہے؟ اس کا چھوڑنا اور دودھ پینا جائز ہے
یا اس کو ذبح کیا جاتے؟ اور فاعل پر شرعاً کیا تعزیر ہے؟ بیوا تو جبروار
استفتیٰ عبد الواحد



صورت مذکورہ میں فاعل کو جوتوں سے خوب زد و کوب کیا جائے
اور گائے کو ذبح کر کے جلا دیا جائے اور اگر گائے کا مالک ہو تو فاعل اس کی
قیمت بھی مالک کو ادا کرے، ورنہ الخیار میں ہے ولا یجد بوطی بہیمۃ
بل یعزر و متذبح ثم تحرق و یسکرہ الانتفاع بہا حیت و میئۃ
انتہی و یفتی بہ للیاسة و تنفییر الخبثا۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم و اصل
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حررہ الفقیر الی الخیر محمد نور الدینی مستم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور
۱۵ شعبان المعظم ۱۳۶۱ھ



خطر و اباحت

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ
—

اور اللہ نے تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔



الدين سر

المحدث

دين آسان ہے



خطر کا معنی ہے چٹا پر میز کرنا۔۔۔۔۔ یعنی یہ کام ممنوع ہے لہذا اس سے بچنا ہے اور
باحث کا معنی ہے جائز و مباح۔۔۔۔۔ یعنی اس کے چھوڑنے یا کرنے پر ثواب ہے نہ عذاب۔۔۔۔۔
البتہ اگر کوئی بھی جائز و مباح کام نیت صالحہ سے کیا جائے تو عبادت من جاتا ہے جس پر حسب نیت اجر و
ثواب ملتا ہے۔۔۔۔۔

فقہاء کرام اس کتاب میں ایسے امور کا تذکرہ کرتے ہیں جو شریعت مطہرہ میں مباح، مکروہ و
منوع ہیں۔۔۔۔۔

”کتاب الخطر والاباحہ“ میں چھبیس استثناءات شامل کیے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ جن میں بعض
مسائل وہ ہیں جو ہمیشہ سے علماء کے ہاں موضوع بحث چلے آ رہے ہیں مثلاً لویائے کرام کے مزارات
پر مقام و تہ جات کی تعمیر۔۔۔۔۔ میلاد پاک۔۔۔۔۔ گیارہویں شریف۔۔۔۔۔ درگان دین کے
موس۔۔۔۔۔ طعام پر فاتحہ و ختم پڑھنا۔۔۔۔۔ ایصال ثواب۔۔۔۔۔ قرآن خوانی۔۔۔۔۔ کھڑے ہو
کر سلام پڑھنا۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ اذان کے ساتھ درود و سلام وغیرہ۔۔۔۔۔

حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ نے معتدل، معقول، افراط و تفریط سے پاک اور مدلل انداز
میں ان مسائل کی شرعی حیثیت بیان کی ہے نیز داڑھی کی مقدار۔۔۔۔۔ لیوں کے بال نوچنے۔۔۔۔۔
اور۔۔۔۔۔ قرآن کریم کے بوسیدہ نسخوں کی تدفین وغیرہ مسائل پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی



جے۔ یہ لحاظ رکھنا کہ جس ایسے نوبت بھی شامل ہیں جو دور حاضر کے تقیید و شرط سے جس میں ان کا عمل وقت، سنت و روشنی میں پیش کیا گیا ہے مثلاً

جس میں مریضوں کو خوش دینا۔۔۔۔۔

گھر یا بیرون ہو میوہ پھل کی اشیاء کا استعمال۔۔۔۔۔

عورتوں کو تعظیم و احترام۔۔۔۔۔

نوبت جس میں نماز وغیرہ۔۔۔۔۔

ماہ و ازیں بہت سے مسائل جدید و کا ذکر فتاویٰ نور یہ کی باقی جلدوں میں حسب موقع آیا

ہے مثلاً نماز میں یاد و پیکر کا استعمال۔۔۔۔۔ ریل گاڑی میں نماز۔۔۔۔۔ گھر کی چیم۔۔۔۔۔

رہیت ہلال۔۔۔۔۔ روزہ کی حالت میں انجکشن۔۔۔۔۔ بلغم یا یہ ڈنکارک وغیرہ (ایسے مقامات جہاں

جس وقت صرف ڈیزہ ڈھنسنے کی رات ہوتی ہے) میں نماز روزے کے مسائل۔۔۔۔۔ حج کے بارے

تصویب۔۔۔۔۔ لور۔۔۔۔۔ دو متحد الجسم عورتوں کے نکاح کا حکم وغیرہ۔۔۔۔۔

(مرتب)

-----☆~☆~☆-----



کتاب الحظر والاباحہ

الاستفتاء

نوٹ : سوال ذیل گناہِ سائل کا ہے ، ناریج بھی نہیں لکھی ، سوال کے ساتھ جوابی حوالہ پر یہ پتہ ہے : دفترِ رضائے مصطفیٰ، چوک دار السلام گوہر انوار ، س سے مدار و سما کے دفترِ رضائے مصطفیٰ اخبار کے متعلقین میں سے کسی صاحب کا سوال ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کا یہ قول ہے کہ اعلیٰ حضرت ، اہل سنت و مجددیہ مائتہ حاضرہ مولانا امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے معاذِ فتنے وقتی تھے جس بناء پر آپ نے حرمت و کراہت کا فتوے دیا تھا ، وہ جیاد و روجہ ب اس زمانہ میں نہیں رہی اس لئے حرمت و کراہت کی بجائے حجاز و باحت کا فتویٰ جانکا اس سلسلہ میں انہوں نے انگریزی لباس ، پتلون ، ٹالی ، بیٹ وغیرہ اور فاسحہ و فتنہ کے کپڑے ، ٹکیوں کی کتابت اور گھڑی کے لوہے ، پتیل وغیرہ دعوات کے چین کا خاص طور پر نکر کیا ہے کہ اگرچہ اعلیٰ حضرت نے انگریزی لباس کو حرام ، لوہے پتیل وغیرہ کے نہیں کیا تھا



اور ان کے ساتھ منار کو مکروہ تحریر فرمایا ہے اور لڑکیوں کو لکھ سکھانے کی ممانعت ہے۔
 ہے مگر جو کچھ اب ہمارے زمانے میں اس کی کیفیت بدل گئی ہے وہ ان چیزوں کا نام نہ
 ہو گیا ہے۔ اس لئے عموم جہی کی وجہ سے اب انگریزی لباس و فاسقانہ وضع کے کپڑوں
 استعمال لڑکیوں کو لکھ سکھانا اور نوہے پتل وغیرہ کا چین پہننا جائز و مباح ہو گیا ہے۔
 دریافت طلب امر یہ ہے کہ

۱۔ کیا زہدہ کور کا یہ قول صحیح ہے اور آج کل کے کسی عالم کو مجتہد وقت کے معتقد شرعی قانون
 میں ترمیم و تفسیح کا حق حاصل ہے؟

۲۔ کیا واقعی رواج عام ہو جانے کے باعث انگریزی و فاسقانہ لباس، نوہے پتل و چین
 اور لڑکیوں کو لکھنا سکھانا اور سکولوں کا بچوں میں پڑھانا جائز ہو گیا ہے۔

۳۔ کیا عموم بڑی کی کوئی شرائط و حدود ہیں یا ہر شخص اپنی منشا و منشاء کے مطابق کسی جائز
 غلط چیز کا رواج دیکھ کر اسے جائز و مباح قرار دے سکتا ہے، کیا اس طرح امر جائز
 اور دین میں آزاد خیالی پھیلنے کا خطرہ نہیں؟



ہاں مجتہد وقت کی ایسی جہدیت و تصدیقات اتھو کتاب و سنت سے مل سکتی ہیں لیکن
 ہوں ہو سکتا ہے کہ علماء خود مجتہد وقت ہی اس کا میں میں ہی نہ ہو سکتے ہیں۔
 فالصواب اللہ تعالیٰ ہو۔

نویس ہے کہ خود مفتی صاحب کو روز روشن کی نظر معلوم ہے کہ حضرت امام
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتقد اقوال و فتاویٰ شرعیہ کی موجودگی میں حضرات صاحبین دینا



جہ تادمہ بلکہ متحرریں کے بھی بہت سی فرق و فقاہت ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ جن کی پکار قبول صورتی و حضوری وغیرہ اصول سنیہ پر ہے جس کی تفسیر فتاویٰ جمہوریہ میں ۳۸۵ وغیرہ ہیں۔ سبب یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ خود ہمارے محققین کے صدقہ نہیں بلکہ ہزارہا تظلمات ہیں جو صرف متاخرین نہیں بلکہ متقدمین حضرت خلیفۃ المسیح اہم قاضی خان وغیرہ کے اقوال و فتاویٰ شرعیہ پر ہیں جن میں اصول سنیہ کے علاوہ سبقت و غیرہ کی صریح نسبتیں بھی مذکور ہیں۔

اور یہ بھی منہاں نہیں کہ ہمارے مذہب مذہب میں مجددین حضرت معصومین علیہ السلام تظلمات کا دروازہ اب کیوں بند ہو گیا؟ کیا کسی مجدد کی ہی کوئی تصریح ہے کہ مذکورہ سنی تصریح؟ اور اصول سنیہ کا زمانہ اب گزر گیا سنا اگلیہ کہ فقیر بننا فرض عین ہو گیا کیا تادمہ حوادث و فوارش کے مناسبات حکام شرعیہ موجود نہیں کہ ہم بالکل مستحکم بن جائیں اور عملہ انبیاء کے ان کا فائدہ مزاحمت کی تصدیق کریں کہ معاذ اللہ اسلام فرسودہ مذہب ہے، اس میں روزمرہ ضروریات زندگی کے مابین ہزارہا تقاضوں کا کوئی حل ہی نہیں، و ما حول ولا قوۃ الا بالسر العسل العظیم۔

اسی ایک جواب سے مسٹر اور مسٹر کے جواب بھی واضح ہیں۔ سبب یہ حقیقت بھی اظہر من الشمس ہے کہ کسی حد و غلط چیز کو اپنے مفاد و فتنے سے جائز و مباح کہن ہرگز ہرگز جائز نہیں مگر شرعاً اجازت ہو تو عدم حرج و زکر اسے بھی جائز نہیں، غرضیکہ مفاد و نفس پرستی سے بچنا۔

کیا اور محدثانہ ہمارے دور و معاہدہ کرام محض اللہ کے لئے نسبت سے بلند و بالا سر جوڑ کر بیٹھیں، نہ ان کے فیصلے کریں، مثلاً یہ کہ وہ لباس جو کفار یا فحار کا شعار ہونے کے باعث حرام ہے اب بھی شعار سے تو ناجائز ہے یا اب شعار نہیں ہے تو جائز ہے مگر بغیر یہ توقع نہ ہے کہ ہمیں کر سکیں اور یہی انتشار آزاد خیالی کا باعث بن رہا ہے

فانشر وانا الیہ راجعون

میری مجاہدہ اسے ہے کہ فرید نے اپنے دعائیہ پرچہ دلائل دے دیے ہیں ان میں غور کی

مزدون سے ذماتہ پر واثاق اور الہی بصر

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على سيدنا ورسولنا

محمد وآلہ واصحابہ وجمعہ وسلم و محمد و بہا و مارک و سلم

الفقیہ ابو الخیر محمد نور اللہ النعمانی غفرلہ

۸ ریادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ



عورتوں کیلئے تعلیم کتابت کے جواز پر تحقیقی رسالہ

الافشاء

فج جولہ

تعلیم الکتابۃ للنساء

الإفتاء في جواز تعليم الكتابة للنساء

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اندر میں مسئلہ کہ عورتوں کو تعلیم کی کتابت
ماز ہے یا کہ نہیں، کہا جاتا ہے کہ حدیث شریف میں ممانعت آئی ہے
بسمو اہل حورین من رب العلمین

السائل: محمد عبدالرحمن نوری

مدرس دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور



سَمِعْنَاكَ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ
نَحْمَدُكَ يَا وَاحِدَهُ وَالْمُتَنَبِّهَ وَالْمُسَلِّمَ عَلَى
مَنْ دَعَا إِلَيْهِ وَأَصْحِبَ أَوْلَى الْعَرْشِ وَالْعِظَةِ ۝

الْجَوَابُ الَّذِي نَجْعَلُ فِي التَّوْبَةِ الْقَوَابِلُ

ہم کتاب دوسرے آئی بلوں کی طرح نہایت ہی عظیم الشان اور خادم کتاب اس
علم ہے۔ دین اور دنیا کے مفادات اور ضروریات اس سے وابستہ ہیں تو اس علم کی تفسیر میں
علم کی طرح جائز و مستحق بلکہ ضروری ہے جس کا ثبوت ان تمام آیات و احادیث مبارکہ متکاثرہ سے
دفع ہے جن سے ہر علم نافع کی تعلیم کا جواز اس و شمس کی طرح ثابت ہے بلکہ بالخصوص ہر کتاب
فی الاطلاق بھی ثابت و مستفاد ہے، قرآن کریم میں ہے :

اِقْرْ اَوْ ذَرْنِكَ الْاَكْثَرُ الْمَدْعُ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ
مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

ترجمہ : پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس سے قلم سے کھنکھایا
آدمی کو جو نہ جانتا تھا : (کنز الایمان) ۱۷

خزانة العرفان شریف ص ۸۷۱ میں ہے :

”اس سے کتابت کی فضیلت ثابت ہوئی اور درحقیقت کتابت میں بڑے منافع ہیں

۱۔ عام مردم میں صرف اللہ جل جلالہ کے لئے ہیں اور درود و رسوم اس ذاتِ گرامی پر جن کے بعد کوئی ہی نہیں اور آپ کی آراستہ
پر عظمت و عظمت والے ہیں۔

۲۔ سے شریعت اور رحمت و درستی عطا فرما۔

۳۔ سے نصرت : ۵۱۲

۴۔ میں صحبت و ملاقات احمد رضا علی بریلوی ام ۱۳۴۳ھ اہل سنت برقی پریس مراد آباد

۵۔ حاصل ہو گا سید محمد نعیم الدینی مراد آبادی (م ۱۳۶۷ھ) * * *

وہ مومن کرمہ معافی معصومہ المعلوم و
 معلومہ مفید بہ المعلوم لہ
 تغیر پیشا پوری ۳۶ ص ۱۲۵ میں ہے :

وَمَا كُنَّا فِی مَدْحٍ اِنَّ تَعَالٰی حَسْبُ عَدُوِّ الْاِنْسَانِ
 مَعَهُ نَحْلُو وَالتَّسْوِیَةِ وَتَعْدِیْلُ الْاَعْضَاءِ الطَّاعِمَةِ
 وَالْبَاطِنَةِ وَصَفَ نَفْسَهُ بِالْكَرَمِ قَائِلًا "مَا غُرِّكَ بِرَبِّكَ
 الْكَرِیْمَ الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوِّكَ فَعَدَّلَكَ" وَحِیْثُ مِنْ عَلَیْهِ
 بِالْخَطِّ وَالتَّعْلِیْمِ مَدَحُ ذَاتِهِ بِالْاَكْرَمِیَّةِ فَقَالَ مُتَعَرِّضًا
 "وَمَا رُبَّكَ الْاَكْرَمَ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ" اِیْ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ
 بِوَسْطَةِ الْقَلَمِ اَوْ عَلَّمَ الْكِتَابَةَ بِالْقَلَمِ.

جس کا مابل یہ کہ تعلیم کی کتاب و قلم کی اہمیت اس سے واضح ہے کہ اللہ رب العالمین نے انسان کے
 پیدا کرنے اور ظاہری اور باطنی اعضاء کی خلقت کے بیان میں اپنے آپ کو کرم فرمایا اور اس احسان
 عظیم تعلیم کی کتاب کے بیان میں اپنی صفت "اکرم" سے فرمائی جو صیغہ تفضیل ہے اور اس نعمت کی
 فضیلت عظیم پر دل ہے۔

قرآن کریم کی سورہ ن میں بھی اس کی اہمیت کا بیان ہے رَبِّهِ وَ الْقَلَمِ
 وَ مَا یَسْطُرُ ۝ (سورہ ن ۱۳۶)

لے جامعہ علوم اور ان کے اسباب کی تعلیم اللہ تعالیٰ کے کمالی کرم سے ہے۔

تے حسن کوئی پیشا پوری (۱۵۷۸) غرائب القرآن مجلہ امیرہ مصر ۱۳۳۰ء

تے اسے انسان تھے کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا بچنے پر کرم سے جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے ہرست کا بحر

بر سے اعداد کو کتاب بنایا۔ (الاعتقاد ۱۰۶۱)

تے اور آپ کا رب (اکرم) علم سکھایا یا کتابت سکھائی، قلم کے واسطے سے۔ (العلق ۱۰۳۰)

۵۔ اہست :



قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جو دیکھتے ہیں۔
 بکثرت ایسے معجزین ہیں جن کے نزدیک اس قلم سے مراد جس کو ہے
 پوری دنیاوی قلمیں بھی داخل ہیں۔
 تفسیر کثیر طبع جدید ج ۳۰ ص ۷۸، تفسیر بیضاوی ج ۲ ص ۷۹، تفسیر السور
 ج ۲ ص ۲۱۲، مدارک ج ۲ ص ۲۱۰ میں ہے

والنظم للرازی وقوله معال و فلفوف فولا
 احدهما ان المقسم به هو الجنس وهو قد علم
 كل قلم يكتب به من قب السماء ومن قب الارض
 تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰۱ میں ہے :

الظاهر ان جنس القلم الذي يكتب به
 اقترأ وربك الاكرم الذي علم بالقلم
 علم الانسان ما لم يعلم فهو قسم معارف
 تنبيه لخلق عظم ما اعلم به عليهم من علم
 الكتابة التي بها تنال العلوم

علامہ فرید الدین محمد بن عمر رازی (م ۷۶۰ھ) مفتاح الغیب کبریا ص ۱۷۷

علامہ عبداللہ بن عمر بیضاوی اوزار الشریعہ نوکسور نکسور ۱۲۱۲ھ

علامہ ابوالسود محمد بن محمد عمادی حنفی (م ۹۸۲ھ) ارشاد النعمان ص ۱۷۷

علامہ ام داری قطر ازہیں کہ قرآن الہی "والنظم" میں دو قول ہیں، ان میں سے پہلا ہے۔ یہی قول صحیح ہے۔
 وہ منس ہے تو یہ ہر اس قلم پر صادق ہے جس سے ارضی و سماوی موجودات کو تحریر کیا ہے

علامہ ابوالسود محمد بن محمد بن عمر بن عثمان کثیر (م ۷۶۴ھ) معنی ابوالخلیفہ مصر ص ۱۷۷

علامہ حاکم علیہ السلام کہ اس قلم کی جنس ہے جو آوازیں نکالتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسودہ علیہ السلام سے فرمایا کہ علم بالقلم
 ایسی قلم کے ذریعے لکھا گیا، اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قسم ہے اور کہا ہے جسے اللہ تعالیٰ کو کلام اللہ ہے
 جس کے درجہ علم مابین کئے جاتے ہیں

تفسیر نثری پر ۲۹ ج ۱۵ میں ہے ،

ما العلم والاکتدوی علی اس جنس اقسام اللہ
سک فہم یکنب فی السماء و فی الارض لہ

تفسیر قرطبی ج ۱۸ ص ۲۲۵ میں ہے ،

و هو و ادم علی کل فہم مما یکنب من فی السماء
و من فی الارض لہ

اور آیت ہامینہ سے بھی علم کتابت کی ضرورت واضح ہے جس میں ارشاد ہوا "ما لکونہ"
اور یہ بھی اسی میں ہے ۔

ولا سماء ان تکتبوا صغیرا و کبیرا ۔
اور کئی اور آیات بھی ہیں جن سے فضیلت کتابت ثابت ہے ۔

بہر حال علم کتابت اللہ رب العالمین کا بہت بڑا انعام و احسان ہے جس کی طرف
ان آیات سے واضح ہے اور افراد انسان کا نصف بلکہ نصف سے بھی زائد عورتیں ہیں تو قسم آئینہ
سے عورتوں کے لئے بھی علم کتابت کا انعام ہونا ثابت ہو گیا و للہ تعالیٰ الحمد و الثناء
پھر صحیح حدیث سے بھی یہ مسئلہ "تعلیم الکتابۃ للنساء" ثابت ہے ۔ مستند امام

لہ و لعلہ میں ، اکثر علماء کے نزدیک قلم سے مراد قلم ہے ۔ اللہ سبحنہ نے ہر اس قلم کی قسم بیان کی جس سے نور
زمینا میں تحریر کا کام لیا جائے ۔

تہ اس اصحتی برود قلم ہے جس سے ارضی و سماوی موجودات تحریر کئے جائیں ۔

تہ اسے تحریر کیا کرو (البقرہ : ۲۸۲)

تہ ارض و مبرکہ کا معاملہ جھوٹا ہوا تھا اس کی تحریر سے مت اکتاؤ۔ (البقرہ : ۲۸۲)

تہ اللہ تعالیٰ کے تعریف اور اسی کا احسان ہے ۔

تہ ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) دار صادر بیروت

۳۷۲ میں جو ۳۷۲ ہجری ابو داؤد ج ۲ ص ۸۶ : حدیث ۱۰۳۶۱
 ۳۷۹ میں حضرت شہار بن عبد شہر بنی النضر سے روایت کیا گیا ہے۔
 حضور پر زور سے اللہ علیہ وسلم حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا :
 اور میں بھی حاضر تھی تو مجھے فرمایا :

الا تعلمین ہذا فیہ الحملۃ کما عسیب
 یعنی کیا تو اس کو رقیۃ النملہ کی تعلیم نہیں دیتی جیسے اس کو کتاب فی تسلیم
 تم نے دی ہے ؟
 حاکم نے فرمایا :

ہذا حدیث صحیح علی شرطہ اشعہ
 کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

امام ذہبی نے صراحۃً اس کی تقریر و تائید فرمائی اور نواد سے اس میں یہ
 سکوت فرمایا جو حسب القاعدہ تسمین ہے، تو اس جلیل القدر حدیث سے ثابت ہو کہ جبریت
 انکار بلا کراہت جائز ہے بلکہ مطلوب ہے۔

کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۶۱، زاد المعاد علی کمش الزرقانی ج ۱ ص ۳۴ میں ہے
 فیہ دلیل علی جواز تعلیم النساء الکسانۃ

-
- | | |
|---|--------------------------------|
| ابو داؤد و سلیمان بن اشعث سجستانی (م ۲۷۵ھ) | مجیدی کاچہر (۱۳۳۱ھ) |
| ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم (م ۳۰۵ھ) | دائرة المعارف (۱۳۲۷ھ) |
| ابو بکر احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) | دائرة المعارف (۱۳۲۷ھ) |
| ابو الراسب عبد الرہبان شہرانی (م ۲۵۳ھ) | مصطفیٰ الابی اعلیٰ مصر (۱۳۷۴ھ) |
| شمس الدین بن عبد اللہ بن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) | ازہر مصر (۱۳۲۵ھ) |
- یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ عورتوں کے لئے تعلیم کتاب جائز ہے

مرقات ج ۸ ص ۳۶۴ میں ہے :

قال المحقق في دليل علي ان تعليم النساء الكفاية

عمر مکدہ ۷۰

شرح سفر السعادة ص ۲۸۱ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

”وازیں حدیث معلوم شود تعلیم کتابت مرئسہ را مکروہ نیست“

اس حدیث سے رقیۃ القلہ کی تعلیم کا پسندیدہ اور مطلوب ہونا تو مخصوص ہے اور

اس کو تعلیم الکتابت کے ساتھ حضور نے تشبیہ دی تو معلوم ہوا کہ وہ بھی پسندیدہ اور مطلوب ہے ورنہ تشبیہ نہ دی جاتی کہ پسندیدہ غیر پسندیدہ کا ہم مثل نہیں ہو سکتا تو ثابت ہوا کہ صرف بائز نہیں بلکہ پسندیدہ اور مطلوب ہے۔ پھر یہ حدیث قرآن کریم کی ان آیات مبارکہ کے موافق ہے جن سے تعلیم الکتابت کا جواز بلکہ ضرورت ثابت ہے تو مرقات و اشعة اللمعات کے کمزور احتمالات کا اعتبار نہیں ہوگا کما سیب حیث ان شاء اللہ تعالیٰ ۷۰

پھر ہمارے فقہائے کرام اور مشائخ عظام کی تصریحات سے بھی یہ جواز ثابت ہوا ہے
میں علی الہدایہ ج ۱ ص ۲۹۸، فتاویٰ مالگیری ج ۱ ص ۲۰ میں ہے :

۷۰ قال علی سلطان محمد قادی (م ۱۰۱۴ھ) مرآة انفتاح اداویہ طان ۱۱۳۷۸

۷۱ ملا رمضان فرانسے میں کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ عورتوں کو لکھنا سکھانا مکروہ نہیں۔

۷۲ سید عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) ذیل کثور، لکھنؤ ۱۸۸۵ھ

۷۳ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو کتابت کی تعلیم دینا مکروہ نہیں۔

۷۴ پہلو میں ایک عام قسم کی حسنیوں اور آبلوں کا دم۔

۷۵ مہار گنگے قریب ہی ذکر آ رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ

۷۶ جبر الدین محمودی (م ۸۵۵ھ) بنیہ ذیل کثور ۱۲۹۳ھ

۷۷ نظام الدین راجا پوری (م ۱۱۰۹ھ) مجیدی کانپور ۱۳۵۰ھ



یکہ للجنب والحائض ان یکتبا الکتاب لیس
بعض سطوہ اُتیۃ من الفسار وان کان لا یغزل الغزل
فیہ المصل اور اس کی شرح مفید و کثیر میں ہے
والنظر من السنیۃ والعنیۃ وکذا ای کمالا یعود
للجنب والحائض والنفساء قسواء العسرا لا یعود
لہم کتابۃ القرآن

جس کا ماحل یہ کہ حائض اور نفاس کے لئے کتابتِ قرآن کریم جائز نہیں مگر وہ ہے تو
اس سے واضح مفہوم یہ ہے کہ حیض و نفاس سے پاک عورت کے لئے بڑا کراہت
جائز ہے حالانکہ کتب فقہیہ کا ایسا مفہوم معتبر ہے کسافی الشامیۃ وعبیہا و
بیست فی الفتاویٰ النوریۃ

نیز فتاویٰ سراجیہ ص ۷۶، فتاویٰ ہندیہ ج ۴ ص ۱۰۱، تنویر الابصار، دارالافتاء

۱۔ جنہاں بعض وال کے لئے ایسی تحریر لکھا مگر وہ ہے جس کی بعض سطور میں قرآن پاک کی کوئی قبت برآگرم یہ دونوں سی و ماضی
قرآن آیتوں سے نہ بھی پڑھیں۔

۲۔ مدینہ الدین کا شغری (م ۷۷۵)

۳۔ شیخ ابراہیم بن محمد حلبی (م ۷۹۵) صفیری مجتہد دہلی ۱۳۲۵

۴۔ ابنہ
۵۔ فنیۃ المستمل (میری) ~ ۱۳۳۷

۶۔ فیہ المصل اور فنیۃ کی عبارت ہے: جس طرح جنہاں اور حیض و نفاس والی عورت کے لئے قرآن کریم کی تلاوت ناجائز ہے اس طرح
اسے قرآن پاک کی کتابت بھی ناجائز ہے۔

۷۔ جبکہ کاشی و فیروزیس ہے اور میں نے بھی اپنی تصنیف، فتاویٰ نہ یہ میں سے بیان کیا ہے۔

۸۔ سراج الدین علی بن عثمان ادنیٰ فرقانی نزل کثرت کھنڈ ۱۳۴۳

۹۔ مازے عالمگیر کو فتاویٰ ہندیہ بھی کہتے ہیں اسے ملا نظام الدین برہنہ پوری کی سربراہی میں علماء کی ایک کمیٹی نے انگریزوں سے
ملازمہ کے حکم سے ترتیب فرمایا۔

۱۰۔ محمد بن عبد اللہ قرطبی شغری (م ۱۱۰۰) دارالحدیث ۱۳۲۳

۱۱۔ ملاؤ الدین محمد بن علی حاکمی (م ۱۰۸۴) ~

طہرانی: ۳۹ ص ۲۹، کتابی ۵۵ ص ۳۷۱ میں ہے

و انظم من المتاوی و یکوہ ان یکیب بالعلماء
باللہ و انما او من دو قہ کذلک و مسوی فیہ الذکر
والامنی

یعنی مرو اور عورت کو سونے یا چاندی کے قلم سے یا سونے اور چاندی کی دانت
سے لکنا مکروہ ہے۔

جس کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ سونے اور چاندی کے علاوہ دوسرے قلموں سے لکنا
اور یعنی دوسری دواتوں سے لکنا عورتوں کے لئے بھی مکروہ نہیں تو اس شمس کی طرح
واضح ہوا کہ عورتوں کے لئے تعلیم کتابت کا جواز قرآن کریم اور حدیث شریف اور فقہ حنفی
سے ثابت ہے جس پر قرون اولے میں بلا انکار عمل ہوتا رہا ہے۔

چنانچہ اسی حدیث صحیح سے ثابت کہ حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ
عنها جو صحابیہ قرشیہ قدیمیۃ الاسلام مہاجرہ اولیٰ سے تھیں اور عاتکہ فاضلہ تھیں جن پر حضور
پُر نور صیہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی عنایت تھی جن کے گھر میں حضور قلیلہ فرمایا کرتے
تھے اور انہوں نے سرکار کے لئے مخصوص بستر اور چادر بچھائے ہوئے تھے کما
فی الاصل: ۳۲ ص ۳۳ وغیرہ۔ وہ کاتبہ اور مقلدہ کتابت تھیں اور کسی حدیث پر ثبوت
نہیں ملتا کہ سرکار نے انہیں لکھنے سے منع فرمایا ہو بلکہ ظاہر یہی ہے کہ تقریر فرمائی علامہ اگر



لہ سیہ احمد بن محمد بن علی اللہاوی (م ۱۲۳۱ھ) دار الطبائع عامرہ مصر ۱۲۵۴ھ

میں علامہ پر سدا ہم احمد، سنی ابو داؤد، مستدرک اور مسند کے حوالے سے گزر چکی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شفاء بنت عبد اللہ سے (۱۰۰)

الاعلمین ہذہ رفیۃ النملۃ کما علمتہما الکتابۃ

”سنی تم اسے ام المؤمنین حضرت خولہ بنت اخیوت کی بیویوں کا رسم ہی ہو سکتا اور جس طرح کہ تم نے اسے کتابت سکھائی ہے“

تہ صبیحہ کا بھائی اور دوسری کتابوں میں مذکور ہے۔

۱۱۵۸ھ احمد بن علی ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) تہذیب کبریٰ مصر ۱۳۵۸ھ



سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کی بنا پر ہی ہے کہ اس مسئلہ
اور اسی حدیث سے یہ بھی ظاہر ہو کہ حضرت ابو ہریرہؓ کا یہ کہنا کہ میں نے رسول اللہؐ
عندہا بھی کتابہ تھیں۔

حضرت عائشہؓ بنت طلحہ جو قریشیہ تابعیہ ثقہ و حضرت ام مرومیں صدیقہ بنت
الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھانجی ہیں، کتابہ تھیں جو حضرت ابو ہریرہؓ سے معنی
عہدہ کی بارگاہ عالیہ میں مختلف ممالک سے آنے والے سوالات کا تحریری جواب دیکر انھیں
امام بخاری کی رائے ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب "الادب المفرد" ص ۳۸۲ کے باب
باب میں اس کو ذکر کیا ہے جس کا عنوان ہے :

باب الکتابۃ الی النساء وحوالہ

اس حدیث میں ہے کہ وہ عرض کرتی ہیں :

یا خالۃ ہذا کتابۃ فلان وھدیتہ مسموٰی عائشہ

ای بنیۃ فاجیبہ۔

"یعنی اے خالہ یہ فلاں کا تحریری سوال ہے اور اس کا تحفہ ہے تو آپ

مجھے فرماتیں : اسے بچی ! اسے جواب دے"

اس کا ظاہر یہ ہے کہ تحریری سوال کے تحریری جواب کا حکم فرماتیں اور وہ جواب
خود ہی لکھتی تھیں کیونکہ اگر کوئی اور کتابت ہوتا تو اس کا ذکر کرتیں۔ ہاں حتم ہے کہ کسی مرد
کتاب سے لکھواتی ہوں مگر یہ احتمال جلا دلیل ہے اور بخاری کی رائے کے بھی مدد ہے
ولا اعتد ادبہ

لے میک انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب وصال آئے گی۔

تہ عورتوں سے خلا و کتابت کے مسئلے میں باب۔

تہ اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

حضرت شہدہ بنت ابی نصر احمد، جو عابدہ و صالحہ اور اتنی بلند پایہ محدثہ تھیں کہ ان کو
شہدۃ العراق کہا جاتا تھا جو زمانے کے اکابر و مشہورین کی شاگرد اور بکثرت مثنیٰ کی استاذ تھیں۔
وہ بی خوشنویس کا ترجمہ تھیں۔

مرآۃ الجنان ج ۳ ص ۴۰۰ اور العبر ج ۲ ص ۲۲۰ میں ہے ۔

والنظر للمیادعی و فیہا دای سۃ اربع و سبعین و خمسۃ
توفیت مسندۃ العراق شہدۃ بنت ابی نصر احمد بن العرج
الکاتبۃ العابدۃ الصالحۃ الدینوریۃ الاصل العدادیۃ
المولود و الرفاعۃ کانت من اهل کتبۃ الخط الحید و سمع
علیہا خلق کثیر و کان لہا السماع العالمی الخ

یہ چھٹی صدی کی ہیں جن کے والد احمد بن فرج ابو نصر فقیہ و محدث ہیں کما فی
الحذاق ج ۱ ص ۸۹ اور ان کے بھائی محمود بن احمد فرج، امام فاضل محدث و فقیہ ہیں کما
فی الجواهر ج ۱ ص ۱۵۶۔

حضرت فاطمہ فقیہہ عالمہ فاضلہ صاحبہ متقیہ کا ترجمہ تھیں جو وقت کے جلیل القدر فقیہ
امام محمد بن احمد ابو نصر سمرقندی مؤلف تحفۃ الفقہاء کی صاحبزادی ہیں اور ایسے جلیل القدر امام و
فقیہ کی بیوی ہیں جن کے لقب ن کے ہم زمان فقہاء کرام نے حکم العلماء اور علاؤ الدین
مترک کے یعنی امام ابو بکر بن عود کا سانی، جو بدائع صنائع کے مصنف ہیں، جن کا وصال
اربع المرحب عشرہ میں ہوا۔ اور ان کی بیوی حضرت فاطمہ کا انتقال ان سے پہلے ہوا، ان

لہ ابو محمد عبد اللہ بن احمد ام ۴۹۸ھ (۱۱۰۶ء) دائرة المعارف ۱۳۲۹ھ

یہ علامہ یاضی کا بیان ہے کہ ابو نصر احمد بن فرج کی صاحبزادی مسندۃ العراق حضرت شہدہ نے ۵۷۵ھ میں وفات پائی، آپ کا ترجمہ
نابذالموتھیں، آبائی وطن کے حوالے سے یورپیہ اور جائے ولادت و وفات کے اعتبار سے بغداد تھیں، ان کا خط
منابت عمدہ تھا بہت سے لوگوں نے ان سے حدیث سنی، ان کو بلند پایہ استاد سے ساری حدیث حاصل تھا۔
تجہ مبارک جو اہل الضیاء میں ہے۔



و خدیجہ (رضی اللہ عنہا) شہیدہ مدینہ منورہ
 (ابن ابی خاتمہ) وجودات الحفظ علیہا عن
 یہ ساتویں صدی کی ہیں۔

حضرت فاطمہ بنت احمد بن علی، جو فقیرہ کا ترجمہ ہیں، عین حنفیہ منسوب ہیں جو
 کی صاحبزادی ہیں۔

ابو اسیر المظنیہ ج ۲ ص ۳۷۷، ۳۷۸ میں ہے

فاطمہ بنت احمد بن علی الامام مظفر الدین
 تفتت علی ابیہا و اخذت عن محمد البحرین فی
 ہائیتہ بخطہا

یہ صدی ساتویں یا آٹھویں کی ہیں کیونکہ ان کے والد صاحب، ام مظفر بن احمد
 ابن علی کا انتقال ۶۹۷ھ میں ہوا۔
 کشف الظنون ج ۲ ص ۱۶۰ میں ہے،

محمد البحرین و ملتفی السمرین للامام مظفر مدبر
 فی مروج الحفۃ للامام مظفر الدین احمد بن علی
 تغلب المعروف بابن الساعی البعدادی الحنفی سنی
 سنۃ اربع و سبعین و سبعمائۃ (۷۰۹۳ھ) تک

حضرت شہیدہ بنت الناصب کہاں لدین عمر، جو عابدہ زایدہ و محمد شہیدہ اور امام ہیں

ام مظفر الدین احمد بن علی (رضی اللہ عنہ) سے والدہ ماجدہ سے فقہ کا علم حاصل کیا اور ان کی تعظیم صحیح النحرین کا کسب کیا، جس
 خواہ زیادتی میں کہ حضرت خالد سے ۱۰۰۰ کا لکھا ہوا صحیح النحرین کا نسخہ میری نظر سے گزرا ہے۔

عاجی فیض مصطفیٰ بن عبد اللہ علی (م ۱۰۶۷ھ) اسلمہ بطهران ۱۳۷۸ھ

عاجی النحرین اور قتی النحرین مروج مضرب میں امام مظفر الدین کی تصانیف میں سے ہیں۔ موصوف ابن ساعی کے لفظ سے

مصرات ہیں۔ آپ بغدادی سنی ہیں۔ ۱۱۹۷ھ میں وصال فرمایا۔



کی اسد میں، وہ بھی کاتب تھیں۔

مرآۃ الجنان ج ۲ ص ۲۴۷ میں ہے :

نہا حضور واجازۃ من جماعۃ من الشیوخ وکانت تکتب
وتحفظ اشیاء وتترجم وتتعبد و ذکر الدہمی اندھ من
سمم مہمانہ

یہ آخری صدی کی ہیں کساف السراۃ تہ

ست الزوار، جو عالمہ فقیہہ فارسیہ، جو امام و مفتی علاء محمد بن عبد الکریم کی صاحبزادی تھیں۔
وہ بھی کاتبہ تھیں۔

اکواہر البقیۃ ج ۲ ص ۲۷۷ میں ہے :

ست الوزلاء ابنت العلامة مفتی المسلمین عماد الدین
محمد بن عبد الکریم بن عثمان عرف بابن السماع
تقدم مولدہا فی سنۃ تسع وخمسين وست مائۃ بعد
وقعۃ عین جالوت کتبت وقرأت القرآن وحفظت
شیئا کثیرا من فقہ ابی حنیفۃ وتفہمت علی والدها
واعتنی بہا ابوہا واسمعہا من اسمعیل بن الرومی
وغیرہ ماتت فی شوال سنۃ ست وثلثین و
سبع مائۃ تہ



لے انہیں شاخ کی ایک جہمت کے اس حاضری دور معائنات کا شرف حاصل تھا۔ علمی نجات تحریر کر کے محض ذکر کیا کرتیں، بڑی زام و عابدہ تھیں، امام تہذیب
ان سے سماع حدیث حاصل تھا۔

تہ جیسا کہ مرآۃ میں ہے۔

تہ مسلموں کے مفتی معراج، الدین محمد بن عبد الکریم بن عثمان المعروف بابن السماع اچھا ذکر پہلے گزر چکا ہے صاحبزادی ست الزوار کی ولادت ۷۵۹ھ میں واقع
میں جاوٹ کے بعد ہوئی، انہوں نے کتب کیا، قرآن پاک پڑھا، اپنے والد سے فقہ حاصل کی اور فقہ حنفی سے بہت کچھ کیا، ان کے والد سلطان کی بہن
نہا ابیہم کیا اور انہیں اسماعیل بن دہمی وغیرہ سے سماع حدیث کرایا۔ یہ شوال ۷۳۹ھ میں فوت ہوئیں۔

تو یہ آٹھویں صدی کی قیاس اور ان سے علاوہ بکثرت ایسی خواتین میں جو علم و فضل سے مزین
 ہیں پیدا ہوئیں اور تعلیم علم و فضل کے ساتھ تعلیم کتابت کے ساتھ بھی مستعد تھیں۔
 جب اہل اسلام میں علوم شرعیہ رائج تھے تو جلد ماوراء النہر اور دوسرے جہاں
 ہیں جس علی گھرانے سے فوٹے نکلتے تو گونا گویا اس فوٹے پر صاحب خانہ عالم اور اس کی
 راجی اور بیوی یا بہن یا کسی اور محرم خاتون کے دستخط بھی ہوتے تھے۔
 ابوجاہر الحنفیہ ج ۲ ص ۲۷۷ میں ہے،

قد بلغنا عن مبلاد ماوراء النہر وغیرہا من السلاطین
 ان فی الغالب لا یخرج فتوح من بیت الا وعلیہا
 خط صاحب البیت وابنتہ وامراتہ او احد

حالانکہ مولف جو اہر حفیہ کا وصال ۷۷۵ھ میں ہوا تو لا محالہ یہ خواتین اس سے
 پہلے یا اس زمانے کی ہیں جو آٹھویں صدی سے تو واضح ہوا کہ سلف صاحبین میرت پابند
 کا بکثرت رواج تھا جو علماء و صلحاء و فہماء و محدثین کا معمول تھا۔ اگر کوئی مانع صحیح حدیث ہوتی
 تو ان حضرات سے مخفی نہ رہتی۔ تو معلوم ہوا کہ وہ حدیث جس کا حوالہ مانعین حضرات دیا کرتے ہیں
 صحیح اور قابل استدلال نہیں بلکہ ائمہ و مشائخ کرام نے تصحیح فرمائی کہ وہ حدیث صحیح نہیں ہے
 راویوں میں کذاب اور واضح راوی ہیں لہذا وہ حدیث موضوع ہے اور قابل عمل نہیں
 اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ وہ حدیث حضرت ابن عباس اور ائمہ المومنین صلیتہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سند وہ
 جعفر بن نصر راوی پر ہے جو جھوٹی اور موضوع حدیثیں روایت کیا کرتا تھا
 موضوعات ابن جوزی ج ۲ ص ۲۶۸ اور اللآلی المصنوعہ ج ۲ ص ۶۸ میں ہے۔

لہ لا تسکونہن الخرف ولا تعلمہن الکتابۃ وعلیہن العزل وسورۃ النور (ترجمہ)

• مردوں کو بلا غفلت میں نہ چھوڑو اور انہیں لکھنا نہ سکھانا بلکہ ان کو رکھنا کہنے کا طریقہ اور مردوں کو سکھانا

عبدالمطلب بن جوزی ۷۵۹ھ مکتبہ سلطانیہ ۱۱۳۸ھ

عبدالمطلب بن جوزی ۷۵۹ھ مکتبہ سلطانیہ ۱۱۳۸ھ

والمطعم لائن الحوریٰ ہذا حدیث لا یصح قال
 سر حبان جعفر بن نصر کان یحدث عن الثقات
 بحالہ یحدثنا ابیہ و قال ابن عدی یحدث عن
 الثقات بالبواطیل و لہ احادیث موضوعۃ علیہم
 اور الخوارزمی مجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ ص ۱۲۷ میں قاضی شروکانی نے لکھا :
 و فی اسنادہ جعفر بن نصر یحدث عن الثقات
 بالبواطیل تہ

میزان الاعتدال ج ۱ ص ۱۹۲ میں امام ذہبی نے فرمایا :
 متهم بالكذب تہ

پھر صاحب الکامل سے نقل فرمایا :

حدث عن الثقات بالبواطیل تہ

بعد ازاں اس حدیث کتابت کے ساتھ دو اور حدیثیں ذکر کرنے کے بعد ص ۱۹۳ میں فرمایا
 و ہذہ اباطیل تہ



تہ ابن جریر کا بیان ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، ابن حبان نے فرمایا کہ جعفر بن نصر ثقہ لوگوں سے ایسی احادیث روایت کرتا تھا جو انہوں نے بیان نہیں کی ہیں۔
 تہ وہابی کا وہ ثقہ لوگوں کی فہم غلطی ہے کہ بطلان درجہ ثقت روایتاً نقل کیا کرتا اور اس طرح کی اس تسلسلہ موضوعہ حدیثیں روایت کی ہیں۔

تہ محمد بن علی شروکانی ص ۱۲۵ (مطبوعہ مصر ۱۳۸۰ھ)

تہ اس حدیث کی اسناد میں جعفر بن نصر ہے جو باطل چیزیں ثقہ لوگوں کی طرف منسوب کر کے روایت کیا کرتا۔

تکلمہ شمس لدین اوسطہ لشمس محمد بن احمد ذہبی (م ۷۴۳ھ) السعاده مصر ۱۳۲۵ھ۔

تہ اس رحمت نے ہرے کی تمت ہے۔

تہ ثقہ لوگوں سے باطل چیزیں روایت کرتا تھا۔

تہ اور یہ سب جھوٹی روایتیں ہیں۔

۱۱۔ سنن المیزان ج ۲ ص ۱۳۱ میں حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے بھی یہی تصریح کی ہے۔
اور حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی حدیث سے
دیکھیں ہیں، ایک میں محمد بن ابراہیم شامی ہے جس کے متعلق علماء نے فرمایا کہ وہ
منکر الحدیث ہے، کذاب ہے، من گھڑت حدیثیں بنالیا کرتا تھا اور متروک ہے۔
موضوعات ابن جوزی ج ۲ ص ۲۶۹، اللآلی المصنوعہ ج ۲ ص ۱۶۸، میزان السنن ج ۲ ص ۱۱
تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۱۲ میں ہے۔

والتظم منه قال ابن حبان یصح الحدیث
تہذیب التہذیب اور میزان الاعتدال میں ہے،
قال ابن عدی منکر الحدیث وعامة لحدیث غیر صحیحہ
تہذیب التہذیب میں ہے،
وقال الحاکم والنقاش روی لحدیث موضوعہ
اور میزان الاعتدال میں ہے :

وقال الدارقطنی کذاب
پھر اس کی باطل حدیثوں میں اس حدیث کو بھی ذکر کیا لہذا یہ حدیث قابل اعتبار
نہیں، ابن جوزی اور سیوطی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کے متعلق فرمایا،
وهذا بهذا الاسناد منکر کما ذکرہ السیوطی

۱۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) دائرۃ المعارف ۳۲۹ھ

۱۳۔ ایضاً دائرۃ المعارف ۱۳۲۵ھ

۱۴۔ ابن حبان نے فرمایا کہ محمد بن ابراہیم شامی من گھڑت حدیثیں بنالیا کرتا تھا۔
۱۵۔ ابن عدی نے فرمایا کہ وہ محمد بن ابراہیم شامی منکر الحدیث ہے جس کی اکثر حدیثیں غیر صحیحہ ہیں۔
۱۶۔ امام حاکم اور نقاش نے فرمایا کہ اس نے موضوع حدیثیں روایت کی ہیں۔
۱۷۔ امام دارقطنی نے فرمایا کہ وہ کذاب ہے۔

فہم اللہ علیہ
اور دوسری سند سے حاکم نے مستدرک ج ۲ ص ۳۹۶ میں روایت فرمایا
کے بعد فرمایا :

ہذا حدیث صحیح الاسناد ہے
مگر اس کے ذیل میں علامہ ذہبی علیہ الرحمۃ نے تنفیض المستدرک میں فرمایا :
قلت بل موضوع و افتر عبد الوہاب قتال
ابو حاتم کذاب ہے

میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۶۰ میں ہے :
کذب ابو حاتم و قال النسائی و غیرہ متروک و قال
الدارقطنی منکر الحدیث ہے
تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۴۲۴ میں ہے :
قال السواد کان یضع الحدیث فند رأیت و قال النسائی
لیس بتقۃ متروک و قال العقیلی و الدارقطنی و البیہقی
متروک و قال صالح بن محمد الحافظ منکر الحدیث
عامۃ حدیث کذاب ہے

لہٰذا یہ حدیث باہمی اسناد و تہذیب کے سیریل نے الاکلی المصنوع میں اس کو ذکر کیا ہے۔

نہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

سے ابن اثیر محمد بن احمد ذہبی (م ۸۴۸ھ) دائرة المعارف حیدرآباد ۱۳۳۳ھ

لہٰذا ذہبی فرماتے ہیں، میں کاتبوں کو یہ موضوع حدیث ہے کیونکہ اس میں ایک راوی عبد الوہاب ہے جس کے بارے میں ابوام
نے فرمایا کہ وہ نہایت ہی جھوٹا ہے۔

لہٰذا ابوام نے اس (مذہب) کو کذب کہا کہ نام نسائی وغیرہ نے فرمایا کہ وہ متروک ہے اور دارقطنی فرماتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث ہے۔

لہٰذا ابوام نے فرمایا کہ میں نے عبد الوہاب کو دیکھا ہے وہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا، ابوام نسائی نے فرمایا کہ وہ ثنونیس بلکہ متروک ہے، دارقطنی و بیہقی
نے فرمایا کہ وہ متروک ہے اور حافظ حدیث صالح بن محمد نے فرمایا کہ وہ منکر الحدیث ہے، بالعموم اس کی روایت کردہ حدیثیں جھوٹی ہیں۔



نہ اس میں ہے

وحدت باحادیث کثیرہ موضوعہ

اللہ تعالیٰ المصنوع میں ہے :

قال الحافظ ابن حجر في الاطراف بعد الروايات

الحاكم صحيح الاسناد بل عبد الوهاب مسند

لہذا یہ حدیث صحیح نہیں اور غیر معتبر ہے۔

موضوعاتِ شوکانی میں ہے :

و تعقبہ ابن حجر في اطرافه فقال في اسناد

الحاكم عبد الوهاب بن الضحاك وهو متروك

احمال حضرت ام المؤمنین سے مروی حدیث کی دوسندیں ہیں اور دونوں میں

ایک ایک راوی غیر معتبر ہے لہذا یہ حدیث موضوع اور متروک و غیر معتبر ہے۔

مقامِ طاہر تذکرۃ الموضوعات ص ۱۲۹ میں فرماتے ہیں :

فيه واضح و متروك

لہ اس نے بہت ساری موضوعات حدیث بیان کیں۔

یہ حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب الاطراف میں حاکم کے اس قول کو یہ صحیح الاسناد ہے کہ ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ عبد الوهاب متروک ہے۔

یہ افزائے الحمد للہ فی الاحادیث الموضوعة محمد بن علی شروکانی۔

لہ اپنی جگہ نے اپنی کتاب الاطراف میں اس پر تعاقب کیا اور فرمایا کہ حاکم کی اسناد میں عبد الوهاب سے صحاح ہے حالانکہ وہ

متروک ہے۔

یہ شیخ محمد بن طاہر ص ۱۰۰ نقی (م ۱۹۱۰ء)

یہ طرق الطوائف ص ۱۳۳

یہ اس کا راوی حدیث محمد بن طاہر والا اور متروک ہے

یہ ہوا میں حوالہ اسنادی کما فی کشف الظنون ص ۱۱۴ + منہ

اور عبارت ۱۱۴ یہ اطراف ابن حجر عسقلانی کی تصنیف ہے صبا کشف الظنون ص ۱۱۴ پر ہے (نہ)



اور یہی حسرت ابن عباس سے مروی بھی موضوع و متروک ہے کھامشا اور کسی اور کیمر
 مند کے ساتھ ثابت ہونے کا کسی نے دعویٰ نہیں کیا تو یہ قابل عمل نہیں لہذا زماؤ سلف صاکیں
 سے آج تک یہ تعلیم و کتابت رائج چلے آ رہے ہیں اور متعال میں علائکہ عرف و تعامل
 بھی دلائل شرعیہ سے ہیں، قرآن کریم میں ہے :
 وَأَمْرٌ بِالْعُرْفِ تہ

اور علمائے کرام یہ بھی فرماتے ہیں کہ :
 الحاصل اثبت من الحديث تہ

پھر یہ بھی مسلم ہے کہ اشعار میں اصل اباحت ہے تو اور کوئی دلیل نہ ہوتی
 جب بھی جواز ہی مفسر ہو رہا ہے جائیکہ قرآن کریم اور صحیح حدیث اور کتب فقہیہ سے ورنہ
 کی طرح اس کا جواز ثابت ہے تو اس حدیث سے جسے موضوع و متروک اور غیر صحیح کہا گیا ہے
 یہ جواز ہرگز ہرگز نہیں اٹھ سکتا تو واضح ہوا کہ بعض حضرات نے جن احتمالات کا ذکر کیا ہے
 ان کی قطعاً ضرورت نہیں بلکہ محض مضجیل اور قابل التفات نہیں کیونکہ احتمالات یا تو نفی و
 تہقین کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب دونوں طرف صحیح دلائل ہوں و دناظاہر جدا
 پھر ان احتمالات کو ذرا نظر غائر سے دیکھا جائے تو ان میں کوئی وزن ہی نہیں،
 مثلاً اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۶۱۳ میں ہے :
 " ایں مگر پیش از منی باشد "
 یعنی یہ حدیث جواز کی شاید منی سے پہلے ہو۔



لے صبا گند چکا ہے۔

تہ الاعراف . آیت : ۱۹۹

تہ تعامل نام حدیث سے زیادہ ثابت ہوتا ہے۔

تہ اور یہ خوب ظاہر ہے۔

بہ احتمال ہے جاسے۔ اگر یوں چوتھے زمرے میں نہ لیا جائے تو اس کا کیا حال ہوگا؟
 میں انسان پر انعام کیوں مسترد دیا جاتا؟
 اور ایک احتمال یہ ذکر کیا گیا ہے کہ یہ حضرات انہماک میں تھے کہ ان کے لئے جہنم میں
 کو خاص ہے اور انہیں جائز ہے اور باقی خواتین کے لئے جہنم میں تھے۔
 میں ہے :

و النظم منها قتال بعضهم حصصاً حصصاً
 لان نساہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حصصاً نسیاہ لہ
 مالا یکد دلیل کے بغیر خصوصیت ثابت نہیں ہو سکتی۔
 فتح الباری ج ۱ ص ۲۱۸ میں ہے :

ان الخصوصية لا تثبت الا بدلیل
 اور احتیاط و ستر میں ایسا الزم نہیں ہے افضل و اعلیٰ میں کما صرحہ لاشعہ اندر ہے
 اگر دیگر خواتین میں کتابت احتیاط و ستر کے خلاف ہے تو ان میں بھرتی تو صرف
 پھر علی قاری کا یہ قول قلت یحتمل ان یکون حاشر السلف دون النصف
 لفساد النسوان فہذا الزمان تو بالکل ہی سرسری ہے، کیا کسی حدیث میں اس حرف
 کوئی اشارہ بھی ہے، یہ ایک عجیب تطبیق ہے کہ اپنے طور پر تفسیر کر لی جائے۔

لہذا کہ عبارت ہے: بعض علماء نے فرمایا کہ تعظیم کتابت کی اجازت حضرت خضر کے لئے محرم ہے کہ نہ کوئی عورت اس سے
 و سلم کی ازدواج مطہرات کے ساتھ مختص ہیں۔

نہ اپنی عورتوں سے، مصر ۱۳۵۸ھ

تھے نہ تک خصوصیت بلا دلیل ثابت نہیں ہوئی۔

تھے حیا کہ اگر کرام نے مراحت فرمائی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ احتمال بھی ہے کہ سلف اپنے زمانے والوں کے لئے و مژہ و اور خلف و بعد کے زمانے والوں کے لئے مرجعہ نہ
 میں سادہ نسوان کی وجہ سے ناجائز ہو۔

پھر فساد النساء سے صرف تعلیم کتابت ہی کیوں ناجائز ہے بلکہ باسنا اور یورٹ
 وغیرہ بھی علی الاعلان ناجائز ہونے چاہئیں کیونکہ ان کو بھی بسا اوقات ناجائز کا ذریعہ بنایا جاتا ہے
 بلکہ برقع بھی عورتوں کے لئے جائز نہ ہوتا کیونکہ اس کو بھی ناجائز آمد و رفت اور ناجائز ملاقاتوں کا
 ذریعہ بنایا جاتا ہے اور یونہی بکثرت ایسی چیزیں ہیں کہ ناجائز طور پر استعمال کی جا رہی ہیں مگر
 سزا لباس اور زیورات کا استعمال جائز ہے اور برقع اور عینا بھی یقیناً جائز ہے جبکہ اس کو
 ناجائز طور پر استعمال نہ کیا جائے، تو ثابت ہوا کہ ناجائز استعمال ہی ناجائز ہے اور اصل کتابت
 اور تعلیم کتابت جائز ہے۔

پھر یہ بھی قابل غور ہے کہ ناجائز کتابت صرف عورتوں میں ہی نہیں بلکہ کسی مرد بھی
 ناجائز خط و کتابت کرتے ہیں بلکہ مکاتیب ہوتا ہی طرفین سے ہے تو مردوں کے لئے بھی تعلیم کتابت
 ناجائز ہوتی کہ وہی علت فساد النساء فی هذا الزمان بڑا واضح امر ہے۔
 رہا فتاویٰ حدیثیہ ص ۶۲ میں حافظ ابن حجر کا کہنا:

هو صحيح فقد روى الحاكم وصححه والبيهقي

تو اس سے حدیث کی تصحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کی بنا تو حاکم و بیہقی استاد و شاگرد کی تصحیح پر ہے

سے ۶۲ عدد زمانے میں عورتوں کا بگڑ جانا۔

مثلاً اور حاضر میں مردوں کا بگڑنا۔

سے محمد بن محمد ابن حجر بیہقی (م ۵۹۴ھ) العابد شاہ

۳۵۲ھ

مثلاً مسیح کے کیونکہ اسے حاکم اور بیہقی نے روایت کیا اور اس کی تصحیح ہے

نوٹ:-

رسالہ ہذا کی عربی عبارات کا ترجمہ مفتی محمد لطف اللہ ذری اشرفی مددس

دارالعلوم تحفہ فریدیہ بصیر پور نے کیا ہے۔ (مرتب)

الاستفتاء

بسمہ تعالیٰ الحمد للہ العالیٰ افکار الاولیاء حضرت فقیر اعظم مفتی ابوالخیر محمد نور صاحب فاضل دیوبند مدظلہ العالی

بانی دینیۃ اللہ والعلوم خفیہ دیر پور شریف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج اقدس بعافیت مطلوب۔

المرام آنکھ پاکستان و ہندوستان کی موجودہ جنگ اور ہنگامی حالات کے باعث دوران جنگ میں زخمی ہونے والے مجاہدین کے لئے آجکل خون کے عطیات پیش کئے جا رہے ہیں اور بظاہر اس کی ضرورت بھی بہت ہے تو حضور سے اتنا س ہے کہ آیا شرعاً یہ عطیات جائز ہیں اور ایسی ضرورت کے وقت انتفاع بالدم جائز ہو گا یا منوع و حرام؟ دلائل و مبرہن فتوے مطلوب ہے۔ امید کہ حضور ضرور کرم فرمائیں گے اور جلد جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔

بَقِیْنَا وَنُوجِرُوا

السلام:

علی محمد نوری خطیب جامع مسجد غلامنہدی دہلی
حسب فرمائش حضرت صاحبزادہ رفیع الرحمن صاحب الوفاء

۱۹۱۰۶۵



ایسی ضرورت شدیدہ کے وقت کہ زخمی مجاہد کی زندگی خطرہ میں ہو اور کوئی نافع دوائی خون کے بغیر نہ ملے تو استعمال خون بقدر ضرورت شرعاً جائز ہو گا۔

یہ فیتائے کرام نے ضرورت شدیہ کے وقت اجسوس انسانی سے اس وقت تک
 کی ہے چاہے ۲۰ ص ۳۶۱ فتح القدر ج ۳ ص ۳۱۰ میں ہے
 واللغظ لہ اسے جبرہ الادھم صلابہ لاسماء
 للمصروفة

اور اسی بنا پر چھوٹے بچے کو انسانی دودھ (جو انسانی جز ہے) چوبیس دن تک دینی کے
 طور پر بھی استعمال کی اجازت دی گئی ہے۔ فتح القدر ج ۳ ص ۳۱۰ میں ہے
 وقیل یجوز اذا علم انه یزول بہ السم و لاسو
 ان حقیقة العلم متعذرة فالسرا اذا غلب علی الضم
 فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۱۱۲ میں ہے :

لابأس بان یسقط الرجل بلبین المرأة و یسرب لدودہ

بلکہ فیتائے کرام نے خون کے متعلق بھی تصریح فرمائی کہ بیمار بطور علاج استعمال کر سکتے ہیں
 ج ۳ ص ۳۲۲، محشی علی الاشباہ ص ۱۰۸، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۱۲ میں باغافہ تغار ہے
 یجوز للعلیل شرب الدم و البول و اکل المینة للدود
 اذا اخبره طبیب مسلم ان شعاشہ فیہ و لم یجد من یسلم

لہ کمال الدین محمد بن عبدالحیہ المحقق ابن جام (م ۸۶۱ھ) معروض مصر ۱۳۰۴ھ

یہ فتح القدر کی عبارت یہ ہے : بلاشبہ عورت کا دودھ جزو انسانی ہے جس سے سوائے ضرورت شدیہ کے سب وصال
 جائز نہیں ہے۔

تہ کہہ گیا ہے کہ جب یہ علم ہو کہ عورت کے دودھ کچھ کچھ آتشوزال ہو جائے گا تو اس کا استعمال جائز ہے درہمات کلمیں کہ خیف کو فرقت
 حال ہے تو ایسا علم ہے اکن غالب ملزایا جائے گا۔

لہ کاظم الدین بریلوی (م ۱۱۰۹ھ) مجیدی کانپور ۱۳۵۰ھ

لہ مراد عورت کا دودھ بطور دانا کس میں ڈال لے یا لے تو کوئی حرج نہیں

لہ سید کوا میں ج ۱ ص ۱۲۲، رد المحتار و المسار ص ۱۲۳، شہ شامی بن عبدالحیہ محمد حمزہ ص ۱۰۹، اعجاز البصر و کثر و کثر ۱۹



اور ایسی بکثرت جزئیات فقیر سلسلہ جواز پر دلالت کرتے ہیں۔

دیکھیں کہ نسانی خون کے استعمال میں انسان کی اہانت (ابے ادبی) ہے تو یہ شہید کریمؐ کی پارتیوں کی مروت اور فطرت کرام کی تقریباً کے سلسلے میں ہے۔ پھر مگر دو عالم سنی و شریعت میں نسبت کی بھی جہاں میں کا خون مبارک جو پچھنے والی سیکنی لگانے کے وقت خارج ہوا جو مبارک کرم کی ایک جماعت جن میں حضرت مولیٰ علی اور حضرت عبداللہ بن زبیر اور ابو طیبہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین ہیں، اسے جو تبرک نوش کیا اور آپ نے منع نہ فرمایا۔ یعنی شرح بخاری ج ۱ ص ۸۸، میں ہے

عن جماعة شربوا دم النبي عليه السلام منهم ابو طيبة
الحجيم وغلام من قریش حبيب النبي عليه الصلوة والسلام
وعبد الله بن الزبير شرب دم النبي عليه الصلوة والسلام
رواه السنن والطبرانی والحاكم والبيهقي وابو نعیم في الحلية
وسروى عن علي رضي الله تعالى عنه انه شرب دم النبي
عليه الصلوة والسلام

سبقی نے ج ۲ ص ۶۷ میں باب شرک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الانکار

میں عرض کی ہے کہ خون اور لولہ میا اور مردار کھانا جائز ہے بشرطیکہ جب اسے کوئی مسلمان معافی اور عفو نہ کرے تو اس کی شفا دہی کرم چیز میں ہے۔ وہ اس کے قائم مقام کوئی معافی دوا میرزا آئیکے۔

تہذیب الدین مجتوبین احمد ص ۱۸ ۱۸۵۵ عمدة القاری دارالطباعہ دارہ مصر ۱۳۰۸ھ

تہ جہ شہید صمد کی ایک جماعت سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خون مبارک بطور تبرک نوش کیا۔ ان میں ابو طیبہ حجیم اور قریشی ایک جوان جس سے صراط الصلوٰۃ والسلام کو پہنچنے لگائی، شامل ہیں نیز حضرت عبداللہ بن زبیر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک نوش کیا۔ اسے روایات، حاکم اور بیہقی کے علاوہ ابو نعیم نے بھی علیہ الاولیاء میں روایت کی ہے۔ مزید برآں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خون مبارک نوش کیا۔

۱۸۵۵ھ میں علی بیقی دم ۱۸۵۵ھ۔ الحسن النکبری دائرة المعارف سید آباد ۱۳۴۲ھ

علاوہ اس کے کہ اس نے دوسرے لوگوں کو بھی اس کی بات سنائی

دوسرے سیکڑ کا خون مبارک بطور تبرک فروغ میں بکڑ جائز ہوا۔ سب میں بکڑا کر رکھیں۔ مرنے سے
بچ کر کسی کی عزت نہیں تو مومن کی جان بچانے کے لئے ہر انسان کو خون سسٹنا کر ہونا
ہے اولیٰ بن سکتا ہے بلکہ اس میں انسانیت کی عزت ہے کہ غاری کی زندگی کی حفاظت ہے
بہر حال روزِ روشن کی طرح واضح ہو کر سیسے دھنیں کے لئے ایسی صورت ہے
انسانی خون کا استعمال جائز ہے اور جب استہائ خون جائز ہے تو خون کے صحیحاً پیش کرنا
جی جائز ہوں گے کیونکہ پاک و پسنہ کی یہ جنگ یقیناً اسلام و کفر کی جنگ اور سچی مسابو
بہت بڑی نیکی ہے اور خون عطایت اس جہاد میں ضرورتاً ہوتا ہے اور قرآن کریم فرماتا ہے
وَتَقَاتِلُوا عَلٰی الدِّیْنِ وَلِتَنفَعُوا نَفْسَکُمْ
یعنی نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

نیز حضور پرور صلی اللہ علیہ وسلم کی متفقہ تقلید حدیث پاک میں ہے

الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبَنَانِ یَتَذَعُّعُ بِمَصَافِرِ شَمْلِهِ

بین اصابعہ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۲)

”یعنی ایک مومن دوسرے مومن کے لئے مکان کی طرح ہے کہ مکان کا بعض
دوسرے بعض کو مضبوط کرتا ہے، پھر انگشتان مبارک ایک دوسری میں داخل فرمائی
اور جبکہ خون دینا بھی اپنے مومن بھائی کو مضبوط کرنا ہے تو اس حدیث پاک کے لحاظ سے سچو
جائز ہو گا۔“

لے اب اس بارے میں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیشاب اور خون جیہ واپوں کو کس بات سے منع فرمایا

۲ : ۲

۱۔ حضرت محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع، ج ۱ ص ۳۰۰

۲۔ ابوالحسن مسلم بن الحجاج قشیری (م ۲۶۱ھ) صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۲۱

۳۔ ابوالعباس احمد بن عبد اللہ خلیل بغدادی (م ۴۴۰ھ) مشکوٰۃ شریف اصح المطابع

مترجم عربی عبارات فتویٰ ہذا : مولانا محمد لطف اللہ نوری

یہ جب نوی پتی جماعتی مرس وغیرہ ضرورت کے لئے قصہ وغیرہ کے ذریعہ خون حائل سے
 ہے و دماغی و پائی۔ فی اور مکی ضرورت کے پیش نظر کیوں نہیں نکال سکتا تو واضح ہوا کہ عیار
 خون کا پیش کرنا بھی جائز ہے اور تعاون علی الجہاد ہے۔

و اللہ تعالیٰ اعلم و صلوات اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید
 محمد و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم
 تنبیہ: یہ فتوے بطور رائے ہے اور کوئی حتمی فیصلہ یا قطعی فتوے نہیں ہے

الغیر الموالخیر محمد نور النعمانی غفرلہ
 خادم دارالعلوم خفیہ فریدیہ بیروت و بیضا

۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۵ھ
 ۲۰ اکتوبر ۲۰۱۵ء

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تحریریں ۱۰ بات جن میں اکھل کی
 آمیزش ہوتی ہے اور ہندو مت یعنی ادویات جن میں عموماً اکھل کی آمیزش ہوتی ہے خواہ
 ادویات تریوں یا ششک ان کا استعمال شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
 مندرجہ ذیل صورتوں کے جوابات بھی عنایت فرمائیں۔

ہومیوپیتھی بعض داکٹروں کا قول ہے کہ جس اکھل سے ادویات تیار ہوتی
 ہیں یہ جو یا گنے سے بنتی ہے اور ہر صدق قول ایساں ایسی ادویات کا استعمال



ہاں ہونا چاہئے کیونکہ یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب پر یہ تحریر فرمائی ہے
 میں ہے واما الاشریہ المسحودۃ من سعیر و سدرہ او
 القاحر او العسل اذا اشند وھو مصور فاسجد سرسہ مادی
 السكر عند ابی حنیفہ و فی سلف رحمہما اللہ وعند محمد
 رحمہ اللہ نقای حرام شربہ اور ہاں شریعت میں ہے شربہ اجیر،
 کیوں جو وغیرہ کی شراہیں بھی حرام ہیں مثلاً یہاں ہندستان میں میسک کی شرب
 ہنتی ہے جب ان میں نشہ ہو، حرام ہیں اور درختار میں ہے و ملت
 نبیذ العسل و التین و اللبن و الشعیر و اسدرہ غسل سو
 ضبخ او لا یبلا لھو و طرب اور ظاہر کہ ادویات میں اس کا استعمال نہ تو
 لہو و طرب کے لئے ہے اور نہ ہی اس حالت میں یہ منکر ہوتی ہے ہاں جب
 اس کو کوئی لہو و طرب پہنے گا تو سیدنا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتوے
 کی بنا پر حرام ہونگی جیسا کہ عالمگیری میں ہے لصنوی فی زمانہ مقول محمد
 بحد من سکر مر و شربہ متخذۃ من لحوب و عسل
 و اللبن و سررہ و لفساق یجمعون علی ہذا لا شربۃ فی
 زمانہ و عصہ و سکر و لھو بشرہا کذا فی سبب۔

۲۔ دو بار حاضرہ میں یہی دو یہ عوام و خواص استعمال کر رہے ہیں حتیٰ کہ عمار کرام
 اور مفتیان فحاش میں سے شاید ہی کوئی ہوگا جو اس ابتلاہ میں مبتلا نہ ہو تو کیا یہ
 علوم بلوی نہیں؟ اگر کہا جائے کہ یہ علوم بلوی نہیں تو کیوں؟ اور اگر تسلیم کر لیا جائے
 کہ یہ علوم بلوی میں داخل ہے تو شرعاً اس کی اجازت ہونی چاہئے کیونکہ علوم بلوی
 میں تو ایسی چیزیں جن کی حرمت اور نجاست اختلافی ہو ان کے جواز کا قول ہوتا

میں نے اپنے سوا کسی کو بھی اس قدر سے باطنی اور سلسلہ نہ گزرا ہے۔
مرحوم امام اعظم برصغیر رضی اللہ عنہ اور قاضی حنفیہ کے بارے میں
رضی اللہ عنہ کا قول حکمت کا ہے۔

۲۔ انگریزی دو بیہوش عورتوں اور چوبیس بچوں میں خصوصاً اس کی آمیزش ایسی ہوتی ہے کہ کاہدہ پہنچتی ہے تو کیا یہ سب بخلاف نوعی نہ ہوگا اور اس ضمن میں نہ آئے گا کہ نمک کی کان میں گھس کر نمک ہو جائے تو اس نمک کا کھانا جائز ہے یا نہ بل دلائل شرعیہ کی رو سے اگر جواز کی گنجائش کھل سکتی ہو تو علماء کرام اور مفتیان نظام کی خدمت میں استدعا ہے کہ امت پر شفقت فرماتے ہوئے بیسروا واجتہاد

مسئله علیٰ حضرت عہد یکرت محمد دین و ملت شیخ اسلام و المسلمین و مسلم بر طوبی قدس برہونے متفقہ مان کر تے ہوئے فرمایا ہمارے عند التحقیق اس مسئلہ میں سوئے حتمہ امانت کے کوئی رواد نہیں خصوصاً ایسی حالت میں جباً و عریاً و مسترقاً و غریباً عام ٹرنش ملاد و عارت مامور دبا کو اس سے بلند ہے تو عدم جواز کا حکم دینا عام امت و رجہ کو (معاذ اللہ) جس سے جسے ملت خفیہ سمجھ سکرے عیناً و گرگہ رائیں کرتی اس صورت عدل و رحمت سے جس سے اس میں رشاد فرما کر قب رافقہ بحملہ دفعہ احرار عن سب سے فرمایا رنگ کی یڑیا سے دور کے لئے عیناً و لی ہے بغیر بھی اس سے مارا نہ گیا اس آجکل سخت جرح کا امت ہے البتہ و احرار مدفعو ماصورہ سنیوی میں موجباً رد حقیقت رحمہ فی مسائل الطہارۃ و الدعا سنہ ۱۰۰۰ بیحدیت امام غزالی و امام غزالی

مخفی طرہ سے غزوہ کوئی وجہ نہیں ہے۔ مول کے ۱۰۰۰ پر پڑی، ایک سے سارے بلاشبہ جارہے ہیں

میرزا زار میں اسی پر فتویٰ دنا لیا کرتا ہے۔ (احکام نوری)

مسند دہلوی حلیہ و صحابہ کذا فی الخط ص ۱۲۱ توالیہ برکات
حرم و نجاست غرض ہیں لیکن ان کے ثبوت کے لئے ضروری ہے کہ خصوصاً
دلیل برادر محض شکوک و ظنون سے ان کاثبات ممکن نہیں اور یہ بھی واضح کہ اعتبار
یہ نہیں کہ بے تحقیق بالغ و ثبوت کا مل کسی شے کو حرام و مکروہ کہہ کر انکار کیا جائے
اور بازاری انواہ بھی قابل اعتبار نہیں کہ احکام شرع کی مناسط و مدار بن سکے نیز کسی شے
کا محل احتیاط سے دور یا کسی قوم کلبے احتیاط و شعور اور پرچائے نجاست و حرمت
سے مجبور ہونا اسے مستزہم نہیں کہ وہ شے یا اس قوم کی استعالیٰ یا بنائی ہوئی اشیاء
مطلقاً ناپاک یا حرام و ممنوع قرار پائیں چنانچہ مسائل کثیرہ فقہیہ سے یہ چیز و زردن
کی طرح ثابت ہے مثلاً وہ کنوئیں جن سے کفار، نجار، سہال، گنوار، نادان، بچے
بے تیز عورتیں سب طرح کے لوگ پانی بھرتے ہیں، شرع مطہر ان کی طہارت کا
حکم دیتی ہے، ان سے شرب و وضو روا فرماتی ہے اور یونہی گلی کو چول میں
بھرنے والے جوتوں سے کوئی جو ناکنوئیں سے نکلے اور اس پر کوئی نہایت
ظاہر نہ ہو تو کنواں طابز ہے اور اس قسم کے بھرت اور مسائل میں جن کی فتاویٰ
عالمگیری، بحر الرائق، شامی، قاضی خان وغیرہ کتب معتبرہ میں تصریح ہے اور فتاویٰ
رضویہ شریفہ جلد ۲ میں نہایت تشریح ہے، مسائل فاضل نے یہ درست فرمایا کہ
انگریزی ادویہ میں عموم بلوئی اور ابتلا کا اعتبار ہونا چاہیے اور ایسی صورت میں
مزدت کے لئے روایت ضعیفہ کا سہارا بھی لیا جاسکتا ہے چہ جائیکہ حضرت
امام عالی مقام اول اور حضرت امام ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب شریف
معاذ ملاذین جلتے حالانکہ ہمارے پیارے ارجمند الرحمن رب تبارک و تعالیٰ
اور سر پائے رحم و کرم محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تفسیرین اور حرج و



تیسری نوع ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے: **يَسْئَلُكُمْ جِبْرِيْلُ بَكْمُ الْعَصْرِ** (پت ۷۴) نیز فرمایا: **وَمَا جَعَلَ عَلَيْكَ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ** (پت ۷۴) الی غیر ذلک من الذیات ولاحادیث لمصحة النص عند البیروتیہ کی طرح ہو میری تھی۔ ادویہ کا استعمال فقیر کی نظر میں ضرورتاً تک نہیں پہنچ سکا تو ان میں ابا حسیب صمدیہ اور یہ تم تعین بخاست سے ہی جو رتبت ہو

رہی سائل فیاض کی تیسری دلیل استحالة نوعی والی، تو نفیر جانا اس کی تائید نہیں کر سکتی کیونکہ کتب فقہیہ کی تصریحات سے متین ہے کہ انقلاب و استحالة کے دو قسم ہیں، خلقی اور مصنوعی، خلقی انقلاب سے مہارت کا آجانا سلسلہ ہے جیسے ناپاک پانی یا گوبر وغیرہ کی کھاد سے درخت اور پودے یا بلیں پرورش پائیں تو بانی اور کھاد کے اجزاء یقیناً ان کے جزء بن کر منقلب و تحویل ہو جاتے ہیں جیسے کہ لطف کا علقہ و مضغہ بن کر ذی روح بن جانا، تو ایسا انقلاب و استحالة یقیناً مضر ہے۔ ترلوز، لیموں وغیرہ کے پانی اور گندے اور باقی سب بچل اور پھول غلے کڑی وغیرہ پاک ہیں اگرچہ گندے نالوں کے پانی اور ٹیسوں کی غداقت سے ہی نشوونما پائی ہو اور یونہی سب جانور اصل میں پاک ہیں الا ما حصہ اندس من سجن العین اور اسی طرح بکری کا بچہ جو پیدا و دودھ سے پالا گیا یا مرغی کا غنیمہ کھا کر پرورش پانا اسی خلقی انقلاب کی بنا پر بالاجماع حرام نہیں اور ہرن کے خون کا ناذہ استحالیہ خلقیہ سے کتوئی بن جانا بھی مظہر و محمل ہے اور اسی طرح حضرت محمد بن عبد اللہ مہدی رضی اللہ عنہ کے نزدیک کان نمک میں خنزیر و حمار کا نمک بن جانا بھی خلقی انقلاب ہے اور پانچواں غیر نجس لعین اشیار کا آگ میں جل کر خاکستر ہو جانا بھی خلقی امر ہے اور مظہر ہے



میں تقریباً ہے کہ طہارت صابون کا ختم ضرورت و جمعی کے سبب ہے۔ ص ۲۹۱ میں ہے و النظر من الصدر بہ یفتی لسلوی او بعضہ
 نے اسی انقلاب کی بنا پر اس گارے کو پاک کہا جو پیر پانی اور بات مٹی پاک
 پانی اور پیڑ مٹی سے تیار کیا گیا ہو۔ خلاصۃ الفتاویٰ ص ۱۶۶ فتح القدیر ص ۱۸۶
 کبریٰ ص ۸۶ وغیرہ میں ہے و انظر مہما ایہما کا صا صا طہا طہا
 طہا ہا بلکہ بعض نے اس کی نسبت بھی حضرت محمدؐ کی طرف کر دیا جو یہ
 محض تفریع ہی ہے چنانچہ خاتمہ میں ابو النضر سے منقول ہے قد محمد
 حیث صا شہدا آخرہ کبریٰ میں ہے قال ابن زہری ہو قول محمد او
 یہ تو ظاہر ہی ہے کہ اگر انقلاب ہی علت طہارت ہے تو بعض چیز کو پاک ہر بھی
 شرط نہیں ہوگا کیونکہ اگر انقلاب معتبر ہے تو پاک اور پید میں کیا یہ ثابت
 لہذا فتح القدیر میں پانی اور مٹی دونوں کے پاک ہونے کی صورتیں بھی بعض کے
 نزدیک گارے کا پاک ہونا ذکر فرمایا۔ فتح القدیر ص ۱۶۶ میں ہے و فسرہ
 بعضہ علیہ ارسا و ستراب محسن اد حنط او حصص صبر
 کا الطہین ص ۱۶۶ صا شہدا آخرہ کبریٰ میں ہے کہ س کا پاک ہونا جو گورڈ کرنا پاک ہو
 ضرورت و جمعی کے سبب ہے کہ س کا پاک ہونا جو گورڈ کرنا پاک ہو
 فتح القدیر ص ۱۶۶ شامی ص ۲۲۲ میں ہے و صا شہدا آخرہ کبریٰ
 السرقین ص ۱۶۶ صا شہدا آخرہ کبریٰ میں ہے کہ س کا پاک ہونا جو گورڈ کرنا پاک ہو
 لی اسقاط ص ۱۶۶ صا شہدا آخرہ کبریٰ میں ہے کہ س کا پاک ہونا جو گورڈ کرنا پاک ہو
 ہو کہ ہم طہارت صا شہدا آخرہ کبریٰ میں ہے کہ س کا پاک ہونا جو گورڈ کرنا پاک ہو
 اس میں ضرورت و جمعی نہیں ان کے نزدیک وہ گارے کا پاک ہونا جو گورڈ کرنا پاک ہو

شامی ص ۳۰۲، فتح القدیر ج ۱ ص ۱۰۶ میں ہے و مظهر للحلی لا اختلاف
 نجس بالطاهر ینحسہ هذا هو الصحيح كما ذكره قاضی خا
 وهو احتیاط الفقیہ ابی الیث -

بہر حال تحقیق یہ ہے کہ ایسا مرکب جس کے سبب اجزاء یا بعض پدید ہوں وہ
 صرف اس مصنوعی ترکیب و استحالة سے طہر و حلال نہیں ہو سکتا ورنہ لازم کہ شراب
 سے گوندہ حصے ہوئے آٹے کی، روٹی یا وہ حلوہ کہ جس میں شراب کے چند قطرے
 یا خنزیر کی چربی ڈال کر بنایا گیا یا ناپاک کنوئیں سے پانی لے کر پلاؤ پچایا گیا
 لی غیر ذلک من الاشیاء الخارجة عن الحصر والاحتصار بطاہر
 حلال بن جائیں کیونکہ ان میں مصنوعی انقلاب و استحالة پایا گیا ہے کہ اس ترکیب
 کی وجہ سے تغیر پایا گیا اور مرکب دوسری نئی چیز بن گیا اور بعض ضعیف ضرور
 منعدم ہو گئیں اور بعض نئے فوائد و خواص بھی پیدا ہو گئے حالانکہ ان چیزوں کو
 فقہائے کرام نے استحالة کا سبب فرمایا ہے، بذات صنع جہاں وہ ہے
 ان النجاسة لما استحال و تبدلت اوصافها ومعانیها خرجت
 عن كونها نجاسة، فتح القدیر ج ۱ ص ۱۰۶، بحر الرائق ج ۱ ص ۲۲، شامی
 ج ۱ ص ۳۰۲ میں ہے والمظهر منه وكثير من المستأنة اختاره وهو
 الاحتياط لان التسرع مرتب وصف اسحاب على ذلك الحقيقة
 وتنقض الحقيقة باستفاد بعض احق، مذهب مردی، والی ان قال ففهمها
 ان استحالة العين تسبغ في الوصف المرب عليها خلاصة الفتا
 ج ۱ ص ۲۶، فتح القدیر ج ۱ ص ۱۰۶، کبیری ص ۱۰۶ میں ہے لصیروہ شیا
 اخر، شامی ج ۱ ص ۲۹۱ میں ہے ان العلة عند محمدی التغیر



ہاشمی کا چہرہ ۲۹۱ میں فرمایا جبہ صمدی صمدی صمدی اور یہ خبر ہے
 وصفت فرمائی کہ تیار شدہ ایک کمرہ سے انقلاب و صفت سے ستماء بہت نہیں ہوتا
 تو یہ مفردات کی انفرادی صورتوں کے متعلق فرمایا ہے کہ اس کے متعلق نہیں
 ورنہ سابقہ تصریحات کے مقابل میں اس قدر غلطی کے قبول کیا بغیر نہیں
 اشیاء مذکورہ میں یہ مصنوعی انقلاب و استحالیہ پایا جا تا ہے کہ جس میں وہ پاک
 ہیں اور حلال نہیں لہذا کبیری ص ۱۰۶ اور طحاوی علی الجرج ص ۲۰ میں ہے کہ
 ردیف فرمایا والنضج للطحط وحی و ترحیہ حدیثہ صمدی
 مانہ بالمرکب صمدی حرا بظہر ادمی من الرصعة
 اذا کان ما وھا الجسد او دھنہ و خردک اسکی طعام صاھ
 لصیرورہ سیما حرا و علی حدیث اس سرکست و کار بعض
 مفردات الجسد و لا یحیی سادہ فتح القدر ص ۵۰ میں فرمایا وھذا العبد
 تو او نیم مادہ و نہ نیم و نہ حرا و وضع ہوا کہ اگر نیک مرکبات اس مصنوعی انقلاب و ستماء
 اور صبر و رضا سبب حرا کی بنیاد جبکہ ان کے بعض اجزاء پاک ہوں برگزین
 نہیں پاک ہو سکتے اور بعضی وضع ہوا کہ ان کو جو رنگ پر تیس نہیں کر سکتے کیونکہ
 مرکبات کا انقلاب و ستماء نوعی ہے اور جو رنگ میں خلقی اور اس کے علاوہ
 اور فارق بھی ہو جو وہاں مرکبات کے اجزاء متنزاج پاکر ایک نئی صورت اختیار
 ہیں اور ہمارے رنگ میں متنزج نہیں ہوتا بلکہ نئی شکل پر متاز بھی رہ سکتا ہے نیز
 ہمارے رنگ خالص رنگ بن جاتا ہے اور شراب دوسری دوئی کے ساتھ مل کر
 دو دوئی نہیں بن جاتی بلکہ ایک نیا مرکب بنتا ہے وذا اظهر من ان یظهر



بجس وجہ سابق کی بنا پر ایسے حکم فیہی اور یہ جو مسکر نہ ہوں اور ان میں سے
 شراب کی مباح کا شرعی یقین بھی نہ ہو وہ اندر کی زمانہ مطلقاً جائز الاستعمال
 ہونے چاہئے اور اگر بعض شرعی مضطرب ہو تو شرائط معروفہ سے مضطرب الیہ وافی
 استعمال مطلقاً جائز ہے ولو خمر اخالصا کما فی اسفار المذهب

المذهب -

تنبیہ

ان امام اهل السنة والجماعة رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 منہ صرح فی الفوائد الرضویة ج ۲ ص ۱۳۶ بحرمة استعمال ہند
 ودویہ اذا كانت مریقہ وقد مرہ التمسک بمذہب الامام الاول
 والثانی بان الغزالی علی قول الثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمیع
 ولكن قوله هذا كان في سنته وقد تغيرت الاحوال في هذه الاعوام
 السبع والثمانين ففی وقتہ كانت الاطباء اليونانية مثل اجمل حنان
 وغيرہ کثیرا کثیرا والنجذ لہم فی هذا الزمان مثلاً ولا نظیرا والیضا
 قد تغير طرق ترکیب الادویۃ کتاً وکیفاً واجزاء واحداثاً واخترافاً
 فلا نستیقن کما نیقن بہ حسب زمانہ وقد تحققت الضرورة
 والبلوی وقد صرح المشائخ فتغیر الاحکام بتغیر الزمان والمکان
 فی ثلاثین ج ۱ ص ۴۴ ان کثیرا من الاحکام الی نص علیہ المجتہد
 صاحب المذہب بناء علی ما کان من عرفہ وزمانہ قد تغيرت
 سبب الزمان بسبب فساد اهل الزمان او عسوم الضرورة وفي
 ج ۲ ص ۱۲۵ کثیر من الاحکام تختلف باختلاف الزمان لتغیر عرف



هذا الحديث صرورة اوفى اهل زمانه
 ثم ذكرنا مثله نقصن اختلاف زمانه الاول و زمان
 نلاميد: لا مرضى الله تعالى عنهما اجمعين وقد روى ذلك
 والقول الضعيف يجوز العمل به عند صرورة وفي ج ٢ ص ٢٢
 ان تغيير ما اعتاده عامة اهل عصر في عامة بلاد اسلام راجح
 فوقه ولا شك انه فوق الحرج الذي عصى لاحد عن بعض العامة
 المنتهية بالنص كطين الشارع الغالب عليه سنة سنة وكبول لنور
 في الثياب والبعرا لقليل في الأبار والمعذب انتهى

وقد صرح المشايخ بهذه في ناليفهم مباركة
 ووضحوا ايضا كما لا يبقى شك ولا امتراء وقد صرح به اعداؤي
 الرضوية ايضا بما لا مزيد عليه فقال في ج ٢ ص ٢٥ بعد ذكر
 المغيرات الست فاذا كان في مسئلة نص للامام ثم حدث احد
 تلك المغيرات علمنا قطعاً ان لو حدث على عرسه لكان قوله
 على مقتضاه لا على خلافه ورددنا (الى ان نقل عن العقود) فيه كنه
 قد نفيرت احكامها لتغير الزمان اما للضرورة واما لسرعة واما لمرائن
 الاحوال قال (اي الشامي في العقود) وكل ذلك خارج عن المذهب
 لان صاحب المذهب لو كان في هذا الزمان لقال بها ولو حدث
 هذا التغير في زمانه لم ينص على خلافها ثم وقد حقق وقد

في سنة ١٣٢٣ هـ بعد فتاوى السابقه باحدى وتلاثين سنة ٢٠٠٠ هـ في النسخة

الشامي العقود الدرعية ١٢ منه غفرله



کہ ہوداۓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاعول۔۔ ولا شئ فی اصلاح امر
مرکان ہمد۔ روم المحدث فی ہذا، لہما من لسان یا بخوانہ مریدانہ
اصغر وری ولا معنی لبحرود علی قولہ الصوری۔

واللہ تعالیٰ علم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الاعلیٰ
وعقائہ و اصحابہ و بارک وسلم ابدا ابدا۔
مرو العقیقہ ابو الغیر محمد نور اللہ العیسیٰ غفر لہ بیہ

۲ سجاد دی الاخریٰ ۱۳۹۵ھ

۶۵

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ کسی مزار پر جو مسلمان اپنا
جبین زمین پر لگا دیتے ہیں اور سجدے کرتے ہیں، اگر پوچھا جائے تو کہتے ہیں کہ ہم تو
سجدہ تقیسی کرنے میں جو شرک نہیں، سوال یہ ہے کہ شرک اور کیا ہے، آیات
نے غیر کہ سجدہ کرنے سے نہ کلام، احادیث میں ممانعت کر دی گئی، پھر کیا وجہ ہے،
بخفیل جواب سے نوازا جائے اور ایسی آیات و احادیث کا تفصیل جائزہ پیش کیا جائے
جس میں ممانعت ہے۔

السائل : ماسٹر محمد عبداللہ بیڑہ ماسٹر چیک و ڈیوان تحصیل ننکاہ صاحب

ضلع شیخوپورہ



سجدہ تقیسی حرام ہے کیوں؟ اس لئے کہ آیات و احادیث میں منع کیا گیا ہے مگر ہر حرام شرک نہیں، یہ سائل کی سخت لغزش ہے، زنا حرام ہے، جوا حرام ہے، شراب حرام ہے، چورق حرام ہے اور ایسے ہی کئی چیزیں یقیناً حرام ہیں مگر شرک نہیں، اکھل بر شرک منور حرام ہے مگر ہر حرام شرک نہیں، زید و تحصیل کا میرے پاس وقت نہیں، آپ رسالہ الزبدۃ الزکیہ، کتبہ حامد یہ، و تاج بخش روداجورت نکالیں، اس میں پوری تفصیل ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیب و علیٰ و اصحابہ و باسلام۔

(نوٹ: حرام عام ہے اور شرک خاص، جیسے درخت عام ہے اور آدمی خاص، جیسے ہر قسم کا آدمی و درخت ہے مگر ہر درخت آدمی نہیں یعنی ہر شرک حرام ہے مگر ہر حرام شرک نہیں۔)

فتوہ الفقیر محمد زید الشبراوی غفرلہ خادم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر لڑپشت
 ضلع سامیوال

۸ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ :

اس وقت میٹر مشینوں میں ایک فلم خانہ خدا کی نمائش ہو رہی ہے، اس فلم میں مقدس مقامات اور حج کے تمام مناظر دکھائے گئے ہیں جس میں ناچ و گانے، فحش لغویات کچھ نہیں جیسا کہ اس فلم کے دیکھنے والوں کا کہنا ہے اور ایک شخص نے بہارستان میں انکشاف کیا ہے کہ فلم خانہ خدا دیکھنا جائز بلکہ کارِ ثواب ہے قبل ازیں ایک صاحب یہاں بھی کہ چکے ہیں کہ سینما بجائے خود جائز ہے، اس کا دیکھنا حرام نہیں بلکہ کبھی کبھی دیکھنا کارِ ثواب ہوتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ اکثر لوگ یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ فلاں ٹھکانہ میں دو تین روپے میں گھبرو بیٹھے حج کر لیں حج ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ، اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے لہذا براہِ کرم اس فلم کے متعلق احکام شرع سے واضح طور پر مجھے دلائل سے مزین فرمائیں۔ بنیاد توحید

السائل : خادم عبدالرزاق اجیری رہبر روضہ حیدر آباد



گونا گونا گویاں مگر حاجیوں کی تصویریں تو ضرور ہیں لہذا یہ کہنا کہ لغویات کچھ نہیں بیچ نہیں اور یہی نہی دیکھنا جائز بلکہ کارِ ثواب ہے، کا دعویٰ بھی کھل جاتا

جس سے غلط فہمی بھی پیدا ہو رہی ہے نہ کہ کھر میٹھے حج کو رواج ہونا بہت مند ہے
پہنیز و دی ہے اور اسے حقیقی حج کہنا بہت ہی نادر ہے جو اس وقت تک نہیں ہو سکا ہے
ہم ان سے یہ تو صرف فلم و تصاویر و کھوس ہی ہیں حالانکہ حقیقت میں جو حج کو
افعال حج اور کعبہ شریف اور منی و غزوات و نزول و اور شہرہ کو بل واسطہ دیکھنا اور
وہاں بغیر احرام و نیت کے حاضر ہونا بھی جائز نہیں ہو سکتا تو تصاویر و کھوس کہ دیکھنا
کیسے حج بن سکتا ہے؟ یہ کہنا اور دیکھنا تو ان کریما اور عابدین شریفہ کے مراسم
خلاف ہے اور انہیں ان اسرار پر لازم کہ ایسی باتوں سے سخت پرہیز کریں
قرآن کریم سورۃ البقرہ آل عمران اور الحج دیکھیں کہ یہ حقیقت قاتل سے بھی زیادہ
نمایاں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و موسیٰ
محمد و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم۔

عزیز الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ خانی غفرہ بانی و منظم و راجع و خفیہ فرید البعیر کوٹہ ساہیوال
۲۰ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر میں کہ بکر دار علی مشیت بھر
سے کم رکھتا ہے سمجھنے والے پر ادعا کرتا ہے کہ یہ جو ثابت ہے کہ لکھتے قبضہ بھر مونی چھا
اس لکھتے سے مراد ادرعی نہیں بلکہ وہ ہڈی ہے جس پر دانت اگتے ہیں، تو یہ قبضہ
پہلی ہونٹ کے نیچے سے کیا جائے اور اس حساب سے ادرعی مشیت بھر

رکھی جائے نہ ٹھوڑی کے نیچے سے کہ دائرہ ہی مشیت بھر رکھنی پڑے۔ آیا بکر اور
قول صحیح ہو سکتا ہے؟ بینواتو جردا من رب العلمین

الجواب

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِيْ التَّوْبَةَ وَالصَّوَابَ

بکر کا یہ بیان محض متافق متعارض کسی صورت میں صحیح ہونے کی قابلیت
نہیں رکھتا کہ جب لمحیہ سے مراد وہ بڑی بھڑی تو عربی عبارات اثبات میں جب بکر
لمحیہ وارد ہو رہا ہے تو معنی یہ تھرا کہ وہ بڑی مشیت بھر رکھی جائے اور زائد کا ٹی جائے
دائرہ ہی کا حکم تقریر طولا کچھ معلوم نہ ہوا، دائرہ ہی رکھنے کے ساتھ ان عبارات کا کوئی تعلق
نہ رہا مگر عجیب کہ بکر یہی سمجھ رہا ہے کہ مشیت بھر سے کم رکھنے کی سند بنا رہا ہے اور
براہ عیاری نچلے ہونٹ کے نیچے سے قبض کا دعویٰ کرتا ہے کہ بڑی کاٹنے سے
بچے مگر یہ اس کا دعویٰ بے بنیاد و پادر ہو رہا ہے کہ یہ قید نہ کسی عبارت و قرینہ سے
ثابت ہے اور نہ ہی یہ ثابت ہے کہ قبض طولا ہو جاتا ہے بڑی مذکورہ پر عرضنا
قبض کیسے کر سکتا ہے نیز انہی عبارات سے ثابت کہ ما زاد علی القبض
کو قطع کیا جائے اور اس کا بیان لمحیہ مذکورہ کے ساتھ کسی وجہ سے نہیں کیا گیا تو
بقرینہ مقام صراحت یہی مفہوم کہ اسی لمحیہ میں سے زائد کو کاٹنا ہے بدلتا ہے الحظر والاباحہ
میں شامی علیہ الرحمہ نے اس کی تصریح صاحب مذہب سے نقل فرمائی ہے کما یسجد
ان شلوا اللہ تعالیٰ تہ بکر پر لازم کہ زائد از قبضہ بڑی کو نہ ورسوائے کہ فساد زائد
کاٹنے کو واجب فرما رہے ہیں اور اس کی اوجائی قید نچلے ہونٹ والی بفرس محال
اگر ہو بھی تب بھی اسے بچا نہیں سکتے کہ زائد از قبضہ کا کاٹنا ضروری ہے اور بنا پر



قد یاد نیچے سے مراد تو وہی نہیں سنا تو لا محالہ اور پست زاد مراد ہونہ وہ البتہ بدست
لازم آتا ہے اے اس اصل کا دعویٰ کہ لہجہ سے مراد بڑی سبب و فحشی و غلطی کما
تبین معاذ کرت و تبیین من اللہ فی

مراح میں ہے لہجہ باکسر ریش، لہجہ بالضم و کسر مع انقصر، غیثات اللغات میں
ہے لہجہ باکسر و حرف ثالث یا ثانی تحت فی بعضی ریش کہ برہنہ و مراد ہے باشد مفتب اللغات
میں ہے لہجہ باکسر و کسے ریش، مجمع البحار میں ہے اللہجۃ سبعہ لجمع
من الشعر ما نسبت علی الخدین و الذقن، بحر الرائق بحرث می کہ کتاب اللہ
میں ہے و ظاہر کلامہ ان لہجہ دہا الشعر ما نسبت علی

الخدین من عذار و عارض من الذقن، بحر الرائق میں یہاں کی جگہ بحیثہ
ہے صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۴۹ سنن ترمذی ج ۲ ص ۱۰۰ و نسائی ج ۲ ص ۴۲، ۴۳ و ابن جریر

ص ۲۵ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث مرفوعہ عشر
من الفطرۃ میں ہے و اعفاء اللہجۃ صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۰ صحیح مسلم

ج ۱ ص ۱۲۹ سنن ترمذی ج ۲ ص ۱۰۰ سنن نسائی ج ۱ ص ۴ و ج ۲ ص ۴۲، ۴۳ میں حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بروایات متعددہ مرفوعہ و فیروا لہجی

اعفاء اللہجۃ و فیروا صحیح درود ہوا ہے اور صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۹ میں ابو ہریرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعہ ریحوا لہجی و ارد ہوا ہے اور صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۹

سنن ترمذی ج ۲ ص ۱۰۰ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے و انفع
من الترمذی عن ابن عمر بن ابی سلمہ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم عن ابن عمر بن ابی سلمہ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم
حسن معجم، تترجیح صحیح مسلم میں علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یقیناً

فی جمع اللہجۃ لہجی و حی بکسر لام و بغضہا یفتان و بکسر الفتح
نیز اس میں ہے فیحصل خمس من وایات اعفوا و وفوا و ارفعوا و ارجو



وہم واومناھا کلمہ ہائے کہہا علی حائریا آخر حضرت شیخ الاسلام شافعی
 عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اعجاز الدلحی کا معنی اشعۃ اللمعات میں فرمایا ہے
 دوافر گزشتہ نیند ریش سے فرمایا ہے۔ سند امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص ۱۱۱
 مطبوعہ مع الادب المفرد میں ہے ان ابا تحافۃ اقی النسب صلی اللہ
 علیہ وسلم و لحیۃ قد انتشرت قال فقال لراخذتم
 و اشار بیدہ الی نواحی لحيۃ، صحیح بخاری شریف ص ۵۰۵ میں ہے
 کان ابن عمر اذا حج اذ اعتمر قبض علی لحيۃ فما فضل اخذه
 فتح القدیر ص ۲۰۰ میں ان ابی شیبہ سے ہے کان ابوہمیرۃ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ یقبض علی لحيۃ فیأخذ ما فضل عن القبضۃ ہشامی
 ج ۵ ص ۳۵۹ میں ہے وھو ان یقبض المرء لحيۃ فما نہ ادمتھا
 علی قبضۃ قطعہ کذا ذکرہ محمد ف کتاب الآثار عن الامام
 تال و بہ ناخذ محیط اھ ط فتح القدیر بحر الرائق و المختار خامی میں ہے
 و انتقم من الدس و اما الاخذ منہا وہی دون ذلك كما یفعلہ
 بعض المغاربة و فحشت المرء لحيۃ فحکم یجہ احد، مدارج النبوة
 ج ۱ ص ۱۰۱ میں ہے مشہور در مذہب حنفی جہار انگشت اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۲۱۲
 مشہور یک مشت است، نیز اسی میں ہے و گمہ اشتر بقدر قبضہ واجب است
 و آنکہ آنرا سنت گویند بمعنی طریقہ ملوک در دین است یا بحیث آنکہ ثبوت آن سنت
 ست چنانکہ نادر عمید راست گفتہ اند اقول لا من اللہ واجب فلا اقل
 من ان تجب القبضۃ۔

پس احادیث و اقوال مذکورہ معتبرہ سے روز روشن کی طرح واضح و واضح ہوا کہ



مجھے داری ہی ہے کہ امر و نہی و استئذان و مدبر اہانت کا تقاضا نفس اختیار نہ کرے۔
سے ساتھ ہو کر آتا ہے لا یكلف اللہ نفساً الا وسعہا وما جہنم عنبکم
فی الدین من حرج اور اس بڑی کوتاہی سے عجب میں بھی بالغت کہا جاتا ہے
مراج میں ہے لھی بالغت جائے ریش، مجمع البحرین میں ہے عضمان نبئت عنیہ
الاسنان علوا و سفلا صحیح بخاری شریف: ۱۵۰۰ میں سہل بن سعد سے

ہے عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من یضمن و ما بین
لحیتہ و ما بین رجلیہ اضمن لد الجنة و ما وی الیہ من ذی بہ قرا
نحدہ ایضاً، ترمذی شریف ج ۱، ۱۱ میں مرثیٰ ابن ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
میں ہے حتی مر رجل معہ لھی جعل وغیرہ عند ابن ماجہ ۸،
اور کتب فقہ باب الجنازہ میں شد لہجیا و شرح و شرح ہے۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم و علیہما التوا حکم و مسل اللہ تعالیٰ

علی سیدنا و مولانا محمد و بامرک و شرف و سہ

حررہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ الخفی القادی نور اللہ ربہ و قرہ فی کتب غریبہ و غریبہ

۸ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ

الاستفتاء

بخدمت قدس سرہ محدث و تفسیر الفقہ الا عظم قدام اباجی و دست بركاتہ العالیہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: مزاج بہاویوں! معروض ہے چند چیزیں آپ کی

ذات گرامی سے دریافت طلب ہیں:-

۱۔ لبوں کے بال نوچنا جائز ہیں یا نہیں؟



۲۔ اعتبار کی تعریف کیا وسط سر میں ایک بیج کا نام ضروری ہے حالانکہ اکثر ائمہ
 بے کر میں سر کے وسط میں سے خالی جگہ چھوڑ دی جاتی ہے اور ٹوہلی
 نظر آ رہی ہوتی ہے (حلقہ کی صورت میں)
 احقر شاہ محمد قصوری (حقیقی خطیب شاہ عالمی مارکیٹ لاہور)



۱۔ پرہیز ضروری ہے، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۱۱۳ اور شامی ج ۵ ص ۵۵۰ میں ہے
 نف الفیکین بدعة وهما جانب العنققة وهي شعر الشفة
 السفلى كذا في الغرائب، یہ عبارت تو صرف نیچے بونٹ کی طرفوں کے متعلق ہے
 مگر مطلقاً پھرے کے بال اکھاڑنے کے متعلق سر و دست حضرت لسان الصرفین
 محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ کی وصیت فتوحات مکیہ ج ۴ ص ۴۹۱ پیش نظر ہے
 فرماتے ہیں واجتنب الوشم ان تعملوا وتأمروا به وكذلك التعميم
 وهو ان التمشع من الوجه بالخصاص الخ

۲۔ اعتبار کی دو تعریفیں کتب فقہ میں ہیں، فتاویٰ عالمگیریہ ج ۱ ص ۵۵ میں ہے
 هو ان يكو معامته و ميترك و سمراسه مكشوفاً كذا
 في التبیین یعنی درمیان سے سرنگا چھوڑ دے، زیادہ کتابوں میں یہی
 تعریف ہے، مرقی الفلاح ص ۲۰ طبع مع الطحاویہ میں "قل" کے ساتھ ہے
 ان ينتقب بعمامته فيغطي انفه مگر یکسیر کسی تعریف میں نہیں
 دیکھا کہ وسط سر میں ایک بیج اختیار سے بچنے کے لئے ضروری ہے حالانکہ



چچ کے علاوہ بھی تمام سے سرکارِ دیارِ محترمہ چھپ سکتا ہے قریشیہ
دیکھا ہے کہ توپی کا چھپنا بھی ضروری ہے اور وہ بھی عمامہ سے ہی ہوا
یہ کہیں دیکھا کہ توپی سے وسط سر کا چھپنا کافی نہیں سوتلہ دعا و اعط

عزہ الفیہ الیٰ انویۃ من ذرات النبیؐ

۲۹ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ

۱۰

الاستفتاء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شریعتین اس مسئلہ میں کہ ایک ہرگزید
ہستی کا وصال ہوئے تقریباً آٹھ یا دس ماہ کا عرصہ ہوا ہے، بزرگ موصوف کے
مریدین و معتقدین حضرات نے ان کے مزار پر قبہ تعمیر کروایا، کچھ ہی دن بعد چند
مخالفین (جن کا تعلق فرقہ و بابیہ سے ہے) نے سازش کر کے اس قبہ تعمیر کردہ کو
منہدم کر دیا۔ نہ صرف یہی بلکہ محلہ کو منتشر کر کے قیمتی اشیاء اٹھائے گئے، مریدین و
معتقدین کے استفسار پر یہ کہنے لگے کہ یہ ناجائز ہے اور شرک و حرام ہے لہذا
عرض یہ ہے کہ موصوف کے معتقدین جو کثیر تعداد میں ہیں اس فعل شیعہ پر سخت
نافرمان ہیں اور وہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ شرعی طور پر اس طرح قبرستان میں
کسی بزرگ کے مزار پر قبہ تعمیر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بلینوا تو جبروا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْجَوَاب

اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْتَوْبَةَ وَالصَّوَابَ

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ :-

مشائخ عظام علمائے اعلام اولیائے کرام کے قبور طامہ و پر تعمیر
قباب نیات صالحہ اور اغراض صحیحہ کے بلا شک و شبہ جائز ہے کہ اسما
الاعمال بالنیات و اسما لامری ما فوی، و بابیہ کا ناجائز بہت
سخت ناجائز ہے اور شرک و حرام بتا ناشدیدترین حرام ہے، قرآن کریم ارشاد
بتین ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ السُّنُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا
حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لَتَنفَرُوا عَلٰی لَئِلَہِ پھران کا منہدم کر کے
مطبہ منتشر کرنا اور قیمتی اشیاء کا اٹھا لیجانا انہی بہادروں کا حصہ ہے، اصل
وہی اسماعیلی روگ ہے کہ روئے زمین کے باشندوں کو مشرک سمجھتے ہیں
لہذا کسی کی جان و مال اور عزت و آبرو پر حملہ ان کے اس ناپاک مزعومہ
کی بنا پر ناجائز نہیں، علمائے کرام اس پر کافی سے زیادہ روشنی ڈال چکے ہیں
امام اہل سنت والجماعت مجدد مائتہ حاضرہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں
صاحب اور امام اہل سنت والجماعت حضرت صدرالفاضل سید محمد نسیم الدین
صاحب مراد آبادی اور امام اہل سنت والجماعت حضرت مولانا سید ابوبکر دیرا علی
شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین و دیگر علمائے اہل سنت والجماعت کی
تصانیف جلیلہ و تابعت جلیلہ نے ان مسائل کو بالکل بے غبار بنا دیا ہے باوجود
زیادہ کھنے کی ضرورت نہیں البتہ یہ ضرور خیال کر لیا جائے کہ اسی استغفار سے



واضح ہو رہا ہے کہ یہ قبرستان میں تعمیر کیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ یہ قبرستان وقت سے پہلے
 تو اگر وہ قبرستان بھی وقت سے تو پھر وہ تعمیر شروع ہوا جائز نہ تھی۔ شامی ج ۳ ص ۳۰۳
 میں ہے قلت لکن لهذا فی غیر المقابر المسبلة کما لا یطعن
 نیز اسی میں ہے الاستیذان البنا علی قبور اہل فی المقابر المسبلة
 تو اس کا باداب اٹھانا ضروری تھا مگر پچھلے بھی وہاں یہ کنگستان نہ اقامہ اور قریبی
 اشیاء پر دست اندازی قطعاً جائز نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ سر و احکم و صلی
 اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و اصحابہ و برک وسلم۔

(نوٹ) کئی دنوں سے یہ استفتاء آیا ہوا ہے مگر چونکہ حرمین شریفین سے
 تازہ تازہ واپسی ہوئی ہے اور احباب کا سب سے پناہ جو مردہ و تجددی نہ لکھا جاسکے
 پھر یہ نفاذ بھی کاغذات میں گم ہو گیا تھا، امید ہے کہ یہ معذرت قبول ہوگی۔

والسلام

ضوہ الغفرانہ غیر محمد نور السیدی غفرلہ

۴۶

الاستفتاء

کیا فزوتے ہیں عدائے دین بمقتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عرس
 اولیائے کرام کو کرنا جائز ہے یا نہیں؟ وجہ علت کیا ہے؟ مبنیاً توجروا
 استفتی: محمد صدیق امام مسجد ڈولہ پختہ تحصیل دیپالپور (ساہیوال)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْجَوَابُ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي التَّوَّابِينَ

ایسا عرض جو منیات شریعہ سے مبرا ہو و مجموعہ وعظا علم کے عظام و اطوار
 طوم و زیارتِ قبور ہے اور ہر فرد اس مجموعہ کا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 و ثابت بالقرآن ہے و المطلق مجبوری علی اطلاقہ تو جب یہ لوگوں میں
 میں پائے جائیں گے، تب بھی سنت و جائز قرار پائیں گے کہ اجماع عبادات
 حسن عبادات کو زائل نہیں کیا کرتا بلکہ بڑھاتا ہے کما ہو مدلول علیہ
 بحديث الصدقة علی القریب و غیرہ باقی ربی تعیین تو وہ بھی عبادات
 کو نقصان نہیں پہنچاتی بلکہ احب الی اللہ و رسولہ بناتی ہے کہ حدیث شریف میں وارد
 ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عمل دائم بہت پسند تھا و ابوالخاری فی
 صحیحہ و غیرہ فی غیرہ و الاحب الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم هو الاحب الی اللہ المتعال بل دا ایضاً مصرح فی الحدیث
 اور وجودِ مطلق بلا تخصیص ہوا ہی نہیں کرتا قتل او کفر مطلقاً محیص عن
 التخصیص و التعیین منہ، نیز امور مذکورہ کہ فرد و ذوا بالیقین بھی ثبوت
 ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ نہیں کو وعظ فرمایا کرتے
 تھے رواہ البخاری فی صحیحہ، نیز اسی میں ہے کہ ایک بڑھیا صحابہ کرام حضور



لہ و لا شک فی دفعہ المصاحبۃ فی زمینہ فلکان اجماعاً عا سکہ نیاعہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 لہ تو اس میں تعیین وقت و قسم طعام و الاطعمہ ہے کما ہو فی الحدیث ۱۲ من غفرلہ

اللہ علیہم جمیعین کی مختصری دعوت پر جمیعہ کو کیا کرتی تھی اور میں ہر اہم عنوان سے متعلق
 مہم اپنی خوشی سے تناول فرمایا کرتے تھے اور قہر شہادت اُحد پر ہر سال خود
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو منجہ
 فرمایا کرتے تھے کما نص علیہ فی ارشاد العقل والتفسیر الکبیر
 ولانک ان الراجح ان لا یخص اور حدیث شریف میں ہے کہ ما زاد
 المسلمون حنا فہو عند اللہ حسن صدق بہ العقہار
 علیہم الرحمة فی تصانیفہم نیز مذہب اہل اہانت میں اصل اشیاء اہانت
 ہے یعنی جب تک دلیل تحریم و کراہت نہ ملے تو حرام و مکروہ نہ کہیں گے و ذاتاً ثابت
 بنسب النصوص من القرآن والاحادیث الصعیبة ترجیح ہم
 عرس مذکور الصفت کے متعلق دلیل تحریم و کراہت نہ ملے تو حرام و مکروہ نہ کہیں گے
 جیسے مدارس اسلامیہ کہ بہ بیت کذاتیہ زمان ملے میں نہ تھے مگر چونکہ ان کے
 اجزاء فرداً فرداً موجود تھے لہذا اس مجبور کو کوئی حرام نہیں کہتا حالانکہ ان میں
 بھی بہت تعینات ہیں پس جو عرس مذکور کو حرام و مکروہ کہے تو اس پر
 لازم کہ ایسا فارق بیان کرے کہ عرس کا جواز ہی منتفی ہو جائے کہ جب تک
 جائز و مباح رہے۔ عبادت و سحاب بن سکتا ہے کہ عبادت نیک فیتوں سے
 عبادت بن جلت میں چنانچہ شرح صحیح مسلم میں نووی اور در المختار میں شامی
 اور غنیہ میں ابراہیم و ستار شریف میں قاضی عیاض علیہم الرحمہ اس کی تصریحات
 فرماتے ہیں اور جس حدیث حسیل القدر انما الاعمال بالنیات وما
 فی معناه سے ثابت ہے۔

واللہ تعالیٰ علم و علمہ جل مجدہ استرحوا حکم و صلی اللہ
 تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و صحبہ و بارک وسلم۔
 حمزہ الفقیر الخیر محمد نور اللہ العیسیٰ غفرلہ

الاستفتاء

یہ فرماتے ہیں کہ دین و مفتیان شرع متین اندر میں مسدود یا زبور یا یوں مناسبت کیا ہو گیا
میں مسدود یوں پڑھتے ہیں "خضرتہ واپسی العظیم سے منع فرمایا ہے۔
اور دوسرے خط میں سائل نے یہ زیادہ کیا کہ چھ کلے ہو کر ملامتیں پڑھتے ہو وہ مسوول
پا سون کی نیاز دلائی ہے یا نہیں؟ اور حضرت ابابکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما
نہیں دلائی تھی۔

السائل محمد ایمان خاں از راجی



گیارہویں شریف اور مسدود چالیسواں، یہ سب صدقات نافذ ہیں اور صدقات نافذہ استجاب
استحسان علی الاطلاق قرآن کریم کی آیات مطابقت اور احادیث ثابتہ سے اور نطق اس
طلاق سے مقررہ غیر مقرر دونوں شامل ہوتا ہے یہ غیر مذکورہ آیات و احادیث سے ثابت
ہوتے ہیں، ایسے ہی مقررہ صدقات بھی ثابت ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان میں امام حلال اور
سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

بقي المطلق على اطلاقه

...طلاق اپنے اطلاق پہ باقی رہتا ہے

بلکہ طلاق قرآن کریم تو وحدیث خبر واحد اور قیاس مجتہد سے بھی متبادر ہے۔ ساتھ اصول اشقی
صفحہ ۹ میں ہے

ان المطلق من كتاب الله تعالى اذا امكن العمل باطلاقه فالمرادة عليه بحر



الوحدة والفن لا يجوز

قد چرخانیا و ...

تو بہت ہوا اگر کیا نہ سنا کہ یہ وہ چارے ہیں جو کہ قوت اور جسمانی طاقت
کی طرح مستحب و محسن ہیں، بلکہ صدقات و عین و فکر و ہمت کی طرح جو کہ جسمانی طاقت
تو بہت ہے۔ قرآن کریم میں ہے

والله الذي في أمم اليوم حيا معلوم - - - - -

اور وہ کہتا ہے کہ میں اپنے مہر حق سے

تفسیر البیہ، جلد ۲، صفحہ ۳۱۲، نیزہ خان، بعد، صفحہ ۳۶، میں ہے

وذلك ما روي في طفف الرجال علي نفسه شيئا من تصدق به

الندب في اوقات معلومة ---

"اور وہیں یہ ایک نئی چیز ہے۔ اسے دیکھنا چاہیے۔"

میں نے خود کو بے گناہ سمجھا۔۔۔

اور حضرت کمال بن ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث سے منقول ہے کہ:

جہاں ہمارے لیے ایک نیا عالم ہے۔

[illegible]

کتابت مر و نوحہ عند اربعہ و مر و نوحہ

کتابت میرزا محمد علی اردبیلی مراد بن سید فکرت

كان بوزة لخمعة
لحديث و مقاربه ايضا في جلد ١٣٦ و

جلد ۲ صفحہ ۱۴

(۱) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے یہ مہجرت نہیں کی ہے کہ میں

میں محاصرہ میں آئے۔ یہاں تک کہ ان کے پاس کھانا نہ رہ گیا اور وہ لوگوں کو کھا کر اپنے گھر واپس آئے۔

یہ سب باتیں سن کر وہ بے حد غصہ ہوئی اور اس نے کہا:

یہی ہے جو کہ ہم نے پہلے ہی میں دیکھا تھا۔

میں نے یہ سب کچھ دیکھا تھا۔ میں نے یہ سب کچھ دیکھا تھا۔

... ..

۱۔ یہ سب سے پہلی کتاب ہے جس میں

[illegible]

تو معلوم ہو کہ اس بات پر بھی غلط فہمی نہ پکڑے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس کے ساتھ جتنی بھی نقدی صدقات میں حیرت انگیز نہیں، جلد نسیب کا ممبر ہے۔

نامہ اور اس کے بارے میں جو کچھ بتا رہے ہیں، ان کے بارے میں ۹۲ میں

قالوا ان من يبايعه يبايع الله ورسوله ورسوله انما امر ان يعبد الله وحده لا شريك له فاعبدوا الله وحده لا شريك له فاعبدوا الله وحده لا شريك له فاعبدوا الله وحده لا شريك له

ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم سيدى محمدى

قال ذو الفقار ان قل۔۔۔

ابن تيمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں چنانچہ کیا کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند آیا۔ جس میں دوام ہو (یعنی وہ عمل جسے زیادہ پابندی سے ہمیشہ یا جاسے) خواہ وہ تھوڑی ہی ہو۔۔۔۔۔

ان صفحہ میں ہے

ای ائیں عمل کان احب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت (۱) الذائم۔۔۔

”وہ ساقط نی کریم ﷺ سب سے زیادہ محبوب تھا؟۔۔۔“ (حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے) فرمایا ہمیشہ والا دوام والا عمل۔۔۔۔۔

ای مضمون کی حدیثیں صحاح ستہ وغیرہ ہا کتب معتدہ حدیث میں بکثرت موجود ہیں اور ان احادیث۔۔۔۔۔ شان وروا اس شخص کی طرح واضح کر رہے ہیں کہ نقلی اعمال کا یہی حکم ہے:

کما لا یحیی علی من له ادنی من بکتاب الحدیث۔۔۔۔۔

”میسرا کہ نفعی نہیں ہے اس پر کہ جسے کتب حدیث سے تھوڑا سا بھی مس ہے۔۔۔۔۔“

یہ بھی نہ ظاہر کہ اس دوام کا یہ معنی ہرگز ہرگز نہیں کہ دن رات کی ہر ہر گھڑی اور ہر لمحوں میں ایک ہی نیک کام کرتا رہے، اس کا قائل مجنون شخص یا بے حیا متقابل کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا، بلکہ مراد یہ ہے کہ جس وقت عین میں کرنا شروع کرے تو ہمیشہ اس وقت میں وہ کام کر لیا کرے، مانگتہ کرے اور شیون درو، کا بھی یہی تقاضا ہے

وذا اظهر من ان یظهر۔۔۔۔۔

”اور یہ اس سے ظاہر ہے کہ اسے ظاہر کرنے کی حاجت ہو۔۔۔۔۔“

تو ماہ شیم ماہ و سمر نیم روز کی طرح واضح ہوا کہ جو شخص ان نیک کاموں یعنی صدقات مقررہ معین، گیارہویں، بیسویں، چالیسویں، شروغ کرے تو ہمیشہ ان اوقات خاصہ میں اس کا کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کو بہت پیارا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ صدقات مذکورہ مستحب و مستحسن ضرور ہیں اور جو شخص ان کو حرام یا منکرہ بتائے تو اس پر لازم ہے کہ کوئی ایک آیت یا صحیح حدیث ایسی پیش کرے، جس سے ان نیک کاموں کی حرمت ثابت ہو سکے، تو پھر بڑے شوق سے منع کرے کہ منع بھی حکم شرعی ہی ہوتا ہے، جیسے کہ صدقات آیات و احادیث سے ثابت ہے بلکہ خود مانعین زمانہ کا امام مسلم ابن الحنفیہ دہلوی اپنے رسالہ ”منصب امامت“ کے صفحہ ۶۴ میں لکھتا ہے۔

۱۱۱ ای سیدتنا و امنا الصدیقة بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔۔۔۔۔

عنہا۔۔۔۔۔ ۱۲

”یعنی ہماری، ام سیدتنا عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے۔۔۔۔۔“

تو میاؤں تریف میں سلام پڑھنا بھی ان سے ثابت ہو گیا۔

ہی سال کا یہ سن کہ "سندور" منجھنے کے تو اپنی عظیم سے منع فرمایا ہے۔ یہی حضرت برہان شاہؒ کی حدیث سے فنی بھی یہ عادت نہیں کر سکا کہ حضور پر نور سید عالمؐ کو منجھنے کے اپنے عظیم سے اپنے عام عوام میں اپنا پاک میں سلام سے منع فرمایا ہو۔ حضور کو حضور کے خاصوں سے سلام، ماں، باپ، استاد، مامور، پیر، معر، مسلمان، بلند شعا، اللہ کی عظیم قرآن کریم و حدیث شریف سے باہر ہیں و جوہ ثابت و نہایت الہیہ ان کا روئی کر سکتا ہے، جو جو عقل و دانش سے ہی سہا نہ ہو یا معاندانہ چال چلے۔

ربا کہہ رہے ہو سلام پڑھنا، تو اس میں آخر کون سا حرج ہے، عموماً مسلمان خواص و عوام آپس میں کہتے ہیں کہ ایک دوسرے کو سلام پہنچا کر رہتے ہیں اور یہ لوگ خود بھی کبھی رستہ میں نہ لیا جب آتے انہیں فنی راستہ میں ملے تو بیٹھ کر سلام کہا کرتے ہیں؟ ---

حضور پر نور سید عالمؐ کی عظیم سے باوجود روکنا، ان لوگوں کا دستور ہو گیا ہے، کیا حضرت سید عالمؐ کا غلطہ الزام ارضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہمیشہ قیام عظیمی، ہر مذہبی، جہد ۲-۳-۲۳ میں ثابت نہیں؟ --- ان کے کلمات یہ ہیں

كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا دخل عليها قامت من مجلسها
الح ---

"نبی کریم ﷺ جب بھی ان کے ہاں تشریف لاتے وہ اپنی خند سے انہر تخرین ہوتیں۔" الح ---

کیا صحیح بخاری، جلد ۲، صفحہ ۵۹۱ وغیرہ میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قیام عظیمی کا رسم فوہوا الی سیدنکمہ الحدیث ---

"تم اپنے سردار (نبی کریمؐ) کی طرف گھر سے نہ جاؤ۔" حدیث --- نہیں ہے۔

ربا کا فتنہ قیام سے منع فرمانا تو وہ مسلمانانہ قیام نہ انہیں دے

و لا احملي من ان بحلي ---

"اور یہ فتنہ بھی ظاہر و روشن ہے، ان پر روشنی: انہی سے نہیں

والله تعالى اعلم و صلى الله تعالى على حسبه، الله، مسجده، بارک و سلم

مولا الفقير البواخير محمد نور الداعي عفر له

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین: پچھری روز میں چھری
کا دن جس میں کھانا برسم بن اور فاتحہ خوانی بطور خیرت ہو یا روز سائین میں تقسیم کرنا
اور خورد نوش کرنا، زید و بکر وغیرہ کہتے ہیں کہ یہ کھانا خنزیر کے برابر ہے۔
برسے شرع محمدی جواب مطلوب ہے اور روز مش مناسب جو بخریر یا بکر
نواب دارین حاصل کریں، فقط

السائل حسن محمد جو کے گردتہ

مؤخرہ ثود



پانی، آٹا، میٹھا، گھی وغیرہ جن سے اہل اسلام کھانا تیار کرتے ہیں سب
پاک اور حلال ہیں اور فاتحہ خوانی باعث شفاء و رحمت ہے اور غراب مساکین میں
بطور خیرات تقسیم کرنا بھی ناجائز نہیں اور کوئی دن یا مہینہ حرام نہیں بنا سکتا تو کھانا
حرام کیوں ہوا۔ حضرت رب العالمین جل و علا فرماتا ہے یا ایہا الناس کھو اوصافی
المرض حلاً لا طیب ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو
مبین۔ پ ۵۶ (ترجمہ) اے لوگو کھاؤ و سجو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اور
شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو (اپنی طرف سے ایسی چیزوں کو حرام نہ کہو) بیشک

وہ بتا رکھتا تھا کہ میں نے جو کہ تمہیں ایسے دوسروں کے ذریعے پائی ہوگی جو
 سحر و کرناہی بہت ہے۔ نیز آنکھوں پارے کے گیارہویں روز میں
 بت ہل میں حرم نمینہ اللہ تعالیٰ اخرج لعبادہ والطیبات من
 الریقہ۔ جس میں اللہ تعالیٰ الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیامہ
 ورجعہ تم فرمادے کہ جس نے حرم کی زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے
 لکھی اور پاک رزق، تم فرمادو وہ ایمانداروں کے لئے ہے، دنیا میں اور قیامت
 میں تو خاص انہی کی ہے نیز پندرہویں پارے ناویں رکوع میں ہے و منزل
 من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظالمین
 الا خساراً (ترجمہ) اور ہم قرآن سے آتاتے ہیں وہ چیز (سورتیں اور آیتیں)
 جو ایمان والوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان
 ہی بڑھتا ہے، نیز پارہ انتیسواں رکوع جو وہ میں ہے و ما تقدم ولا تؤخر
 من خیر تجد و عند اللہ ہو خیرا واعظم اجرا (ترجمہ) اور اپنے
 لئے جو بھلائی (نماز، روزہ، خیرات، قرآن خوانی وغیرہ) آگے بھیجو اسے اللہ کے
 پاس بہتر اور بڑے ثواب کی پاؤں گے، تو روز روشن کی طرح واضح ہو کہ وہ کھانا
 اور خیرات ہمارا اور حلال ہے جو خنزیر کی طرح حرام کتاب ہے وہ سخت غلطی کرتا
 ہے، اگر سچا ہے تو کوئی آیت یا حدیث ایسی دکھائے جس سے ثابت ہو کہ
 یہ پاک کھانے اور قرآن کریم پڑھنا چوری کے دن حرام ہو جاتا ہے، تعجب ہے
 کہ ایسی بے شک باتوں سے بچا رہے سادہ لوح عوام کو کہ اسکا یا جاتا ہے اور
 اشتغال دلاتے ہوئے فتنہ و فساد برپا کیا جاتا ہے حالانکہ فتنہ و فساد ناجائز و
 حرام ہے، اللہ رب العالمین ہدایت فرمائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و اصحابہ و بارک و مل

تمو الفقیر الی الخیر محمد نور الدین غفرلہ

یکم ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

اکستفتا

محترم و مکرم حضرت صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ اہانت کے سہریں پر قائم و دائم رہے
آمین، آپ کی دعاؤں سے نور و ظہور دن و رات چمکنی ترقی کر رہا ہے
ایک ضروری مسئلہ کے متعلق قوی مطلب بہت، براہ کرم جلد جواب ارسال فرما کر
مشکور ہوں۔

ایک صاحب کا دعویٰ ہے کہ جو طعام بزرگان دین کے نام پر کھا جاتا
ہے وہ صرف مساکین کا ہی حق ہے، اگر دوسرے لوگ اسے کھائیں تو موتی
کی طرح کو کوئی ثواب نہیں پہنچتا علاوہ ازیں بزرگوں کا عرس صرف تاریخ بصال
کے دن ہی ہو سکتا ہے، بعد میں نہیں۔ یہ دو امور میں۔ باسناد شریعہ حکم صادر
تحریر فرما کر جلدی میں سے نام دفتر نور و ظہور میں ارسال فرمادیں۔
سائل: محمد علی خٹہوی، امیر میٹر نور و ظہور قصور

۲۲۴



ایسا عام طعام جو اراج طیبہ اولیائے کرام کے لئے بغرض اعیان

ثواب بچا جاتا ہے۔ تمام اہل ایمان اسلام کھا سکتے ہیں، اس میں مساکین وغیرہ
 کا امتیاز نہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے: لیس عینکم جناح ان تأملوا جمیعاً اور
 اشتات (تم پر کوئی گناہ نہیں کر اکتھے ہو کر کھا دیا الگ الگ) وَالْإِطْلَاقُ تَجْزِئاً وَتَوْحِیداً
 ہاں اگر وہ طعام زکوٰۃ وغیرہ واجبات شرعیہ کی جنس سے ہو تو سادات کرام کو تمام
 اغنیاء کا حق نہیں مگر بھیج بھی وہ صرف مساکین کا ہی حق نہیں بلکہ مساکین کی طرح
 فقراء و ابارسبیل دیون وغیرہ بھی حقدار ہیں، قرآن کریم میں ہے انما الصدقات
 للمفقراء والمساکین الا یہ تو اس شخص کی طرح واضح ہو کہ ان صاحب کا
 یہ دعویٰ (وہ صرف مساکین کا ہی حق ہے) محض بے جا و غلط ہے، تو ہمیں سے
 واضح ہو کہ دوسرے لوگ بھی کھا سکتے ہیں، تو روز روشن کی طرح واضح ہو کہ مدعی
 صاحب کا یہ جبر و کئی حکم اگر دوسرے لوگ اسے کھائیں تو متوفی کے روح کو
 کوئی ثواب نہیں پہنچتا، محض غلط و غلط اور بار الفاسد علی الفاسد ہے قرآن
 کریم تو فرماتے وما تنفقوا من خیر یوف الیکم (جو مال خرچ کرو تمہیں
 پورا دیا جائے گا) اور مدعی کہے کوئی ثواب نہیں پہنچتا! العجب! علی الاطلاق
 الطعام طعام خصال بہترین اسلام سے ہے کما فی حدیث البخاری
 وغیرہ اور جب بغرض ایصال ثواب کھلائے تو بحکما ثبت صحیح انما لامرئ
 ما نولای ثواب ضرور پہنچے گا لہذا ہمارے ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ مومن اپنی ہر شے
 کا ثواب دوسرے کو دے سکتا ہے، کتب معتبرہ نابینا بہت مذہب میں ہے
 والنظم من الدر لاصل ان کل من انی لعبادة ماله ان یجعل ثوابها
 لغيره (یعنی قاعدہ یہ ہے کہ بے شک ہر وہ شخص جو کسی قسم کی عبادت کرے
 حق پہنچتا ہے کہ اس عبادت کا ثواب اپنے غیر کے لئے کر دے۔

حاصل وہ طعام صرف مساکین کا ہی حق نہیں کہ دوسرے لوگ نہ کھا سکیں
 بلکہ سب کھا سکتے ہیں اور ثواب پہنچتا ہے، حسب تفصیل الطعام والمسفقین



والمخلصین کتوبات شاہ عبدالکحیم محبت دہلوی علیہ الرحمہ ص ۳۲۰ اور فتاویٰ
عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ ص ۳۹۰ تحت الفاخص میں دیکھا جاتا ہے کہ
اسے کہتے ہیں ایک کھانا پکانا بلکہ مضافاً جازست اور غنی بھی کہہ سکتے ہیں فتاویٰ
عزیزی کے آخری الفاظ ہیں پس اختیار اس پر خود ان اذان جازست واللہ تعالیٰ اعلم۔
بزرگان دین کے عرس شریف تاریخ وصال کے دن ہوتے ہیں اور بزرگ
بھی کہ دلائل شریعہ شہوت اغراس اصل میں ہیں ہی مطلق اور مطلق اپنے اخلاق سے
جمع اوقات پر حاوی ہوتا ہے، اہم اہل السنۃ والجماعہ علی حضرت علیہ الرحمہ
ص ۱۸ میں شاہ عبدالعزیز محبت دہلوی علیہ الرحمہ سے نقل و مقررہ زیارت و
برک بقبر صالحین امداد الیشال یا ہمارے ثواب و عبادت قرآن کریم دعا ہے خیر و
قیم طعام و شیرینی مستحسن و خوب است ہر اجماع علماء یقین روزے اس برکت
کو اہل روز ذکر اہل ایشال می باشد از دار العمل ہر دار الثواب والا برکت کہ اس
عمل واقع شود موجب فلاح و نجات است و خلعت لازم است کہ سلف خود را
بایں نوع برہ احسان نماید۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ واصحابہ
و بارک و سلم۔

محمد الفقیر ابو الخیر محمد نور الدین نعیمی غفرلہ

مؤرخہ ۳ صفر ۱۲۸۵ھ

۲۶۹

الاستفتاء

بخدمت جناب قبالہ کالج علامہ فقیر اعظم محدث پاکستان بانی و مہتمم
جامعہ عربیہ فریدیہ بصیر پور شریف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ : بعد از یہ نہایت ہی ادب سے
عرض ہے کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اندر یہ سائل کہ
۱۔ ایک ایسے حافظ صاحب میں جو پانچ وقتی نماز کے بھی پابند نہیں
اور ڈاڑھی خشخاشی رکھتے ہیں، کئی دفعہ کتروانے کا وعدہ کر کے
پھر بھی کترواتے ہیں اور ان کے بال فیشن کے مطابق ہیں یعنی
بودہ رکھتے ہیں، تو کیا امام کی عدم موجودگی میں جماعت کر دے کہ جس
یا کہ نہیں ؟

۲۔ بعد از نماز عشاء ہدیہ درود و سلام (جو کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا ہے) ”مصطفیٰ جانِ رحمت پر لکھ لیں
سلام“ الخ باواز بند سپیکر پر پڑھتے ہیں یا نہیں ؟ اعتراض یہ کیا جائے
کہ اس وقت نہیں پڑھنا چاہئے کیونکہ کوئی آدمی طہی کر رہا ہو تا ہے
کوئی سو رہا ہو تا ہے جبکہ قومی ترانہ کے وقت حکومت نے کھڑا ہونا
منزوری قرار دیا ہے تو سلام کے وقت آدمی سو رہے ہو تے ہیں کوئی
مجاہد کر رہا ہو اور ادھر سلام پڑھ رہے ہوں، یہ صحیح نہیں، آپ



اس کے متعلق ارشاد فرمائیں کہ کیا جمیع سپیکرین دو دو سلاٹ پڑھتے ہیں؟
السائل صفی عباس علی قزوینی چشتی سیالوی
چک ۹۰ ر شاہد ارشد سہیل



حضرت صفی صاحب

علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

۱۔ ایسے بے عمل و عار و خلاف آدمی کو کہ حافظ ہی ہوں، امانت کے قبل نہیں، ان کی اقتدار میں نماز مگر وہ تحریمی ہوتی ہے جس کا اعادہ واجب ہوتا ہے کما فی اسفار المذہب المہذب الحنفی۔

۲۔ قرآن کریم میں صلوا علیہ وسلم اتسلیم کے اس وقت کی قید نہیں اور یہی سپیکر نہ ہونے یا بیٹھے کی قید ہے تو ہر طرح مجاز ہے باقی جو عذر بیان کئے گئے ہیں غلط ہیں ورنہ سپیکر پر اذان اور وعظ اور قرآن خوانی بھی مجاز ہو حالانکہ ان سے منع نہیں کرتے، قومی تراز کا قانون بھی ایسا نہیں ورنہ لازم ہوتا کہ اذان کھڑے ہو کر سنیں البتہ یہ ہے کہ اگر سونے والوں کے آرام میں فرق پڑتا ہے تو آواز نرم رکھیں جیسے قرآن خوانی میں حکم ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الاعظم

و علی السہل واصحابہ وبارک وسلم -

عزیز الفقیر الی الخیر محمد نور الدینی غفرلہ
۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ

۱۳ - ۶ - ۷۶

الاستفتاء

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله سيدنا

محمد وآله واصحابه اجمعين -

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ اگر کوئی اہل اسلام اس طرح سے قرآن کریم و فرقان حمید ختم کر لے جیسا کہ اہل ہنود کا طریقہ ہے کہ گرنہ صاحب کو دس یا سات یا تین یوم میں ختم کر لیتے ہیں، ایک شخص پڑھتا رہتا ہے، دوسرے اہل ہنود سنا کرتے ہیں، اس صورت میں کیا مشابہت ہو جاتی ہے یا نہیں؟ دوسرا اگر اہل اسلام قرآن مجید کو جو قاری پڑھ رہا ہو چھوڑ کر اپنے کا دھار دنیاوی میں جھلگے تو اس کے لئے کیا حکم صادر ہوتا ہے؟ اور اگر میٹھا رہے تو کیا حرج ہو تب سے اول تشویش قلبی بھی ضروری ہوتی ہے اس شخص نے اہل ہنود کو دیکھا ہے اور خیال پیدا ہوا کہ اس دعووم دھار سے قرآن شریف کو ختم کروں، بعد میں طرح وہ لوگ نقدی دیتے ہیں، دس، اس طرح پر قرآن کریم کا شریعت غرامیں پڑھنا اور ختم کرنا جائز ہے یا مشابہت کا خوف ہوتا ہے، حوالہ کتب شرعیہ جواب بصواب تحریر فرمادیں۔ بنیوا توجہ فرما۔

السائل: مولوی نور الدین از مہسوس شاہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الجواب
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْيُسْرَىٰ حَسْبِيَ

مسلمانوں میں جمع ہو کر قرآن کریم کی تلاوت کرنی کراہت طاہرات کبرے اور دوزخ ادب
 سے خاموش ہو کر کان لگائے رکھے۔ مثنیٰ مصلوب و محبوب اور برکت برد
 عبادت، مولیٰ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِزْ بِاللَّهِ وَاسْتَوِ عَلَىٰ ذِكْرِ حَمِيدٍ
 (ترجمہ) یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو
 کہ تم پر رحم ہو (سورۃ الاعراف) اور المختار وغیرہ اسفار فتیہ میں ہے جب
 الاستماع للقرآن مطلقاً لان العبرة بمعصوم للمصنف صحیح مسلم شریف
 ج ۲ ص ۵۴۳ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وما جتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ بتوں
 کتاب اللہ و سدر من سورہ سبناہ انزلت علیہم سکینۃ و غشیہم
 الرحمۃ۔ معصوم مشکوٰۃ و ذکر ہم تہ فی من عندہ یعنی
 جمع ہوئی کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے گھروں (مسجدوں) میں سے کسی گھر میں بیٹھے
 ہوئے کتاب اللہ کو درتدریس کرتے ہوئے اس کا پس میں گزرتی ہے
 ان پر طمانت و دردنور و رحمت ہوتی ہے انکو رحمت اور ارحمہ کہتے ہیں ان کا
 فرشتے ویر دکر کرتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ ان کا اپنے خاص مقررین
 میں اور ایسے ہی ترمذی شریف ج ۲ ص ۵۴ میں بھی ہے

حفتہ ہر المسلک تک اور یاد پڑھنے سے دیکھ کر پھینا فضل ہے

کہ اس میں عبادت دینی ہو جاتی ہے، ایک پڑھنا اور دوسرا قرآن کریم پڑھنا
 نظر کرنا بی غنیۃ المستی ص ۴۶۲ میں ہے وقراءة القرآن من المصعد
 افضل لان جمع بين عبادتي القراءة والنظر في المصعد
 تو اس کے منع دکر وہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں، سائل کو غائبانہ سنتہ والوں کے
 مجتمع ہونے سے شبہ دامن گیر ہوا، اس کا عبادت ہر نا ثابت ہو چکا تو پھر
 کیسے ممنوع ہوا بلکہ علماء کرام نے تصریح فرمادی کہ قرآن کریم کا سننا خود پڑھنے
 سے بہتر ہے کہ پڑھنا تطوع ہے اور سننا فرض ہے اور فرض نفل سے
 بہتر ہوتا ہے، غنیۃ المستی ص ۴۶۵ و استماع القرآن افضل من
 تلاوته کذا من الاشتغال بالتطوع لانہ یقع فريضاً
 الفرض افضل من النفل اور ایسے ہی درالمختار شامی ج ۵ ص ۳ میں ہے
 اور ایسے ہی دس یا سات یا تین یوم میں قرآن کریم ختم کرنا ہرگز ممنوع نہیں،
 حضرت شیخ شہ عبدالحق محدث دہلوی اشعة اللمعات میں فرماتے ہیں ج ۲،
 ص ۱۵۳ ایا حکم عادت سلف مختلف بود در قدر از زمان کہ ختم کرے کرد و از کلا
 قرآن را از ختم کردن در دو ماہ تا بہشت ختم کردن در روز و شب و بعضے گفته اند
 کہ از سر روز کم بناید و پہل روز زیادہ نے اللہ اور مشابہت کا ہو جانا ہر ایک
 چیز کو منع نہیں بنانا بلکہ بڑی چیز میں مشابہت ہونا منع ہے اور ایسے ہی
 ان کے مشابہ بننے کی غرض سے نیک کام کرنا اور یہ کہ نہ ہرگز نہیں کہ
 ہماری شریعت میں جو کام عبادت ہو وہ غیر دین میں نہ پانا جائے تو ہمارے
 اوپر منع ہو جائے، درالمختار میں بحر الرائق سے ہے ان اشبہ بہہ
 لا یکرہ فی کل شیء بل فی المذموم وہم یقصد بہ التشبہ
 کما فی البحر، شامی ج ۱ ص ۵۸۲ میں ہے فاساناً کلی و نشرب
 کما یفعلہن، بحر عن شرح جامع الصغیر لقاضی خان۔



الاستفتاء

- ۱۔ کیا فرستے میں عمار دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
مردجہ قزالی جس میں طبع سارنگی مارنومیم وغیرہ آلات ہوں، سننی جائز ہے
یا نہیں؟
 - ۲۔ ایک عالم دین کو شائع عام غلیظ قسم کی گالی بکھنے والا ولی کہلانے کا
مستحق ہے؟ سے فاسق و فاجر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟
 - ۳۔ ایسی قزالی کا اعلان مساجد اور پکیزہ جگہوں میں جائز ہے یا نہیں؟
 - ۴۔ جو شخص یہ کہے کہ اگر غوث الاعظم بھی تقریر کرتے ہوں تو میں تقریر نہیں
سندوں کا بلکہ مردجہ قزالی کی طرہ رجوع کرونگا، اس میں غوث الاعظم
یا شریعت طاہرہ کی توہین ہے یا نہیں؟ اگر توہین ہے تو ایسے شخص کی
بیعت کرنا جائز ہے یا منور؟ مینا تو صروا۔
- السائل : اصغر علی سیکرٹری پاک سنی تنظیم، پتوکی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ! مزاج گرامی !
کافی عرصہ ہوا آپ کا یہ استفتاء کاغذات میں ہی محفوظ رہا، فقیر

منہایت کم خدمت ہے۔ دارالعلوم کہ نظم و نسق اور اسباب و سبب سوانح سے
جوابات وغیرہ کافی امور فقیر کے سپرد ہیں، علاوہ ازیں محدثی قریب شریفیت
سلسلہ میں بھی کہ فی دن دارالعلوم سے رخصت پر رہا۔ یہ جہاں محدثت و تابعین
کہ مجبوراً التواضع ہو گیا۔

- ۱۔ برجہ قوالی کے منتقل امام اہل سنت و اجماعت مجدد دہار حاضر و ماضی حضرت
قدس سرہ العزیزہ کا مفصل فتوائے مبارکہ احکام شریعت میں بت دینی قریب۔
- ۲۔ مفتی صبیح العقیدہ عالم دین کو شام عام غنیفہ گویاں بکنے والی سخت فحاشی و
ناجربے اور ولی کھلانے کا مستحق ہے بشرطیکہ وہ شیطان کا سب سے
مگر ولی الرحمن کھلانے کا ہرگز ہرگز مستحق نہیں۔
- ۳۔ ایسی قوالی کا اعلان مساجد جیسے مقدس مقامات میں ناجائز ہے۔

۴۔ حضور پر نور نائب محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا و خاتون اہل بیت علیہم السلام
تعالیٰ عنہ کی تقریر منیر پر برجہ قوالی کو ترجیح دینے والی بدشک و شہرہ رعب
مظہر کی سخت توہین کا مرتکب ہے اور حضور غوثیت نائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی پاک جناب کا سخت گستاخ بنا اور اس جناب کا گستاخ تمام اولیائے
کرام کا گستاخ ہے کہ یہ وہی تو ہیں جن کا پاک قدم اولیائے کرام کی
گردنوں پر ہے بلکہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی
گستاخ ہے کہ یہ نائب مطلق ہیں، ان کی تقریر حضور پر نور سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات اور ارشادات کی تشریح و تفسیر
ہی ہے، ایسے شخص کی مبعیت کرنا کیونکر جائز و حلال ہو؟۔ اہل سنت
الجماعت پر سخت لازم اور منہایت ضروری ہے کہ ایسے شخص سے
اپنے آپ کو بچائیں تاکہ حضرت رب العالمین جل مجدہ کے غضب سے



محفوظ ہیں

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبیبہ والہ
وامحبہ وبارک وسلم۔

عمرہ الفقیر ابو الخیر محمد نور السائیں غفرلہ

۱۳ صفر ۱۳۸۲ھ ۲۵ ۱۱/۱۲

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان مشرعی متین دریں مسئلہ کہ ایسے قرآن مجید
جو کہ بچوں کو ادارہ میں عوام الناس پڑھنے کے لئے دیتے ہیں حالانکہ وہ کتابت
کرنے والوں سے زائد ہیں، ان کو بیچ کر کوئی درسی کتاب خرید فی جائز ہے
یا نہیں اور ایسے خلاف جو کہ زائد ہیں ان کا درسی کتابوں پر چڑھانا یا طبعیوں
پر صرف کرنا یعنی تکمیل وغیرہ بنواریا جائز ہے یا نہیں؟
سائل، فقیر عبدالحی نورانی



وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الاکرم والہ وصحبہ وبارک
مع التسلم



محفوظ رہیں

و رشتہ متعلق اعلیٰ و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ و آلہ
و اصحابہ و بارک و سلم۔

مرورہ الفطر ابو الجحیم نور الدین النعمانی غفرلہ

۱۳۸۳ھ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۸۳ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایسے قرآن مجید
جو کہ بچوں کو ادارہ میں عوام الناس پڑھنے کے لئے دیتے ہیں حالانکہ وہ قرآن
کرنے والوں سے زائد ہیں، ان کو بیچ کر کوئی دوسری کتاب خریدنی جائز ہے
یا نہیں اور ایسے غلام جو کہ زائد ہیں ان کا دوسری کتابوں پر بیچ دینا یا اجلا بعلوں
پر صرف کرنا یعنی تکبیر وغیرہ تو ادا کیا جائز ہے یا نہیں ؟
سائل : فقیر عبدالحی عورتی



وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الاکرم و آلہ و صحبہ و بارک
معہ التسلیم

ہمارے فقہائے کرام نے فرمایا کہ قرآن مجید کو بیچ کر دوسری چیزیں خریدنے
بہت قفل ہوتا ہے لہذا وقت و قفل جو چیز کو بیچ کر دوسری چیز خریدنے اور اس کو بیچ کر دوسری
نص شرعی کی طرح واجب و تابع ہے۔ شامی ۴۴۴ ص ۲۴۴ میں ہے کہ
شرائط اموالفت معتبرہ ذی سوتعاف منسرح و ہدیہ ملت
فلان یجعل ما بہ حیث شارحہ نیز ۴۴۴ ص ۲۴۴ میں ہے کہ
شرط اسراف ذیہو لغافل للخص نیز ۴۴۴ ص ۲۴۴ میں ہے کہ
الشامی و نجیب اتباعہ تو جب ادارہ میں پڑھنے کے لئے دے دیتے ہیں
تو ان کو فروخت کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے اور ان کے غرضوں کے نیچے فیہ بیانے
کیونکہ جائز ہو سکتے ہیں۔ شامی ۴۴۴ ص ۲۴۴ میں ہے کہ
ذلک الموضوہ لعلہ یجوز لفلان منہ لاسیما ورنہ لعلہ
یسئل تو بہا و شریعت ۴۴۴ ص ۲۴۴ میں ہے کہ
بھی ہے خیالی ستہ کام کریں تو دوسری ذمہ دار ہیں۔ ہمارے فقہائے کرام نے فرمایا کہ
کیم ایسی شرط پر نہ قبول بن نہیں کرتے کہ دوسری ذمہ دار سے قبول کرتے ہیں
اور پھر عوام قرآن خوانوں کو مفت دے دیتے ہیں۔

واللہ اعلم۔ شمس وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد
و آلہ و صحبہ۔

مفت محمد امجد علی غفرلہ دارالعلوم خلیفہ فریدیہ بصرہ
ص ۱۳۸

دارچہری الاثری حاکم

۱۹۶۵ء

الاستفتاء

نوٹ : حضرت مولانا البرافض علی محمد نورانی کا سوال آیا کہ ایک دہائی نے مسجد کے اندر بوسیدہ قرآن مجید جلادے، لہذا اس کے جواب میں فترتی مسئلہ ذیل ملاحظہ فرمائیں۔



قرآن کریم جب بوسیدہ ہو جائے اور اس پر تلاوت متعذر ہو تو اس کا
جلانا جائز نہیں، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۹۵، شامی ج ۲ ص ۲، ۳، ۴ میں ہے
وَالنَّظْمُ مِنَ الشَّامِيِّ وَفِي الذَّخِيرَةِ الْمَصْحُفُ إِذَا صَارَ خَلْقًا
تَعَذَّرَ الْقِرَاءَةُ مِنْهُ لَا يَحْدِقُ بِالنَّاسِ إِلَيْهِ بِإِشَارَةِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَبِهِ نَأْخُذُ - مَرْقَاةٌ تَرْجُحُ شُكُوكَ ج ۵ ص ۲۹ میں ہے وَالْقِيَاسُ عَلَى فِعْلِ
عُثْمَانَ لَا يَجُوزُ لِأَنَّهُ صَنِيعُهُ كَانَ بِمِثْلِهِ لَا يَسِيءُ مِنَ الْقَهَّانِ
أَوْ مِمَّا اخْتَلَطَ بِهِ اخْتِلَاطًا لَا يَفْضُلُ وَنَفَعَاتُ كَبْكِيَاكُ كُيْرِي فِي
بَيْتٍ كَرَّحَدْنَا كَرْدَفْنِ كَيَا جَائِي شَامِي وَعَالِجِي فِي بَيْتٍ وَالنَّظْمُ مِنَ الْمَصْحُفِ
إِذَا صَارَ خَلْقًا لَا يَقْرَأُ مِنْهُ وَخُفَافٌ أَنْ يَضْبَعَ بِحُلِّ فِي
خَوْقَةِ طَاهِرَةٍ وَيَدْفَنُ أَوْ دَفْنُ كَرْنَا بِي اِدْبِي نِيْسٍ وَرِنَا تَرْبِ الثَّلَينِ

الاستفتاء

نوٹ : حضرت مولانا ابوالفیض علی محمد توری کا سوال آیا کہ ایک وہابی نے محمد کے اندر بوسہ قرآن مجید ملا دئے، لہذا اس کے جواب میں فتویٰ میں فرمایا کہ ذیل ملاحظہ فرمائیں۔



قرآن کریم جب بوسیدہ ہو جائے اور اس پر تلاوت متعذر ہو تو اس کا جلا جائز نہیں، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۹۵، شامی ج ۲ ص ۲۴۲، میریہ و النظم من الشامی و فی الذخیرۃ المصحف اذا صار خلطاً و تعذی القراءۃ منه لا یجوز بالناظر الیہ اشارۃ صمد علیہ الرحمۃ و نہ ناخذ۔ مرقاۃ مشرقیہ ج ۲ ص ۲۹ میں ہے : القاس علی فعل عثمان لا یجوز لان ضیعہ کاں بہا مت۔ بیس من القرآن او ما اختلط بہ اخلاط لا یفضل۔ نکال بکریک پڑھے میں پیت کہ کھد بنا کر دفن کیا جائے، شامی و عالمگیری میں ہے و لظن من المعنف اذا صار خلطاً لا یقرأ منه و یخاف ان یضیع یجعل ف حوتہ طاهرۃ و یدفن اور دفن کرنا بے ادبی نہیں و نہ اثر ہے اللہ

کے اولیاء و انبیاء عظام کو دفن نہ کیا جاتا، اور فقہاء میں ہے، غرض میں اس کی کافی از سنیاہ شامی ج ۲ ص ۲۴۲ میں ہے ان میں سے ان میں سے انہ احدہن باللعظیم لان الفضل ساس سید فقیہ اور سید فقیہان فی انہ فیما عنہ نے ضرورت شریعہ شریعہ کی بنا پر ایک یا دو کتب و فی المعروف کہانی شرح صحیح بخاری ج ۹ ص ۹۰ میں ہے ان میں سے ایک جار احراق الفرائد قلت المحروق هو الفرائد منسوخ و منسوخ بنسیرۃ من التفسیر و لفت غیر قریش و عمارات اساذۃ و فاسدۃ اسانہ لا یقع الاختلاف فیہ عنہ و مثہ تدی احسن الجزاء و رضی اللہ عنہ اور یصرت امتان مکر اس سے بوجہ کوفہ پر تہ پر تہ مکی جس کا بیان و اتبعوا ما امنوا شیعین علی ملک سینین کی تفسیر میں تفسیر میں، بغاوت مکتوبہ موجود ہے تفسیر میں مشورہ ج ۲ ص ۱۵ میں ہے اخرج سنبل بن عبیدۃ و سعید بن مسعود و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و الحاکم و صحیحہ عن ابن عباس قال ان الشیطن کالواسق قد سمع من السماء و اسمع حدیثہ بکلمۃ حق کذب علیہا الف کذبة فاسیر فبواب الترس و یخذ وہا و یؤین فاعلم اللہ علی دلت سعد بن منہ دُرُ ما حذھا فقد نہا عن الکرہی فلما مات سلمیٰ فام سلمیٰ بنسور بالصریق فقال لا ادکم علی کربہ لندی لا کفر احد منکم کفرک لمعن قال نعم فاخرجہ و دہو سحر فتا سحر بالادھ و اتزل اللہ عذر سلمیٰ فمما قالوا من لیسر فقال و تبجوا ما تنزل الشیطن علی ملک سلمیٰ الامیۃ و اخرج انسان و ابن ابی حاتم

من عباس قال کان اصف کاتب سلیمان وکان یعلم الرصد
 ورمحصر وکان یکتب کل شیء بامر سلیمان ویدفنه شمس
 کرمیه فلما مات سلیمان اخرجته الشیاطین فکتبوا بید
 کل سطرین سحراً وکفراً و قالوا هذا الذی کان سلیمان
 یعمل بها فاکفوه حیث انما و سبوه و وقت علماءهم
 فلم یزل جہانہم یسرونہ حتی ازل الله علی محمد و انجرا
 ماتلوا الشیطان بکرمیات ج د ص ۲۹ میں تو ایک اور وجہ بیان کی
 جس میں محرق کا اور روبرو تھے و انما اختار الا حراق لانه یزید
 نسلک فی کونہ ترک بعض القران اذ لو کان قد انالہ لم یجوز
 مسلم انہ یحرقہ بلکہ تحقیق یہ ہے کہ وہ جلانا دھونے کے بعد تھا،
 حالانکہ اس وقت چھاپ نہیں تھا اور سیاہی دھونے سے اتر جاتی تھی، تو
 صاف شدہ اوراق اور وہ بھی مزدورت شمر عیہ شدیدہ کے ماتحت جلانے
 گئے حالانکہ آجکل وہ ضرورت ذرا بھر نہیں بلکہ اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا
 اور پھر جلانے وہ اوراق جن پر باقاعدہ قرآن کریم غیہ منسوخ بنا تفسیر لکھا ہوا تھا
 و لا حول و لا قوۃ الا باللہ و حدیث مستدرک الحدیث یعنی شرح بخاری
 ج ۹ ص ۳۰۶ فتح الباری ج ۹ ص ۷۱ میں ہے و حصہ من الفتح وقد
 حزم عیاض بانہم علیہا بالعامۃ حرکہ و حذو فی ذہابہا۔
 واللہ تعالیٰ علّم و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ الطیبین
 معظّم الاکرم و بارک و سلم۔

حقہ النقیۃ براۃ محمد ز الشانعی غفرلہ

۲۴ محرم ۱۳۱۹ھ

۱۵ ۲۶۹



الاستفتاء

جناب جناب محترمہ قدام حضرت تفسیر المکرمہ و فقیرانہ غفر

مفتی دارالعلوم دہلی رضویہ رضویہ

جناب عالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہ بعد از منہج کے آپ کے درجہ
میں جلد رسید کر لوئے تعظیلات و مؤیدات المبارک وغیرہ کی تفسیر میں دی جاتی ہیں
یا نہیں؟

۱۔ از روئے شریعت رسید کر لوئے حق حاصل ہے کہ وہ بار تعظیلات کی تفسیر
لے سکتے ہیں یا نہیں؟

۲۔ جو رسید کر لوئے تعظیلات کے دوران کسی خاص وجہ سے درجہ رسید کر لوئے
نہیں ہوئے یا نہ رسید کر لوئے سے قاصر ہیں کیا ان کو بھی حق تفسیر دینے کا
ہوگا یا نہیں؟

۳۔ اس بار درجہ رسید کر لوئے تعظیلات کی تفسیر میں رسید کر لوئے والد کے نظر اعلیٰ سید
مفتی رضویہ نے درجہ رسید کر لوئے تعظیلات کی تفسیر میں رسید کر لوئے جس کی تفسیر
سے رسید کر لوئے العلوم کی حروف رجوع کرتے ہیں کہ آپ کے درجہ رسید کر لوئے
میں کیا درجہ رسید کر لوئے ہیں؟ والسلام

زلف سید نور حسین شاہ

مر عباس فال کاں اصعب کاتب سلیمان و کان یعلم الرسم
رمضہ و کان یکتب کل شیء باسم سلیمان و یدفنه شعب
کرمہ فلما مات سلیمان اخرجت الشیاطین فکتوا بایس
کل سحر و سحر او کفر او قالوا هذا الذی کان سلیمان
عصم بہ فانکفہ جہان اساس و سبہ و وقف علیما ہم
علم سبزل جہانہ یسوسہ حتی ازل اللہ علی محمد بن عبد
ماتلوا الشیطان بلکہ مرات ۶۷ ص ۲۹ میں تو ایک اور وجہ بیان کی
جس میں حرق کا اور دھوا ہے و انما اختارہ احرق لانه یزیل
السلک فی کویت ترک بعض القراء اذ لو کان قرأ اللہ یجوز
مسلم انہ یحرقہ بلکہ تحقیق یہ ہے کہ وہ جہاننا دھوئے کے بعد تفسیر
حالانکہ اس وقت چھاپ نہیں تھا اور سیاسی دھوئے سے اثر جاتی تھی، تو
صاف شاہ اوراق اور وہ بھی ضرورت شریعہ شریعہ کے ماتحت ہلائے
گئے محالہ کہ آجکل وہ ضرورت ذرا بھر نہیں بلکہ اس کا وہم و گمان بھی نہیں رہتا
اور پھر جیسے کہ اوراق جن پر باقاعدہ قرآن کریم مکتوب یا تفسیر لکھا ہوا تھا
و لا حول و لا قوۃ الا باللہ و وحدہ لا شریک لہ یعنی شریعہ بخاری
۶۹ ص ۳۰ فتح الباری ج ۹ ص ۷۱ میں ہے و اللہ من اصفہم وقد
حرم عیاض بانہم عملوہا باعلاء ثم حرقہ و دھاہا۔
واللہ تعالیٰ علم و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم
معتزم الاکم و مبارک و سلم۔

عزہ انورہ ابو یوسف زید الداعی غفرلہ

۲۰ محرم ۱۳۹۶ھ



بخدمت سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی
 وعلمک السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ : دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور میں
 جمعہ مدرسین کرام کی خدمت میں ماہ رمضان المبارک وغیرہ ایام تعطیلات کے مشاہد
 باقاعدہ پیش کئے جاتے ہیں اور شرعاً مدرسین کرام کے لئے یہ جائز ہے اور
 ہمارے مدارس کے علاوہ سرکاری مدارس میں بھی مشاہدات اسی طرح
 کئے جاتے ہیں اور یہ مدرسین کا حق تغوا مانا ہوا ہے حالانکہ شرعاً المعروف
 کا المشروط ہے، الاشبہ والنظائر ص ۲۰ میں ہے وفي البنیۃ
 المشروط عرفنا المشروط شرعاً اور مفرد صفحات میں ہے
 المعروف کا مشروط شامی ج ۴ ص ۲۲۲ میں ہے والاحکام
 مستنی علی المعروف فیعتبر فی کل انہ لم یعرف فی کل حصہ عرف اہلہ
 اور اسی طرح شامی ج ۴ ص ۲۶۳ میں اور بحوالہ لوق ج ۶ ص ۱۳۶ میں بھی کافی نام
 سے ہے بلکہ قرآن کریم میں ہے و مریب يعرف لهذا شامی ج ۴ ص ۴۹
 میں فرمایا قال العلامة عینی والحدی عنی بعادة الظاہرۃ
 واجب، الاشبہ والنظائر ص ۱۱۶ میں ہے الفعدة لسادسة الفعدة
 حکمہ واصلہا قولہ علیہ الصلوۃ والسلام ما ساء ما ساء المسلمون
 حسنا فهو عند الله حسن، پھر اسی قاعدہ کے مسائل میں ہمارے ائمہ
 سلمہ تعطیلات کے متعلق بھی تصریح ہے ص ۱۱۰ میں ہے ومہا لطلالة



فی المدارس کا ایام الاعیاد و یوم حدیثہ و سہ ماہیہ مصاب
 فی دہس الفقہ ۱ الی ان قال، فیینعی ر سکوت کذلک فی
 المدارس لان یوم البطالة ملاسترحۃ الخ نیز ص ۴۳ میں ہے
 مسئلۃ البطالة فی المدارس و د مستقر عرف بہ فی السہ
 مخصوصۃ حمل علیہا ما وقف بحدھ اور پرنی شامی ج ۱ ص ۵۰۵
 میں ہے، نیز شامی کے اسی صفحہ میں ہے بغیت کت سبطہ معروضہ
 فی یوم الثلاثاء و الجمعة و فی رمضان و شعبان بخلاف
 اور جب حق جائز ہے تو یا تم تعطیلات میں عارضی مزدوری نہیں کیونکہ عارضی شرط ہے
 تو تعطیلات کا معنی ہی ثابت نہیں ہوتا، بہ حال یا تم تعطیلات کے مشاہرت
 مدرسین کا ایسا حق ہے کہ اس کا اوکڑنا متفقین مدارس پر نہ ہو سکے کہ قرآن
 احادیث تشریف و تصرفات فقہائے کرام نہ ہو۔

و اللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہ و مورثہ محمد
 و علی آلہ و اصحابہ و بارئ و سم۔

عرو الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ

۶۴

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ
 تین شخصوں نے حرام چربی عیسائی سے نکلوا کر اور گھٹلا کر مین میں بند کر کے
 خریدار کو حرام بتا کر فروخت کر دی ہے، گاؤں کے لوگوں کو خبر ہوئی تو انہوں نے

اس کے ساتھ بایکٹ کر دیا ہے۔ یہ مجرم اپنے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں اور
 بچے اس سے توبہ کرتے ہیں۔ آپ فرمیں کہ ان کے ساتھ کیا کیا جائے؟
 لوگ کہتے ہیں ہم نے یہ کفر کا فتویٰ لگا کر اسلام سے علیحدہ کر دیں گے۔
 اذروئے شرع شریف کے کیا حکم ہے؟ میزا تو حروا۔

سائل: خوشی مجھ قوم موجی موضع چک ملاؤ گناہ بڑا گھر
 تحصیل ننگرانہ ضلع شیخوپورہ (نشان انگوٹھ)



بلا شک و شبہ و ریب ان کا فیصل شرعاً ناجائز اور گناہ ہے مگر چونکہ وہ
 حرام کو حرام جانتے اور کہتے ہیں تو یہ کفر قطعاً نہیں بن سکتا عند اهل السنة
 والجماعة کما نص علیہ فی کتب الکلام والعقائد بل مثل الکتاب
 والسنة اور یونہی گاؤں والوں کا بائیکاٹ بھی اس حرام کاری کے وقت
 صحیح تھا مگر جب سچے دل سے توبہ کرتے ہیں تو ان توبہ پر غبار کرتے
 ہوئے میل جول شروع کر دیں، قرآن کریم میں ہے: **لَا تَجِدُ عِندَ بَعْضِ الذُّلُوبِ**
حَمِيماً (سورۃ النور میں حدیث شریف میں ہے: **لَا تَجِدُ عِندَ بَعْضِ الذُّلُوبِ**
سَمّاً لا ذنب لہ، مسکوتہ شریف ص ۲۷۲) بلکہ اگر بالاعتساف کافر تو بھی جلتے
 جب بھی یہی حکم ہے، کافر کی توبہ بھی مغزغہ موت سے پس منقول ہے، قرآن
 کریم میں ہے **فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَنُوا بِمَا**
فِي السِّدِّينِ (سورۃ توبہ) **فَلِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَغْضَبُ اللَّهُ**

مفسر سلفنا سورہ ۵۰ زید
ان کو پناہ دینی تھی ان کو تسکو کرتے ہوئے بائیکاٹ کر دیں اور کھانے کو
یہ لکھا میں اور اسلام سے پیچھے نہ کریں خود شک و ظن نہ کرے میں
قرآن کہیم میں جسے سنیں (اسم) تسکو بعد تسکو یہ ہے
واستغفری عذو صلی اللہ علیہ وسلم و رخصہ
و بارک و سلم۔

هو الفقير الى خيركم نور الدين غفر له

۹. محرم الحرام ۱۲۸۵

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شیعہ متین اندر اس مسئلہ کہ مرد کے کو
گھڑی کے ساتھ حجت کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ جینو اتحریر و
الاستفتی: ابو لافضہ ص موری الہ بخش صاحب
مشتم و الموم حنفیہ فرمایہ: نہ میریو جاگیر



جائز ہے چنانچہ قدوری، کنز الدقائق، ہایہ التکمید بحجرات الترمذیہ بصارہ

میں تحریراً اور در المختار میں تقریراً ہے و النظم للعام الصدوق
ولاساس خصاص البہائم و انشاء الحسبر علی الخیل۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اشد و احکم

عنہ الفقیر الخیر محمد نور اللہ نعمی غفرلہ

ہشتبان المکرّم ۱۳۶۰ھ

الاستفتاء

بخدمت فیض درجت حضور حضرت قبلہ مفتی ابو الخیر محمد نور اللہ صاحب

ادام اللہ برکاتکم علینا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :- ایک شرعی مسئلہ آپ سے دریافت
کرتا ہوں، برائے عنایت اس کے متعلق فقہائے کرام کا فیصلہ صادر فرما کر
عذر اللہ باجور ہوں، سوال یہ ہے :-

گلے، بجنس، بکری، بھیڑ کا وہ ذودھ جو بکری یا بھینس کے بدن
دو تین دن نکلتا رہتا ہے اور کاٹھا ہوتا ہے اور اس کا رنگ بھی دودھ جیسا سفید
نہیں ہوتا، اس کا کھانا آیا جائز ہے یا نہیں؟

یہ مسئلہ چونکہ میاں متنازع صورت اختیار کر چکا ہے، ایک دیوبندی (دہلی)
مولوی نے فتویٰ دیا ہے کہ اس کا کھانا جائز ہے، برائے عنایت مدلل تحریر
عنایت فرمائیں کہ فقہائے کرام کا اس بابت کیا فیصلہ ہے؟



یہ جوابی لفظ پیش خدمت ہے اس میں جواب روانہ فرمایا گیا۔
 خادم: عبد الرحیم سکندری خطیب غوث مسجد شاہ پور پٹانہ۔
 ضلع ساہیوال سندھ ۲ محرم الحرام ۱۳۲۰ھ



علیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ :- بلا شک و شبہہ و ریب شرعاً حلال ہے
 اس کا کھانا پینا جائز ہے اور کسی دلیلی بندگی کے اس فتویٰ دیتے ہیں کہ کھانا
 جائز ہے، یہ حکم نہیں بدلتا کہ ناجائز ہو جائے جیسے کہ دلیلی بندگی پانی پینا جائز کے
 تو ناجائز نہیں ہو جاتا اور شاید آپ کی تحریر میں "نا" رو گیا ہے یعنی صحیح یہ
 ہے کہ فتویٰ دیا ہے کہ اس کا کھانا ناجائز ہے تو آپ اس سے دلیل طلب کرتے
 تو واضح ہو جاتا کہ غلط کتا ہے کیونکہ قرآن کریم کی کسی آیتوں سے ثابت کہ جائز
 ہے، دیکھیے سورۃ النحل شریف کی آیت ۱۱۵ میں ہے "فسفیکم مافی
 بطونہ من سر حرث و دم بند خالصہ" یعنی اور سورۃ
 المؤمنون ۱۱۵ میں ہے "فسفیکم مافی بطونہ" نیز سورۃ النحل کی آیت
 میں ہے "کدہ و دہ و مفع و مفاع" اور مافی بطونہ اور
 مافی بطونہ اور میں یہ دودھ بھی یقیناً داخل ہے رنگت کا قدرے
 فرق ناجائز نہیں بنا جیسے کہ گائے کا دودھ بھی کبھی پورا سفید نہیں ہوتا اور نہ ہی
 قرآن کریم نے معبود ہونے کو شرط بنایا ہے۔

مسند امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۴۱۴ اور سنن ترمذی ج ۲ ص ۱۰۱ میں ہے



کہ حضرت صفوان بن امیہ نے کلمہ بن حبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اس کے حلقہ
 و دودھ (جس کو عربی میں لباً کہا جاتا ہے) دیکر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں
 میں بھیجا بطور تحفہ و لفظ لہرمندی، ان کلمہ نبی حبیب احسبہ
 صنوں بن مینہ بعثہ بلبن و لباً و صفا بیس الی النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم تو اگر یہ ناجائز ہوتا تو وہ دو صحابی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ
 کی خدمت میں کیوں پیش کرتے، نیز سند امام احمد بن حنبل ج ۳ ص ۳۰۷ میں ہے کہ
 حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو تناول فرمایا و لفظہ و ان
 ب بکرا اکل لباً ثم صلی لمیت و ضاً نہایہ ابن اثیر ج ۳ ص ۴۶ اور الدر المنثور
 ج ۳ ص ۴۶ اور مجمع البحار ج ۲ ص ۲۴۱ میں ہے ہوا و لب ما یحلب عند
 ولادة لسان العرب ج ۱ ص ۱۵۰ میں ہے و لسان اللب عند
 ولادة و اکثر ما یكون ثلاث حلبات اور پونہ تاج العروس شرح
 القاموس ج ۱ ص ۱۱۴ میں ہے، تو روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ یہ دودھ ہی ہے
 و رعائز و حلال ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ علیٰ محمد و آلہ
 صحابہ و بارک و سلم۔

علیہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۸ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ

۲۱/۱/۷۵

الاستفتاء

اذن قد رسیدہ عربیہ نور المدارس حضرت مری بنیان فیض بادشاہ چو
گرامی قدر حضرت قبیلہ غلام ابوالخیر فقیر مصر مفتی حضرت تحقیق المست
دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :- خلاصہ احوال شریفہ حضرت
اس مکے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ذیل سے بہ صلوٰۃ و
سلام، اعوذ تسمیہ اور قرآنی آیات مواظبت سے پڑھنا عازر و موجب
ثواب ہے کہ نہیں ؟ نہایت تحقیق سے جواب عنایت فرما کر شکر بہ
کا موقع دیں۔

نیز سوال کی دوسری جز یہ ہے کہ چوتھائی حصہ کیشن یکہ مسجد یا
مدارس عربیہ کے سے چند وصول کرنا عازر ہے کہ نہیں ؟ سس
تو حرو۔

س : احمد دین نقشبندی غفرلہ



صلوٰۃ و سلام اور آیات قرآنیہ مع اعوذ تسمیہ کا قبل از اذان پڑھنا

ظہار سے رہ جائیں گے اور اس کی عمر پوری ہو جائیگی و
 بلكه و اب ليه مرجعود

والله تعالى اعلم وصلى الله على محمد و آله
 وعلى آله وصحبه و سلم و سلم و سلم و سلم
 مرد الفقیر الراجح محمد نور محمد نعیمی غفرلہ بن دکن دار مدینہ منورہ
 ضلع ساہیوال

۴۴ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ

الاستفتاء

جناب قیدہ عن حضرت ماسلمان فقہ عظیمہ شیخ الحدیث دامت برکاتہم
 محمد نور محمد صاحب دامت برکاتہم

کساؤ کے میں سے ۱۰۰ میں دو مہینے میں کہ بونہی میں سے مار چھٹا
 فرضی ہو یا اصل ہو یا نہ ہو، باقی تو تمام سواریاں برق و کھڑی میں جانوسے
 اس کے منہ سے کساؤ میں بیٹو تو جبر و

سائن

ابو الفطر محمد نور محمد چاک ۱۳۹۹ھ

چوہدری اکحاج محمد اکبر صاحب



ہں جائز ہے کہ ہوائی جہاز بھی بحری جہاز کی طرح ایک عنصر پر ہوتا ہے، وہ پانی پر ہوتا ہے اور یہ ہوا پر۔ پانی پر قیام اور سجدہ نہیں ہو سکتا مگر جہاز پر ہو سکتے ہیں تو یونہی ہوا میں قیام اور سجدہ نہیں ہو سکتے مگر ہوائی جہاز میں بھی باسانی ہو سکتے ہیں اور استقبال قبلہ بھی قطب نما دیکھ کر یا عملہ کے تعاون سے ہو سکتا ہے اور عدم جواز کی کوئی دلیل نہیں تو ممانعت کیوں؟ حالانکہ اشیاء میں صل اباحت ہے اور قوموا للہ فتین وغیرہ آیات بھی علی الاضہ کی قید سے اطلاق پر ہیں اور سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام بھی آسمان پر نازل فرماتے ہیں تو روز روشن کی طرح روشن ہوا کہ جلتک وشہد وریب جائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ۔ انحر۔ احکم و صلوات اللہ

لعلی علی حبیبہ الاعظم الاکرم دعلی الہ واصحابہ۔۔۔ باریت وسلم۔

قرۃ العقیقۃ الوائیں محمد نور الشافعی غفرلہ

البانی لمدار عدم خفیہ فریاد یہ یضیہ یضیہ

۱۲ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ

المطابق ۹ فروری ۱۹۷۵ء

الاستفتاء

کہا فرماتے ہیں عموماً دین و دنیا میں شرعاً مسجد میں اور دریں مسجد کے قاضی منظرہ کی بجری گم ہو گئی۔ اس نے امام مسجد کو کہا کہ مسجد میں نافذ و پیکر پر عدالت کر دو کہ قاضی منظور کی بجری فلاں علاقوں والی گم ہو گئی ہے جس کے پاس جو برت نوازش قاضی منظور کے گھر پہنچا دے۔ اس پر امام مسجد نے کہا کہ شرعاً مسجد کے پیکر میں ایسا اعلان منع ہے کہ آداب مسجد کے خلاف ہے۔ اس پر چند لوگوں نے احتجاج کر کے مسجد میں ایسے اعلان کرنے کی کمیٹی مسجد سے منظور کی ہے لی ہے کہ یہ فیصلہ شرعاً صحیح ہے یا غلط؟ تفصیل جواب تحریر فرمایا جئے مہربانی ہوگی۔

السائل سید عجاز حسین شاو ایڈووکیٹ امبیلگر

۲۲ جون ۱۳۸۶ھ



شرعاً مسجد میں ایسے اعلان جائز نہیں، حدیث شریف میں اس سے منع آئی ہے۔ وجہ حکم کہ ایسا اعلان سکندر دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ یہ چیز واپس کرے مسجد اعلانوں کے لئے نہیں یہ بے ادب ہے لہذا کمیٹی کی

منظوری غلط ہے، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سب سے اعلیٰ ہے
 ہاں اس کا ایک ذریعہ ہے کہ سپیکر مسجد سے باہر کسی کمرہ میں رکھا جائے اور
 دین بھی باہری فٹ ہوں تو اعلان ہو سکتا ہے جیسے کہ میاں دارالعلوم میں سپیکر
 درہ باندن باہر ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى عليه وسلم
 فہو الفقیر الباقی محمد بن عبد اللہ النعمی غفر لہ بیدہ

۱۷ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

۲۴/۷

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
 ۱۔ ہمارے علاقہ جندول صنعت دیر میں یہ رواج عام ہے کہ جب کسی عورت
 کی شادی ہو تو شادی کے دن ان کے والدین اپنے گاؤں کے
 رہنے والوں اور اپنے رشتہ داروں کو کھانا کھلاتے ہیں، اس کھانے
 کے تمام اخراجات شوہر (ناکح) سے وصول کئے جاتے ہیں، جب کھانا
 پکا ہوا دیا جائے تو لوگ اس کو گوشتی کہتے ہیں اور جب شوہر سے وصول
 کریں صرف آٹا، چاول، گھی کی صورت وغیرہ ہو تو اس کو "توانہ" کہتے ہیں
 منٹ مردان کے لوگوں کی اصطلاح میں اس کو "خریج" کہتے ہیں لہذا بعض



علماء پر ایسا اس گوشتی یا خنزیر کو حرام کہتے ہیں اور اس کی حد سے
 زیادہ سے زیادہ یہ دلائل پیش کرتے ہیں کہ یہ نہ وجہ بہت درجہ خیرات
 ہے بلکہ محض رواج ہے اور شوہر سے بغیر کسی معاذ و بغیر رضامندی
 سے وصول کیا جاتا ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ حرمت کے درجہ نہیں بلکہ
 کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرنے کی خواہش رکھتا ہو تو وہ سمجھتا ہے
 کہ ان کے والدین مجھ سے فلاں فلاں چیزیں وصول کریں گے لیکن اس کے

باوجود نکاح کا مطالبہ کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ اس پر رنج و غصہ سے
 شوہر بھی اپنے گھر پر شادی کے دن گاؤں کے سینے وایوں اور اپنے
 رشتہ داروں کو کھانا کھلانا ہے، مگر ایسا نہ ہو تو ظاہر ہے کہ یہ کھانا بھی شوہر
 کی رضامندی کے بغیر کھایا جاتا ہے کیونکہ اگر کوئی شخص یہ کھانا کھاتے
 ہیں تو لوگ اس کے ساتھ قطع تعلق کر لیتے ہیں اس کے غم یا شادی
 میں شمولیت نہیں کرتے اور اس کو بُرا کہتے ہیں اور گاہاں دیتے ہیں تو
 شادی کرنے والا مجبوراً بغیر رضامندی کے لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے اگر
 گوشتی یا خنزیر اس بنا پر حرام ہو جائے کہ یہ شوہر سے بغیر رضامندی کے
 وصول ہوا ہے تو شوہر کے گھر پر جو کھانا کھلایا جاتا ہے تو وہ بھی بغیر رضامندی
 اور بغیر معاذ و رضہ کے کھایا جاتا ہے لیکن پھر علماء کہہ کر گوشتی کو حرام سمجھتے ہیں
 باوجودیکہ دونوں کھانے بغیر رضامندی کے کھائے جاتے ہیں حالانکہ
 یہ ولیمہ نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ ولیمہ نکاح کے بعد ہوتا ہے اور اس علقہ
 میں یہ رواج ہے و نکاح سے پہلے کھلایا جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ
 ولیمہ نہیں رہتا۔

دیتے۔۔۔ بدائع ہے کہ یہ رسم درود ج غلاف سمت بہت
 میں سمجھتے ورتنا مذہب گوشتی یا خرچ کی حرمت، و عدم حرمت پر ہے
 یہ ہر مسئلہ علم حضرت کے سامنے پیش کرتے ہیں، اگر ہر قسم کی اوفیت
 ہو جائے۔

سوال :- حرم کے کتے ہیں؟ حرام کی تعریف میں گوشتی شامل ہے یا نہیں؟
 سوال :- کسی ملک کا رسم و رواج جب تک قرآن و سنت کا نہ احسن
 مخالف نہیں ہو تو اس پر حرام کا اطلاق ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ہو سکتا ہے
 تو کس طرح؟

برائے گرم گوشتی کی حرمت یا عدم حرمت کو دل میں غلطی و غلطی سے باوجود
 سے واضح کیجئے۔

سائل :- حکیم سید قیصر صاحب سکندر با سند مذہبی پوریہ
 ضلع و تحصیل مردان اسرار



حرم وہ ہے جس کا روادیل قطعی سے ممنوع ہو، نہ ہی جہد ص ۲۹۵
 میں ہے ضلع لسنہ عن الفعل مبدیٰ طعی حرام حالانکہ کسی
 دلیل قطعی سے گوشتی کی مانعت ثابت نہیں تو وہ حرام کی تعریف میں

نام نہیں اور عرف و راج کو نہ تو بڑے شریعت اور نہ بڑے
 و امر معروف اور نہ نامی میں ہے جو ص ۲۰۰ و فصل حصہ
 میں انحریر مسئلہ بعد از کائنات سے ثابت ہے۔ عرف
 کو ثابت بالحق ہے۔

بہ حال گوشتی کو جب عرف غایت توہر رکیز مابہ
 عار یکہ و ریشہ موقوف حسن میں ہے ماسر و مسلمہ و حد
 عند اللہ حسن شامی پیشانیہ میں فرماتے ہیں مود و حمد و ست
 لسنہ و قال و لہو و خوف حسن پھر عمل کی درمیت
 پر ہے۔ ماسر و عمل بہ سبب کی بنا پر تو باید وجہ و وجہ پانہ و رس کے
 افعال کو نہ رکیزوں بنایا جائے اور رشوت کہا جائے۔ ماسر و ریشہ پاک
 میں برگمالی سے منع فرمایا گیا ہے کذب و حدت ماسر و ہے اور
 قرآن کریم میں۔ ماسر و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت
 المستکم الکذب و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت
 بچنا چاہئے و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت
 صدہ و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت
 مجبور ہوں۔ ماسر و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت

تنبیہ : ماسر و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت
 علی صدمہ و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت
 میونسکہ و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت
 شتات بھی ہے۔ ماسر و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت ماسر و حدت

خدمتِ سرِ حضرت سیدنا حرام بعینہ، فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۱۰۵۔ عام
اہل اسلام کو کھانا مفت کھلانا خیرات نہیں تو کیا ہے؟ حیت صدحیف!
وانتہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ استرواحکم ووصلی اللہ
تعالیٰ علی حبیبہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم ابداً ابداً۔
مرہ الفقیر ابو الخیر محمد نور الدین غفرلہ بانی وستم دارالعلوم خفیہ فریدیہ
بعبیر پور شریف ضلع ساہیوال، بقلم خود
۲ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ
۱۹۲۸ء







فہرست آیات مبارکہ

آیات مبارکہ سورۃ صافات

۱ خَلَقَ لَكُمْ مَافِي الْأَرْضِ جَمِيعًا.

انفراد ۲۵ ۳۷

۲ وَاتَّبِعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيْطَانُ عَلَى مُلْكٍ سَلْبٍ.

۲ ۷۱۹

۳ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ

۱۵ ۵۱۵

۴ وَلِكِنْ رِجَّتْهُ هُوَ مَوْلَاهُمَا فَاسْتَفِرَا الْخِمَاتِ.

۲۸ ۳۵۴

۵ يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا

۶۸ ۵۴۹

خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ نَكَمٌ عَدُوٌّ مُبِينٌ.

۶ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَيْزِ بَرٍّ

۱۶۳ ۵۶۸

۷ وَمَا أُهِلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ

۸۵ ۵۶۳

۸ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنْ اللَّهُ عَفُوٌّ رَحِيمٌ.

۹ يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّيسَ وَيُخَيِّرَ لَكُمْ أَلْوَسَ

۲۲۸ ۳۵۰

۱۰ وَالطَّيِّفَاتِ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَرْبَعٍ.

۳۵۸ ۳۶۱ ۳۶۴

۹ وَبَعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا.

۷۸ ۲۶۱

۱۰ وَبَعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ.

۲۲۸ ۲۶۱

۱۱ أَنْظِلْ لَنَا مَرْسِلًا

۲۲۹ ۱۳۳

۳۶۴ ۲۶۴ ۳۵۰



الظَّلَاوُ مَرَّتَيْنِ فَاِمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَرْجُو بِالْحَسَنِ

فِي مَسَائِدِ الْمَعْرُوفِ أَوْ مَسْرِخِ الْإِحْسَانِ

بِأَن طَلَّقَهَا أَوْ لَمْ يَحِلْ لَهُ مِنْ نَعْدُ حَتَّى تَمُوتَ رَوْحًا عَيْنًا

1977 1978 1979 1980 1981 1982 1983 1984 1985 1986 1987 1988 1989 1990 1991 1992 1993 1994 1995 1996 1997 1998 1999 2000 2001 2002 2003 2004 2005 2006 2007 2008 2009 2010 2011 2012 2013 2014 2015 2016 2017 2018 2019 2020 2021 2022 2023 2024 2025 2026 2027 2028 2029 2030 2031 2032 2033 2034 2035 2036 2037 2038 2039 2040 2041 2042 2043 2044 2045 2046 2047 2048 2049 2050 2051 2052 2053 2054 2055 2056 2057 2058 2059 2060 2061 2062 2063 2064 2065 2066 2067 2068 2069 2070 2071 2072 2073 2074 2075 2076 2077 2078 2079 2080 2081 2082 2083 2084 2085 2086 2087 2088 2089 2090 2091 2092 2093 2094 2095 2096 2097 2098 2099 2100 2101 2102 2103 2104 2105 2106 2107 2108 2109 2110 2111 2112 2113 2114 2115 2116 2117 2118 2119 2120 2121 2122 2123 2124 2125 2126 2127 2128 2129 2130 2131 2132 2133 2134 2135 2136 2137 2138 2139 2140 2141 2142 2143 2144 2145 2146 2147 2148 2149 2150 2151 2152 2153 2154 2155 2156 2157 2158 2159 2160 2161 2162 2163 2164 2165 2166 2167 2168 2169 2170 2171 2172 2173 2174 2175 2176 2177 2178 2179 2180 2181 2182 2183 2184 2185 2186 2187 2188 2189 2190 2191 2192 2193 2194 2195 2196 2197 2198 2199 2200 2201 2202 2203 2204 2205 2206 2207 2208 2209 2210 2211 2212 2213 2214 2215 2216 2217 2218 2219 2220 2221 2222 2223 2224 2225 2226 2227 2228 2229 2230 2231 2232 2233 2234 2235 2236 2237 2238 2239 2240 2241 2242 2243 2244 2245 2246 2247 2248 2249 2250 2251 2252 2253 2254 2255 2256 2257 2258 2259 2260 2261 2262 2263 2264 2265 2266 2267 2268 2269 2270 2271 2272 2273 2274 2275 2276 2277 2278 2279 2280 2281 2282 2283 2284 2285 2286 2287 2288 2289 2290 2291 2292 2293 2294 2295 2296 2297 2298 2299 2300 2301 2302 2303 2304 2305 2306 2307 2308 2309 2310 2311 2312 2313 2314 2315 2316 2317 2318 2319 2320 2321 2322 2323 2324 2325 2326 2327 2328 2329 2330 2331 2332 2333 2334 2335 2336 2337 2338 2339 2340 2341 2342 2343 2344 2345 2346 2347 2348 2349 2350 2351 2352 2353 2354 2355 2356 2357 2358 2359 2360 2361 2362 2363 2364 2365 2366 2367 2368 2369 2370 2371 2372 2373 2374 2375 2376 2377 2378 2379 2380 2381 2382 2383 2384 2385 2386 2387 2388 2389 2390 2391 2392 2393 2394 2395 2396 2397 2398 2399 2400 2401 2402 2403 2404 2405 2406 2407 2408 2409 2410 2411 2412 2413 2414 2415 2416 2417 2418 2419 2420 2421 2422 2423 2424 2425 2426 2427 2428 2429 2430 2431 2432 2433 2434 2435 2436 2437 2438 2439 2440 2441 2442 2443 2444 2445 2446 2447 2448 2449 2450 2451 2452 2453 2454 2455 2456 2457 2458 2459 2460 2461 2462 2463 2464 2465 2466 2467 2468 2469 2470 2471 2472 2473 2474 2475 2476 2477 2478 2479 2480 2481 2482 2483 2484 2485 2486 2487 2488 2489 2490 2491 2492 2493 2494 2495 2496 2497 2498 2499 2500 2501 2502 2503 2504 2505 2506 2507 2508 2509 2510 2511 2512 2513 2514 2515 2516 2517 2518 2519 2520 2521 2522 2523 2524 2525 2526 2527 2528 2529 2530 2531 2532 2533 2534 2535 2536 2537 2538 2539 2540 2541 2542 2543 2544 2545 2546 2547 2548 2549 2550 2551 2552 2553 2554 2555 2556 2557 2558 2559 2560 2561 2562 2563 2564 2565 2566 2567 2568 2569 2570 2571 2572 2573 2574 2575 2576 2577 2578 2579 2580 2581 2582 2583 2584 2585 2586 2587 2588 2589 2590 2591 2592 2593 2594 2595 2596 2597 2598 2599 2600 2601 2602 2603 2604 2605 2606 2607 2608 2609 2610 2611 2612 2613 2614 2615 2616 2617 2618 2619 2620 2621 2622 2623 2624 2625 2626 2627 2628 2629 2630 2631 2632 2633 2634 2635 2636 2637 2638 2639 2640 2641 2642 2643 2644 2645 2646 2647 2648 2649 2650 2651 2652 2653 2654 2655 2656 2657 2658 2659 2660 2661 2662 2663 2664 2665 2666 2667 2668 2669 2670 2671 2672 2673 2674 2675 2676 2677 2678 2679 2680 2681 2682 2683 2684 2685 2686 2687 2688 2689 2690 2691 2692 2693 2694 2695 2696 2697 2698 2699 2700 2701 2702 2703 2704 2705 2706 2707 2708 2709 2710 2711 2712 2713 2714 2715 2716 2717 2718 2719 2720 2721 2722 2723 2724 2725 2726 2727 2728 2729 2730 2731 2732 2733 2734 2735 2736 2737 2738 2739 2740 2741 2742 2743 2744 2745 2746 2747 2748 2749 2750 2751 2752 2753 2754 2755 2756 2757 2758 2759 2760 2761 2762 2763 2764 2765 2766 2767 2768 2769 2770 2771 2772 2773 2774 2775 2776 2777 2778 2779 2780 2781 2782 2783 2784 2785 2786 2787 2788 2789 2790 2791 2792 2793 2794 2795

$r_{10}^2, r_{19}^2, r_{11}^2, r_{\cdot 0}^2, r_{\cdot 5}^2, r_{\cdot 2}^2, r_{28}^2$

١٥ فلا نجل له من بعد حتى تنل زوج غيره.

حَتَّىٰ تَكُونُ زَوْجًا عَيْسًا.

وَإِذَا صَلَّيْتُمُ الْبَسَاءَ فَبَلِّغُوا أَحْلَسَ وَلَا تَعْصُرُوهُنَّ

أَنْ يَكُونَ لَهُمْ إِذَا أَسْرَأْتُمْ بِهِمْ لِمَعْرِفِ

لَا تَعْصُوا مَنْ أَنْتَ بَيْنَهُمْ حَنْ

أَوْ بَعُثُوا الَّذِي بِيَدِهِ عَقْدَةُ التَّكْوِينِ.

الَّذِي يَبْدِيهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ.

فَوُؤِاِئِلِهٖ فَنِتِيْنَ

وَمَا تَفْقَهُوا مِنْ خَيْرٍ بِمَا لَكُمْ

أَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ.

وَأَسْتَشْهِدُ وَأَشْهَدُ دِينِي مِنْ رَحَائِكُمْ

حل وعلا من مَرْضُونَ مِنَ الشُّهَدَاءِ

وَلَا تَسْمُرُوا أَنْ تَكْتُمُوا صَعِيرًا أَوْ كَبِيرًا



نَحْرِ الْحَيِّ مِنَ لَيْسٍ وَنَحْرِ سَيْسٍ مِنْ رَحِي

٢٦ ٢٦

سَنَمُ خَبْرَاقَتِهِ أَحْرَحَتْ نِلَاقَتِ الْأَب

٢٦ ٢٦

وَأَحْوَاكُمُ مِنَ الرِّصَاعَةِ

٢٦ ٢٦

وَالنَّحْصَاتُ مِنَ لَيْسٍ

٢٦ ٢٦

وَأَحِلَّ نَحْرُ قَدَاةَ ذِيكُمُ

٢٦ ٢٦

إِلَّا أَنْ تَكُونَ تَجَارِيَةً تَرْضَى

٢٦ ٢٦

الْجِبَالُ قَوْمُونَ عَلَى لَيْسٍ بِبَقْصٍ سَهْلَةٍ

٢٦ ٢٦

عَلَى بَعْضٍ وَيَسَا سَفُوفٍ مِنْ مَوَاقِعِهِمْ

٢٦ ٢٦

وَالضَّعْفُ حَبْرٌ

٢٦ ٢٦

وَكَمْ تَصْعَقُوا نَعْدُو بَيْنَ نَيْسٍ وَنُوحٍ

٢٦ ٢٦

فَلَا تَسْأَلُوا عَنْ نَيْسٍ فَنَذَرُهَا كَالْعَفْفَةِ

٢٦ ٢٦

فَلَا تَسْأَلُوا كَالْعَفْفَةِ

٢٦ ٢٦

وَبَعْدَ نَيْسٍ نَعْدُو سَفُوفٌ

٢٦ ٢٦

حَدُّ نَيْسٍ نَعْدُو سَفُوفٌ

٢٦ ٢٦

وَنَعْدُو نَعْدُو نَعْدُو نَعْدُو نَعْدُو

٢٦ ٢٦

نَعْدُو نَعْدُو نَعْدُو

٢٦ ٢٦

نَعْدُو نَعْدُو

فَكُلُوا مِنْ دُرِّ رَأْسِهِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

٢٦ ٢٦

مُؤْمِنِينَ



وَمَا لَكُمْ لَا تَأْكُلُوا مِمَّا دَلَّكُمْ اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
مَذْفُوعَ لَكُمْ فَاحْزَمْ عَنْكُمْ الْأَمْرَ

٣٥ ١٣

قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُرْحَىٰ إِلَىٰ مُخْرَجٍ مَّا عَلَىٰ طَائِعٍ يَّطْعُمُهُ
لَا رَٰئِي يَكُونُ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا

الاعمال ٣٥ ١٣

قُلْ مَنْ حَزَمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ
مِنَ الزَّيْتِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
خَالِصَةٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

الاعمال ٣٥ ١٣

وَيُحَرِّمُ عَلَيْهَا الْخَبِيثَاتِ

٣٥ ١٥٤

وَأَمْرٍ بِالْعُرْفِ

٣٥ ١٥٩

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُونَ

٣٥ ٢٠٢

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ سَأَلْتَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ

٣٥ ٣٨

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخِوَاهُمْ
فِي الدِّينِ

التوبة ٣٥ ١١

وَيَا أَيُّهَا اللَّهُ إِلَّا أَنْ تَمَّ نُورُهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

٣٣ ٣٢

رَبِّ عِدة الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا الْاِثْنِ

١٥ ٣٦

إِثْنَا الصَّدَقْتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ الْاِثْنِ

٣٥ ٣٠

وَالْعِيَّانِ عَلَيْهِ

٣٥ ٦٠

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

٣٣ ٦١



لَكُمْ فِيهَا دِفٌّ وَمَارِجٌ

مر ٢٢٣ د

لِيَخْلُوا أَفْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَمِنْ دُونِهَا
الَّذِينَ يُصَلُّونَهُمْ بِعَرِيقٍ تَلْمِزُهُمُ الْمَافِيهِ
تُفِيَكُمْ مِمَّا فِي نُفُوسِكُمْ مِنْ نَجَسٍ فَتُطَهَّرُوا
سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ

نهر ٢٢٣ ١٩

لِيَسَاحِرَكمْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ

د ٢٩٣

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَرَامٌ
وَهَذَا حَرَامٌ

د ٢٣٣ ١٠

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَرَامٌ
وَهَذَا حَرَامٌ لِنَفْتَرُوعًا عَلَى اللَّهِ الْاِيَةِ

د ٥٠ ١١

مَتَاعٌ قَلِيلٌ قَالَهُمْ عَذَابُ اللَّهِ

د ٥٠ ١٦

وَنُزِّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ
وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا

الاسود ٢٠٠

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ

الحج ٥٤٤
٥٤٣

تُفِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا

سورة ٢٢٣ ٧

ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِرَبْعَةٍ شَهِدَ آءُ وَاجِلُهُمْ ثَمِينٌ
حَلَدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا أُولَئِكَ هُمُ
الْفَاسِقُونَ

سورة ٢٣٠ ٢

لَوْلَا جَاءَ رَاعِلِيَّةٌ بِرَبْعَةٍ شَهِدَ آءُ فَادَلَّ لَهُمُ الْوَرْدُ شَهَادَةً



٢٣٠	١٣	"
٢٣٣	٦١	"
٢٣٣	٦١	"
٢٣٣	٦١	"
٢٣٣	٦١	"
٢٣٣	٦١	النور
٢٤٤	٣٩	الاحزاب
٢٥٢		
٢٥٤		
٢٥٩	٣٩	"
٢٦٥	٥٦	"
٢٦٧		
٥٩٨	٥٦	"
٢٣٤	٥٤	"
٥٢١	٥٨	"
٢٢٠	٥٣	الزمر
٢٢١	١	الاحزاب

فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَافِرُونَ.

أَن تَأْكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِمْ يَوْمَ الثَّمَرِ

أَوْ يَوْمَ الْخَوَالِلِ.

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا جَمِيعًا وَأَشْتَاتًا.

جَمِيعًا وَأَشْتَاتًا.

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ

أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا

كَبِيرًا.

ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَسَوَّوْهُمْ فَمَا لَكُمْ

عَلَيْهِمْ مِنْ عِذَةٍ.

صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا.

نَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا.

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا.

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيًا

وَاتِّسَابًا فَقَدْ اخْتَلَوْا بِهِمْ تِلْكَ إِتِمَامُ مِيثَاقِهِمْ.

إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا.

يَسْأَلُ الْإِسْمَ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ.



۴۹	إِنْ يَبْغِضَ الظَّنَّ إِشْمًا	۲۰۳	۲۰۳	۲۰۳
۵۰	وَالَّذِي لَمْ يَبْغِضْ	۲۰۴	۲۰۴	۲۰۴
۵۱	وَأُولَٰئِكَ الْأَحْسَالُ أَجْلُهُمْ أَنْ يَبْغِضَ حَسَنَهُ	۲۰۵	۲۰۵	۲۰۵
۵۲	نَ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ	۲۰۶	۲۰۶	۲۰۶
۵۳	وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ	۲۰۷	۲۰۷	۲۰۷
۵۴	وَمَا تَقْدِرُ مَوْلَا أَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ	۲۰۸	۲۰۸	۲۰۸
۵۵	هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمُ أَجْرًا	۲۰۹	۲۰۹	۲۰۹
۵۶	مَا عَزَّكَ سِرِّيكَ الْكَرِيمِ	۲۱۰	۲۱۰	۲۱۰
۵۷	الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّكَ فَعَدَلَكَ	۲۱۱	۲۱۱	۲۱۱
۵۸	إِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ	۲۱۲	۲۱۲	۲۱۲
۵۹	الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ	۲۱۳	۲۱۳	۲۱۳
۶۰	عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ	۲۱۴	۲۱۴	۲۱۴





١ رفع القلم عن ثلثة عن السائمة حتى يسقط . شر
الصغير حتى يكبر الم

٢٩٥

٢ تزوجها (اى عائشة) رسول الله صو الله عليه وسلم بنت

٢٩٦

٣ الاطلاق لمن لم يملك .

٢٩٧

٣ انما الطلاق لمن اخذ بالساق

٢٩٨

٢٩٩

٥ لا يجوز على الغلام طلاق حتى يحتلم

٣٠٠

٣٠١

٣٠٢

٣٠٣

٦ ان رجلا طلق امرأته ثلثا . . حتى يدور عيبلها

٧ ان رجلا قال لابن عباس طلفت امرأتى ماثة قال ما أحد

٣٠٤

٣٠٥

ثلثا وتدع سبعا وتسعين .

٨ قال ابن عباس لرجل ناخذ ثلثا وتدع سبعا مائة وسبع

٣٠٦

٣٠٧

تسعين .

٩ قالت فاطمة بنت قيس طلقني روجي نلنا وهو حرج في

٣٠٨

اليس فاجاز ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم

١٠ قال عمر بن الخطاب ان الناس قد استعجموا

٣٠٩

فامضاه عليهم .

٣١٠

١١ قال عمر في الرجل يطلق امرأته نلنا . قال هو نلنا

صفر

٢٨١

٢٨٩

٢٩٥

٢٩٥

٢٩٤

٢٩٨

٢٩٤

٢٩٨

٢٩٤

٢٩٨

٢٩٤

٢٩٤

٢٩٤

٢٩٤

٢٩٨

- ١٢ قال في س كعب ان من الامانة ان تؤمن المرأة على ما في رجبها
- ١٣ عن اس عباس انه احاز الطلاق الثلاث .
- ١٣ عن علي اذا طلق الرجل امرأته ثلاثا في مجلس واحد وقد بانث منه
- ١٥ عن ابن عمر قال رجل طلفت امرأتي ثلاثا وهي حائض فقال عصيت ربك وفارقت امرأتك .
- ١٤ عن عبدالله قال في الرجل يطلق البكر ثلاثا انها لا تحل حتى تنكح زوجا غيره
- ١٤ كان ابن عمر اذا سئل عن طلاق ثلاثا قال حرمت حتى تنكح زوجا غيره .
- ١٨ ان رجلا سأل ابن عباس واباه ربه و من عمر عن طلاق البكر ثلاثا فكلهم قاله تحريم عليك .
- ١٩ سأل رجل المغيرة بن شعبه . اباه . هل حل طلق امرأته ماث قال ثلاث محرم
- ٢٠ عن اس قال لا تحل حتى تنكح .
- ٢١ قال النبي صلى الله عليه وسلم ان ارسم الله سم الله
- ثالث منه ثلاث .
- ٢٢ تاخذ ثلاثا وتدع ثعمائة وسبعة . ثعمين



سفر

عصيت اربك ونبئت منك امرأتك

٢٢٤

عن حسن بن علي لم اجمعها لولا ان سمعت جدي رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال اذا طلق الرجل امرأتا تلتا عند الافراء او طلقها مهملة لم نحل له حتى سكر زواغيره.

٢٢٩

قال النبي صلى الله عليه وسلم بينك وكتف حبه بن طي اس المبرير زوجته الحاملة

١٥٠

قال ابن عباس اما الحلال فان يطقها صاهرا من غير حرام و يطلقها حاملا مستبها حراما

٥١

قال ابن مسعود الطلاق نكسة ان يطلق صاهرا من غير حرام

٥١

الواحد اسفرا من ولداهم الحجر.

٢٢٩

عن ابن مسعود انك انك كن له عنه نكحني

٢١٣

عن ابن مسعود انك انك كن له عنه نكحني

٢٢٥

عن ابن مسعود انك انك كن له عنه نكحني

عن ابن مسعود انك انك كن له عنه نكحني

٢٢٥

عن ابن مسعود انك انك كن له عنه نكحني

عن ابن مسعود انك انك كن له عنه نكحني

عن ابن مسعود انك انك كن له عنه نكحني



- ٢٢٦ ٢٢٦
صل الله عليه وسلم واسعا والله ما هو من الطيبات
عن عروة بن الزبير قال كيف يكون من الطيبات وعد سماه
رسول الله صلى الله عليه وسلم الفاسق.
- ٢٢٧ ٢٢٧
عن القاسم قال ومن يأكل الغراب بعد قول رسول الله
صلى الله عليه وسلم فاسق.
- ٢٢٨ ٢٢٨
خمس من الفواسق يقتلن في الحل والحرم.
- ٢٢٩ ٢٢٩
لا تدبحوا الامسنة الا ان يعسر عليكم فتدبحوا اجذعة
من الضأن
- ٢٣٠ ٢٣٠
لا تجزئ حذعة عن احد بعدك.
- ٢٣١ ٢٣١
لا تجزئ حذعة من احد بعدك.
- ٢٣٢ ٢٣٢
لن تجزئ عن احد بعدك.
- ٢٣٣ ٢٣٣
سئل علي عن مكسورة القرن قال لا بأس امرنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان نستشرف الصنمين والاذنين.
- ٢٣٤ ٢٣٤
اتى رجل عليا فساله عن مكسورة القرن فقال لا يضرك
- ٢٣٥ ٢٣٥
سئل علي عن مكسورة القرن قال لا يضرك.
- ٢٣٦ ٢٣٦
قال البراء فما كرمته فدعه ولا تحرمه على احد حين سئل عن
التقصير في القرن ونحوه
- ٢٣٧ ٢٣٧
عمار بن ياسر مثله
- ٢٣٨ ٢٣٨
اسماهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المصرفة في



المستأصلة.

٢٩٩

٢٩٩ نفى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن عصباء القري والمدينة.

٢٩٩

٢٩٩ مع العلم عقيقة فاهربقواعنه دما واميطواعنه الاذى.

٢٩٩

٢٩٩ وقد علق النبي صلى الله عليه وسلم بعد ما بعث سببا.

٢٩٩ كل غلام رهين بعقيقته يدبعم عنه يوم مائة وسبع

رامه ويسعى.

٥٠٠

٥٠٠ وما سكت عنه فهو مباح عنه.

٥٠٠

٥٠٠ على الفلام شاتان وعلى الجارية شاة.

٢٩٩

٥٢ انما الاعمال بالنيات.

٥٠٠

٢٩٩

٥٢ ان الله وتر يحب الوتر.

٥٠٠

٥٢ ان النبي صلى الله عليه وسلم علق عن الحسن والحسين

٥٠٢

كيشا كيشا.

٥٥ من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فليأمر

٢٩٩

٥٢

٥٢

فان لم يستطع فليقلبه وذلك اصعب الابل.

٥٤ عن ابن مسعود قال احتجم رسول الله صلى الله عليه وسلم

سما واعطاني دمه وقال اذهب بواژه . قال ما اراك

٥٢٧

الا فدا شربت فلت نعم.

٥٤ ان القوة التي كانت في ابن الرسر من قوة دم النبي صلى الله

٥٢٤

عليه وسلم.



٥٨ عن سفيانة انه شرب

٥٩٥

٥٩ عن سفيانة قال فعميت به فترت قال ثم سألني

٥٩٦

وخبرني اني شربته فصاحت.

٦٠ المؤمن المؤمن كالسمان يشد بعضه بعضا ثم شرب

٥٩٧

من اصابعه.

٦١ قال قتادة القلم نعمة من الله تعالى عظيمة لولا القلم لم يتم

٥٩٨

دين ولم يصلح عيش.

٥٩٩

٦٢ الا تلعن هذه رقية النملة كما علمتها الكتابة.

٦٣ نقول عائشة بنت طلحة يا خالة هذا كتابة فلان وحدث

مقول لي عائشة (بنت صديق رضى الله تعالى عنهم) اي بنية

٦٠٠

واجبيه.

٦٤ قال عثمان الصلو احسن ما يعمل الناس فاذا احسن الناس

٦٠١

فاحسن معهم واد المساءوا فاجتنب اساءتهم.

٦٠٢

٦٥ عن عمر من العطرة واعفاء اللحية.

٦٠٣

٦٦ وروا اللحي.

٦٠٤

٦٧ اعفوا اللحي.

٦٠٥

٦٨ ارفه اللحي.

٦٠٦

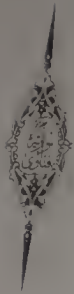
٦٩ حوا اللحي.

٦٠٧

٧٠ جوا



- ٤١ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امر باحفاء مشورت و اعفاء اللقي - ٥١٥
- ٤٢ ان ابا قحافة اتى النبي صلى الله عليه وسلم ولعب و انتشرت فقال لواخذتم و اشار بيدى الى يومى نجب ٥١٥
- ٤٣ كان ابن عمر اذا احب او اعتمر قبض على لحية فما فصل عنه ٥١٥
- ٤٤ كان ابو هريرة يقبض على لحية فيأخذ ما فصل عن يمينه ٥١٥
- ٤٥ من يضمن لى ما بين لحيتى وما بين رجليه اصل له الع ٥١٥
- ٤٦ حتى مر رجل معه له حى جمل - ٥١٥
- ٤٧ قال صلى الله عليه وسلم انى ارى ان تجعلها فى الا فرس حى ٥١٥
- ٤٨ قال ابو طلحة ان احب موالى الى بيرحاء ٥١٥
- ٤٩ ان احب الاعمال اذومها الى الله ان قتل ٥١٥
- ٥٠ كان احب الدين اليه (صلى الله عليه وسلم) ما دام عليه صاحب - ٥١٥
- ٥١ كان عبد الله يذكر الناس كل خميس ٥١٥
- ٥٢ تكنت اذا كان يوم الجمعة تنزع اصول السنن ٥١٥
- ٥٣ وعن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه يأتى يوم الشهد ٥١٥
- ٥٤ راس كل حول والخلفاء الاربعة هكذا ٥١٥
- ٥٥ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل اى العس احب الى الله قال ادومه وان قل ٥١٥



٨٧ ي عمل كان أحب إلى النبي صلى الله عليه وسلم قالت
لداشم.

٨٥ قال رادقنت (الأم من عمر) فعم قال لا قلت فابوبكر قال لا
حين سئل عن صلوة الضمعي

٨٤ كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا دخل عليها (أي فاطمة)
قامت من مجلسها.

٨٤ فوموا إلى سيدكم.

٨٨ ما رآه المسلمون حسناً فهو عند الله حسن.

٨٩ ما اجتمع قوم في بيت من بيوت الله يتلون كتاب الله و

يتدارسونه بينهم إلا نزلت عليهم السكينة الخ

٩٠ اقروا القرآن ما اشتهت عليه قلوبكم فإذا اختلفتم فقوموا عند

٩١ الثابت من الذنب كمن لا ذنب له.

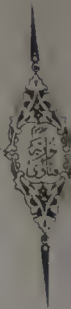
٩٢ ان كلدة بن حنبل اخبره ان صفوان بن أمية بعث ببلن

ولياً وضغابن إلى النبي صلى الله عليه وسلم

٩٣ ان ابا بكر احل لباثم صلى الله عليه وسلم يتوضأ

٩٣ من سمع رجلاً ينشد ضالة في المسجد فليقلل ان اردها الله عليك

٩٥ اكذب الحديث الظن.





ماخذ و مراجع

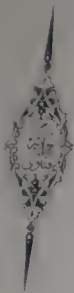
فتاویٰ نوید مجید

نمبر	کتاب	مطبع ابن عباس	مصنف	تقریب
------	------	---------------	------	-------

قرآن مجید

کتاب تفسیر

۱	احکام القرآن	بیت مصر ۱۳۲۸ھ	ابو بکر احمد بن علی رازی جصاص	۳۷۰ھ
۲	مفتاح الغیب (تفسیر کبیر)	عامہ شریف مصر	امام فخر الدین محمد بن عمر رازی	۶۰۹ھ
۳	الجامع لاحکام القرآن	دار الکتب المصریہ ۱۳۸۷ھ	ابو عبد اللہ محمد بن احمد ندوی قطبی	۶۷۱ھ
۴	النوار التنزیل	نوکلشو لکھنؤ ۱۲۸۲ھ	ابو سعید عبد اللہ بن عمر شافعی	۶۹۵ھ ۶۹۲ھ
۵	مدارک التنزیل	حیاء الکتب العربیہ	بیضاوی	
۶	غرائب القرآن	مصر ۱۳۲۲ھ	ابو البرکات عبد اللہ بن احمد سنفی	۷۱۰ھ
۷	لباب التأویل	کبری امیر مصر ۱۳۳۳ھ	حسن بن محمد قنیش پوری	۷۲۹ھ
۸	البحر المحیط	تجاریہ کبری مصر ۱۳۵۵ھ	علی بن محمد بغدادی صوفی خازن	۷۴۱ھ
۹	تفسیر ابن کثیر	انصر الحدیث بیاض	ابو حیان اشیر الدین محمد بن یونس	۷۴۵ھ
۱۰	الدر المنثور	عیسی ابابلی لخمی مصر ۱۳۲۱ھ	ابو انصار اسماعیل بن عمر بن کثیر	۷۷۴ھ
۱۱		میمہ مصر ۱۳۱۲ھ	علامہ عبد الرحمن بن ابوبکر جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ



ردیف	موضوع کتاب	موضوع کتاب	موضوع کتاب
۱۶۹۲ هـ	سینه عامه شرقیه مصر	شاد حق	۲
۱۲۲۵ هـ	فادوقی و حلی	تفسیر مفهری	۳
	مصطفی ابی ندی مصر	فتح تقدیر	۱۳
۱۲۵۰ هـ	محمد بن علی شوکانی		
۱۲۳۳ هـ	شاه رفیع الدین دهلوی	ترجمه القرآن	۱۵
	عاصم شافع افغانی قاهره	فتح بسیان	۱۶
۱۳۰۰ هـ	محمد بن علی صدیق حسن خاں بهبالی		
	۱۹۶۵ ر		
	اہلسنت برقی پریس	کنز الایمان	۱۷
۱۳۳۰ هـ	مولانا شاہ محمد احمد ضحالی بریلوی		
۱۳۶۰ هـ	عقید محمد نعیم الدین مراد آبادی	غزائے العرفان	۱۸
	مراد آباد		
	"		

کتاب حدیث

۱۵۰ هـ	صح المطالب لکنوہ	مسند امام اعظم	۱۹
۱۰۹ هـ	رحمیه دہلی	موطا امام مالک	۲۰
	ابو عبد اللہ مالک بن انس صحیح	کتاب الآثار	۲۱
۱۸۹ هـ	محرر مذہب حنفی امام محمد بن حسن شیبانی		
۲۲۱ هـ	ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل	مسند امام احمد بن حنبل	۲۲
	دارالصادر بیروت	سنن دارمی	۲۳
	طباعہ الفیئۃ بالمذنیۃ		
	ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن		
۲۵۵ هـ	دارمی		



شماره	کتاب	مجموع سن طباعت	مجموع سن تصنیف	تاریخ
۲۴	صحیح بخاری	۱۳۵۰	۱۳۵۰	۲۳۵۹
۲۵	الادب المفرد	۱۳۵۰	۱۳۵۰	۲۳۵۹
۲۶	صحیح مسلم	۱۳۵۰	۱۳۵۰	۲۳۵۹
۲۷	سنن ابوداؤد	۱۳۵۰	۱۳۵۰	۲۳۵۹
۲۸	سنن ابن ماجه	۱۳۵۰	۱۳۵۰	۲۳۵۹
۲۹	جامع ترمذی	۱۳۵۰	۱۳۵۰	۲۳۵۹
۳۰	سنن نسائی	۱۳۵۰	۱۳۵۰	۲۳۵۹
۳۱	شرح معانی الآثار	۱۳۵۰	۱۳۵۰	۲۳۵۹
۳۲	سنن دارقطنی	۱۳۵۰	۱۳۵۰	۲۳۵۹
۳۳	المستدرک	۱۳۵۰	۱۳۵۰	۲۳۵۹
۳۴	تحف المسند	۱۳۵۰	۱۳۵۰	۲۳۵۹
۳۵	سنن بیہقی	۱۳۵۰	۱۳۵۰	۲۳۵۹
۳۶	جامع ترمذی	۱۳۵۰	۱۳۵۰	۲۳۵۹
۳۷	مشکوٰۃ المصابیح	۱۳۵۰	۱۳۵۰	۲۳۵۹
۳۸	کشف الخفاء	۱۳۵۰	۱۳۵۰	۲۳۵۹
۳۹	کنز العمال	۱۳۵۰	۱۳۵۰	۲۳۵۹



کتاب شریعت حدیث

۱۰ مناجات مسکون ۳۷۵ هـ ابو زکریا یحییٰ بن اشراف نووی
شافعی

۱۱ نصب برید ۳۵۹ هـ جمال بن عبد الله بن یوسف
زیدی

۱۲ لکوب لداری ۳۵۴ هـ شمس الدین محمد بن یوسف
اکرمانی

۱۳ فتح لبری ۳۵۹ هـ شهاب الدین محمد بن علی
بن صبحر عسقلانی

۱۴ عمدة القاری ۳۰۸ هـ دارالطباعة عامر مصر
ابو محمد علی بن محمد

۱۵ مسیر شاری ۷۵۹ هـ مولی لکهنو
شیخ علی بن محمد
کبر آقایی

۱۶ رقة ۷۹۹ هـ مددیه متن ۷۹۹ هـ علی بن سید محمد بن زکی

۱۷ رقة جماعت ۷۵۹ هـ وکشتور کهنو ۷۵۹ هـ شیخ عبد الله بن محمد بن بلوی

۱۸ شرح مفر سعادة ۹۸۵ هـ " " " " " " " " " " " "

۱۹ مستوی ۱۸۵۵ هـ رشید دہلی شاه ولی محمد بن عبد الرحیم

۲۰ محدث دهلوی ۱۸۵۹ هـ



کتاب مصحح مسند احمد بن حنبل
 ۵۰ مسند احمد بن حنبل

۵۱ فیض بادشاهی
 مجلس علمی در تبریز

۵۲ اعراف مبعوت
 کتاب عماد میرزا محمد توفیق بن محمد صدیقی

۵۳ اعراف بحر
 افشای نوک شورش و اموری قسب بیت جهان پوری

کتابان ایت موضوعه

۵۴ موضوعات حجازی
 مکتب سفینه ۱۳۶۱ خدایه محمد حسن بن محمد جوی

۵۵ اعراف مبعوت
 حسینیه مصر از میرزا محمد بن عبد الرحمن بن محمد

۵۶ اعراف مبعوت
 کتابه النیریه ۱۳۶۱ حسینیه محمد بن محمد بن محمد

۵۷ اعراف مبعوت
 غنسی

۵۸ اعراف مبعوت
 سوره مؤمنه ۱۳۶۱ محمد بن محمد بن محمد

کتابان ایت شکل کدیت

۵۹ اعراف مبعوت
 مکتب عربیه

۶۰ اعراف مبعوت
 بو نصر محمد بن محمد کوفی

۶۱ اعراف مبعوت
 فارسی

۶۲ اعراف مبعوت
 مکتب بانی کتب مصر ۱۳۶۱ منشور عبد السلام بن محمد خاکی

۶۳ اعراف مبعوت

نمبر	کتاب	اسلمی اسن طباحت	مصنف	سن سال
۶۰	النہیہ	خیر مصر ۱۳۰۶ھ	مجد الدین مبارک بن محمد	
			جزری ابن اشیر	۶۰۶ھ
۶۱	امغرب	دائرة المعارف ۱۳۲۸ھ	ابوالفتح ناصر بن عبدالسید بن علی مطری تفتی	۶۱۶ھ
۶۲	اصراح	اصدی کانپور ۱۳۱۰ھ	الفضل محمد بن عمر جمال قرشی	۶۸۱ھ
۶۳	لسان العرب	دارصادر بیروت ۱۳۰۵ھ	جمال الدین محمد بن محرم مصری	۶۸۱ھ
۶۴	قاموس	" " ۱۳۸۶ھ	مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی	۸۱۱ھ
۶۵	منتہی الارب	اسلامیہ پور ۱۳۲۲ھ	شیخ عبدالرحمن بن عبدالسلام صفوری	۸۸۳ھ
۶۶	الدر النثیر	خیر مصر ۱۳۰۶ھ	علامہ جلال الدین سیوطی صدیقی	۹۱۱ھ
۶۷	مجمع البحار	کشمیری ۱۳۱۲ھ	محمد طاهر بن علی لغتی ہندی	۹۸۶ھ
۶۸	منتخب اللغات	مجیدی کانپور ۱۳۴۷ھ	عبدالرشید بن مصطفیٰ جونپوری	۱۰۸۳ھ
۶۹	غیاث اللغات	" " "	محمد غیاث الدین بن جلال الدین مصطفیٰ آبادی	۱۲۳۲ھ
۷۰	تاج العروس	دارصادر بیروت ۱۳۱۶ھ	محب الدین محمد بن سید تقیٰ زبیبی	۱۲۵۵ھ
	منعبد	الکاتولیکیہ بیروت ۱۹۲۷ء	ولیس معلوف یسوعی	



کتاب اسماء الرجال و سیرت

۶	اشفاء	مصطفیٰ ابابکر محمدر	مصطفیٰ ابابکر محمدر	۱۳۰۹ھ	حافظ البراء فضل قاضی عیاض	۵۲۳
۷	زاد المعاد	ازہر بیصر	۱۳۲۵ھ	شمس الدین بن عبد اللہ	بن موسیٰ بکیمی	۵۲۳
۸	مدارج النسبة	نول کشو	۱۹۱۳ء	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	بن قیر جوزی	۵۰۵
۹	العبر	الکویت	۱۹۰۱ء	ابو عبد اللہ محمد بن احمد زہبی	شمس الدین	۵۲۹
۱۰	میزان المختار	السعادة مصر	۱۳۳۲ھ	شمس الدین ابو عبد اللہ محمد	ابن احمد زہبی	۵۳۹
۱۱	مرآة الجنان	ادارة المعارف	۱۳۲۹ھ	ابو محمد عبد اللہ بن سعد یافعی	عینی شافعی	۵۰۹
۱۲	الاصابة	تجربة کبریٰ مصر	۱۳۵۸ھ	حافظ احمد بن علی ابن حجر عسقلانی	شافعی	۹۵۲
۱۳	لسان المیزان	ادارة المعارف	۱۳۲۹ھ	"	"	"
۱۴	تہذیب التہذیب	"	۱۳۲۵ھ	"	"	"
۱۵	الخواهر المحضیة	"	۱۳۳۲ھ	محی الدین عبد القادر بن ابی الوفا	محمد قشیری حنفی	۴۴۵



ردیف	مصنف	تصحیح و اشاعت	موضوع
۱۰۶۰	حاجی خلیفه مصطفی بن عبد الله	۱۳۰۸ هـ	۸۰ سبب غشون
۱۰۶۱	کتابت حلبی		
۱۳۰۳	ابوالحسنات محمد بن علی لکهنوی	۱۰۹۶ هـ	۸۳ نمودار بسبب

کتاب فقه

۳۳۳	حضرت حاکم الشیخ محمد بن محمد	۱۳۳۱ هـ	۸۲ کافی
۳۳۴	حنفی		
۳۸۳	محمد بن احمد بن ابوسهل سرخی	" " "	۸۵ بسطوط سرخی
	ابوالحسن احمد بن محمد قدوری	اصح المطابع کراچی	۸۶ قدوری
۳۲۸	بغدادی		
	محمد بک باب عالی		۸۷ جوهره نیره
	ابوبکر بن علی المعروف صدادی	۱۳۰۱ هـ	
۸۰۰ تقریباً	عبادی		
	مولوی ابوسعید غلام مصطفی ندوی	اصح المطابع کراچی	۸۸ حاشیه قدوری
	قاسمی		
	ملک العلماء علاء الدین ابوبکر	جمال مصر ۱۳۲۸ هـ	۸۹ بدیع صنایع
۵۸۶	ابن مسعود کاشانی		
	سینہ مصر ۱۳۰۶ هـ		۹۰ بدیع
	مجتبائی دہلی ۱۳۵۰ هـ		
۵۹۳	ابن الدین علی بن ابوبکر ذغانی غسانی	۱۳۵۹ هـ	



شماره	کتاب	مطبع سن و دست	حرف	در سن
۹۱	کفایه	سینه مصر ۳۰ هـ	مورد	۳۰ هـ
۹۲	عنایه	" " "	محمد بن محمود بارتی	۳۰ هـ
۹۳	بنایه	نوکشور ۳۲ هـ	عبدالله بن محمد عینی	۸۵۵ هـ
۹۴	فتح القدير	سینه مصر ۳۰ هـ	کمال الدین محمد بن عبد الحمید	" " "
۹۵	کنز الدقائق	دارالکتب العربیه مصر	ابن حمامه	۱۱ هـ
۹۶	تبیین الحقائق	۳۳ هـ	ابوالبرکت عبدالرشید بن حسن	۳۰ هـ
۹۷	حاشیه شلبی	امیریه مصر ۳۳ هـ	فخرالدین ابومحمد عثمان بن عثمان	۳۳ هـ
۹۸	البحر الرائق	" " "	شهاب الدین احمد شلبی	" " "
۹۹	تکملة البحر	دارالکتب العربیه مصر	زین الدین بن ابرهیم بن نجیم	۳۳ هـ
۱۰۰	منحة الخالق	۳۳ هـ	مصری	۹۰ هـ
۱۰۱	رمز الحقائق	" " "	محمد بن حسین طوری	۳۰ هـ
۱۰۲	وقایه	" " "	عبدالله بن غامد بن شامی	۲۵۰ هـ
۱۰۳	شرح وقایه	حیدری بک ۱۲۹۳ هـ	عبدالدین محمد عینی	۸۵۵ هـ
۱۰۴	ذخیره العقبه	مقتبای جمعی	عبدالله بن مسعود بن تاج الشریع	۷۴ هـ
۱۰۵	عمدة الراية	سعیدیه کبیری کراچی	یوسف بن جنید معروف فی	۹۰۵ هـ
		نوکشور کهنه ۳۲ هـ	چلبی	۳۲ هـ
		سعیدیه کبیری کراچی	مولانا عبدالحی لکهنوی	۳۲ هـ



نمبر	کتاب	مصحح / منصف	مصنف	شماره
۱	جامع رموز	۱۳۰۹ھ	شمس الدین محمد بن خراسانی قستانی	۹۰۲ھ
۲	غزوات الاحکام	۱۳۲۹ھ	ملا خسرو محمد بن فراخور	۸۸۵ھ
۳	دور الاحکام	" " "	" " "	"
۴	غنیة ذوی الاحکام	" " "	حسن بن عمار وفائی شرنبلانی	۱۰۶۹ھ
۵	منیة المصلی	" " "	سید الدین محمد بن محمد کاشغری	۷۰۵ھ
۶	غنیة المستملی	۱۳۲۳ھ	شیخ ابراهیم بن محمد صلی	۹۵۲ھ
۷	صغیری	" " ۱۳۲۵ھ	" " "	"
۸	ملقی الابحر	" " ۱۳۱۹ھ	" " "	"
۹	درالمنقذ	" " "	علاء الدین محمد بن علی حاکفی	۱۰۸۸ھ
۱۰	توزیر الابصار	۱۳۲۲ھ	محمد بن عبد الله ترمذی غزی	۱۰۸۷ھ
۱۱	درالمنختار	" " "	علاء الدین محمد بن علی حاکفی	۱۰۸۸ھ
۱۲	طحاوی علی الدر	دار الطباعة عامره مصر		
۱۳	رد المحتار	۱۲۵۲ھ	سید احمد بن محمد طحاوی	۱۲۳۱ ۱۲۳۷ھ
۱۴	التحریر المختار	۱۳۲۲ھ	سید محمد بن ابن عابدین شامی	۱۲۵۲ھ
۱۵	غایة الاوطار	۱۳۲۳ھ	شیخ عبد القادر رافعی فادوی	۱۳۲۳ھ
۱۶	راقی الفارح	۱۳۱۳ھ	مولوی خرم علی	۱۲۷۱ھ
۱۷	خاتمة الفتاوی	عینی البابی الحلبی مصر		
۱۸		۱۳۵۷ھ	حسن بن عمار وفائی شرنبلانی	۱۰۶۹ھ
۱۹		ایکسپور لیقو ہوا	طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری	۵۴۲ھ



نمبر شمار	کتاب	مصنف / اس طباعت	مصنف	تذکرہ
۱۲۳	فتاویٰ قاضی خاں	از کشور ۱۲۰۱ھ		
		کبری امیر مضر ۱۳۱۱ھ	فقیہ النفس حسن بن منصور	
			در جندی	۵۵۹۳۱ھ
۱۲۴	فتاویٰ سراجیہ	از کشور ۱۳۲۲ھ	اسراج مدی علی بن عثمان اوشی	
			فرغانی	۵۶۰۵ھ
۱۲۵	فتاویٰ بزازیہ	کبری امیر مضر ۱۳۱۱ھ	محمد بن محمد بن شهاب بن بزاز	
			کردی	۵۸۲۱ھ
۱۲۶	فتاویٰ غزیہ	اجست الجماعت بڑی		
		۱۳۳۲ھ	محمد بن عبد اللہ غزی متراشی	۱۰۰۲ھ
۱۲۷	فتاویٰ خیریہ	در السعارة ۱۳۱۱ھ	خیر الدین بن احمد رقی	۵۰۹۱ھ
۱۲۸	فتاویٰ برہنسہ	از کشور کانپور ۱۹۱۲ھ	نصیر الدین مینائی	۵۰۹۱ھ
۱۲۹	فتاویٰ ہندیہ	مجیدی کانپور ۱۳۵۵ھ		
		کبری امیر مضر ۱۳۱۱ھ	مظاہر الدین برٹن پوری اتر	۱۱۰۲ھ
۱۳۰	عقود الدیہ	میمزہ مضر ۱۳۱۱ھ	سید محمد امین بن عبدین شامی	۱۲۵۲ھ
۱۳۱	فتاویٰ مولانا عبدالحی	یوسفی فرنگی محل ۱۹۹۲ھ	مولانا عبدالحی بن عبدالمحسین	
			لکھنوی	۵۳۰۲ھ
۱۳۲	فتاویٰ رضویہ		مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی	۱۳۳۲ھ
۱۳۳	دفع زلیغ زراغ		" " " "	" " " "
۱۳۴	الزبدۃ الزکیہ		" " " "	" " " "
۱۳۵	الحجۃ الفالحہ		" " " "	" " " "



نمبر	کتاب	مطبع اسن طباعت	مصنف	تاریخ
۱۳۰	رسالہ برقی اثبات اسلام		مولانا شاہ احمد رضا خان پریوری	۱۳۴۰ھ
۱۳۱	سبب شریعت	رفاہ عامہ آگرہ	مولانا محمد امجد علی غنظمی	۱۳۶۶ھ
۱۳۲	فتاویٰ نورید		حضرت فقیہ عالم ابو الخیر محمد زکریا	
۱۳۳			نعمی محمد ثببیر پوری	۱۳۰۳ھ
۱۳۴	حرم زراغ		" " " "	"
۱۳۵	رسالہ الافکار فی جواز		" " " "	"
۱۳۶	تعلیم الکتابۃ للنسار		" " " "	"
۱۳۷	رسالہ مکبر الصوت		" " " "	"
۱۳۸	حکمد سلطان الفقه		مولانا محمد نظام الدین ملتان	
۱۳۹	انوار بارک اللہ	نوکتور لاہور ۱۳۲۲ھ		
۱۴۰	مجلد نور الجیب			
۱۴۱	رضوان (ہفت روزہ)			
۱۴۲	درہ دو سلام قبل اذان		مولانا ابوالانعام محمد رمضان المحقق	
۱۴۳			النوری	۱۳۰۹ھ
۱۴۴	مجموعہ قوانین اسلام	ادارہ تحقیقات اسلامی		
۱۴۵	فتاویٰ رشیدیہ	پاکستان	جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن	
۱۴۶		برقی پریس دہلی ۱۳۵۲ھ	مولوی رشید احمد گنگوہی	

کتاب اصول فقہ

۵	تفہیم الاصول	قصر خوانی پشاور	عبد اللہ بن سعود بن تاج الشریعہ	۱۳۷۷ھ
---	--------------	-----------------	---------------------------------	-------



نمبر	کتاب	مطبع اس طبع	مصنف	تہذیب
۱۵۱	التوضیح فی حل غوامض التفتیح	قصہ خوانی پشاور	عبد اللہ بن مسعود تاج الشریعہ	۱۲۰ھ
۱۵۲	التدوین الی کشف حقائق التفتیح	" " "	سعد الدین مسعود بن محمد قناری	۱۲۱ھ
۱۵۳	النسار	سعید المہر کراچی	ابو بکر عبد اللہ بن محمد سیفی	۱۲۱ھ
۱۵۴	نور الانوار	" " "	شیخ احمد بن جہان صدیقی	۱۲۱ھ
۱۵۵	الاشباہ والنظائر	نور کھنڈہ	زین الدین بن برہم بن محمد مصری	۱۲۱ھ
۱۵۶	غزالیون	" " "	شہاب الدین سید احمد بن محمد	۱۲۱ھ
۱۵۷	اصول الشاشی	رحیمیہ	نظام الدین اسحاق بن برہم شاشی	۱۲۱ھ
۱۵۸	تلاشیں شامی فقہ المذاہب	دار السعاده مصر	غلام ابن عابدین شامی	۱۲۵ھ

۱۵۹	الدونۃ الکبریٰ	خیرہ مصر	ابو عبد اللہ عبد الرحمن بن قاسم مالکی	۱۲۹ھ
۱۶۰	رحمۃ الامہ	مصطفیٰ البابا الحلبي	شیخ محمد عبد الرحمن مشقی شافعی	۱۲۹ھ
۱۶۱	میزان شعرانی	مصر	سیدی عبد الوہاب بن احمد شعرانی	۱۳۵ھ
۱۶۲	کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ	وزارۃ اوقاف مصر	عزیزہ عبد الرحمن جزیری	۱۳۵ھ
۱۶۳	فتاویٰ مدنیہ	المعابد قاہرہ	احمد بن محمد ابن حجر حبشی	۱۳۵ھ

نمبر شمار	کتاب	مطبع اس طباعت	مصنف	تاریخ
-----------	------	---------------	------	-------

متفرقات

۱۶۴	الاتقان	۱۳۲۳ھ	علامہ جلال الدین سیرطی صدیقی	۹۱۱ھ
۱۶۵	شرح عقائد		سعد الدین مسعود بن عارف زانی	۹۹۲ھ
۱۶۶	فتوح مکہ		ابو عبد اللہ محمد بن علی ابن عربی	۹۳۸ھ
۱۶۷	مکتوبات شیخ محقق	۱۳۳۶ھ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	
			محقق سہتی۔	۱۰۵۲ھ
۱۶۸	مفتاح السعادة	۱۳۵۶ھ	مولے احمد بن مصطفی طاش	
			کبری زادہ۔	۹۶۶ھ
۱۶۹	استوار العلماء	۱۳۲۹ھ	قاضی عبد النبی بن عبد الرسول	۹۶۸ھ
			احمد نگری۔	۱۱۴۳ھ



نسخہ اکیر فتاویٰ نورۂ حنفیہ سوم

از قلم حقیقت رقم
۱۳۰۳ھ
شخصیت سے من
۹۸۳ھ
عابد و مانقہ محمد
۱۳۰۳ھ
حضرت گمراہی قدر
۹۸۳ھ
مسیحائے محمد نور احمد امت کا حکم الہیہ
۹۸۳ھ

حضرت جو اخیر نور اللہ نمیبہ یادگار
قافلہ سار مردان خداوند کریم
دہن سائے گمراہ منزل عرفانیت
ہیں نہ ان کی قناعت پر سبھی اہل نعر
جن کا موضوع حق ہے شرح قرآن و حدیث
باشاہ اللہ ان کی تحقیقات میں خوب یہاں
حصہ دار ہے وہاں خیر گراں پر اسے
اس فتاویٰ کی طاعت قوم پر احسان ہے
فت میں ہر نام اس سے نہ پاسے گی فیض
سے محبت نہ ہو گی کی یہ ترتیب جمیل
ہے یہ انھار ہاں صاحب اقبان
مرد و نمیبہ و بے یہ ضرورتاں ہے شان

جن کے دم سے بے وقت نہایت بڑا
دیندہ دینی حکمت کے وہ درخشہ
صبر و ادب بصیرت بختی دہی قدر
حکمت و حکم بھی جن کے قدر پرستہ
نکستہ سے مایاں محبت شیبہ دور
جو کہ ہیں اس کے کہ نہ کی تیسرہ دور
باقی مت سب بگن رحمت پروردگار
بیک نمیبہ حقیقت جو گئی سے آٹھ
بلیقیں ہے پھر وہیں کا بچہ سبک
کودش بچہ رک کی حب مدد فیض
برغض جس کے نظارہ کے کہتے ہوں
جس کی صورت میں نگر و نظر ہے ناہ

اس کی یہ کمال حمت ہے قسطنطنیہ
جس سے اہل علم و دانش دل سے بگتے ہیں بیاہ

مرد و نمیبہ

نہ ہی زوال سکند

۹ شری ۱۳۰۳ھ

نیز بہ محض شری

۱۳۰۳ھ



تپ کے علاوہ بڑا دوس کی تعداد میں الاقوامی سطح پر خدمت دین متین میں مصروف ہیں۔ جر
میں سمیت قابل مدرس 'مصنف' مترجم 'محقق' خطیب اور مقرر حضرت کے فیضان کو تقسیم کر رہے ہیں
اور بعض نے مدارس قائم کر رکھے ہیں۔

حضرت فقیہ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیات مبارکہ کا ایک ایک گوشہ مثالی تھا، ایک ولی کامل کی
نورانی زندگی آفتاب حق نہا ہوتی ہے۔ بلاشبہ اس متوالہ کی صداق آپ کی بلند مرتبت شخصیت تھی جو
انوار و تجلیات ولایت سے پاکستان کو منور کرتی چلی گئی۔ انصار و اہل کبر ہے۔ اہل عشق و محبت و عباد
فقیہ اعظم کے لئے ان کتب و رسائل سے استفادہ کریں، تذکرۃ فقیہ اعظم، انوار حیات، حیات فقیہ اعظم،
فقیہ اعظم نہراہنامہ نور الجیب بصیر پور۔ (جنوری ۹۷ء) مقدمہ فتاویٰ نوریہ جلد اول مطبوعہ ۱۹۹۱ء۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ کے مدارج میں ترقی عطا فرمائے اور ان کے
روحانی فیوض و برکات سے زمانہ بھر کو مستفیض فرماتا رہے۔

آمین ثم آمین بجاہ و کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و بارک و سلم۔

محمد منشا تابش قصوری

ناظم شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور



کتابت ہی سے علوم صبط میں آتے ہیں، اگر دے ہوئے لوگوں کو خبر ہو جائے
احوال اور ان کے کلام محفوظ رہتے ہیں، کتابت نہ ہوتی تو دین و دنیائے کام قاصر
نہ رہ سکتے۔

اور دینی تفسیر بدارک ج ۲ ص ۲۴۴ تا ۲۴۵، قرطبی ج ۲ ص ۲۰، غازی ج ۴
ص ۲۲۲ میں بھی ہے :

والنظم من قبله على فصل الكمال
من المنافع العظيمة لان بالكتابة صبط العلوم ودوام
الحكم وبها عرفت اخبار الماضين وحولهم وسرهم
ومقالاتهم ولولا الكتابة ما استدام مر الدرس
والدنيا

قرطبی اور الدر المنثور ج ۱ ص ۳۶۹ میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے
ہے :

العلم نعمة من الله تعالى عظيمة لولا تعلم
لم يتم دين ولم يصلح عيشه
مظہری ج ۱ ص ۳۰۴ میں ہے :

۱۔ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی ۴۵۱ھ - دارک الشریعی امیاء الکتاب الدرر ص ۱۳۳

۲۔ ابوالبرکات محمد بن احمد نسفی ۴۶۱ھ - الجامع لاحکام القرآن دارالکتاب ص ۱۰۰

۳۔ علی بن محمد بغدادی ۴۷۱ھ - غازی ج ۲ ص ۲۰

۴۔ ابی حنیفہ جابر کا مفہوم یہی ہے جو حنفی العرفان کے اقباس میں پہلے گزر چکا

۵۔ امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ - مسند ص ۱۳۱

۶۔ قلم اشرقتا کے حکیم نعمت ہے، اگر قلم نہ ہوتا تو دین سنو تا دنا

۷۔ امی محمد ثناء اللہ دہلوی ۱۲۲۵ھ - معین غازی دہلی

